تذکرۂ علمائے بہار
جلد اوّل
ابوالکلام قاسمی شمسی

تذکرہ علمائے بہار

جلد اول

ابوالکلام قاسمی شمسی

○

"Tazkera Ulama-e-Bihar"

Vol——I

Written By : Abul Kalam Qasmi Shamsi

Price : 135.00

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تذکرہ علمائے بہار

جلد اول

ابوالکلام قاسمی شمسی

☆ ناشر : شعبہ نشر و اشاعت
جامعہ اسلامیہ قاسمیہ بالاساتھ' سیتامڑھی

کتاب کا نام : تذکرہ علمائے بہار جلد اول
مصنف کا نام : ابوالکلام قاسمی شمسی
پتہ : پرنسپل (انچارج) مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی پٹنہ
اشاعت اول : ۱۹۹۵ء
تعداد : ۱۰۰۰
ضخامت : ۴۹۹
قیمت : ۱۳۵ روپے
کتابت : انجم کمپوزنگ سینٹر ۱۹۵۸ چاندنی محل نزد رتن لال نرسنگ ہوم
دریا گنج دہلی ۱۱۰۰۰۲ فون : ۳۲۵۴۷۲۴
طباعت : انیس آفسیٹ پریس، دریا گنج، دہلی۔ ۲
ناشر : شعبہ نشر و اشاعت جامعہ اسلامیہ قاسمیہ بالاساتھ، سیتامڑھی
ملنے کے پتے : جامعہ اسلامیہ قاسمیہ بالاساتھ، سیتامڑھی
کتب خانہ عزیزیہ اردو بازار، جامع مسجد دہلی
کتاب منزل، سبزی باغ، پٹنہ
ابوالکلام قاسمی شمسی مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی پٹنہ

اساتذہ اور والدین کے نام

ترتیب

باب ق ۲۳۲

باب ک ۲۳۶

باب ل ۲۳۹

باب م ۲۴۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

صوبہ بہار ایک مردم خیز صوبہ ہے۔ اس صوبہ میں بڑے بڑے علماء' مشائخ' صوفیا' خطباء' حکماء اور دانشوران پیدا ہوئے۔ جنہوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں قابل قدر خدمات انجام دیئے۔ اہم خدمات کے باوجود انہیں نام ونمود اور شہرت سے وحشت رہی' اور گمنامی ہی کو پسند کیا۔ بالخصوص علمائے بہار اس میں پیش پیش رہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے بہار میں سے اکثر کے حالات مدون نہیں' اور نہ ہی ان کے حالات کی ترتیب و تدوین کا کوئی اہتمام کیا گیا۔ اس لئے بہتوں کے حالات معلوم نہیں۔ جن کے حالات دستیاب ہیں' وہ بھی بہت مختصر۔

تذکرہ علمائے بہار کی کمی علمی حلقوں میں محسوس کی جارہی تھی' میں نے اللہ پر بھروسہ کرکے اس اہم کام کو شروع کیا۔ کام کا آغاز کئی سال پہلے کیا گیا' درمیان میں مصروفیت کی وجہ سے رکاوٹ پیدا ہوتی رہی' لیکن اللہ کا فضل رہا کہ دلچسپی باقی رہی' اور کام کا سلسلہ موانع کے باوجود کچھ نہ کچھ جاری رہا۔ آخر بحمداللہ اس میں کامیابی حاصل ہوئی' اور تذکرہ علمائے بہار جلد اول کی تکمیل ہوگئی۔

تذکرہ علمائے بہار کی ترتیب وتدوین ایک پروجیکٹ ہے۔ اس پروجیکٹ کے تحت جلد اول میں وفات یافتگان کے حالات شامل ہیں' اور جلد دوم میں بھی وفات یافتگان کے حالات شامل کئے گئے ہیں۔ جب کہ جلد سوم سے باحیات اور معاصر علماء کے حالات جمع کئے جائیں گے۔

جلد اول میں پانچ سو علماء کے تذکرے شامل ہیں' اور یہ سبھی وفات یافتگان ہیں۔ اس کی دوسری جلد بھی تکمیل کے مرحلہ میں ہے' اس میں بھی پانچ سو علماء کے حالات ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب میں شامل اکثر علماء ایسے ہیں' جن پر مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ لیکن مجبوری کی وجہ سے انہیں تذکرہ کا موضوع بنایا گیا ہے۔

مجھے اس کا احساس ہے کہ آپ کو مطالعہ کے دوران تشنگی کا احساس ضرور ہوگا، لیکن یہ میری اور تذکرہ کی مجبوری ہے۔ البتہ اس کمی کو پُر کرنے کے لئے ماخذ کا حوالہ دے دیا گیا ہے، تفصیلی حالات کے لئے ماخذ کا مطالعہ کیا جائے۔ امید ہے کہ اس سے کسی حد تک تشنگی میں کمی آئے گی۔

تذکرہ علمائے بہار کی ترتیب و تدوین میں بہت سے حضرات کا تعاون شامل ہے، میں ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب و تدوین میں حصہ لیا۔ سب سے پہلے میں حضرت مولانا عبدالحنان بالاساتھوی بانی جامعہ اسلامیہ قاسمیہ بالاساتھ، سیتامڑھی و استاذ حدیث دارالعلوم عربیہ اسلامیہ، ماٹلی والا، گجرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں اس ضخیم کتاب کی طباعت کے لئے تعاون کرکے علمائے بہار سے محبت اور عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے انہیں زندہ جاوید بنانے میں اہم رول ادا کیا۔ اور مجھے ایک نیا حوصلہ عطا کیا۔ میری دعاء ہے کہ اللہ ان کی عمر دراز کرے، تاکہ علمائے بہار کے سلسلہ میں پروجیکٹ کو تکمیل تک پہنچانے میں آسانی ہو۔ ساتھ ہی جملہ مخلصین ومعاونین کا بے حد ممنون ہوں، جنہوں نے تذکرہ علمائے بہار کی ترتیب و تدوین میں تعاون کیا۔ بالخصوص میں ان تمام مصنفین و مؤلفین کا بے حد ممنون واحسانمند ہوں، جن کی کتابوں سے میں نے استفادہ کیا، خدا بخش اورینٹل لائبریری پٹنہ اور گورنمنٹ اردو لائبریری پٹنہ کی شکرگزاری بھی ضروری ہے کہ میں ان سے علمی استفادہ کیا۔

شکریہ کے ضمن میں انجم کمپوزنگ سنٹر، نئی دہلی کے پروپرائٹر و کارکنان کا شکریہ بھی ضروری ہے کہ انہوں نے کتاب کی تزئین میں بھرپور حصہ لیا۔

تذکرہ علمائے بہار جلد اول آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ توقع ہے کہ کتاب آپ کو پسند آئے گی۔

ابوالکلام قاسمی شمسی

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ

مطابق ۱۶ر فروری ۱۹۹۵ء

باب الف

۱ شیخ احمد بن یحی منیری

شیخ الاسلام احمد بن یحی بن اسرائیل بن محمد ہاشمی منیری کے جد اعلیٰ حضرت امام محمد تاج فقیہؒ قدس خلیل سے ۵۷۶ھ میں قصبہ منیر ضلع پٹنہ میں تشریف لائے اور یہاں کے راجہ سے جنگ کی اور منیر فتح کرلیا۔

حضرت امام کے تین صاحبزادے تھے، شیخ اسرائیل، شیخ اسمٰعیل اور شیخ عبدالعزیز، حضرت امام اپنے صاحبزادوں کو اپنا قائم مقام بنا کر واپسی کا ارادہ کیا اور بیت المقدس چلے گئے۔

آپ کی پیدائش ۲۶ر اور بروایتے ۲۹ر شعبان المعظم ۶۶۱ھ کو سلطان ناصرالدین محمود کے زمانہ میں منیر شریف ضلع پٹنہ میں ہوئی۔ پیدائش کا مادہ تاریخ "شرف آگین" ہے۔

حضرت مخدوم جہاںؒ کی ابتدائی تعلیم اس زمانہ کے مروجہ نصاب کے مطابق گھر پر ہوئی، آپ کو علامہ شرف الدین ابوتوامہ جیسا استاذ کامل مل گیا، جن سے تمام دینی علوم، کلام پاک، تفسیر، حدیث، فقہ اور علم کلام کے علاوہ علوم عقلی مثلاً منطق، فلسفہ اور ریاضی وغیرہ کی بھی تکمیل کی، حضرت علامہ شرف الدین ابوتوامہؒ غیاث الدین بلبن (۱۲۲۸ء تا ۱۲۸۱ء) کے عہد حکومت میں بخارا سے دھلی تشریف لائے، اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا، آپ کے تبحر علمی کا شہرہ دور دور تک ہوا، عقیدتمندوں کا ہجوم ہونے لگا، ان کے ہردل عزیزی سے سلطان کو خطرہ پیدا ہوا، چنانچہ اس نے سنارگاؤں (نزد ڈھاکہ) چلے جانے کا حکم صادر کردیا، علامہ اثنائے سفر منیر شریف میں مقیم ہوئے۔ حضرت مخدوم یحیؒ نے آپ کے تواضع میں کوئی کمی نہیں کی، اور جی کھول کر پذیرائی کی، اس قیام کے دوران استاذ اور شاگرد دونوں نے ایک دوسرے کو قریب سے دیکھا، اور ایک دوسرے کے گرویدہ ہوگئے۔ والدین کی اجازت کے بعد حضرت مخدومؒ استاذ کے ساتھ سنارگاؤں روانہ ہوگئے۔ علامہ نے ۶۶۸ھ میں سنارگاؤں پہنچ کر

ایک مدرسہ اور ایک خانقاہ کی بنیاد رکھی' اور آخری دم تک درس و تدریس اور رشد و ھدایت کا سلسلہ جاری رکھا' حضرت مخدوم جہاں نے علوم دینی و دنیوی' ظاہری اور باطنی کی تحصیل میں اپنے استاذ کے ساتھ بائیس سال گذارے' حضرت علامہ ابوتوامہؒ کا وصال ۷۰۰ھ میں ہوا۔

حضرت مخدوم تمام علوم کے حصول سے فارغ ہوئے' تو حضرت ابوتوامہؒ نے آپ کو اپنی دامادی میں لینے کا خیال ظاہر کیا' پہلے تو حضرت مخدومؒ نے پس وپیش کیا' مگر استاذ کی دلجوئی ملحوظ خاطر تھی' اس لئے اس رشتہ کو قبول کرلیا' استاذ کی دختر نیک اختر سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے کچھ عرصہ بعد حضرت والد ماجد مخدوم یحیؒ کے وصال کی خبر ملی' بے اختیار ہو کر استاذ سے اجازت چاہی اور اپنے خوردسال بچہ مخدوم ذکی کو ساتھ لے کر منیر تشریف لائے' حضرت مخدوم یحیؒ کا وصال ۱۱ شعبان المعظم ۶۹۰ھ کو ایک سو بیس سال کی عمر میں ہوا۔

حضرت مخدومؒ منیر پہنچ کر والدہ ماجدہ کی خدمت میں مشغول ہوگئے۔ مگر معرفت الٰہی کی وہ آگ جو برسوں سے سینہ میں فروزاں تھی' بھڑک اٹھی' آخر ایک روز اپنے صاجزادہ مخدوم ذکی کو اپنی والدہ ماجدہ کی گود میں دے کر فرمایا "حضرت آپ اس بچہ کو شرف الدین کی جگہ سمجھئے' اور اپنے بچہ کو طلب الٰہی کے لئے گھر سے باہر جانے کی اجازت دیجئے۔" آپ کی والدہ ماجدہ ولیہ کاملہ تھیں' اس بات سے خوش ہوئیں' اور بخوشی و رغبت اجازت دیدی۔

مخدوم جہاںؒ نے رخت سفر باندھا اور دلی کی راہ لی' آپ کے بڑے بھائی شیخ جلیل' جن کو آپ سے بے پناہ محبت تھی' ساتھ ہولئے۔ اس وقت دلی نہ صرف حکومت ہند کا صدر مقام تھا' بلکہ اسے بزرگان دین اور اولیاء اللہ کے مرکز ہونے کا بھی شرف حاصل تھا' مخدوم جہاں وہاں کے جملہ مشائخ کرام سے باری باری ملے' مگر کہیں تشفی نہ ہوئی' سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں بھی پہنچے۔ مگر وہاں بھی سیری نہ ہوئی' دل کا اضطراب بڑھتا گیا۔ پانی پت حضرت بو علی شاہ قلندرؒ

کے یہاں گئے، مگر "مروے ھست و لے مغلوب الحال" کہہ کر پھر دلی لوٹ آئے۔

پانی پت سے واپسی کے بعد لوگوں نے خواجہ خواجگان حضرت نجیب الدین فردوسی رحمتہ اللہ کا پتا بتایا۔ تو ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پہنچتے ہی رعب طاری ہوا۔ اور جسم مبارک پسینہ پسینہ ہوگیا۔ حضرت نے دیکھتے ہی فرمایا "درویش آؤ، برسوں سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں تا کہ تمہاری امانت تمہارے سپرد کردوں" اور بیعت لے لی، ساتھ ہی خرقہ، شجرہ اور کچھ نصائح لکھ کر ساتھ دیا اور رخصت کر دیا، اور فرمایا کہ راستہ میں کوئی بری بھلی بات سنو تو دلی واپس نہ آنا، مخدوم جہاں نے اپنی تعلیم و تربیت کے لئے کچھ دن قیام کرنے کی اجازت چاہی، تو حضرت نجیب الدین فردوسی رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ تمہاری تعلیم و تربیت بارگاہ رسالت سے مقدر ہے، تم اپنے وطن واپس جاؤ، اور اپنے کام میں مشغول ہوجاؤ، بیعت کے بعد دہلی سے وطن واپس جارہے تھے، تو پیر کے وصال کی خبر ملی، مگر مرشد کے حکم کا احترام کرتے ہوئے دلی لوٹ کر نہ آئے، بلکہ وطن کی جانب بڑھتے ہی گئے۔ جب بہیا کے جنگل میں پہنچے تو مور کی آواز سن کر نعرہ لگایا، اور جنگل میں غائب ہوگئے۔ برادر محترم نے بہت تلاش کیا، مگر کہیں پتا نہ پایا، چاروناچار گھر آکر والدہ سے سارا قصہ سنایا، آپ کی والدہ ماجدہ کو اس خبر سے فطری طور پر صدمہ ہوا۔ مگر چونکہ وہ خود ولیہ تھیں، اس لئے رضائے الٰہی کے سامنے سر جھکا دیا۔

مشہور ہے کہ آپ بہیا (ضلع شاہ آباد موجودہ ضلع بھوجپور) کے جنگل میں بارہ سال تک یاد الٰہی میں مشغول رہے، نہایت ہی سخت مجاہدے کئے، اور بڑی ریاضتیں کیں، وہیں آپ کی تعلیم و تربیت بارگاہ نبوت سے پایہ تکمیل کو پہنچی، اس کے بعد آپ راجگیر کے جنگل میں دیکھے گئے۔ اس طرح تقریباً چالیس سال تک جنگلوں اور پہاڑوں میں زندگی بسر کی۔

راجگیر کو بہار شریف سے قربت حاصل ہے۔ اس لئے رفتہ رفتہ مخدوم جہاں کے راجگیر کے جنگل میں قیام کی خبر تمام پھیل گئی، اور لوگوں کا ہجوم بڑھنے لگا، تو آپ

نے بدرجہ مجبوری بہار شریف میں اقامت اختیار کرلی' اس طرح درس و تدریس اور رشد و ھدایت کا سلسلہ جاری ہوگیا

مخدوم جہاںؒ کے مکتوبات' ملفوظات' رسالہ جات اور تصنیفات کے مطالعہ سے آپ کے تبحر علمی اور وسعت نظر کا صحیح طور پر اندازہ ہوتا ہے' علوم ظاہری کی شاید ہی کوئی شاخ ہو جس سے آپ کا تعلق نہ ہو' تفسیر' حدیث' فقہ' اصول' ادب' منطق' فلسفہ' کلام' ریاضی' ہیئت اور ہندسہ کوئی فن ایسا نہیں' جس پر آپ حاوی نہ ہوں' اور کوئی علم ایسا نہیں' جس میں پوری دستگاہ آپ کو حاصل نہ ہو۔

آپ کی تصنیفات میں شرح آداب المریدین' ارشاد الطالبین' ارشاد السالکین' رسالہ مکیہ و ذکر فردوسیہ' فوائد المریدین' لطائف المعانی' رسالہ اشارات' رسالہ اجوبہ' فوائد رکنی قابل ذکر ہیں' آپ کے ملفوظات کے مجموعہ میں معدن المعانی' خوان پر نعمت راحت القلوب' مخ المعانی' تحفہ غیبی اور مکتوبات میں مکتوبات صدی' مکتوبات دو صدی اور مکتوبات بست وہشت اہم ہیں۔

۶ر شوال جمعرات کی رات کو عشاء کی نماز کے وقت ۷۸۲ھ میں وفات پائی' ۶ شوال المکرم جمعرات کے دن چاشت کے وقت تجہیز و تکفین ہوئی' حضرت مولانا اشرف جہانگیر سمنانیؒ (م ۸۰۸ھ) نے نماز جنازہ پڑھائی' آپ کی قبر بہار شریف میں مرجع خلائق ہے۔

۲ شیخ ابراہیم احمد بہاری

شیخ صالح ابراہیم بن ابو احمد حسن بن حسین عمری بلخی ثم ھندی بہاری جو سلطان کے نام سے مشہور تھے' وہ سلسلہ سہروردیہ کے شیخ تھے' بہار میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم و تربیت ہوئی' اپنے والد سے تعلیم حاصل کی' اور ایک مدت تک ان کے ساتھ رہے۔ پھر ان کے بعد ۸۹۱ھ میں شیخ بنائے گئے۔ ان سے ان کے لڑکے محمد بن ابراہیم اور دوسرے لوگوں نے علم حاصل کیا۔

۱۱ر رمضان ۹۴۳ھ میں وفات پائی

۳ شیخ ابویزید منیری

شیخ ابویزید بن عبدالملک بن اشرف بن محمود بن سلطان بن حسام بن اشرف بن خلیل بن یحیٰ ہاشمی منیری شیخ دولت کے نام سے مشہور تھے' منیر میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش و پرداخت ہوئی' شیخ قطب الدین بڈھن منیریؒ سے علم حاصل کیا' اور ان کے ساتھ ایک مدت تک رہے' اور انہیں سے سلسلہ فردوسیہ کی تعلیم حاصل کی' اور انہیں شیخ ناصر میران فردوسی' شیخ محمد بن طیب زنجانی اور شیخ جمال الدین حافظ منجھن نے اجازت بیعت دی' اور شیخ کبیر شرف الدین احمد بن یحیٰؒ کی روحانیت سے استفادہ کیا' اور خوب فیض حاصل کیا' اور شیخ کے درجہ تک پہنچے'ان سے ان کے لڑکے محمد ماہرو شیخ اجمل' شیخ عبدالکریم سعد' سیداحمد بہاری' شیخ احمد چشتی' شیخ خلیل' شیخ سارنی اور شیخ یعقوب قاضی اکبر آباد اور دوسرے لوگوں نے علم حاصل کیا۔

۲۴ر ذیقعدہ ۱۰۱۷ھ ر ۱۶۰۶ء میں ایک سو پچیس سال کی عمر میں وفات پائی

۴ مولانا شاہ انعام الدین پھلواروی

مولانا شاہ انعام الدین کے والد کا نام خواجہ عماد الدین قلندر پھلورویؒ تھا' ۲۵ر جمادی الاولی ۱۱۲۲ھ ر ۱۷۱۰ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں حضرت تاج العارفینؒ سے پڑھیں' تکمیل درسیات کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہیں سے فراغت حاصل کی۔ آپ کو بیعت و اجازت و خلافت ۱۱۳۷ھ ر ۱۷۲۴ء میں حضرت تاج العارفینؒ سے حاصل ہوئی'آپ نے دہلی میں ہی ۲۵ر جمادی الاولی ۱۱۴۷ھ ر ۱۷۳۴ءمیں وفات پائی' مقبرہ مخدوم نورالدین ملک یارپراں میں مدفون ہوئے۔

۵ ملا امراللہ منیراللہ پھلوارویؒ

ملا امراللہ منیراللہ پھلواروی' تاج العارفین شاہ محمد مجیب اللہؒ کے چچا زاد بھائی تھے۔ دہلی میں تعلیم پائی' قیام بھی دہلی میں ہی رہا۔ آپ کی تصنیفات میں ایک کتاب

تحلیل المحصلات لابن عربی لندن کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ تصوف میں ابن عربی کی مشہور کتاب ہے۔ اس کتاب کو امیر الامراء شمس الدولہ کے نام معنون کیا ہے۔ مولانا سید سلیمان ندوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی سیاحت لندن کے موقع پر اس کتاب کا مطالعہ کیا' لندن سے واپسی کے بعد مولانا ندوی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک عریضہ مولانا شاہ محی الدین قادری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھا' جس میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۲۰ر محرم ۱۱۶۸ھ ر ۱۷۵۴ء میں دہلی میں وفات پائی اور مقبرہ نور الدین یار پر اں میں مدفون ہوئے۔

۶ مولانا شاہ احمد عبد الحیؒ پھلواروی

مولانا شاہ احمد عبد الحیؒ' حضرت تاج العارفین شاہ محمد مجیب اللہ پھلوارویؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱۳۶ھ ر ۱۷۲۳ء میں ہوئی۔ درسیات تمام و کمال اپنے والد سے پڑھیں ۱۱۵۳ھ ر ۱۷۴۰ء میں والد ہی سے بیعت کی۔ اجازت و خلافت و تعلیم سلوک سب کچھ والد ہی سے ملی تھی۔

فقر و عرفان اور زہد و تقویٰ میں بہت بلند مرتبہ پر تھے۔ شاہ عالم نے کفاف عیال کے لئے کافی جاگیر عطا کی تھی۔ جس سے خوش زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ کی وفات ۲۵ جمادی الاخر ۱۱۹۳ھ ر ۱۷۷۹ء میں ہوئی' اور مقبرہ مجیبیہ میں مدفون ہوئے۔

۷ مولانا شاہ احمد عبد الحق پھلواروی

آپ حضرت تاج العارفین مولانا شاہ حبیب اللہ پھلوارویؒ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱۳۴ھ ر ۱۷۲۱ء میں ہوئی۔ درسیات تمام و کمال اپنے والد سے پڑھیں۔ بیعت' اجازت اور خلافت اپنے والد سے پائی تھی۔ ۱۱۳۹ھ ر ۱۷۲۶ء میں جمیع سلاسل مجیبیہ کا حضرت تاج العارفینؒ نے مجاز بنایا تھا۔ پھر ۱۱۴۸ھ ر ۱۷۳۵ء میں بیعت طریقت حاصل کر کے کسب سلوک کی طرف متوجہ ہوئے' اور رشد و

ھدایت کے لئے مرشد آباد تشریف لے گئے۔ مگر آپ مستور الحال رہے۔ آپ اہل خدمت تھے۔ اور مرتبہ ابدال پر فائز تھے۔

۲۸ رمضان المبارک ۱۱۹۹ھ/۱۷۸۵ء میں مرشد آباد میں رحلت فرمائی' اور وہیں مدفون ہوئے۔

۸ مولانا امیرالحسن قادری منعمی پٹنوی

مولانا امیرالحسن قادری منعمی عالم' حافظ اور قاری تھے' آپ کے والد کا نام سید محب حسن تھا۔ آپ کا وطن رائے پورہ فتوحہ تھا۔ آپ کے نانا قاضی تھے۔ آپ حج سے مشرف ہوئے۔ آپ دائم الحزن تھے۔ اگر کوئی شخص آپ کے سامنے فحش الفاظ بولتا تھا تو آپ سن کر خوف خدا سے رونے لگتے تھے اور چہرہ متغیر ہوجاتا تھا۔

۱۰ رمضان المبارک ۱۲۲۸ھ/۱۸۱۳ء میں انتقال ہوا۔ اور محلّہ دوندی بازار میں اپنے مکان کے متصل مدفون ہوئے۔

۹ مولانا امین اللہ عظیم آبادی

شیخ فاضل کبیر امین اللہ بن سلیم اللہ بن علیم اللہ انصاری نگر نہسوی ایک مشہور عالم تھے۔ منطق' فلسفہ اور ادب میں مہارت حاصل تھی۔ نگر نہسہ میں پیدا ہوئے۔ اور اپنے والد سے علم حاصل کیا۔ پھر الٰہ آباد کا سفر کیا۔ اور شیخ محمد قاسم الٰہ آبادیؒ سے منطق و حکمت کی تعلیم حاصل کی۔ پھر دہلی کا سفر کیا۔ اور شیخ ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ سے تحصیل علم کیا۔ پھر اپنے وطن واپس لوٹے' مدرسہ عالیہ کلکتہ میں تدریسی خدمت انجام دی۔ اور آپ سے بہت سے لوگوں نے علم حاصل کیا۔

آپ کی بہت سی تصنیفات ہیں۔ ان میں سے تفسیر میں ایک رسالہ ہے۔ جو

ولکم فی القصاص حیوۃ کی تفسیر ہے' العقیدۃ العظمی فی مدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم' میر زاہد پر حاشیہ' میر زاہد علی شرح المواقف پر حاشیہ' مسلم الثبوت پر حاشیہ قابل ذکر ہیں۔ آپ کا فارسی دیوان بھی ہے۔

۳ ربیع الاول ۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۸ء میں کلکتہ میں وفات پائی۔ جیسا کہ تذکرۃ النبلاء میں ہے۔

۱۰ مولانا حکیم سید احمد اشرف رضوی

مولانا حکیم سید احمد اشرف رضوی کے والد کا نام مخدوم شاہ رحیم الدین پھلواروی تھا۔ ولادت ۱۱۷۲ھ/ ۱۷۵۷ء میں ہوئی۔ آپ عالم و عارف اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ درسیات مولانا شاہ عبدالغنی سے پڑھیں۔ ۱۱۹۰ھ/ ۱۷۷۶ء میں حضرت مخدوم شاہ حسن شاہ حسن علی منعمی سے مرید ہوئے۔ سلسلہ آبائیہ چشتیہ کی اجازت آپ کو اپنے والد مخدوم شاہ رحیم الدین سے حاصل تھی۔

حکیم احمد اشرف ابتداء میں طبابت کا مشغلہ رکھتے تھے۔ کچھ مدت کے بعد مفتی عدالت کے عہدہ پر فائز ہو کر بردوان تشریف لے گئے۔ اور آخر عمر تک رنگ پور اور بردوان میں بسلسلہ ملازمت مقیم رہے۔ بردوان ہی میں ۲۹ ذی قعدہ ۱۲۳۸ھ/ ۱۸۲۳ء میں رحلت فرمائی۔

۱۱ شیخ ابراہیم بن برکت عظیم آبادی

شیخ فاضل ابراہیم بن برکت بن خلیل موجی پوری عظیم آبادی ابراہیم حسین کے نام سے مشہور تھے۔

منطق و فلسفہ میں مہارت رکھتے تھے۔ عظیم آباد کے ایک گاؤں موجی میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں پرورش و پرداخت ہوئی' شیخ مظہر علی عظیم آبادی اور شیخ جان عظیم آبادی سے علم حاصل کیا۔ اور ان کے ساتھ ایک مدت تک رہے۔ پھر عظیم آباد

واپس لوٹے۔ اور درس و تدریس کا کام شروع کیا۔ ان سے بہت سے علماء نے استفادہ کیا۔ ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء میں وفات پائی جیسا کہ حدیقۃ النبلاء میں ہے۔

۱۲ مولانا احمدی پھلواروی

مولانا احمدی پھلواروی ۷ صفر ۱۱۷۷ھ/۱۷۶۳ء میں پیدا ہوئے۔ درسیات تمام و کمال اپنے والد سے پڑھیں، بہت ذہین و فطین تھے۔ فراغت کے بعد سات سال تک مدرسہ جنیدیہ میں درس و تدریس کی خدمت انجام دیتے رہے۔ مولانا عبد العلی بحر العلوم فرنگی محلیؒ جس زمانہ میں بوہار علاقہ ہگلی میں مدرس تھے۔ ہنگام سفر میں ایک مرتبہ خانقاہ مجیبیہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ نشست ملا وحید الحق کے پاس تھی۔

اسی اثناء مولانا احمدی فرائض شریفی لئے ہوئے سبق کے لئے حاضر ہوئے۔ عبارت پڑھی اور مطلب بھی خود ہی بیان کیا۔ بیان حسب خواہ تھا۔ مولانا بحر العلومؒ آپ کی جودت طبع اور ذکاوت فہم سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور فرمایا کہ اس بچہ کو میرے ساتھ کر دیجئے، میں اس کو تعلیم دوں گا۔ مگر بعد مسافت کی وجہ سے ملا وحید الحق رحمۃ اللہ علیہ نے مفارقت گوارہ نہ فرمائی۔

بیعت و اجازت اپنے والد سے تھی۔ آپ کی تصانیف میں تفسیر بسم اللہ، رسالہ ما اھل بہ لغیر اللہ، رسالہ حاشیہ امور عامہ، حاشیہ میر زاہد ملا جلال، رسالہ مناسخہ، حاشیہ تحریر اقلیدس اور مجموعہ فتاوی قابل ذکر ہیں۔

آپ کے تلامذہ کی ایک کثیر تعداد ہے، ان میں سے آپ کے صاحبزادگان مولانا محمد ہادی، مولانا احمد علی ابراہیم، مولانا مہدی ان کے علاوہ حضرت شاہ محمد ابوالحسن فرد، مولانا شاہ ابو تراب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آپ کی وفات یکم شعبان ۱۲۵۱ھ/۱۸۳۶ء میں ہوئی۔ مقبرہ مجیبیہ میں مدفون ہوئے۔

۱۳ مولانا سید احمد یعقوب پھلواروی

مولانا سید احمد یعقوب کے والد کا نام مولانا حکیم احمد اشرف پھلوارویؒ تھا۔
۱۲ شوال ۱۲۰۳ھ/۱۷۸۸ء میں پیدا ہوئے۔ درسیات اپنے ماموں مولانا عبد الغنیؒ سے پڑھیں۔ یکم جمادی الاخر ۱۲۳۱ھ/۱۸۵۱ء میں حضرت شیخ العالمین شاہ محمد نعمت اللہؒ سے سلسلہ قادریہ وارثیہ میں بیعت کی، سلاسل مجیبیہ کی اجازت حضرت مولانا شاہ ابوالحسن فردؒ سے اور طریقہ منعمیہ کی اجازت حضرت مولانا شاہ عبدالغنیؒ سے حاصل کی۔

آپ کی تصنیفات میں سے ایک رسالہ مسمی ما اھل بہ لغیراللہ ہے، دوسری کتاب الانساب ہے، جس میں خاندان پھلواری و دیگر تعلقات والوں کے انساب کتابی شکل میں مرتب کئے گئے ہیں۔ ۱۲۳۰ھ مطابق ۱۸۱۴ء میں اپنے ماموں مولانا رحیم علیؒ کے انتقال کے بعد باکورہ پرگنہ چنگل محال میں مفتی عدالت کی خدمت پر مامور ہوئے۔ اس عہدہ پر ۱۸۳۴ء تک فائز رہے پھر ۱۲۳۹ھ بمطابق ۱۸۲۴ھ صدر الصدور کے عہدہ پر فائز ہو کر ڈھاکہ تشریف لے گئے۔ اور وہیں ۱۹ رجب ۱۲۵۳ھ/۱۸۳۸ء میں وفات پائی اور مقبرہ حضرت صوفی دائم میں مدفون ہوئے۔

۱۴ مولانا شاہ احمد حسین سہسرامی

مولانا شاہ احمد حسین موضع سمری کے رہنے والے گھر کے فارغ البال تھے۔
آپ کی قابلیت کا اعتراف جن لفظوں میں اہل سہسرام کرتے ہیں۔ وہ آپ کے پایہ کو بہت بلند کرتا ہے۔ آپ کے ایک زبردست عالم، محرر اور مقرر ہونے کا پتہ آپ کی متعدد تالیف و تصنیف میں ہے۔ جو ایک دو کے علاوہ ساری غیر مطبوعہ ہیں۔
آپ کا سال ولادت ۱۲۵۴ھ/۱۸۳۸ء اور انتقال ۶ صفر ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء ہے۔
مزار حضرت شاہ کبیر درویش کی درگاہ میں گروہ علماء کے صف میں ہے۔

۱۵ مولانا امام شاہ در بھنگوی

مولانا امام شاہ کے والد کا نام مولانا شاہ محمد صلاح خاموش اور مولد و مسکن محلّہ میش پٹی دربھنگہ تھا۔ آپ کی تعلیم و تربیت گھر پر ہوئی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے لکھنؤ تشریف لے گئے۔ اور تین برس وہاں رہ کر تعلیم کی تکمیل کی، اور رسم فراغ حاصل کرکے مکان واپس آئے۔

مولانا کے حالات دستیاب نہیں ہیں۔ تذکرہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ جید عالم تھے۔ اور مفتی و قاضی عدالت تھے۔ آپ کے والد اور چھوٹے بھائی مولانا سید شاہ محمد بہرامؒ بھی مفتی و قاضی عدالت تھے۔ اس زمانہ میں آپ کا خاندان علمی خانوادہ تھا۔ اور علم و فضل کی وجہ سے تعظیم و تکریم کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

مولانا امام شاہؒ کی وفات کی تاریخ معلوم نہیں۔ البتہ ان کے چھوٹے بھائی مولانا بہرام شاہؒ کی وفات ۱۲۵۹ھ / ۱۸۴۳ء میں ہوئی۔ اندازہ کے مطابق اٹھارہویں صدی کی دوسری دہائی میں آپ کی وفات ہوئی۔ اور اپنے آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۱۶ مولانا انور علی آروی

مولانا انور علی شیخ محمد حیات کے فرزند اور شہر آرہ کے رہنے والے تھے۔ ۱۲۰۴ھ / ۱۷۸۹ء پیدا ہوئے۔ مادہ تاریخ ولادت چراغ ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے شہر آرہ میں حاصل کی۔ پھر عظیم آباد آئے۔ اور قاضی عباس علی سے جو مولوی مبین اور تفضل علی خاں ریاضی داں کے شاگرد تھے، متداول علوم کی کتابیں پڑھیں۔ نہایت ہی ذہین و فطین تھے۔ اپنے تمام رفقائے درس پر سبقت رکھتے تھے۔

اپنے بھائی مولوی کرامت علی کے انتقال کے بعد ان کی جگہ شہر آرہ کے مفتی مامور کئے گئے۔ اسی اثناء آپ کو مولانا احمدی پھلواروی سے ارادت حاصل ہوئی اور حضرت ممدوح کی صحبت میں رہ کر تہذیب اخلاق کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور آخر میں مولانا فصیح غازی پوریؒ کی بابرکت صحبت سے مستفید ہونے لگے۔ مفتی عدالت آرہ کی

خدمت سے سبکدوش ہو کر پنشن لے لی۔

شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے اور یاسؔ تخلص کرتے تھے۔

۲۵ ذی قعدہ ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء میں وفات پائی۔ اور شہر عظیم آباد میں مدفون ہوئے۔

۱۷ مولانا سید شاہ ابوالحسن فرد قادری مجیبی پھلواروی

مولانا محمد ابوالحسن، والد کا نام سید شاہ نعمت اللہ قادریؒ، ولادت ۶ رجب المرجب ۱۱۹۱ھ/۱۷۷۷ء کو پھلواری شریف میں ہوئی، آپ نے درسیات کی کتابیں مولانا احمدیؒ سے پڑھیں، اور ۱۲۱۱ھ/۱۷۹۶ء میں تکمیل کی، اور طب اپنے ماموں مولانا حکیم غلام جیلانی سے پڑھی۔ مولانا اپنے وقت کے تبحر عالم اور عارف کامل تھے۔ بچپن سے شاعری کا ذوق تھا۔ آپ کا شمار اساتذہ وقت میں ہوتا ہے۔ فارسی میں طبع آزمائی کرتے۔ آپ کا دیوان دو جلدوں میں دیوان فرد کے نام سے طبع ہو کر متبولیت حاصل کر چکا ہے۔ آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں شرح مسلم پر حاشیہ مشہور ہے۔ آپ کا فارسی دیوان بھی ہے۔ آپ کی مفصل سوانح حیات "حیات فرد" کے نام سے ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء میں شائع ہو چکی ہے۔ آپ کا ذکر تاریخ ادبیات فارسی مصنفہ ڈاکٹر رضا زادہ شفق میں بھی موجود ہے۔

مولانا کی وفات ۲۴ محرم الحرام ۱۲۶۵ھ/۱۸۴۹ء میں ہوئی، اور پھلواری شریف خانقاہ مجیبیہ کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

۱۸ شیخ ابو تراب پھلواروی

شیخ ابو تراب بن نعمت اللہ بن مجیب اللہ جعفری پھلواروی فقہ و تصوف میں مشہور تھے۔ ۳ شوال ۱۱۹۲ھ/۱۷۷۹ء میں پھلواری میں پیدا ہوئے، اور مولانا احمد بن وحیدالحق پھلواروی ؒ سے علم حاصل کیا۔ اور اپنے والد سے طریقت کا علم حاصل کیا۔ اور ان کے ساتھ ایک مدت تک رہے، ان سے ان کے بھانجہ شیخ علی حبیب نے اور دوسرے لوگوں نے علم حاصل کیا۔

آپ کی تصنیفات میں تعلیم الطہارت، رسالہ مقدمہ بلوغ اور رسالہ حلت نان پاؤ قابل ذکر ہیں۔

شاعرانہ طبیعت بھی پائی تھی۔ آشنا تخلص کرتے تھے۔ فن تاریخ گوئی میں خاص مناسبت تھی۔

۷، ربیع الثانی ۱۲۷۰ھ، ۱۸۵۳ء میں پھلواری شریف میں وفات پائی، اور مقبرہ مجیبیہ میں اپنے والد کے نزدیک دفن کئے گئے۔

۱۹ مولانا ابو الحیات پھلواروی

مولانا ابوالحیات، حضرت شاہ نعمت اللہ پھلواروی کے چوتھے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت ذیقعدہ ۱۱۹۵ھ، ۱۷۸۲ء کو ہوئی۔ درسیات تمام و کمال مولانا احمدیؒ سے پڑھیں۔ اپنے عہد کے بڑے عالم و عارف تھے۔ آپ کی مختلف علمی یادگار اب تک موجود ہے۔ اکثر بیشتر مطالعہ کتب، تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں بسر ہوئی۔ آپ کی تصنیفات میں سے تذکرۃالکرام بزرگان پھلواری کے احوال میں بہت مشہور کتاب ہے۔ گرچہ اس کے مطبوعہ نسخے اب دستیاب نہیں ہیں۔ مگر ہندوستان کے مشہور کتب خانوں مثلاً خدا بخش لائبریری پٹنہ، امپریل لائبریری کلکتہ اور پھلواری کے کتب خانوں میں اس کے مطبوعہ و قلمی نسخے موجود ہیں۔

۱۱، ربیع الثانی ۱۲۲۸ھ، ۱۸۱۳ء میں اپنے والد ماجد سے بیعت ہوئے، اور کسب و سلوک کے بعد سلاسل مجیبیہ کے مجاز ہوئے۔

۲۶، رمضان ۱۲۷۲ھ، ۱۸۵۶ء میں رحلت فرمائی، اور مقبرہ مجیبیہ میں مدفون ہوئے۔

۲۰ مفتی احسان علی پھلواروی

مفتی احسان علی بن امان علی پھلواروی ایک فقیہ تھے۔ مولانا احمدی بن وحید الحق جعفری پھلوارویؒ سے علم حاصل کیا' اور ان کی صحبت میں بہت دنوں تک رہے۔ یہاں تک کہ علم و افتاء میں ماہر ہوگئے۔ فراغت کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

۱۵ر رمضان ۱۲۷۲ھ ر ۱۸۵۵ء میں وفات پائی جیسا کہ تاریخ الکملاء میں ہے۔

۲۱ قاضی اسد علی قاضی دولت پوری

قاضی اسد علی کا مسکن قاضی دولت پور تھا۔ جو کاکو سے دو کوس دکھن واقع ہے۔ آپ اپنے وقت کے بڑے رئیس' اولوالعزم اور مخیر تھے۔ پانچ پشتوں سے منصب قضا پر فائز تھے' (۱) قاضی صدر جہاں (۲) قاضی غیاث الدین (۳) قاضی سلام اللہ (۴) قاضی احمد اللہ (۵) قاضی رحمت اللہ عرف پیر علی (۶) قاضی اسد علی' قاضی اسد علی شاہ عطاء الرحمٰن عطاء کاکوی کے والد کے نانا تھے۔قاضی اسدؒ علی کی ولادت ۱۱۸۴ھ ر ۱۷۷۰ء میں ہوئی' اور وفات ۱۲۷۴ھ ر ۱۸۵۷ء میں ہوئی۔ ان کا مزار قاضی دولت پور میں ہے۔

۲۲ شیخ ابو الحیات پھلواروی

شیخ صالح ابو الحیاۃ بن نعمت اللہ بن مجیب اللہ ہاشمی جعفری پھلواروی فقہ وتصوف میں مہارت رکھتے تھے۔ ذی قعدہ ۱۰۹۰ھ ر ۱۷۷۷ء میں پیدا ہوئے' اور مولانا احمدی بن وحید الحق پھلوارویؒ سے علم حاصل کیا۔ اور اپنے والد سے طریقت کا علم حاصل کیا۔ اور ان کے ساتھ بہت دنوں تک رہے۔ ان سے اُن کے لڑکے یحیٰ ابن ابو الحیات نے علم و فیض حاصل کیا۔ ۴ر رمضان ۱۲۷۶ھ ر ۱۸۶۰ء میں وفات پائی۔

۲۳ مولانا ابراہیم مدین اللہ نگر نہسوی

شیخ فاضل ابراہیم بن مدین اللہ بن امین اللہ نگر نہسوی ایک جید عالم تھے۔ ۲ر رجب ۱۲۳۵ھ ر ۱۸۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ اور اپنے والد اور دیگر علماء سے علم حاصل کیا۔ پھر رام پور کا سفر کیا۔ اور شیخ نور الاسلام بن سلام اللہ دہلوی ثم رامپوریؒ، مفتی شرف الدین اور مولانا حیدر علی ٹونکیؒ سے علم حاصل کیا۔ پھر دہلی کا سفر کیا۔ اور بعض کتابیں مفتی صدر الدین دہلویؒ سے پڑھیں، اور شیخ حسن علی اور شیخ محدث اسحاق بن افضل نواسہ شیخ عبد العزیزؒ سے علم حدیث کی تحصیل کی، پھر طریقت کا علم سید احمد بن عرفان بریلویؒ سے حاصل کیا، اور ان کے ساتھ ایک زمانہ تک رہے۔ اس کے بعد درس کا سلسلہ شروع کیا اور مدرسہ عالیہ کلکتہ میں استاذ کی حیثیت سے بحال ہوئے۔ وہا اٹھارہ سال تک درس دیا۔ حرمین شریفین کا سفر کیا۔ حج و زیارت کیا۔ اور عمدہ عمدہ کتابین لے کر آئے۔ وہ کتابوں کو جمع کرنے اور ان کے مطالعہ کے حریص تھے۔ ان سے مولانا حداد مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ، شیخ گلزار علی نگر نہسوی، شیخ محمد سعید مہکاروی، شیخ عبدالغنی چھپروی، اور شیخ نجابت احمد بن تلطف حسین اور دوسرے لوگوں نے علم حاصل کیا۔ ان کی تصنیفات میں سے الجی شرح دیوان المتنبی۔ ضا.ہتہ الادباء حاشیہ علی شرح الشمسیہ مشہور ہیں۔ ان کے اور بھی رسائل ہیں۔

۹ رمضان ۱۲۸۲ھ ر ۱۸۶۴ء میں وفات پائی جیسا کہ تذکرۃ النبلاء میں ہے۔

۲۴ مولانا قاضی اشرف علی پھلواروی

قاضی اشرف علی، مولانا شاہ محمد علی اکبرؒ کے صاحبزادہ تھے۔ آپ کی پیدائش ۵ر ربیع الثانی ۱۲۱۳ھ ر ۱۷۹۸ء کو پھلواری میں ہوئی۔ ابتدائی کتابیں اپنے والد سے پڑھیں۔ مگر فراغت اپنے چچا مرحوم مولانا احمدی پھلوارویؒ سے حاصل کی، حضرت شیخ العالمین مولانا شاہ نعمت اللہؒ کے مرید تھے۔ کسب سلوک کے لئے حضرت فرد اور مولانا

ابو ترابؒ کی صحبت میں بیٹھے' اجازت وخلافت اپنے والد کے علاوہ ان تینوں بزرگوں سے بھی پائی تھی' ایک مدت تک بہار میں منصف رہے۔ پھر قاضی شہر مقرر ہوئے۔ بہار ہی میں انتقال ہوا۔

آپ کا انتقال ۲۴ر ربیع الاول روز دو شنبہ ۱۲۹۲ھ ر ۱۸۷۴ء کو ہوا' مقبرہ حضرت مخدوم سیستانی میں مدفون ہوئے۔

۲۵ مولانا آل احمد پھلواروی

شیخ عالم محدث آل احمد بن امام بن نعمت اللہ بن مجیب اللہ جعفری پھلوارویؒ' پھلواری شریف میں ۷ رمضان المبارک ۱۲۲۳ھ ر ۱۸۰۸ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد سے علم حاصل کیا۔ حج و زیارت کی۔ اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کرلی' فقہ و حدیث شیخ محمد بن یحی شنقیطی مغربیؒ سے حاصل کی' اور انہوں نے شیخ سلیمان بن محمد ثوریؒ امام و خطیب مسجد نبوی اور انہوں نے شیخ عبدالحفیظ محمد عابد سنوسیؒ اور ان دونوں نے شیخ صالح بن محمدؒ سے حاصل کی۔ مولانا آل احمد ایک سیاح تھے۔ انہوں نے سمرقند' بخارا' کابل' غزنہ' کشمیر اور پنجاب کا کئی مرتبہ سفر کیا۔ اور اپنے وطن تین مرتبہ لوٹے' ان سے بہت سے علماء اور مشائخ نے علم حاصل کیا۔ ان میں سے شیخ علی حبیب بن ابو الحسن پھلوارویؒ' مفتی لطیف اللہ کوئلیؒ' سید محمد علی کان پوری' شیخ بدرالدین پھلوارویؒ' مولوی عبدالحمید بہاریؒ اور دوسرے بہت سے علماء نے اکتساب فیض کیا۔

۱۰ شعبان ۱۲۹۶ھ ر ۱۸۷۹ء میں مدینہ میں وفات پائی۔ اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ اعیان میں تاریخ وفات ۲۶ رمضان ۱۲۹۵ھ درج ہے

۲۶ مولانا احمد اللہ صادق پوری

مولانا احمد اللہ کا سابق نام احمد بخش تھا۔ آپ مولوی الٰہی بخش جعفری کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۲۳ھ/۱۸۰۸ء میں ہوئی' والد نے آپ کا نام احمد بخش اور آپ کے بھائی کا نام ولی بخش رکھا' جب حضرت سید احمد شہید بریلوی رحمتہ اللہ علیہ پٹنہ تشریف لائے' تو آپ کے والد نے حضرت سید صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے مکان پر مدعو کیا' تو آپ نے دونوں کا نام بدل کر احمد اللہ اور ولی اللہ رکھ دیا۔ آپ نے ابتدائی کتابیں مولانا ولایت علی سے پڑھیں۔ مولانا جب تکمیل علم کے لئے لکھنؤ تشریف لے گئے' تو مولانا منور علی سے تحصیل علم کیا' اور حدیث کی سند مولانا ولایت علیؒ سے حاصل کی۔ فراغت کے بعد درس تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے حلقہ درس سے مولانا فیاض علی' مولانا یحیٰ علی' مولانا اکبر علی' مولانا ارادت حسین' مولانا حکیم و جاہت حسین' مولانا عبدالرحیم وغیرہ جید علماء فیض یاب ہوئے۔

مولانا نہایت ذہین و ذکی اور بہت ہی عاقل و لبیب تھے' ہمت' دلیری' حمیت' ہمدردی قومی و حب الوطنی یہ خاص آپ کا حصہ تھا۔ وہابی تحریک کے سلسلے میں آپ بھی تین ماہ تک نظر بند رہے' اور رہائی ملی' پھر ۱۲۸۱ھ/۱۸۶۰ء میں دوبارہ گرفتار ہوئے' اور جزیرہ انڈمان کالا پانی میں حبس دوام کا حکم ہوا' اس کے باوجود مولانا احمد اللہ نے نہایت ہی خندہ پیشانی سے اس کو قبول کیا۔ بالآخر آپ قید کرکے پورٹ بلیر انڈمان بھیج دئے گئے' اور اٹھارہ برس اس تکلیف و مصیبت میں زندگی بسر کرکے قید خانہ میں ہی ۲۸ ذی الحجہ ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء میں وفات پائی۔

۲۷ مولانا امیر الحق عظیم آبادی

شیخ عالم فقیہ امیر الحق بن ظہور الحق بن نور الحق بن عبد الحق بن مجیب اللہ جعفری عظیم آبادی مشہور بزرگ تھے۔ ۶ ذی قعدہ ۱۲۲۷ھ/۱۸۱۲ء میں عظیم آباد میں

پیدا ہوئے' اور مولانا نصیر الحق سے تعلیم حاصل کی' اور انہیں سے طریقت بھی حاصل کیا۔ اور ان کے جانشیں ہوئے' درس و تدریس اور وعظ و نصیحت میں تفسیر قرآن اور معارف صوفیہ کا بیان زیادہ کرتے تھے۔ ان سے ان کے لڑکے شاہ رشید الحق نے تعلیم حاصل کی۔

۱۵ر محرم الحرام ۱۳۰۲ھ ر ۱۸۸۴ء میں عظیم آباد میں وفات پائی' اور اپنے اسلاف کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۲۸ شیخ سید شاہ امجد حسین حسینی منیری

آپ داماد و جانشیں سید شاہ ابو ظفر قطب الدین احمد فردوسی منیریؒ کے تھے۔ محلہ چاند پورہ بہار شریف کے مشہور و معروف بزرگ حضرت مخدوم سید شاہ فریدالدین طویلہ بخش چشتی (م ۶ جمادی الثانی ۷۹۸ھ) بن حضرت سید ابراہیم کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت سید شاہ قطب الدین کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کی تعلیم و تربیت اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ محمد سلطان چشتیؒ سے ہوئی۔ علوم ظاہری کے ساتھ باطنی اسرار سے بھی باخبر تھے۔ اپنے عصر کے مشائخ میں بلند مراتب تھے۔ اکیس سال تک سجادہ نشین رہ کر ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۰۲ھ ر ۱۸۸۵ء میں وفات پائی۔ اور حضرت مخدوم دولت منیریؒ کے روضہ میں حضرت شاہ قطب الدین احمد منیری کے زیر پائیں مدفون ہوئے۔

۲۹ مولانا سید ابو ظفر ندوی دسنوی

مولانا سید ابوظفر ندوی دسنہ میں پیدا ہوئے۔ مولوی مقصود علی سے تعلیم حاصل کی' اس کے بعد اپنے ماموں صغیر الحق اور پھر سید ابوحنیف سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد دار العلوم ندوۃ العلماء تشریف لے گئے۔ ۱۹۱۱ء میں درسیات کی تکمیل

کی، تفسیر میں پہلا مضمون رسالہ "رفیق" رنگون میں چھپا۔ پھر تاریخی مضامین لکھنے لگے، تعلیم سے فراغت کے بعد پہلی ملازمت ملتان میں کی، پھر رنگون میں کی، بمبئی گئے اور پھر احمد آباد گاندھی کالج میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ اس کے بعد شانتی نیکیتن میں لکچرر ہوئے۔ ۲۸ سے زیادہ آپ کی تالیفات ہیں، جن میں تاریخ گجرات، تاریخ بوہرہ، تاریخ سندھ، تاریخ آل سبکتگین، مظفر شاہی، گجرات کی تمدنی تاریخ، تاریخی اولیاء نجران، سنسکرت کی کتابوں کا ترجمہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ آپ کی وفات ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء میں ہوئی۔

۳۰ مولانا سید احمد صوفی

مولانا سید احمد صوفی کے والد کا نام سید حبیب الحسین تھا۔ یہ صاد تپور میں پیدا ہوئے۔ اور تحصیل علم کے لئے مختلف شہروں کا سفر کیا۔ تقریباً بیس سال تحصیل علم کے لئے مسافرت میں گذارے۔ صوفی صاحب کا کتابی علم بہت عمدہ تھا، شعرو شاعری کا بھی ذوق تھا۔ آپ نے محلّہ گوری میں اپنے قیام گاہ پر جواب بادشاہ منزل ہے، ایک مدرسہ بھی قائم کیا تھا۔ آپ کی اہلیہ بھی عمدہ قرأت قرآن کی خوش الحانی و مخارج وغیرہ کی ادائیگی کے ساتھ ایک عمدہ قاری کی طرح پڑھتی تھی۔ ان کو بھی لڑکیوں کی تعلیم میں مہارت حاصل تھی۔ آپ کے مدرسہ کی بہت شہرت ہوئی، اور دور دور سے طلبہ تعلیم کے لئے آپ کے مدرسہ میں آنے لگے۔

آپ نے قرآن مجید کا ترجمہ بھی اردو زبان میں لکھنا شروع کیا۔ مگر افسوس کے پانچ پارہ تک تیار ہو کر رہ گیا، اور عمر نے وفا نہ کی۔

آپ کی وفات ۱۵/ محرم ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۰ء کو ہوئی۔ نموہیہ میں جمعہ مسجد کی قریب آپ کا مقبرہ ہے۔

۳۱ مولانا حکیم سید ابو البرکات استھانوی

مولانا حکیم سید ابوالبرکات کا وطن استھانواں ضلع نالندہ تھا۔ آپ حضرت مولانا سید شاہ امین احمد فردوسی سجادہ نشیں خانقاہ حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیریؒ کے خلیفہ دوم تھے۔

مولانا حکیم سید ابو البرکات نہایت خوش اخلاق، ذی علم، ذی اثر، نیک نفس، صاحب زہد و تقوی اور غیور طبیعت کے آدمی تھے۔ عربی و فارسی علوم میں ماہر ہونے کے ساتھ فن طب میں یدطولی رکھتے تھے۔ طبیعت بھی نازک تھی۔ اور خیالات بھی بلند پایہ رکھتے تھے، فارسی اور عربی اشعار اور مقولے کثرت سے نوک زبان تھے۔ معاملہ فہمی میں طبیعت بہت رساپائی تھی۔

شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ اکثر فارسی میں طبع آزمائی کرتے تھے۔ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۱ء میں وفات پائی، اور حضرت مخدوم الملک کے مزار کے قریب بڑی درگاہ میں مدفون ہوئے۔

۳۲ مولانا ابو محمد ابراہیم آروی

مولانا ابو محمد ابراہیم آروی ملکی محلہ آرہ کے ایک معزز گھرانے میں ۱۲۶۴ھ/۱۸۴۸ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد جناب ناظر عبد العلی بڑے طبیب اور خطاط تھے، مولانا نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر حاصل کی۔ پھر دیوبند اور علی گڑھ میں تعلیم حاصل کی۔ حضرت مولانا نذیر حسین کے حلقہ درس میں حدیث پڑھی۔

فراغت کے بعد اپنے وطن واپس آئے، اور مدرسہ احمدیہ کے نام سے ایک بڑے مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ مطبع خلیلی کے نام سے ایک بڑا چھاپہ خانہ کھولا۔

مدرسہ احمدیہ میں ہندوستان کے منتخب علماء درس دیتے تھے۔ حضرت مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری، حضرت مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی بہاری جیسے علماء اس مدرسہ

میں درس و تدریس کی خدمت انجام دیا کرتے تھے۔

آپ نے عربی و فارسی ادبیات پر بہت سی کتابیں لکھیں، عربی صرف و نحو کے متعلق چار کتابیں تصنیف کی ہیں۔ حدیث میں معلقہ اور طریق النجاۃ شائع کی، تفسیر خلیلی کے نام سے قرآن مجید کے چند پاروں کی تفسیر لکھی۔ مولانا حافظ عبد اللہ غازی پوریؒ سے منطق پر اردو میں ایک رسالہ لکھوایا۔

آپ نے تقریباً بیس کتابیں لکھیں۔ جن میں طریق النجاۃ (حدیث) تفسیر خلیلی، ترجمہ تفسیر ابن کثیر، تسہیل التعلیم، تلقین الصرف، تہذیب الصرف، ارشاد الطلب الی علم الادب مشہور ہیں۔ آخر عمر میں عرب گئے اور وہیں ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں انتقال کیا۔

۲۳ شاہ امین احمد شرفی فردوسی اسلام پوری

ساہ امین احمد شرفی فردوسی ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء میں پیدا ہوئے، آپ نے طریقہ فردوسیہ میں شاہ جمال علی شیخپورہ سے بیعت کی، اور آپ ہی کے حلقہ میں بیٹھے اور طریقہ ابو العلائیہ میں تعلیم پائی۔ جب شاہ جمال علی کا انتقال ہوگیا، تو آپ شاہ ولایت علی قادری منعمی کے حلقہ میں آئے۔ اور آپ سے تکمیل پائی، آپ سے بہت فیض جاری ہوا۔ آپ کے خلفاء ہندوستان کے علاوہ یمن، کابل اور پشاور میں بھی ہیں۔ آپ اپنے والد کے بعد حضرت مخدوم الملک کے خانقاہ کے سجادہ نشیں ہوئے۔ آپ شعرو شاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ اور فارسی میں ثباتؔ اور اردو میں شوقؔ تخلص کرتے تھے۔ شجرات طیبات، گل بہشتی، گل فردوس، روضۃ النعیم، عبرت افزاء، سلسلۃ اللالی فارسی میں آپ کی مثنویاں مشہور و معروف ہیں۔ اس کے علاوہ نثر فارسی اور کچھ مختصر تصنیف اردو کی بھی ہے۔

۵/ جمادی الاخر ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۴ء میں خانقاہ حضرت مخدوم الملکؒ میں وفات ہوئی۔ اور آپ کے آستانہ میں اپنے والد کے بغل میں مدفون ہوئے۔

۳۴ شیخ محمد اشرف ڈیانوی

شیخ عالم صالح محمد اشرف بن امیر علی صدیقی، ڈیانو ی، شیخ شمس الحق محدث صاحب عون المعبود کے حقیقی بھائی تھے۔

۲۷ر ربیع الثانی ۱۲۷۵ھ ر ۱۸۵۸ء میں ولادت ہوئی۔ اپنے بھائی شمس الحق کے ساتھ مولوی عبد الحلیم شیخ پوروی، مولوں لطف علی بہاریؒ، مولانا فضل اللہ بن نعمت اللہ لکھنویؒ اور قاضی بشیر الدین عثمانی قنوجیؒ سے تعلیم حاصل کی، حدیث کی تعلیم شیخ نذیر حسین محدث دہلویؒ سے حاصل کی۔ ان کے ساتھ بہت زمانہ تک رہے، اور عبادت و افادہ میں مشغول رہے۔ صاحب نزہتہ الخواطر نے ان سے عظیم آباد میں ملاقات کی۔

انکار سالہ قرآۃ خلف الامام ہے۔

۱۵ر محرم ۱۳۲۶ھ ر ۱۹۰۸ء میں ڈیانواں میں وفات پائی۔

۳۵ مولانا اشرف علی صادقپوری

مولانا اشرف علی کے والد کا نام مولانا احمداللہ صادق پوریؒ تھا، آپ کی ولادت ۱۲۵۹ھ ر ۱۸۴۳ء میں ہوئی۔ آپ نے درسیات اپنے والد اور اپنے بڑے بھائی حکیم مولانا عبدالحمید اور اپنے چچا مولانا فیاض علیؒ سے پڑھیں، اور درسیات کی تکمیل کے لئے اپنے چچا کے ساتھ افغانستان تشریف لے گئے۔ لیکن جب وہاں اپنے مقصد میں کامیاب نظر نہ آئے، تو دہلی میں مفتی صدرالدین کی خدمت میں پہنچے۔ ان سے کچھ مباحث کی تعلیم حاصل کی، پھر مولانا سلامت اللہ کانپوریؒ کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ اور چند مشکل مباحث پر بحث کیا، اور استفادہ کیا۔ پھر جونپور میں مفتی یوسف فرنگی محلی مدرس اول مدرسہ شاہ عباد اللہ کے پاس پہنچے، اور کچھ عرصہ تک مسائل عقلیہ و نقیہ کی مشق کی۔ مفتی صاحب کل فتاوی آپ سے لکھواتے، اور فرماتے تمہارا علم مجھ سے ہرگز کم نہیں ہے۔ لکھنؤ میں قیام کے زمانہ میں طب کی طرف

متوجہ ہوئے' اور اس میں مہارت حاصل کی۔ پھر علوم مغربیہ کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے' اور اس میں مہارت حاصل کی' پھر فراغت کے بعد مختلف کالج اور سرکاری اسکولوں میں ملازمت کی۔ پھر ملازمت ترک کر دی اور درس و تدریس کا مشغلہ شروع کیا۔ بہتیرے لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔

شاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے

۲ر شوال ۱۳۲۶ھ بمطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۸ء بروز سہ شنبہ وفات پائی۔

۳۶ مولانا سید شاہ امجد حسین عظیم آبادی

حضرت سید شاہ امجد حسین نقشبندی ابوالعلائی المعروف شاہ امیر میاں سجادہ نشیں خانقاہ حضرت رکن الدین عشق تکیہ پٹنہ' پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ والد کی نگرانی میں تعلیم و تربیت ہوئی۔ والد کے بعد ۱۲۹۹ھ ر ۱۸۸۲ء میں بارگاہ عشق کے سجادہ نشین ہوئے۔ ہم عصر مشائخ میں بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ مثنوی مولانا روم کا روزانہ خانقاہ میں درس دیتے تھے۔ جس میں اہل علم کا مجمع رہتا تھا۔ دور دور سے اہل علم آتے اور درس میں شریک ہوتے۔ شعر و شاعری کا ذوق بھی تھا۔ حسین اور امجد تخلص کرتے تھے۔ فارسی اور اردو کلام کا مجموعہ موجود ہے۔

۲۲ر ذی قعدہ ۱۳۳۶ھ ر ۱۹۱۷ء کو وفات پائی اور مزار شریف حضرت عشق میتن گھاٹ کے احاطہ میں ہے۔

۳۷ مولانا اشرف عالم بھاگلپوری

مولانا اشرف عالم کی ولادت ۱۲۶۱ھ بمطابق ۱۸۳۱ء میں بھاگلپور میں ہوئی۔ آپ کی تعلیم و تربیت آستانہ عالیہ شہبازیہ کے مایہ ناز بزرگوں کے سایہ میں ہوئی۔ آپ اپنے وقت کے ایک نامور عالم دین اور صاحب معرفت بزرگ تھے۔ ہزاروں تشنگان علم نے آپ کے سایہ میں تعلیم و تربیت پائی' ان میں سے مولانا محمد علی اکبر

نگریؒ قابل ذکر ہیں' آپ کے والد مولانا شاہ عابد نوری نے آپ کی علمی اور روحانی صلاحیتوں کو دیکھ کر اپنی زندگی ہی میں آپ کو سجادہ نشیں بنادیا تھا۔

آپ نے متعدد کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔ جن میں مطبوعہ کتابیں درج ہیں۔ مجمع الاداب' آداب القرآن' حفظ الایمان' ذریعہ نجات۔ اشرف الاذکار' رسالہ خیرالکلام مولانا کی فارسی و اردو دونوں زبانوں میں موجود ہیں' آپ کے منظوم کلام میں بیشتر حمد و نعت ہیں۔

آپ کی وفات ۱۹۱۹ء میں ہوئی۔

۳۸ شیخ شاہ ابو الظفر فرید الدین احمد منیری

سید شاہ ابوالظفر فرید الدین احمد حضرت شاہ ابوالمظفر امجد حسین چشتی منیریؒ کے صاحبزادے تھے' آپ کی ولادت ۱۲۰۸ھ/ ۱۷۹۳ء میں محلہ چاند پورہ بہار شریف میں ہوئی۔ آپ کی ظاہری تعلیم منیر شریف میں ہوئی۔ سلسلہ فردوسیہ میں اپنے والد ماجد سے بیعت ہوئے۔ اور علوم باطنی کی تکمیل کی۔ آپ بافیض بزرگ تھے۔ آپ سے بہت فیض جاری ہوا' آپ اپنے والد کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ ۲۷ر سال تک سجادہ نشیں رہے۔

۲۲ر جمادی الاول ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ءمیں وفات پائی۔ اور حضرت مخدوم شاہ دولت منیریؒ کی درگاہ میں اپنے والد کے زیرپائیں مدفون ہوئے۔

۳۹ مولانا امجد علی صادقپوری

مولانا امجد علی' مولانا یحیی علی صادق پوریؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۶۳ھ/۱۸۴۷ء میں ہوئی۔ آپ نے درسی کتابیں مولانا اشرف علی سے پڑھیں۔ کسی دوسرے استاذ سے پڑھنا پسند نہیں کیا۔ چنانچہ اپنے استاذ مولانا اشرف علیؒ کے ساتھ افغانستان تشریف لے گئے۔ اور مولانا ہی کی خدمت میں رہے۔ علوم مشرقیہ

سے فراغت کے بعد لکھنؤ میں انگریزی شروع کی۔ اور بنارس گورنمنٹ اسکول کالج سے عربی ایم اے کا امتحان پاس کیا۔ آپ کو عربی ادب سے بہت مناسبت و دلچسپی تھی۔ آپ کو کلام جاہلی و اسلامی پر مکمل عبور تھا' اور فن لغت میں پوری بصیرت تھی۔ آپ کے حواشی خصوصاً ادبیات و لغت پر بہت زیادہ ہیں۔ دیوان لبید کی شرح نہایت بسیط کے ساتھ لکھنا شروع کیا تھا۔ مگر افسوس کہ حوادث نے اختتام سے باز رکھا۔ عربی میں فی البدیہہ اشعار کہتے تھے۔ اپنے وقت کے جید عالم تھے۔

۲ر شوال ۱۳۴۱ھ ر ۱۹۲۳ء میں وفات پائی۔

۴۰ شیخ سید شاہ احتشام الدین حیدر شرفی منیری

شاہ احتشام الدین احمد' حضرت سید شاہ خلیل الدین احمد جوش منیری کے صاحبزادے اور حضرت سید شاہ لطف علی فردوسی منیریؒ کے نواسے تھے' علوم ظاہری میں کمال حاصل تھا۔ فارسی کے ساتھ عربی میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ عربی کا ایک دیوان مرتب کیا تھا' جس کو تالاب کی نذر کر دیا۔

فن طب میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ کچھ دنوں تک کلکتہ میں مطب کیا' آپ شعر و شاعری کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ اور شرؔفی تخلص کرتے تھے۔

وفات ۱۰ شوال ۱۳۴۳ھ ر ۱۹۲۵ء کو منیر شریف میں ہوئی' اور چھوٹی درگاہ میں مقبرہ کے پورب آپ کا مزار ہے۔

۴۱ مولانا ابوالخیر قاضی بہراوی دربھنگوی

مولانا سید ابوالخیر کا تاریخی نام محمد مظہر عالم تھا۔ آپ کے والد کا نام حکیم محمد شفیع الدین تھا۔ جو ایک اچھے طبیب تھے۔ مولدو مسکن قاضی بیرہ ضلع دربھنگہ تھا۔ یہ گاؤں جالہ سے تین کیلو میٹر پورب واقع ہے۔ ولادت ۱۲۸٦ھ بمطابق ۱۸٦۹ء میں ہوئی۔ بعض تذکرہ میں تاریخ پیدائش ۱۲۷۴ھ درج ہے۔ لیکن ان کے تاریخی نام سے

۱۲۸۶ھ نکلتا ہے۔ خانقاہ رحمانی سے منسلک ہونے کی وجہ سے رحمانی لکھا کرتے تھے۔

بچپن ہی میں والد کے سایہ عاطفت سے محروم ہوگئے۔ والدہ ماجدہ نے تعلیم و تربیت کی۔ ابتدائی تعلیم انہیں سے حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے دیوبند تشریف لے گئے۔ جہاں سے تقریباً ۱۸۸۶ء میں سند فراغت حاصل کی۔ تقریباً ۱۸۸۹ء میں مونگیر سے ماہنامہ شوخ نکالا۔ کچھ دنوں کے بعد پٹنہ چلے آئے۔ ہفتہ وار اخبار البنچ بانکی پور، پٹنہ کے حلقہ ادارت سے منسلک ہوگئے۔ تقریباً تین سال چار ماہ تک ایڈیٹر کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ۱۵ر جنوری ۱۹۰۲ء کو البنچ چھوڑا، کچھ دنوں پٹنہ میں قیام کرنے کے بعد وطن لوٹ آئے۔ نواب سخاوت علی خاں سعادت، پیغمبر پور اسٹیٹ دربھنگہ کی سرکار سے متعلق ہوگئے۔ عرصہ تک ان کے جلیسوں میں رہے۔ دیوان سعادت کی طباعت کے مراحل میں برابر کے شریک رہے۔ ان ہی کی مساعی جمیلہ سے دیوان شاندار طور پر شائع ہوا۔

شعر و سخن سے ذوق رکھتے تھے۔ اور خیرؔ تخلص کرتے تھے۔

زندگی کے آخری ایام میں خیر رحمانی نواب سید واجد حسین خسرو پورنیہ کے یہاں اتالیق ہوگئے۔ لیکن طبع غیور نے وہاں زیادہ دنوں تک ٹھہرنے نہ دیا۔ وہاں سے خانقاہ رحمانی مونگیر پہنچے، اور حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے۔ کچھ دنوں تک مقیم رہ کر وہاں تعلیم باطنی حاصل کی، اور وطن لوٹ آئے۔ تھوڑے ہی دونوں رہ سکے ہوں گے کہ ۱۳۶۸ھ بمطابق ۱۹۴۸ء میں وفات پائی اور اپنے مکان کے سامنے وسیع و عریض میدان میں مدفون ہوئے۔

۴۲ مولانا اصغر حسین بہاری

مولانا اصغر حسین کی پیدائش اپنے آبائی وطن محلہ بنولیہ بہار شریف میں شعبان ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۴ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ نثر ظہوری میں ختم کرکے مولوی محمد رفیع الدین زمیندار موضع شکرواں کی خدمت میں حاضر ہو کر نحو و صرف کی

تعلیم حاصل کی، اور قرآن شریف کا ترجمہ پڑھا۔ پھر مدرسہ اسلامیہ بہار شریف میں داخلہ لیا۔ رسالہ میر زاہد تک تعلیم یہیں حاصل کی، پھر الہ آباد چلے گئے، اور وہاں ایک سال مدرسہ سبحانیہ میں رہ کر مدرسہ احیاء العلوم تشریف لے گئے، جہاں حضرت مولانا منیر الدین ناروی الہ آبادی، مدرس اول تھے۔ آپ نے مولانا سے قدوری تک تعلیم حاصل کی، اسی درمیان مولانا محمد فاروق چریا کوٹی سے استفادہ کیا، اور صدرا وغیرہ کی تعلیم حاصل کی، پھر ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں دار العلوم دیوبند میں حضرت شیخ الهند رحمتہ اللہ سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں فراغت حاصل کی، فراغت کے بعد ۱۳۲۸ھ میں بھاگلپور ملاچک محلہ میں بحیثیت مدرس تشریف لے گئے، اور ایک ڈیڑھ ماہ کے بعد طبیعت خراب ہوگئی، مکان واپس آئے، پھر رجب المرجب ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں مدرس اسلامیہ شمس الہدی پٹنہ میں مدرس مقرر ہوئے۔ ۲۰/ جنوری ۱۹۳۴ء سے ۴ نومبر ۱۹۳۴ء تک چار ماہ دو دن مدرسہ کے ایکٹنگ پرنسپل رہے، پھر مولانا معین الدین ندوی پرنسپل مدرسہ کے وصال کے بعد دوبارہ ۱۴ اپریل ۱۹۴۱ء سے ۲۴ دسمبر ۱۹۴۱ء تک ایکٹنگ پرنسپل رہ کر یکم جنوری ۱۹۴۲ء کو پرنسپل کے عہدہ پر فائز ہوئے، اور ۱۵ مئی ۱۹۴۸ء کو پرنسپل کے عہدہ سے سبکدوش ہوئے، آپ کی تصنیف نزل الثوی شرح ترمذی عربی زبان میں ہے۔ اور نہایت ہی عمدہ کتاب ہے۔

آپ کی وفات ۱۹۴۸ء میں ہوئی اور بنولیہ بہار شریف میں مدفون ہوئے۔

۴۳ مولانا اسحاق سیتامڑھوی

بہار کے سرحدی قصبہ کنہواں سے متصل آبادی شمسی ہے۔ کنہواں شمسی جوڑواں نام ہے۔ اس شمسی کو بھی کنہواں کے ساتھ شامل سمجھا جاتا ہے، مولانا اسحاق یہیں بڑے گھرانہ میں پیدا ہوئے، چودھویں صدی کے تیسری دھائی میں آپ کی پیدائش شیخ فضل گماشہ کے گھر ہوئی۔ آپ کی تعلیم ابتداء سے مدرسہ اشرف العلوم کنہواں ضلع سیتامڑھی میں ہوئی۔ مولانا محمد طیب صاحب سے عمر میں چھوٹے تھے۔

مگر ہر جگہ رفیق درس رہے۔ حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ کے تربیت یافتہ تھے۔ اور بہت چہیتے شاگرد تھے۔ مدرسہ اشرف العلوم میں مختصر المعانی تک تعلیم پائی۔ پھر مولانا محمد طیبؒ کے ساتھ مدرسہ حنفیہ آرہ تشریف لے گئے۔ وہیں چند سال قیام فرماکر دورہ حدیث پڑھا۔ اس زمانہ میں مدرسہ حنفیہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد مسلم جونپوریؒ تھے۔

۱۳۵۲ھ؍۱۹۳۴ء میں حضرت مولانا محمد طیبؒ کے ہمراہ مدرسہ اشرف العلوم کنھواں ضلع سیتا مڑھی کے مدرس ہوئے، اور لوجہ اللہ تعلیم دیتے رہے۔ ۱۳۶۳ھ سے ۱۳۶۸ھ تک آپ مدرسہ اشرف العلوم کنھواں کے ناظم رہے۔ آپ کی نظامت نرالی و مثالی رہی۔ نظامت ہی کے زمانہ میں وفات پائی۔ ۱۳۶۸ھ؍۱۹۴۹ء میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا جس کا اثر قدرے زبان پر بھی تھا۔ اس سے جان بر نہ ہوسکے۔ ذی قعدہ یا ذی الحجہ ۱۳۶۸ھ؍۱۹۴۹ء میں آپ کی وفات ہوئی۔ اور شمسی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۴۴ مولانا ابو سلمہ شفیع احمد نالندوی

مولانا ابو سلمہ شفیع احمد کی ولادت دسمبر ۱۹۱۲ء میں بہار شریف ضلع نالندہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ قومیہ اور مدرسہ عزیزیہ بہار شریف میں تعلیم حاصل کی۔ پھر مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں داخل ہوئے، تعلیم کی تکمیل کے لئے دارالعلوم دیوبند اور ڈھابیل کا سفر کیا۔ مولانا کے اساتذہ میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ حضرت مولانا ابو عبداللہ محمد بن یوسف اور مولانا مفتی عتیق الرحمان عثمانی خاص طور پر قابل ذکر ہیں" تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے وطن بہار شریف میں صدر مدرس کی حیثیت سے بحال ہوئے۔ اور عرصہ تک درس و تدریس میں مصروف رہے۔ ۱۹۴۲ء میں مدرسہ اسلامیہ کے نام سے نوادہ میں ایک ادارہ کی بنیاد ڈالی۔ جو آج بھی کامیابی کے ساتھ تعلیم و تربیت کے فرائض انجام دے رہا ہے۔

مولانا ۱۹۴۶ء میں مدرسہ عالیہ کلکتہ میں استاذ حدیث و تفسیر مقرر ہوئے۔ اور ۱۹۷۲ء میں وہاں سے سبکدوشی حاصل کی۔ اور ادارہ و تالیف کے نام سے ایک آزاد ادارہ قائم کیا۔ اس ادارہ نے مولانا سید سلیمان ندویؒ اور مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کی متعدد تصنیفات کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ مولانا ابو سلمہ شفیع احمد نے خطابت کے ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی اچھا ذوق پایا تھا۔ چنانچہ آپ کی تصنیفات میں خطبہ جمعۃ الوداع، یکساں سول کوڈ اور اسلامی احکام پر اس کے اثرات، ختم رسالت اور قادیانی فتنہ، ضروری باتیں قرآن و حدیث کی روشنی میں اور اکابر دین الٰہی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ ابن حزم الظاہری الاندسی کی مشہور کتاب اسماء الصحابہ والرواۃ و مالکل واحد من العدد کی طباعت و اشاعت کا اہتمام بھی ان ہی کے ادارہ ترجمہ و تالیف نے کیا۔

مولانا ابو سلمہ شفیع احمد ۱۹۴۹ء سے تاحیات ۱۹۵۸ء تک مستقل کلکتہ میں قیام فرما رہے۔ اور اصلاح و معاشرہ کا کام نہایت اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔

مولانا کا انتقال ۱۹۵۸ء میں کلکتہ میں ہوا۔

۴۵ مولانا سید شاہ الیاس بہاری

مولانا سید شاہ الیاس بہاری کے والد کا نام سید امین الدین فردوسی ہے۔ آپ کی ولادت ۲۵ر ذیقعدہ بروز پنجشنبہ ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۸ء کو بہار شریف میں ہوئی۔ اپنے والد سے تعلیم حاصل کی۔ آپ نے گھر کے علاوہ مدرسہ حنفیہ موضع بین ضلع نالندہ میں تعلیم حاصل کی۔ درسیات سے فراغت کے بعد علم طب کی تحصیل کے لئے لکھنؤ تشریف لے گئے۔ اور تکمیل الطب میں داخل ہوئے۔ ۱۹۰۷ء میں فراغت حاصل کی۔ لکھنؤ سے واپسی کے بعد کچھ دنوں تک بہار شریف میں رہے۔ پھر نوادہ ضلع گیا تشریف لے گئے، نوادہ میں آپ نے اپنا مطب قائم کیا۔ نوادہ کے دوران قیام آپ نے بڑے بڑے علمی کارنامے انجام دئے، آپ کی طبیعت میں عاجزی و انکساری

حد درجہ تھی۔ شہرت و ناموری کو پسند نہیں کرتے تھے۔ مولانا شاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے۔ اردو و فارسی کی شاعری کے مسلم الثبوت استاذ بھی تھے۔ آخر زمانہ میں نوادہ چھوڑ کر بہار شریف میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ آپ نے حضرت مخدوم کی مکتوبات صدی کا اردو میں ترجمہ کیا۔ جو مکتوبات صدی کے نام سے طبع ہو چکی ہے۔

۱۴ ستمبر ۱۹۶۰ء کو وفات پائی۔ آستانہ مخدوم جہاں (خانقاہ بہار شریف) میں مدفون ہوئے۔

۴۶ مولانا مفتی ابوطاہر ظہور احمد نستوی دربھنگوی

مولانا ابوطاہر ظہور احمد کے والد کا نام نور الحسن بن کفایت علی مختار تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، پھر مشہور استاد مولانا سید برکات احمد بہاری ثم ٹونکیؒ، استاذالاساتذہ حضرت مولانا فاروق چڑیا کوٹیؒ، حضرت مولانا احمد حسن کانپوریؒ، اور حضرت مولانا ہدایت اللہ خان رامپوریؒ سے تعلیم مکمل کی۔ مفتی صاحب نے مدرسہ عالیہ کلکتہ، مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ، جامعہ مظہرالعلوم موضع پٹنہ ضلع مالدہ، بنگال اور مدرسہ دار العلوم لطیفی کٹیہار میں درس و افتاء وغیرہ کی خدمات انجام دے کر آخر عمر میں نستہ میں اقامت گزیں ہوگئے۔ نقشبندی مجددی سلسلہ سے وابستہ تھے۔

۱۹۶۸ء میں تقریباً پچاسی برس میں وفات پائی اور نستہ میں مدفون ہوئے۔

۴۷ مولانا حکیم سید احمد حسین مونگیری

مولانا حکیم سید احمد حسین کے والد کا نام مولوی سید خلیل الرحمان تھا۔ ولادت ۱۹۰۷ء میں موضع اوکھدی ضلع مونگیر میں ہوئی، ابتدائی تعلیم مدرسہ عزیزیہ بہار شریف میں ہوئی۔ اس کے بعد مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ میں ۴ سال تک مختلف علوم و فنون کی تعلیم حاصل کی۔ پھر مولانا سید برکات احمد ٹونکی کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ اور درسیات کی تکمیل کی، اور طب بھی انہیں سے حاصل کیا، اور خوب عزت

کمائی۔ پھر وطن تشریف لائے' اور وہیں مطب شروع کیا۔

سابق مشرقی پاکستان تشریف لئے گئے۔ صدر پاکستان کے معالج خاص تھے۔ تسہیل المعالجہ آپ کی تصنیفی یاد گار ہے' طبیب کے ساتھ جید عالم تھے۔ اور مطب کرتے تھے۔ ۱۹۷۲ء یا ۱۹۷۳ء میں وفات پائی۔

۴۸ مولانا حکیم ارادت حسین صادقپوری

حکیم ارادت حسین کے والد کا نام مولوی اولیاء علی تھا۔ آپ نے درسیات شروع سے آخر تک مولانا احمد اللہ سے پڑھیں' اور سند حدیث و تفسیر مولانا ولایت علی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ اور روحانی فیض بھی انہیں سے حاصل کیا۔ مولانا ولایت علی کے خلفاء عظام میں سے تھے۔ اور آپ کی مجلس شوریٰ کے ایک رکن تھے۔ آپ نے علم طب اپنے چچا حکیم احمد علی سے حاصل کیا۔ چچا کے انتقال کے بعد ان کے مطب میں خدمت خلق کرنے لگے۔ آپ باوجود عدیم الفرصتی کے مشغلہ درس و تدریس جاری رکھتے' آپ سے فیض حاصل کرنے والوں میں مولانا عبد الرحیم صادقپوریؒ بھی تھے۔ انہوں نے صحاح ستہ جناب حکیم ارادت حسین ہی سے پڑھی تھی۔ معقول و منقول دونوں ہی میں مہارت رکھتے تھے' مکہ معظمہ کے تیرہ برس کے عرصہ قیام میں آپ کے درس قرآن و حدیث میں بڑے بڑے علماء و فضلاء عرب و ترک وغیرہ آتے تھے۔ اور آپ کے حسن بیانی' قرآن فہمی اور حدیث دانی کی داد دیتے تھے۔ بعض عرب آپ کے شاگرد بھی تھے۔ دوسری مرتبہ جب مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ تو وہاں تیرہ برس قیام فرمایا' اس عرصہ میں آپ نے بڑے بڑے کام انجام دئے۔

آپ کا انتقال مکہ معظمہ میں ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء میں چھپن برس کی عمر میں ہوا۔ اور جنت المعلیٰ میں آپ کی قبر حضرت خدیجتہ الکبریٰ کے دائیں جانب واقع ہے۔

۴۹ مولانا احمد یحی گرڑوی، دربھنگوی

مولانا حافظ احمد یحی کے والد کا نام منشی امیرالدین تھا۔ آپ کی پیدائش موضع گرڑی ضلع دربھنگہ میں ۱۸۹۰ء میں ہوئی، ابتدائی تعلیم گرڑی کے مکتب میں حاصل کی۔ اعلی تعلیم کے لئے کانپور کا سفر کیا۔ اس زمانہ میں مولانا احمد حسن کانپوریؒ مدرسہ جامع العلوم کانپور میں درس دیتے تھے۔ مولانا احمد یحی نے مدرسہ جامع العلوم کانپور میں داخلہ لے کر استاذ فن حضرت مولانا احمد حسن کانپوریؒ سے تعلیم حاصل کی۔ اور وہیں سے ۱۳۲۷ھ میں فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد مدرسہ جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر میں تدریسی خدمت انجام دیا۔ پھر تعلیم و تدریس کا مشغلہ ترک کرکے اپنے مکان پر ہی تجارت کا کام شروع کیا۔ ساتھ ساتھ تبلیغ کا کام بھی انجام دیا۔ مولانا صاحب جائداد تھے۔

مولانا ایک جید عالم اور انتہائی صالح، متقی اور خاموش بزرگ تھے۔ بستی اور علاقہ میں مشہور تھے۔ آپ مولانا عبدالصمد رحمانی کے ہم درس تھے

۹ اگست ۱۹۷۵ء میں وفات پائی۔ ان کی وصیت کے مطابق مولانا محمد مجاہدالاسلام قاسمی نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے آبائی گاؤں موضع گرڑی میں مدفون ہوئے۔

۵۰ مولانا حکیم ابونصر مونگیری

مولانا ابو نصر کے والد کا نام ڈاکٹر محمد صدیق تھا۔ آپ کا آبائی وطن موضع اوکھدی ضلع مونگیر تھا۔ آپ کے والد موضع بکھری ضلع بیگوسرائے میں پریکٹس کرتے تھے۔ اور وہیں اقامت اختیار کرلی تھی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ تکمیل کے لئے دارالعلوم دیوبند گئے۔ اور وہیں سے فراغت حاصل کی، فراغت کے بعد طب کی تعلیم حاصل کی، ۱۹۵۴ء میں فراغت حاصل کی، پہلے بکھری میں پھر بیگوسرائے میں مطب کرنے لگے۔

نومبر ۱۹۷۶ء میں وفات پائی۔

۵۱ مولانا سید احمد اللہ ندوی

نام احمد اللہ، وطن آبگلہ ضلع گیا تھا۔ ولادت ۱۸۹۳ء میں محلہ مراد پور میں ہوئی۔ جو گیا کا ایک محلہ ہے۔ آپ کی نانہال بہار شریف تھی، آپ کے مورث اعلی حضرت آدم صوفی (م ۶۹۷ھ) موضع عالم پور جیٹھلی شریف ہیں، جن کا مزار جیٹھلی شریف پکی درگاہ کے نام سے مشہور ہے۔

مولانا نے ۱۹۰۸ء میں تعلیم کا آغاز کیا، اور ۱۹۱۷ء میں ندوۃ العلماء سے فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد مدرسہ الہیات کانپور اور امرت سر میں درس و تدریس کی خدمت انجام دیتے رہے۔ ۱۹۲۴ء میں دکن پہنچے، دائرۃ المعارف سے منسلک ہو گئے۔ دائرۃ المعارف میں آپ نے حدیث کی مشہور کتاب سنن بیہقی ۱۰ جلد اور مستدرک کی چار جلدوں میں ایک جلد، رجال تاریخ اور طب کی متعدد کتابوں کے ایڈٹ کرنے میں شرکت کی۔ عثمانیہ یونیورسٹی کے نصاب کی کتاب احاطہ فی اخبار غرناطہ کا ترجمہ کیا۔ یہ کتاب کراچی میں شائع ہو چکی ہے۔ مصر کے عربی اخبار البلاغ کا اردو ترجمہ کرکے "رہبر دکن" کو دیا۔

اپنے بھائی نور اللہ کی مدد سے ہوزری کی فیکٹری کھولی۔ پھر نظام کی فوج میں ٹھیکیداری کا کام کرنے لگے۔ سقوط حیدر آباد کے بعد فیکٹری بیچ کر کراچی چلے آئے، اور پیر الہی بخش کالونی میں دو کوارٹر خرید لئے، وہیں تذکرہ مسلم شعرائے بہار پہلی جلد شائع کی۔ تذکرہ مسلم شعرائے بہار کی چھ جلدیں شائع ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں، اور کافی مقبولیت حاصل کر چکی ہیں۔

غالباً ان کا انتقال ۱۹۷۷ء میں کراچی میں ہوا، اور وہیں مدفون ہوئے۔

۵۲ مولانا ابو القاسم فیضی امگاوی

مولانا ابو القاسم فیضی کا وطن موضع امگاؤں ضلع مدھونی تھا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اعلی تعلیم کے لئے مدرسہ فیض عام مئو ناتھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ میں داخلہ لیا۔

اور اسی مدرسہ سے فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد چند سال اسی میں درس دیتے رہے۔ اس کے بعد یکے بادیگر فتح پوری مسجد دہلی اور دار العلوم احمدیہ سلفیہ لہریا سرائے دربھنگہ میں کئی سال تدریسی خدمات کے بعد صدر مدرس و شیخ الحدیث کی حیثیت سے مدرسہ اسلامیہ بھوارہ میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے' اپنے گاؤں موضع امگاؤں میں المعہدالاسلامی قائم کیا۔ اس کے نگراں رہے' اور اس کی ترقی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔

مولانا جید عالم' متقی و پرہیزگار' تصنع سے دور اور سیدھی سادھی زندگی کے حامل تھے۔

مولانا کا فیض عام ہوا۔ بہت سے علماء نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ معقولات و منقولات کے جامع تھے۔

مورخہ ۱۶ر اگست ۱۹۸۲ء بروز سموار سوا بارہ بجے دن تقریباً ۶۵ سال کی عمر پاکر معمولی علالت (بلڈ پریشر) کے بعد وفات پائی۔ اور اپنے گاؤں میں مدفون ہوئے۔

۵۴ مولانا سید ابوالقاسم دربھنگوی

نام ابوالقاسم ،ور والد کا نام محمد ذاکر حسین تھا۔ موضع چندن پٹی پوسٹ مجھولیا وایا لہریا سرائے ضلع دربھنگہ میں ۲ نومبر ۱۹۲۴ء کو پیدا ہوئے' ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں داخلہ لیا۔ اور بہار مدرسہ اکزامینشن بورڈ سے فاضل پاس کیا۔

تحصیل علم کے بعد مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں استاذ مقرر ہوئے' ۱۸ اگست ۱۹۷۷ء سے ۳۰ ر نومبر ۸۲ء تک پرنسپل کے عہدہ پر فائز رہ کر سبکدوش ہوئے

ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد ۲۷ر اگست ۸۳ء کو حج کے لئے تشریف لے گئے ۲۰ اکتوبر ۸۳ ء کو حج سے واپس ہونے کے بعد ایک ماہ چند دنوں کے بعد

علیل ہوئے۔ آخر اسی مرض میں ۲۵ر صفر۱۴۰۴ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۸۳ء کو آپ کا وصال ہوگیا۔ اور اپنے خاندانی قبرستان واقع موضع چندن پٹی میں مدفون ہیں۔

مولانا ایک جید عالم تھے، طبیعت بھی موزوں پائی تھی، شعروشاعری سے بھی دلچسپی تھی کیفؔ تخلص کرتے تھے اور مولانا عبدالشکور آہؔ مظفرپوری کے شاگرد تھے

۵۴ مولانا ابوالحسنات سیدطہ کمال ندوی

مولاناسیدطہ کمال ندوی ۱۰ جنوری ۱۹۱۰ کو موضع اٹوالی پیربیگھہ نزد موضع بھدیا بودھ گیا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام مولانا سیدعبدالسبحان فریدی مشہدی وارثی تھا۔ آپ کے والد نے تاریخی نام سیدخیرات حسن مشہدی رکھا، آپ کا وطن مالوف محلّہ آ.بگہ بلاک مانپور ڈاکخانہ بنیادگنج ضلع گیا تھا۔

مولانا نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر ہی حاصل کی۔ پھرمدرسہ محبت السلام آ.بگہ گیا، مدرسہ انور العلوم گیا، مدرسہ اسلامیہ مبارکپور اعظم گڈھ سے حاصل کرنے کے بعد ثانوی تعلیم مدرسہ قادریہ دیوہ شریف بارہ بنکی، مدرسہ اسلامیہ و مدرسہ عزیزیہ بہار شریف سے حاصل کیا۔ اعلی تعلیم کی تحصیل کے لئے آپ نے ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخلہ لیا۔ اور وہاں سے فن حدیث اور عربی میں گولڈ مڈل حاصل کیا، مولانا نے علامہ شیخ تقی الدین الہلال مراکشیؒ، مولانا سید سلیمان ندویؒ، مولانا شبلیؒ، مولانا ابوالخیر فضل الرحمٰن گیاویؒ، مولانا سجادؒ بانی امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وغیرہ جید علماء سے تعلیم حاصل کی، ۱۹۵۶ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الھدی، پٹنہ میں بحالی ہوئی، درس وتدریس کے بعد مولانا کا محبوب مشغلہ تصنیف و تالیف تھا۔۔۔ شعروشاعری سے بھی دلچسپی رکھتے تھے، عربی میں اشعار کہتے تھے، عربی میں شعری مجموعہ **رائعات طیبات اور مراۃ الکمال** ہیں، فن عروض میں عروض کمال اور راہ سلوک ،ام القرآن وغیرہ آپ کی علمی یادگار ہیں۔

آپ کی وفات ۱۷ نومبر ۱۹۸۴ء کو ہوئی اور آبگہ میں دفن کئے گئے۔

۵۵ مولانا سید شاہ امان اللہ قادری پھلواروی

مولانا سید شاہ امان اللہ قادری کے والد کا نام حضرت محی الملۃ والدین شاہ بدرالدین قادریؒ امیر شریعت اول تھا۔ آپ کی ولادت پھلواری شریف میں ۸؍ محرم ۱۳۴۰ھ یوم یکشنبہ مطابق ۴؍ ستمبر ۱۹۲۱ء کو ہوئی، ابتدائی تعلیم اپنے چچا حضرت مولانا سید شاہ نظام الدینؒ سے حاصل کی، اس کے بعد حضرت مولانا محمد شریف (تلمیذ مولانا سید برکات احمد ٹونکی) اعظم گڑھیؒ سے درسیات کی تکمیل کی۔ مولانا محمد شریف فرنگی محل لکھنؤ کے مدرسہ میں مدرس اول تھے۔ لکھنؤ کے قیام کے زمانہ میں آپ قاری محمد یونس صاحب سے تجوید کے رموز ونکات معلوم کرتے رہے، پھر مولانا محمد شریفؒ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف میں مدرس اول کی حیثیت سے تشریف لے گئے۔ تو آپ بھی ان کے ساتھ گئے۔ وہاں پانچ سال تک تعلیم حاصل کی۔ درسیات کی تکمیل کے بعد ۵؍ رجب ۱۳۶۲ھ مطابق جولائی ۱۹۴۳ء میں آپ کی دستاربندی ہوئی، جلسہ دستاربندی میں دیگر علماء کے علاوہ فرنگی محل اور الہ آباد کے علماء بھی شریک تھے۔

مولانا ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء میں اپنے والد سے بیعت ہوئے، اپنے والد کے وصال کے بعد ۶ جمادی الاخر مطابق ۲۲ اپریل ۱۹۴۷، کو سجادہ مجیبیہ پر جانشین ہوئے سجادگی کے مشاغل کے ساتھ ساتھ درس و تدریس کا بھی سلسلہ جاری رکھا۔ چار بار حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے سجادگی کے زمانہ میں خانقاہ مجیبیہ نے کافی ترقی کی۔ مدرسہ مجیبیہ کی مستقل تعمیر ہوئی، باغ مجیبی کی چہار دیواری کی تعمیر، موذن خانہ کی تعمیر قابل ذکر ہے۔

مولانا شاہ امان اللہ قادری صوبہ بہار کے مشہور اور جید عالم تھے۔

آپ کی وفات ۲۶ شعبان شب جمعہ ۱۴۰۵ھ؍۱۹۸۴ء کو ہوئی اور قبرستان مجیبی میں مدفون ہوئے۔

۵۶ مولانا انوار احمد سوپولوی دربھنگوی

مولانا انوار احمد، حضرت مولانا عثمان کے بڑے صاجزادے تھے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ رحمانیہ سوپول میں اپنے والد کے زیر سایہ رہ کر حاصل کی تھی۔ دہلی میں حضرت علامہ ابراہیم بلیاوی سے استفادہ کیا، اور آخری تعلیم مدرسہ شاہی مراد آباد سے حاصل کی۔

فراغت کے بعد مدرسہ اسلامیہ مالدہ، مدرسہ رحیمہ گاڑھا ضلع سہرسہ میں درس و تدریس کے کام پر مامور رہے۔ پھر چالیس سال تک مدرسہ رحمانیہ سوپول میں درجہ علیاء کہ استاد رہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمدمدنی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ حج و زیارت سے مشرف تھے۔

مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۹۳ بمطابق ۱۷ ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ بعد نماز عشاء شب جمعہ کو پورے نو بجے انتقال ہوا، مولانا سعد اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ میت گرول لے جائی گئی۔ مولانا محمد عثمان کے متصل دفن کئے گئے۔

۵۷ مرزا ابراھیم عظیم آبادی

شیخ فاضل ابراہیم عظیم آبادی اپنے دیار کے مشہور فاضل تھے۔ وہ زہریار خان ترک شاملو وزیر عباس قاضی صفوی کے نسل سے تھے۔ وہ فقہ، ہیئت اور تمام علوم ریاضیہ میں مہارت رکھتے تھے۔ عظیم آباد میں پیدا ہوئے اور پرورش پائی۔ بعض درسی کتابیں اپنے شہر کے اساتذہ سے پڑھیں۔ پھر پھلواری میں خفیہ داخل ہوئے۔ کوئی ان کے نام کو نہیں جانتا تھا۔ وہاں چار سال تک رہے۔ اور تمام درسی کتابیں مولانا احمد بن وحید الحق پھلواروی سے پڑھیں، اور تقریباً پندرہ ہزار ہر علم وفن کی عمدہ کتابیں جمع کیں، اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ وہ صبح سے عشاء تک درس دیا کرتے تھے۔ ان کی بہت سی تصنیف کردہ کتابیں ہیں۔

وفات کا سال معلوم نہیں

۵۸ شیخ احمد بن محمد بہاری

شیخ احمد بن محمد بن طیب حنفی بہاری اپنے زمانہ کے مشہور فقیہ تھے۔ بہار میں پیدا ہوئے۔ اور پرورش و پرداخت ہوئی۔ اپنے والد سے علم حاصل کیا۔ اور ایک مدت تک ان کے ساتھ تھے۔ ان کے والد شیخ بدھا طیب (م ۹۴۷ھ) مشہور اساتذہ میں سے تھے۔

سال وفات معلوم نہ ہوسکا۔

۵۹ مولانا شاہ الیاس مونگیری

مولانا شاہ الیاس موضع لکھمنیاں ضلع مونگیر کے رہنے والے تھے۔ لکھمنیاں شمالی بہار میں مشہور بستی ہے۔ جسے حضرت شیخ سلطان نقشبندی مجددی کے مسکن و مدفن ہونے کا فخر حاصل ہے، حضرت شیخ سلطان اپنے شیخ کے حکم سے لکھمنیاں تشریف لائے۔ حضرت شیخ کی تشریف آوری سے پہلے لکھمنیاں ایک گھنا جنگل تھا۔ اس کے جنوب میں گنگا ندی بہتی تھی۔ جس کے آثار اب بھی موجود ہیں۔ حضرت سلطان نے جنگل کے جنوبی اور گنگا کے شمالی حصہ میں ایک کٹیا بنائی اور یادالٰہی میں مصروف ہوئے۔ حضرت شیخ کی دعاؤں سے یہ جنگل آبادی میں منتقل ہوگیا' اور مسلمانوں کا بڑا فروغ ہوا۔

مولانا الیاس ایک جید عالم اور برگزیدہ شخصیت کے مالک تھے' آپ نے حضرت مولانا حکیم برکات احمد بہاری ثم ٹونکی سے جملہ متداولہ کتابیں پڑھیں۔ اور سند فراغت لے کر وطن واپس آئے۔ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ کے قیام کے بعد ا۔ ررسہ الحاج سید نورالہدیٰ نے ملک کے نامور علماء کی خدمت حاصل کی' چنانچہ ۔ الیاس بھی استاذ کی حیثیت سے بحال کئے گئے۔ لیکن جب مدرسہ سرکاری ، میں آیا' تو ڈاکٹری رپوٹ موافق نہ ہونے کی وجہ سے ایڈجسٹ نہیں کئے ۔ اور مدرسہ سے الگ کردئے گئے۔ وہاں سے علیحدگی کے بعد دریاپور مسجد میں

درس دینا شروع کردیا۔ شہرت سن کر طلبہ جوق درجوق آنے لگے، لیکن جگہ کی قلت اور فنڈ کی کمی کی وجہ سے مدرسہ زیادہ دن نہیں چل سکا، اس کے بعد مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ تشریف لے گئے۔ ایک عرصہ تک وہاں درس و تدریس میں مصروف رہے، پھر انجمن حمایت الاسلام لاہور کی شاخ مونگیر میں تشریف لائے۔ دار العلوم لطیفی کیٹھار میں مدرس اول کی حیثیت سے کام کیا۔

قادیانی تحریک کے زمانہ میں لکھمنیاں کے گرد و نواح میں بھی لوگ ارتداد کے شکار ہوئے تھے۔ آپ نے اس تحریک کی جم کر مخالفت کی۔ اور مسلمانوں کو ارتداد سے بچایا۔ مولانا نے فن طب کا حصول حکیم برکات احمد سے کیا تھا۔ کچھ دنوں تک مطب کا مشغلہ بھی کیا، علاج و معالجہ میں مہارت رکھتے تھے۔ درس و تدریس کی مشغولیت کی وجہ سے مطب کی جانب سے توجہ کم ہوگئی۔ اور سلسلہ ختم ہوگیا۔

وفات کا سال معلوم نہ ہوسکا۔

۶۰ مولانا احسن اللہ بھاگلپوری

مولانا احسن اللہ مولانا صالح کے داماد تھے۔ مولانا صالح مولانا عبدالسلامؒ کے صاحبزادہ اور مولانا شہباز محمد بھاگلپوریؒ کے پوتا تھے، مولانا احسن اللہؒ اپنے زمانہ کے نامور اور ممتاز عالم اور صاحب تصانیف تھے۔ آپ بحیثیت شارح شہرت کے حامل ہیں۔ کیوں کہ آپ نے حضرت مولانا شہباز محمد رحمتہ اللہ علیہ کی تالیف ستین شریف کی شرح لکھی۔ اور اس کے دیباچہ میں حضرت مولانا شہباز محمد رحمتہ اللہ علیہ کے خصائل حمیدہ کی تعریف کی ہے جو قابل قدر ہے، زبان میں سلاست، صفائی، روانی اور شیرینی ہے، آپ کی تحریر میں تشبیہات و استعارات بھی ہیں، آپ کا وطن دیورا تھا۔ لیکن بھاگلپور میں اقامت پذیر ہوگئے تھے۔ آپ کا مزار ملاچک میں الحاج سید شاہ صفی العالم سجادہ نشیں کے دولت کدہ سے متصل پورب ملاجی کی درگاہ کے نام سے مشہور ہے۔

آپ نے ایک قصیدہ عربی زبان میں کہا ہے' جس میں ۲۴ بند ہیں۔ مولانا احسن اللہؒ کے عربی قصیدہ کی شرح فارسی زبان میں مولانا عاصل نے کی ہے۔ جو مولانا عاقل ششم سجادہ نشیں ملاچک کے صاحبزادہ تھے۔

وفات کا سال معلوم نہیں

۶۱ شیخ ابوالفتح بن محمد منیری

شیخ ابوالفتح بن محمد بن العلاء منیری شیخ ہدیۃ اللہ شطاری جو سرمست سے نام سے مشہور ہیں' منیر میں پیدا ہوئے۔ اور یہیں پرورش و پرداخت ہوئی۔ اپنے والد سے علم حاصل کیا۔ اور ایک مدت تک ان کے ساتھ رہے۔ اور شیوخ کے مرتبہ تک پہنچے' محمد بن الحسن المندوی نے گلزار ابرار میں لکھا ہے کہ وہ اپنے والد کے زمانہ میں مرتبہ سلوک کو نہ پہنچے' تو شیخ محمد نے ان کی جانب توجہ کی' اور وہ ان کے والد کے دوستوں میں سے تھے۔ وہ اذکار و اشغال میں ایک مدت تک مصروف رہے۔ جب تکمیل کو پہنچے تو ان سے خرقہ پہنا' ہمایون شاہ تیموری نے ۹۴۶ھ میں شہر منیر میں ان سے ملے' اور ان کی صحبت اختیار کی' جب حاجی پور پہنچے تو ان سے علیحدہ ہوگئے اور وہیں اقامت اختیار کرلی' وہیں وفات پائی۔ حاجی پور کے محلہ تکول میں ان کی قبر ہے۔

۶۲ مولانا امان اللہ عظیم آبادی

مولانا امان اللہ اکبر کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام شاہ عبدالستار تھا۔ آپ نے بہت عمر پائی۔ نور الدین جہانگیر اور شاہجہاں کا زمانہ آپ نے دیکھا۔ اورنگ زیب کے زمانہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ ان تینوں بادشاہوں کے زمانہ میں آپ شاہزادگان دہلی کو پڑھاتے رہے۔ اور ہر ایک بادشاہ نے متعدد مواضعات جاگیر میں آپ کو عطا فرمائے۔ آخر میں مرزا محمد معظم فرزند عالمگیر بادشاہ کو بھی آپ نے پڑھایا' اوائل عمر میں آپ نے شاہان دہلی کی ملازمت کی' اس کے بعد درس و تدریس میں

مصروف ہوگئے۔ آپ کا مکان محلہ پتھری پٹنہ میں تھا۔ مرزا معظم جس زمانہ میں بہار کا صوبہ دار تھا۔ اکثر آپ کے مکان آتا' اور فرامین مواضعات لکھ کر اپنے ساتھ لاتا' ملاقات کے بعد آپ کے بچھاون کے نیچے رکھ کر چلا جاتا' آپ کی نظر جب ان فرامین پر پڑتی' تو آپ اس کو رکھ دیتے' آخر عمر میں آپ نے گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ اور برابر کے پہاڑ پر جو سہسرام کے قریب ہے جا کر رہے۔ اور وہیں انتقال فرمایا۔ وفات کا سال معلوم نہیں۔

۶۴ مولانا شاہ ابوالبرکات محمد فائض

مولانا شاہ ابولبرکات محمد فائض کے والد کا نام شیخ ابوسعید تھا۔ آپ کا مولد دیورہ پرگنہ ارول ضلع گیا ہے۔ جب آپ سن رشد کو پہنچے' تو حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ سے ظاہری و باطنی علوم کی تحصیل کی۔ برسوں وہاں قیام فرمایا۔ پھر سیرد سیاحت شروع کی۔ اور دہلی پہنچے' پھر وہاں سے لاہور گئے اور وہاں سے ملتان کی سیر کی۔ پھر دہلی واپس لوٹے' اس وقت اورنگ زیب عالمگیرؒ فرمانروائے سلطنت دہلی تھے' پھر بھاگلپور پہنچے۔ اور حضرت مولانا شہباز بھاگلپوریؒ کے ایماء پر پٹنہ تشریف لائے۔ اور محلہ نموصیہ میں اقامت اختیار کی۔ جو اس وقت ایک جنگل کی صورت میں تھا۔ اس کے بیچ میں ایک بلندی بطور گڑھ کے تھی۔ اس میں آپ نے ایک حجرہ بناکر قیام فرمایا۔ اور ایک مسجد بنائی' جو اس وقت جامع مسجد نموصیہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ نے اسی مسجد میں علوم ظاہری و باطنی کے تعلیم و تعلم کا سلسلہ شروع کیا۔ چنانچہ حضرت شاہ ارزاں بھی آپ کے فیض صحبت سے مستفید ہوئے۔ آپ کی شہرت سن کر عالمگیر نے چالیس بیگھہ اراضی سکونت و تعمیر مسجد و خانقاہ کے لئے اور چھ سات مواضع مدد معاش کے طور پر آپ کو دئے گئے' لیکن آپ نے ان چیزوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دی' اور اسی پر قانع متوکل رہے۔ آپ کی وفات کا سال معلوم نہ ہو سکا البتہ آپ کی قبر نموصیہ کی جامع مسجد کے صحن میں واقع ہے

٦٤ شیخ احمد بن محمد بہاری

مفتی احمد بن محمد حسینی علوی بہاری جو احمد سعید بن محمد کے نام سے مشہور تھے' فقہائے حنفیہ میں سے تھے۔ صوبہ بہار کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش ہوئی۔ علوم و فنون اپنے والد صاحب سے حاصل کئے اور علم میں فضیلت حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد تدریس و افتاء کا کام شروع کیا۔ اور اس جماعت کے شیخ ہو گئے۔ شاہ جہاں بن جہانگیر نے انہیں مفتی مقرر کیا۔ اور وہ اس عہدہ پر ایک مدت تک رہے۔ وہ علم ادب' فقہ' اصول میں مہارت رکھتے تھے۔ اور مذاہب کے سلسلہ میں اچھی بصیرت رکھتے تھے۔ ان کے ابیات علماء کے درمیان مشہور ہیں جیسا کہ بادشاہ نامہ میں مرقوم ہے۔

بختاور خاں عالمگیری کے مراۃ العالم میں ہے کہ شاہجہاں نے ان کو دولت عثمانیہ اور شرفاء حرمین شریفین کے لئے سفیر مقرر کیا تھا۔ چنانچہ وہ حجاز تشریف لے گئے۔ اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے' پھر ہندوستان واپس آئے' اور عالمگیر بن شاہجہاں کے مقرب ہو گئے' وہ انہیں ایک ہزار پانچ سو روپے منصب کی تنخواہ دیتے تھے۔ اپنی لڑکی جہاں آرا بیگم کے لئے انہیں دیوان مقرر کیا تھا۔

وفات کا سال معلوم نہ ہو سکا۔

٦٥ مولانا اکبر علی صادقپوری

مولانا اکبر علی صادقپوری مولوی الٰہی بخش کے سب سے چھوٹے لڑکے تھے۔ آپ نے درسی کتابیں اپنے بڑے بھائی مولانا احمد اللہ سے پڑھیں۔ اور مولانا ولایت علیؒ سے بیعت ہوئے۔ آپ کی رہنمائی سے آپ کے والد مولوی الٰہی بخش نے بھی بیعت کی' آپ نے بھی اپنے مرشد کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ اور شب و روز ان کے ساتھ رہتے تھے۔ بالا کوٹ کے میدان بھی آپ مولانا ولایت علیؒ کے ساتھ تھے' اور وہاں آپ نے عمدہ کارنامے دکھلائے۔ بالا کوٹ سے مولانا ولایت علی کے ساتھ پٹنہ واپس

آئے۔ یہاں آکر چند مہینوں کے بعد وبائی بیماری میں وفات پائی۔ آپ کا مزار جمعہ مسجد محلہ نموحیہ پٹنہ کے صحن میں بڑے دروازہ کے قریب ہے
وفات کا سال معلوم نہیں۔

٦٦ مولانا سید اقبال حسین گیاوی

مولانا سید اقبال حسین موضع سید آباد پرسائیں ضلع گیا میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم بڑے ذی علم اور ماہر فن اساتذہ سے حاصل کی۔ مولانا عبدالوہاب پرتاپگڈھی فقیہ اور مولانا عبد الوہاب بہاری منطقیؒ سے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ متوسطات کی تعلیم مولانا محمد منیرالدین کانپوریؒ سے حاصل کی۔ اور علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کی۔ دستار فضیلت حضرت مولانا احمد حسن کانپوری اور حضرت مولانا محمد صاحب کے مبارک ہاتھوں سے بندھی، درسیات کی تکمیل کے بعد طب کی تعلیم لکھنؤ میں حاصل کی۔ اور طب کی سند حاصل کرکے وطن واپس لوٹے۔ ۱۹۲۱ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں بحالی ہوئی۔ اور جونیر سیکشن میں انچارج پرنسپل کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ دسمبر ۱۹۴۳ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ سے بیعت تھے۔

وفات کا سال معلوم نہ ہو سکا۔

٦٧ مولانا حکیم ابو نعمان لعل زمان سہسرامی

مولانا حکیم ابو نعمان لعل زمان کے والد کا نام حکیم عبدالسبحان اور دادا کا نام حکیم یاد علی تھا۔ یہ چوکھنڈی سہسرام ضلع رہتاس میں رہتے تھے۔ مولانا کے تفصیلی حالات دستیاب نہیں ہیں۔ البتہ اپنے وقت کے جید عالم اور حاذق طبیب تھے۔ مولانا فاروق چڑیا کوٹیؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، تاریخ دول العرب والاسلام تین جلدوں میں آپ کی مشہور تصنیف عربی زبان میں ہے۔ تینوں جلدیں قلمی مولانا کے صاحبزادے حکیم مسیح الزمان (م ۱۹۴۷ء) کے کتب خانہ میں موجود ہیں
وفات کا سال معلوم نہیں ہو سکا

باب

۶۸ شیخ بڈھن منیری

شیخ شمس الحق معروف بڈھن حقانی بہاری چشتی بن رکن الدین بلخی منیری ایک مشہور عالم تھے۔ اور سلسلہ فردوسیہ کے ایک مشہور بزرگ تھے۔ سلسلہ فردوسیہ کو شیخ محمد بن ابراہیم بلخیؒ سے حاصل کیا۔ اور ان سے ان کے لڑکے قطب نے اور دوسرے لوگوں نے تحصیل علم و فضل کیا۔باطنی کمالات شیخ عیسیٰ جونپوری سے حاصل کیا۔

شیخ بڈھنؒ علم و فضل کی وجہ سے پورے ہندوستان میں مشہور تھے۔ شیر شاہ سوری کو ان سے ایسی عقیدت تھی کہ اپنے ہاتھ سے ان کی جوتیاں سیدھی کرتا تھا۔ اسی زمانہ میں شیخ علائی بانی فرقہ مہدیہ اور علماء وقت میں مناظرہ ہوا' تو سلیم شاہ نے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے انہیں ایک حکم کی حیثیت سے منتخب کیا تھا۔ ان کا حلقہ درس نہایت وسیع تھا۔ شیخ طاہر ملتان سے بہار آئے اور شیخ بڈھنؒ کے حلقہ درس میں شریک ہوکر علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ آپ نے قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی کتاب ارشاد کی ایک شرح لکھی۔ اذکار الابرار ترجمہ گلزار ابرار میں ہے کہ آپ سخن حق کو خلا و ملا میں پوشیدہ نہیں رکھتے تھے' اور باآواز بلند نماز کی اذان کی طرح لوگوں کے کان میں پہنچاتے تھے' اس لئے آپ حقانی کے ساتھ مشہور ہوئے۔ آخر عمر میں جونپور چلے گئے اور وہیں ۲۸ر صفر ۹۶۰ھ میں وفات پائی اور جونپور میں اپنے شیخ کے قدموں تلے آسودہ ہیں۔ نزہۃ الخواطر میں مذکور ہے کہ تقریباً ۹۴۷ھ میں وفات پائی۔

۶۹ مولانا سید شاہ بدرالدین قادری پھلواروی

مولانا سید شاہ محمد بدرالدین قادری کی تاریخ ولادت ۲۷ر جمادی الاخری ۱ یکشنبہ ۱۲۶۸ھ/۱۸۵۱ء ہے۔ درسیات اپنے والد مولانا شاہ شرف الدینؒ اور اپنے پیر مرشد مولانا شاہ محمد علی حبیب نصرؒ سے تمام کیں۔ ۱۴ر ربیع الاول ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۶ء کو حضرت نصر سے بیعت ہوئے۔ اور حضرت نصرؒ سے خلافت و اجازت حاصل کی۔ آپ

نے بخاری شریف کی سب سے پہلی سند سماعت و قرات کے بعد حضرت نصر سے حاصل کی۔ ۱۲۷۷ھ۔۱۸۶۰ء میں حصن حصین و دیگر کتب حدیث کی سند مولانا آل احمد محدث مہاجر مدنیؒ سے حاصل کی۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے شیوخ سے اجازت حدیث حاصل تھی۔

آپ نے سلسلہ مجیبیہ کو بہت وسعت دی۔ اور آپ کے واسطہ سے یہ سلسلہ شام، عراق اور حبش وافغانستان تک پہنچا۔ غزنیں کی سینکڑوں باشندے آپ کے مرید تھے۔ ۱۹۱۵ء میں حکومت برطانیہ کی طرف سے آپ کو شمس العلماء کا خطاب عنایت ہوا۔ جس وقت آپ کو یہ خطاب ملا' اس وقت آپ نے اس خطاب کو واپس کر دینے کا ارادہ کیا' لیکن بعض مخلصین جن کا حکومت میں بہت رسوخ تھا' اس نے اس ارادہ سے آپ کو روکا۔ بالآخر یکم اگست ۱۹۲۱ء میں اس کو واپس کردیا۔ ۱۹ر شوال ۱۳۳۹ھ ر ۱۹۲۱ء میں بہ مقام پٹنہ محلہ سنگی مسجد میں ایک جلسہ منعقد ہوا' جس میں آپ کو باتفاق رائے امیر شریعت منتخب کیا گیا۔ اور کل حاضرین نے سمع و طاعت کی بیعت کی۔ کسی موضوع پر مستقل تصنیف نہیں کی ہے۔ مگر جو موضوعات علمیہ' تصوف' فقہ و دیگر مسائل پر مکالے و مکاتیب ہیں' جن کو لمعات بدریہ کے نام سے مولانا حکیم محمد شعیبؒ نے جمع کر دیا ہے۔ اس میں تقریباً بارہ سو صفحات ہیں۔ یہ تین حصوں پر منقسم ہے۔ مکمل ۳۳ سال سجادہ نشین رہنے کے بعد ۷۵ سال کی عمر میں شب سہ شنبہ ۱۶ر صفر ۱۳۴۳ھ ر ۱۹۲۴ء میں وفات پائی۔ اور مقبرہ مجیبیہ میں اپنے پیرو مرشد کے قریب مدفون ہوئے۔

۷۰ مولانا حکیم سید برکات احمد

حکیم سید برکات احمد کے والد کا نام حکیم سید شاہ دائم علی تھا۔ آبائی وطن بہار شریف (نالندہ) تھا۔ آپ نے علم طب اپنے والد حکیم شاہ دائم علی سے پڑھا۔ اس کے

بعد علوم عقلیہ کی تحصیل کے لئے مولانا فضل حق خیرآبادیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پندرہ سال تک ان کی خدمت میں رہے۔ اس کے بعد مطب کی مشق کے لئے مشاہیر اطباء لکھنؤ کے پاس گئے، پھر دہلی پہنچے، عضدالدولہ جناب حکیم غلام نجف خاں کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور تحصیل طب کیا۔ وہاں سے بھوپال تشریف لے گئے، اور وہاں قاضی ایوب سے علم حدیث کی تحصیل میں لگ گئے۔ تعلیم کے زمانہ میں آپ بھوپال میں علاج ومعالجہ کرتے رہے۔ علم حدیث سے فراغت کے بعد آپ ٹونک تشریف لے آئے، یہاں آکر اپنے والد کی مسند کو آباد کیا۔ آپ کے والد نواب کے معالج خاص تھے۔ اس عہدہ کو آباد کیا۔ آپ نے ٹونک آکر تمام علوم عقلیہ، نقلیہ، طبیہ وغیرہ کا درس دینا شروع کیا۔ سینکڑوں شاگرد عالم، حکیم، صرف عالم، صرف حکیم، آپ کے درس سے نکلے۔ مولانا سید برکات احمدؒ حکیم کی حیثیت سے زیادہ مشہور ہیں۔

تالیفات میں ترمذی شریف کی ضخیم شرح، شرح منار عربی کا ترجمہ اور رسالہ وجودنی اہم کتابیں ہیں۔

یکم ربیع الاول ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء کو آپ کا وصال ہوا۔

۷۱ حکیم مولانا بدیع الزماں قمر نعمانی سہسرامی

نام بدیع الزماں۔ والد کا نام حکیم ابو نعمان لعل زماں اور قمرؔ تخلص۔ اور قمر نعمانی سہسرامی کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کی ولادت ماہ صفر ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں ہوئی۔ مولد محلہ چوکھنڈی سہسرام ضلع رہتاس میں آپ کا مکان تھا۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ خیریہ نظامیہ سہسرام میں حاصل کی، سہسرام سے الہ آباد تشریف لے گئے۔ اور مدرسہ سبحانیہ الہ آباد سے سند فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد بمبئی گئے۔ اور وہاں مطب شروع کیا۔ شعروشاعری سے دلچسپی رکھتے تھے۔ علامہ شفقؔ عماد پوری گیاوی سے اصلاح سخن لینے لگے۔ پھر علامہ سیمابؔ اکبر آبادی کی طرف رجوع کیا۔

قمرؔ نعمانی کا قیام کم و بیش اٹھائیس سال بمبئی میں رہا۔ مرحومؔ بدایونی، محشرؔ

دہلوی، مولانا محمود اسرائیلی اور وسیم چشتی میرٹھی وغیرہ بمبئی کے علمی، ادبی اور شعری محفلوں کو گرمائے ہوئے تھے۔ حکیم مولانا قمر نعمانی ماہانہ الوارث بمبئی کی ادارت میں شریک رہے۔ بڑے پختہ مشق شاعر، صاحب فن اور بالغ نظر تھے۔ ملک میں اردو زبان اور شاعری کا جو معیار نظر آتا ہے، اس میں قمر نعمانی کا بڑا حصہ ہے۔ آخری عمر میں سرطان کی بیماری میں مبتلاء ہوئے، آپ کے چھوٹے بھائی حکیم شفیع الزماں آپ کو بمبئی سے سہسرام لے آئے، اور ۲۰ صفر ۱۳۸۷ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۶۷ء کو گیارہ بجے شب میں وفات پائی۔ ۳۱ مئی کو اپنے آبائی قبرستان ساگر میں دفن کئے گئے۔

باب ت
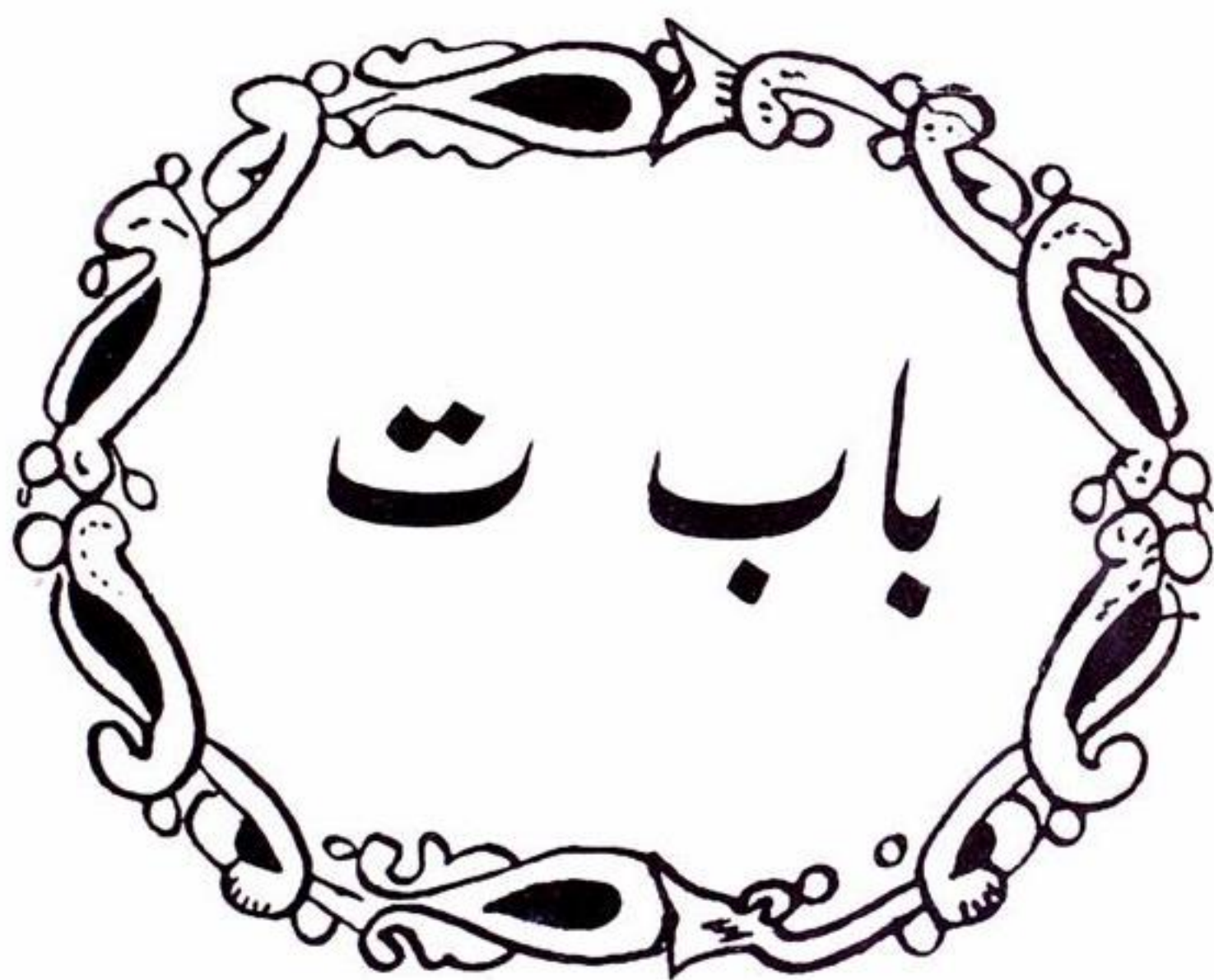
۷۲ شیخ تقی الدین سہروردی مسوی پورنیوی

شیخ تقی الدین سہروردی ساتویں صدی ہجری میں اطراف پورنیہ میں مسوں جو پورنیہ شہر سے تقریباً سو کیلو میٹر جنوب مشرق میں واقع ہے تشریف لائے، اور یہیں سکونت اختیار فرمائی۔ آپ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے خلیفہ شیخ احمد دمشقیؒ کے مرید تھے۔ آپ جید عالم تھے۔ آپ نے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی مشہور کتاب "احیاء العلوم" کی شرح ملتقط احیاء العلوم تصنیف فرمائی۔

آپ کی وفات کا سال معلوم نہیں۔ آپ کا مزار مسوں شریف میں ہے۔

آپ کے خاص خلیفہ شیخ سلیمان سہروردی مسویؒ تھے، شیخ سلیمان نے شیخ تقی الدین کے زیر سایہ تربیت پائی۔ اور ان کے روحانی فیض سے مستفیض ہوئے۔ حضرت شیخ نے اپنے صاحبزادے کی موجودگی میں آپ کو خرقہ خلافت عطا کی۔ آپ کی وفات ۷۵۲ھ میں ہوئی اور پیر و مرشد کے مزار کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

شیخ سلیمان کے خلیفہ شیخ مخدوم حسین سہروردی مسوی تھے۔ آپ حضرت مخدوم احمد چرم پوش کے ہمراہ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں تشریف لائے۔ ۸۰۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا مزار مسوں شریف میں ہے۔

۷۳ مولانا تصدق حسین عظیم آبادی

شیخ فاضل تصدق حسین بن عبداللہ بن غلام بدر بن سلیم اللہ انصاری نگرنہسوی ایک مشہور عالم تھے۔ نحو اور عربی ادب کی تعلیم سلطان احمد ولایتی سے الہ آباد میں حاصل کی۔ اور منطق وحکمت کی تعلیم شیخ ولی اللہ لکھنویؒ سے لکھنؤ میں حاصل کی۔ اور فنون ریاضیہ کی تعلیم ابراھیم حسین لکھنوی سے حاصل کی، پھر اپنے وطن لوٹے۔ اور درس و تدریس شروع کیا، ان کی شرح ھدایت الحکمتہ پر تعلیقات ہیں۔ اس کے علاوہ فارسی کا ایک دیوان بھی ہے۔

۸ صفر ۱۲۶۸ھ / ۱۸۵۱ء میں نگرنہسہ میں وفات پائی جیساکہ تذکرۃ النبلاء میں ہے

۷۴ مولانا تجمل حسین دسنوی بہاری

تجمل حسین نام، والد کا نام میر صابر حسین بن میر حسین بخش بن میر پیغمبر بخش بن سید رجب علی بن میر محمد شبیر بن حضرت میر صدرالدین رضوی مشہدی، تیسویں پشت پر یہ سلسلہ حضرت امام حسین علیہ السلام تک پہنچتا ہے، وطن بہار کے قریب دسنہ نامی مردم خیز قریہ ہے، مورث اعلیٰ حضرت میر صدرالدین غالباً فرخ شیر کے زمانے میں مشہد سے آکر اس قریہ میں مقیم ہوئے تھے، اور شاہ وقت سے کچھ جاگیر پائی تھی جو ائمہ کے نام سے مشہور ہے۔ ان قریہ کے اکثر سادات انہیں بزرگ کی اولاد ہیں۔

شاہ صاحب ۱۲۶۲ھ/۱۸۴۶ء میں پیدا ہوئے، بچپن ہی میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ خاندان کے دو بزرگوں حکیم سید محب الحق صاحب اور مولانا محمد یعقوب صاحب نے ان کی پرورش کی، اور ابتدائی تعلیم و تربیت کا حق ادا کیا۔ پہلے قرآن پاک حفظ کیا، پھر فارسی عربی کی ابتدائی کتاب حسب دستور زمانہ پڑھیں۔ اعلی تعلیم کے لئے مغل سرائے پہنچے اور کشتی پر بیٹھ کر بنارس کے اس پار اترے۔ پھر پیادہ چل کر جونپور آئے۔ پھر لکھنؤ میں فرنگی محل کو دیکھ کر آگے بانس بریلی اور رامپور ہو کر سہارنپور پہنچے، ان کے اساتذہ میں پہلا نام لطف بہاریؒ کا ملتا ہے۔ ان سے معقولات کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ جونپور مدرسہ امام بخش میں مولانا ہدایت اللہ خاں رامپوریؒ کے شاگرد رشید مولانا فضل حق خیرآبادیؒ سے پڑھا۔ لکھنؤ میں مولانا عبدالحئ فرنگی محلیؒ کے درس میں شریک ہوئے۔ سہارنپور میں مولانا مظہر سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ سے تفسیر اور مشہور محدث مولانا احمد علی محدث سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ سے حدیث پڑھی۔ حدیث کی دوسری سند مولانا شاہ فضل رحمن گنج مراد آباد سے حاصل کی۔

شاہ صاحب کے ہم درس رفقاء میں مفتی عبداللہ ٹونکی، مولانا شبلی نعمانی کے نام معلوم ہیں۔ شاہ صاحب نے مولانا احمد علی صاحب کے درس گاہ سے جمادی الاخر ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں سند فراغ حاصل کی۔ اور حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مراد

آبادیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان سے طریقہ نقشبندیہ میں مرید ہوئے۔ اور تقریباً ۳۵ر برس تک ان کی روحانی فیض سے سیراب ہوتے رہے۔

حج کے لئے جب مکہ گئے تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ دنوں دہلی کے ایک مدرسہ میں مدرس ہوئے، پھر شہر مونگیر میں بہت دنوں تک رہے۔ پھر بھوپال کا رخ کیا۔ اور پھر حیدر آباد پہنچے۔ فضل رحمانی اور مولا ابی القاسم علمی یادگار ہے۔ ۲۷ر رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ ر ۱۹۲۴ء میں دسنہ میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

۷۵ مولانا تصدق حسین مشتاق پورنیوی

مولانا محمد تصدق حسین کے والد کا نام شیخ بخش علی تھا۔ موضع رضوان پور عرف دلشادپور ضلع کیہار (قدیم پورنیہ) میں پیدا ہوئے۔ جو اب تک آباد ہے۔ یہ ایک مشہور گاؤں ہے جو کیہار سے پورب بارسوئی جنکشن سے اتر سودھائی اسٹیشن سے دو میل پچھم واقع ہے۔ مولانا کے جد امجد حضرت شیخ جمال الدینؒ گردش دوران سے گھبرا کر اجمیر شریف سے ہجرت کرکے ضلع پورنیہ کے موضع دلشاد پور میں آکر قیام پذیر ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ اور عربی کی تعلیم مولانا محمد حفیظ الدین احمد لطیفی رمضان پوریؒ سے حاصل کی، اور بیعت بھی مولانا رمضان پوری سے ہوئے۔ مولانا حفیظ الدین لطیفیؒ کے ساتھ مولانا تصدق حسین سہرام میں بھی رہے اور پٹنہ سیٹی میں بھی۔ اور دونوں جگہوں پر مولانا کے ساتھ رہ کر اکتساب فیض کیا۔ فراغت کے بعد درس وتدریس میں مشغول ہوئے، تقریباً آٹھ دس سال تک محمدیہ اسٹیٹ پورنیہ میں رہے۔ چھ سال تک مہن گاؤں اسٹیٹ (جو کشن گنج سے ۲۱ میل پچھم ہے) میں مقیم رہے، دو تین سال تک گوا گاؤں میں قیام فرمایا۔ اپنے گاؤں سے قریب چند میل کے فاصلہ پر ھری پور گاؤں میں کافی دنوں تک رہے اور تشنگان علم و ادب کو سیراب کیا مولانا محمد تصدق حسین شاعری کا مذاق بھی رکھتے تھے اور مشتاقؔ تخلص کرتے تھے۔ آپ نے فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں طبع آزمائی کی ہے۔ آپ کا قلمی دیوان موجود ہے۔ مولانا کی وفات تقریباً ماہ اگست ۱۹۳۵ء میں ہوئی اور دلشادپور کے باغ دیولی میں مدفون ہوئے۔

باب ج

۷۶ مولانا جان علی عظیم آبادی

شیخ فاضل جان علی حنفی عظیم آبادی اپنے شہر کے ایک مشہور عالم تھے۔ انہیں منطق و فلسفہ میں مہارت حاصل تھی۔ انہوں نے پوری عمر درس و تدریس کی خدمت انجام دی اور لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ ان سے بہت سے علماء نے علم حاصل کیا۔

۱۲ر جمادی الاولی ۱۲۶۷ھ ر ۱۸۵۱ء میں گیا میں وفات پائی۔

۷۷ مولانا سید جواد علی پھلواروی

مولانا سید جواد علی بن میر باقر علی بن سید حسن رضی، آپ حضرت شاہ منعم جعفری کے نواسہ تھے، کتب درسیہ حضرت مولانا شاہ محمد حسین پھلوارویؒ سے تمام کیں۔ آپ جید عالم تھے۔ فراغت کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۱۲۳۰ھ ر ۱۸۱۶ء میں حضرت شیخ العالمینؒ سے بیعت ہوئے۔ تعلیم و تربیت حضرت مولانا شاہ محمد ابوالحسن فردؔ پھلوارویؒ سے حاصل کی۔ اور خرقہ اجازت بھی پایا۔ آپ پورنیہ میں پیشکار رہے۔ پھر ترک وطن کرکے وطن تشریف لائے۔ اور بقیہ عمر یہیں گزاری۔ آپ کی وفات ۲۲ر ربیع الثانی ۱۲۸۷ھ ر ۱۸۷۰ء میں ہوئی۔ اور مقبرہ شاہ آیت اللہ میں مدفون ہوئے۔

۷۸ مولانا جمیل احمد بہاری مظفرپوری

مولانا جمیل احمد کا آبائی وطن موضع جمساری ضلع نالندہ تھا۔ ابتدائی تعلیم بہار شریف میں ہوئی۔ معقولات کی تعلیم حضرت مولانا ماجد علی جونپوریؒ سے حاصل کی، اس کے بعد مدرسہ اشاعت العلوم بریلی میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یاسینؒ (شاگرد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ) سے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ اور وہیں سے فارغ التحصیل ہوئے۔ مولانا منتخب الحق رحمتہ اللہ علیہ ان کے خاص شاگرد

تھے۔ مدرسہ جامع العلوم مظفرپور میں علوم دینیہ کی خدمت کے لئے بلائے گئے۔ اور وہیں کے ہوکر رہ گئے۔ معقولات میں ہندوستان کے صف اول کے چند منتخب علماء میں سے تھے۔ منقولات میں بھی مہارت رکھتے تھے۔

ولی کامل مولانا بشارت کریم گڑھولویؒ سے خاص تعلق تھا۔ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ کے مرید تھے۔

۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء میں وفات پائی۔

۷۹ مولانا جمال احمد خستہ مکیاوی مدھونی

مولانا جمال احمد کی پیدائش موضع مکیہ بشن پور ضلع مدھونی میں ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء میں ہوئی۔ اپنے گاؤں کے مکتب میں میاں جی الٰہی بخش بندھولوی سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ فارسی کی تعلیم کے بعد مدرسہ امدادیہ لہیریا سرائے دربھنگہ تشریف لے گئے۔ یہاں دو سال قیام فرمایا۔ پھر مدرسہ سبحانیہ الہ آباد گئے۔ وہاں چند سال گذار کر ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۷ء میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ دارالعلوم دیوبند میں ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۹ء میں دورہ حدیث پڑھ رہے تھے کہ گھر سے والد کی علالت کی خبر ملی۔ چنانچہ گھر چلے آئے۔ والد کی وفات ہوگئی۔ دوبارہ سفر دشوار ہوگیا اس لئے مدرسہ امدادیہ لہیریا سرائے دربھنگہ سے دورہ حدیث کر کے سند فراغت حاصل کی

آپ نے اپنے رفقاء سے زیادہ عمر پائی۔ پچاس سال سے اوپر کا طویل عرصہ تدریسی خدمات میں گذارا۔ سب سے پہلے آپ کی بحالی موضع رودولی ضلع سیتامڑھی کے مکتب میں ہوئی۔ چند ماہ بعد آپ نے نیپال کا رخ کیا اور مدرسہ محمودیہ راجپور تشریف لے گئے۔ پھر موضع بلوا کے مدرسہ میں واپس آگئے۔ یہیں آپ کی عمر کا زیادہ حصہ گذرا، کچھ دنوں کے لئے مدرسہ اسلامیہ حنفیہ ڈھاکہ ضلع چمپارن میں سکنڈ مولوی کی حیثیت سے تدریسی خدمت انجام دیا، ۱۹۳۳ء سے ۱۹۳۵ء تک مدرسہ

اشرف العلوم کنہواں میں صدر مدرس رہے' اور عرصہ دراز مدرسہ اشرف العلوم کے سرپرست رہے' اسی حالت میں آپ کی وفات ہوئی

۲۲ ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹۷۲ء مرض اسہال میں ۲۲ دن تک مبتلا رہ کر یوم جمعہ کو بعد نماز مغرب مٹھیا نامی گاؤں میں جہاں آپ قیام پذیر تھے' وفات پائی۔ اس بستی کا نام اب مٹھیا جمال پور ہے۔ یہیں آپ مدفون ہوئے۔

۸۰ مولانا شاہ جعفر پھلواروی

مولانا شاہ جعفر' مولانا سید شاہ سلیمان پھلواروی کے صاحبزادہ تھے' آپ کی ولادت ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۰۲ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد انگریزی شروع کی' لیکن پھر علوم عربیہ کی طرف مائل ہوئے' اور دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ چلے گئے' اور وہیں درسیات کی تکمیل کی۔ اور فراغت حاصل کی۔ آپ کو دینیات اور عربی ادب میں اچھی مہارت تھی۔ آپ نے اپنے منجھلے بھائی مولانا شاہ حسین کے انتقال کے بعد اپنے والد کی جگہ جانشیں ہوئے۔ تقریباً ۱۷ سترہ سال تک جامع مسجد ریاست کپور تھلہ میں امام و خطیب کے عہدہ پر فائز رہے۔ تقسیم ہند کے بعد مغربی پاکستان چلے گئے' اور لاہور میں اقامت گذیں ہوگئے۔

آپ نے بیعت' اجازت و خلافت اپنے والد شاہ سلیمان قادریؒ سے حاصل کی۔ آپ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں جن میں مجمع البحرین' باطل شکن 'مقام سنت' الدین یسر' اسلام اور موسیقی ریاض السنہ قابل ذکر ہیں۔

۳۱ مارچ ۱۹۸۲ء میں کراچی میں انتقال ہوا' اور پاکستان گلشن اقبال (ملک پلانٹ کا قبرستان) کراچی پاکستان میں مدفون ہوئے۔

۸۱ مخدوم شاہ جلیل الدین احمد منیری

آپ حضرت مخدوم یحیی منیری کے صاحبزادہ اور حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحیی منیریؒ کے بڑے بھائی تھے۔ آپ کی تعلیم و تربیت والد کے زیر نگرانی ہوئی۔ اور اپنے والد کے وصال کے بعد سجادہ پر رونق افروز ہوئے۔ اور عرصہ تک آپ سے سلسلہ رشد و ارشاد جاری رہا۔ آپ کا مزار مبارک حضرت سلطان مخدوم یحییؒ کے زیر پائیں منیر شریف میں ہے۔

باب ح

۸۲ شیخ حبیب اللہ بہاری

شیخ فقیہ حبیب اللہ بن ذکی الدین حنفی بہاری، حضرت شیخ شرف الدین احمد بن یحیٰ منیری کی ذریات میں سے تھے۔ بہار میں پیدا ہوئے تھے۔ اور وہیں پرورش ہوئی۔ اپنے والد سے تعلیم حاصل کی۔ پھر جونپور آگئے۔ اور شیخ محمد ارشد بن محمد رشید عثمانی جونپوری سے فیض حاصل کیا اور ان کے ساتھ ایک مدت تک رہے، پھر اپنے وطن لوٹ گئے۔ اور اپنے اسلاف کی جگہ شیخ بنائے گئے۔ ان کی تصنیفات میں ھدایۃ السالکین اور تحفۃ الذاکرین مشہور ہیں

۵ ربیع الاول ۱۱۱۸ھ مطابق ۱۷۰۶ء میں وفات پائی۔ اور شیخ محمد شرف الدین احمدؒ کے مقبرہ میں دفن کئے گئے۔ جیسا کہ گنج ارشدی میں مذکور ہے۔

۸۳ سید حبیب اللہ پٹنوی

شیخ حبیب اللہ حنفی پٹنوی پٹنہ شہر میں پیدا ہوئے۔ بعض درسی کتابیں سید محمد جعفر حسینی پٹنویؒ سے پڑھیں، اور انہیں سے علم طریقت کی تحصیل کی۔ پھر جونپور کا سفر کیا۔ اور شیخ محمد ارشد بن محمد رشید عثمانی سے شرح وقایہ سے آخر تک تمام کتابیں پڑھیں۔ اور انہیں کے ساتھ بہت زمانہ تک رہے۔ اور علم طریقت کی تحصیل کی، پھر پٹنہ لوٹے اور علوم و معارف کی نشرو اشاعت میں اپنی عمر صرف کیا۔ ۱۲ شوال ۱۱۴۰ھ/۱۷۲۷ء میں وفات پائی۔ اور شریعت آباد میں اپنے شیخ محمد جعفرؒ کے پاس دفن کئے گئے۔ جیسا کہ گنج ارشدی میں مذکور ہے۔

۸۴ شیخ حسن علی عظیم آبادی

شیخ حسن علی ہاشمی منعمی عظیم آبادی ایک مشہور عالم تھے۔ شیخ شعیب بن جلال ہاشمی منیریؒ کی اولاد میں سے تھے۔ طریقت کا علم شیخ منعم بن امان نقشبندی بہاریؒ

سے حاصل کیا۔ اور انکے ساتھ ایک مدت تک رہے' انہیں سے خلافت حاصل کی۔
ان سے مولانا عمادالدین مظفر پوریؒ، شیخ یحی علی نو آبادیؒ اور دوسرے علماء نے علم حاصل کیا' ان کے مکتوبات و ملفوظات محفوظ ہیں۔

۲ ربیع الاول ۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء میں عظیم آباد میں وفات پائی۔ اور یہیں مدفون ہوئے جیسا کہ انوار ولایت میں ہے۔

۸۵ مولانا مخدوم شاہ حسن علی

آپ حضرت شاہ محمد امام شعیبی کے صاحبزادے تھے۔ تعلیم اس زمانہ کے مطابق ہوئی۔ جب علوم ظاہری سے فارغ ہوئے' تو عظیم آباد تشریف لائے۔ اور حضرت شاہ محمد منعمؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اور ان سے بیعت حاصل کی۔ آپ سے بڑے علماء نے فیض حاصل کیا۔

مولانا شاہ عبدالغنی پھلواریؒ، مولانا عمادالدین چک مجاہدیؒ آپ کے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کی تصنیف دو سو مکتوب ہیں' جو آپ نے اپنے مریدوں اور خلفا کو لکھے ہیں۔ اور ایک مختصر ملفوظ بھی ہے۔

۲۸ ربیع الاول ۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا مزار محلہ خواجہ کلاں میتن گھاٹ میں خانقاہ کے حجرہ کے اندر ہے۔

۸۶ شیخ حسین بن علی عظیم آبادی

شیخ فاضل حسین بن علی بن عسکر عظیم آبادی جو حسین قلی خاں کے نام سے مشہور تھے۔ شعرو شاعری میں مشہور تھے۔ عظیم آباد میں پیدا ہوئے' بہت سے شہروں اور ملکوں کی سیاحت کی' ان کی تصنیف نشتر عشق مشہور ہے۔ جس میں فارسی شعراء کے تذکرے ہیں۔ اس کتاب کو انہوں نے ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۷ء میں تصنیف کی ہے
۷/ذیقعدہ ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء میں عظیم آباد میں وفات پائی جیسا کہ محبوب الالباب میں ہے۔

۸۷ مولانا حمید عظیم آبادی

مولانا حمید کے والد کا نام منشی واعظ تھا۔ آپ مولانا محمد سعید عظیم آبادی کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۳۸ھ ر ۱۸۲۲ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ پھر متعدد علماء سے علم حاصل کیا۔ اس کے بعد مولانا محمد سعید کی شاگردی اختیار کی۔ نہایت ہی ذکی اور ذہین تھے۔ آپ کی بہت سی کتابیں عربی و فارسی میں ادب و فلسفہ اور شعروشاعری میں علمی یادگار ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب تقریب النحو ہے۔ جو مطبع خلیلی آرہ سے چھپی ہے۔ وہ فارسی زبان میں ہے۔ اس سے آپ کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کی عمرنے وفا نہ کی۔

۲ رجب ۱۲۶۳ھ ر ۱۸۴۷ء میں وفات پائی۔

۸۸ مولانا حکیم حسن علی حسن سہرامی

الحاج مولانا حسن علی حسن سہرامی اپنے وقت کے جید عالم اور ماہر طبیب تھے، محلہ پازہ سہرام کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والدسے حاصل کی۔ اپنے وقت کے شہرۂ آفاق عالم دین حضرت مولانا محمد مصطفیٰ دسنوی سے علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کی۔ سند فراغت حضرت مولانا موسیٰ خان چشتی سیانی ملتانی لاہوریؒ سے حاصل کی۔ مولانا لاہوری مدرسہ خانقاہ کبیریہ سہرام میں صدر مدرس تھے۔ مولانا حسن علی علوم دینیہ سے فراغت کے بعد فن طب کی طرف متوجہ ہوئے اور طب کی تکمیل کی۔

حضرت محمد شبیر علی پہلی بھیتیؒ سے شرف بیعت حاصل تھا۔ آپ کی تصنیفات میں غایۃ الایضاح فی ذکر الجنائز والارواح ، سہرام میں اردو ادب کا ارتقاء، مناقب پیر، حکایات عجیبہ منظوم، معیدالمعالجین، مفردات، غایۃ الاوطار، ترجمہ درمختار، پنچایت نامہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

۲۶ر ربیع الاول ۱۲۹۰ھ ر ۱۸۷۳ء کو وفات پائی۔

۸۹ مولانا حسن پھلواروی

شیخ حسن بن سلیمان بن داؤد پھلواروی جید عالم تھے۔ پھلواری میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ پھر لکھنؤ آئے اور بعض درسی کتابیں مولانا فاروق چڑیا کوٹیؒ اور دوسرے علماء سے پڑھیں۔ پھر اپنے وطن لوٹ گئے۔ اور شیخ علی نعمت پھلوارویؒ سے علوم کی تکمیل کی۔ اپنے والد سے بھی علم حاصل کیا۔ اور فقہ میں مہارت حاصل کی۔ طریقت کی تعلیم شیخ بدرالدینؒ سے حاصل کی' ذکر و اذکار میں مشغول رہے۔ میلادالرسول' حب الرسول' سیدہ حضرت فاطمہؓ کی سوانح' اور ان کے علاوہ ان کی مفصل کتاب شیخ ابو نجیب سہروردی کا تذکرہ قابل ذکر ہیں۔

جوانی میں ۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۲ء میں وفات پائی۔

۹۰ مولانا حفیظ الدین پورنوی

مولانا حفیظ الدین بانی خانقاہ رحمان پور' ضلع پورنیہ کی ممتاز ہستیوں میں سے تھے۔ مولانا کی پیدائش کنہریا میں ہوئی' جو تھانہ اعظم نگر سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کم سن تھے کہ والد کا انتقال ہوگیا' مولانا کا رجحان حصول علم کی طرف تھا رسول پور میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد چپ چاپ گھر چھوڑ کر پٹنہ چلے آئے' اور تعلیم میں منہمک ہو گئے۔ مولانا بے حد ذہین' محنتی اور نیک تھے' بہت جلد اپنے استاد کی توجہ کے مرکز ہو گئے۔ اعلی تعلیم کے لئے دہلی گئے' اور مولانا نذیر حسین محدث دہلویؒ سے حدیث کی تعلیم حاصل کی' پٹنہ کے خواجہ رکن الدین عشق کی خانقاہ میتن گھاٹ کے سجادہ نشین خواجہ لطیف علی سے بیعت کی اور لطیفی کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ اپنے پیر کے اشارہ پر سہرام کے مدرسہ میں مدرس اول کی حیثیت سے ایک مدت تک تعلیم دیتے رہے۔ پھر جم گاؤں ضلع بھاگلپور کے کسی مدرسہ میں درس وتدریس میں منہمک رہے۔ آخری عمر میں پورنیہ لوٹ گئے۔

وطن تشریف لے جانے کے بعد تعلیم و تبلیغ اور مجاہدہ و ریاضت میں مصروف ہوئے۔ ساتھ ہی تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ موضع کنہریا میں خاندان والوں کی بدسلوکی سے تنگ آکر رحمان پور جو بارسوئی جنکشن اور سودھا اسٹیشن کے درمیان واقع ہے،تشریف لے آئے، یہیں بس گئے' اور ایک بڑی خانقاہ قائم کی اور ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔

مولانا کی تصانیف میں سے لطائف حفظ السا لکین' مکتوبات لطیفی' دیوان لطیفی تلک عشرۃ کاملۃ' عجالہ نافعہ ہیں۔ ان کے علاوہ صرف' نحو اور منطق میں کئی مفید رسالے لکھے۔ یہ سب چھپ کر شائع ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ علم کلام اور فن انشاء پر بھی کتابیں لکھیں۔ ایک مجموعہ خطب دوازدہ ماہی زیر ترتیب تھا۔ وہ نامکمل ہی رہ گیا اور مولانا کا انتقال ہو گیا۔ آجکل ان کے نام پر چار مدرسہ قائم ہیں۔ (۱) مدرسہ لطیفی رحمان پور' یہ خود مولانا کا قائم کردہ ہے (۲) مدرسہ لطیفی کانگی جو مولوی مشرف الدین خلیفہ مولانا لطیفی کا قائم کیا ہوا ہے۔(۳) دارالعلوم لطیفی کیہار' اس کو مولانا محمد عابد (شاگرد مولانا) نے قائم کیا۔(۴) مدرسہ بحرالعلوم لطیفی کیہار۔ شاعری کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ اور لطیفی تخلص کرتے تھے۔ آپ کا دیوان دیوان لطیفی کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

آپ کی وفات ۱۳۳۴ھ ر ۱۹۱۵ء میں ہوئی

۹۱ مولانا حامد حسین مجاہد قاسمی گیاوی

مولانا حامد حسین قاسمی حضرت مولانا محمود الحسن قاسمی گیاوی کے خلف اکبر تھے۔ ہروے چک ضلع گیا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد کی نگرانی میں حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند گئے۔ اور وہاں سے درسیات کی تکمیل کی' فراغت کے بعد مختلف مقامات پر درس و تدریس کی خدمت انجام دیتے رہے۔ دارالعلوم دیوبند سے

آنے کے بعد ضلع گیا وزیر گنج تھانہ موضع حسین چک میں قیام کیا' اور اس قصبہ میں مدرسہ رحیمیہ کی بنیاد ڈالی' اور خود سے تکمیل تک کی منزل تعمیر کرائی۔

مولانا شعروشاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے' ان کی شاعری عام روایات سے ہٹ کر خالص نعتیہ شاعری اور نذرانہ عقیدت پر مشتمل ہے۔ دارالعلوم کے اکابر کی خدمت میں اپنا منظوم نذرانہ عقیدت پیش کر کے داد تحسین حاصل کر چکے تھے۔ زندگی کے آخر دس برسوں سے چندرپورہ ضلع گریڈیہ میں درس وتدریس کی خدمت انجام دیتے رہے' اور وہاں کی مسجد میں امام وخطیب کے منصب پر فائز تھے۔ اپنے قیام کے زمانہ میں مسجد کی تعمیر میں کافی دلچسپی دکھائی' وہاں دینی ماحول پیدا کیا' عوام و خواص میں بے حد مقبول تھے۔

مولانا کا انتقال یکم محرم ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء بروز جمعہ سات بجے صبح بمقام چندرپورہ ضلع گریڈیہ میں ہوا۔ وہاں سے نعش ہروے چک لائی گئی۔ اور مولانا راشد قاسمی نے نماز جنازہ پڑھائی' اور اپنے والد مولانا محمودالحسن کے مزار کے قریب ہروے چک میں مدفون ہوئے۔

۹۲ مولانا سید حکیم علی اظہر سارنی

مولانا حکیم علی اظہر' والد کا نام مولوی سید حسن ساکن کھجوہ ضلع سارن موجودہ ضلع چھپرہ تھا۔ ۲ رمضان ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے۔ تاریخی نام مظہرالاسلام تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر مولوی غلام صادق اور مولوی ضامن علی سے حاصل کی۔ مولوی محمد امین گوپالپوری تشریف لائے' تو مستقل طور پر درس وتدریس کا سلسلہ جاری رہا ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء میں آپ کی شادی ہوئی' ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں بغرض تحصیل علوم لکھنؤ تشریف لے گئے۔ اور جناب حیدر علی مدرس مدرسہ ایمانیہ و جناب مولوی سید حسین ساکن رکاب گنج و جناب تاج العلماء و جناب عمادالعلماء سے سلسلہ تلمذ رہا ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں جب آپ کے والد حج کو گئے تو جمعہ و جماعت وطن میں

آپ سے متعلق رہا۔ ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء میں طب کی تحصیل کے لئے لکھنؤ گئے۔ ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۳ء میں شہرآرہ میں مطب کیا۔ شیعہ کے مشہور عالم تھے۔

آپ کی تالیف حاشیہ شرح تہذیب' حاشیہ قطبی' تحفتہ البیان'علم معانی وبیان میں'ذوالفقار حیدر دس جلدین علوم کلام میں' نافع القراۃ'تنقید بخاری' کشف اظلام وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

وفات کا سال معلوم نہیں

۹۳ سید حسن رضا عظیم آبادی

شیخ حسن رضابن ابوتراب حسینی نقشبندی عظیم آبادی اپنے زمانے کے مشہور شیخ اور عالم تھے۔ طریقت کا علم شیخ محمد منعم دہلوی ثم بہاریؒ سے حاصل کی۔ اور ان کے ساتھ ایک مدت تک رہے۔ یہاں تک کہ شیخ کے مرتبہ تک پہنچے۔ اور ان کے بعد عظیم آباد میں شیخ مقرر کئے گئے۔ وہ اصل میں رامپورہ کے تھے۔ جو صوبہ بہار میں ایک گاؤں ہے۔ معقول و منقول میں خوب مہارت رکھتے تھے۔ جیساکہ التالیف المحمدی میں مذکور ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں

۹۴ قاضی حیات مزید جعفری پھلواروی

قاضی حیات مزید کے والد کا نام عمر دراز جعفری اور دادا کا نام عبداللطیفؒ تھا۔ آپ عہد عالمگیر میں پیدا ہوئے' ملا فصیح الدین جعفری پھلوارویؒ کے داماد و شاگرد تھے۔ نہایت جید عالم تھے۔ صدہا کو علم سے مالا مال کیا' اور اپنے علم و فضل وجوہر ذاتی کی وجہ سے محکمہ قضاء حاجی پور ان کے سپرد ہوا۔ فرائض منصبی کو بخوبی انجام دیا۔ عہد عالمگیر میں جب حکومت کا دور ختم ہو رہا تھا' آپ نے رحلت فرمائی۔

وفات کا سال معلوم نہیں

۹۵ مولانا سید حبیب اللہ گیاوی

مولانا سید حبیب اللہ محرم ۱۹۰۴ء میں موضع نظام پور ضلع گیا میں پیدا ہوئے۔ آپ مشہور عالم مولانا دلاور حسین کے پوتے تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ کچھ بڑے ہوئے تو والد نے آپ کا داخلہ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں کرا دیا۔ فاضل کے امتحان میں اول آئے مدرسہ اکزامینیشن بورڈ نے آپ کو تمغہ بھی عطا کیا۔ دوران طالب علمی اشعار کہنے لگے تھے۔ تمنؔا عمادی اور شاؔد عظیم آبادی کی شاگردی اختیار کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مولانا آزاد کے قائم کردہ مدرسہ' مدرسہ اسلامیہ رانچی میں صدر مدرس کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ جمیعت العلماء اور کانگریس کی رکنیت اختیار کی' اور آزادی کی جنگ میں حصہ لیا۔

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء میں کانگریس کی رکنیت سے استعفاء دے دیا۔ اور جماعت اسلامی کی رکنیت اختیار کر لی۔ آپ نے اپنی عمر کا زیادہ حصہ ہزاری باغ کے ایک قصبہ چترپور میں گذارا۔ چترپور میں درسگاہ اسلامی قائم کی۔

آپ کی کئی کتابیں غیر مطبوعہ ہیں۔ جن میں نغمات زمینداری،شعری مجموعہ اور ایام اسیری کی روداد،جیل کی راتیں قابل ذکر ہیں۔

سال وفات معلوم نہیں

باب خ
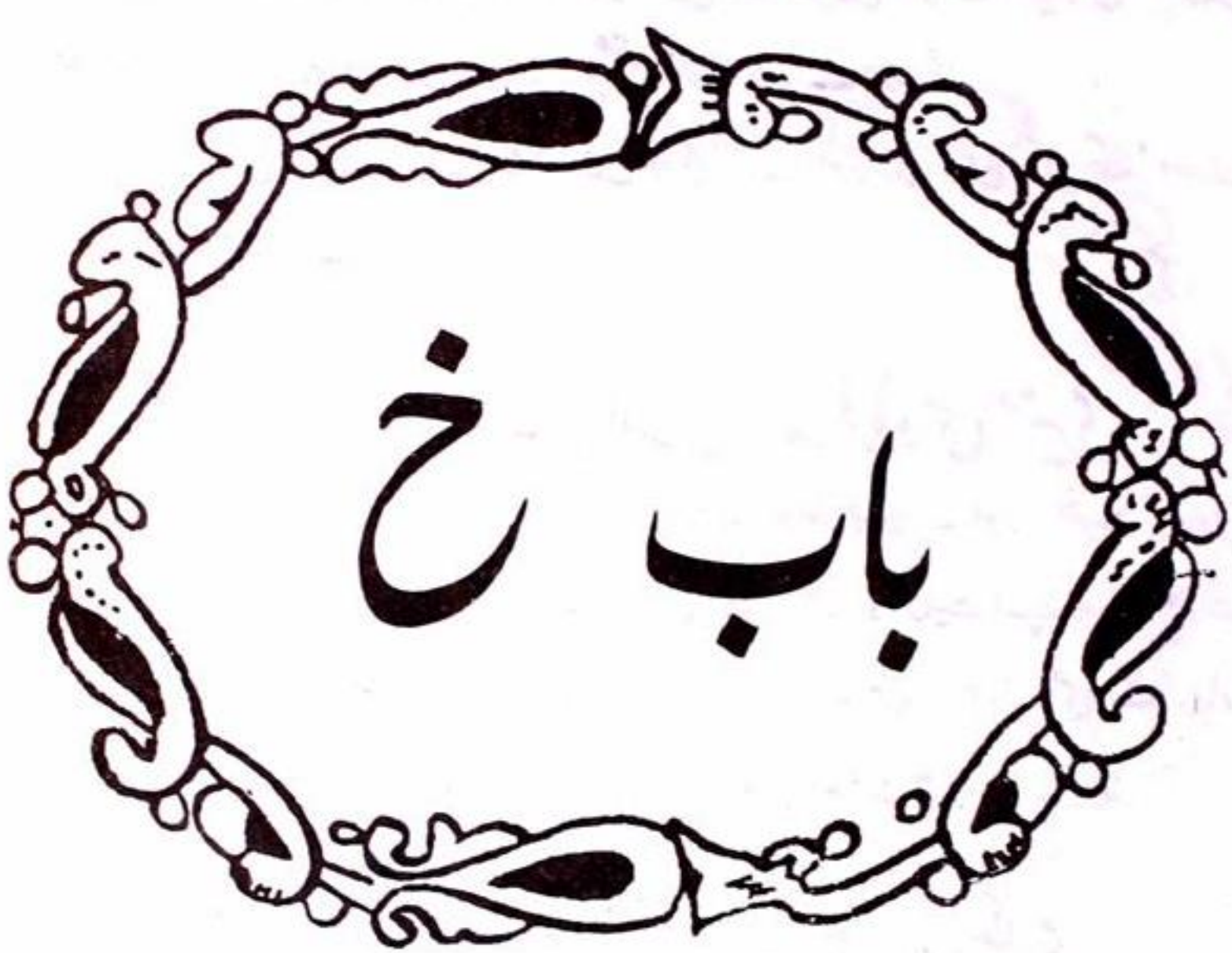
۹۶ مولانا خواجہ بہاری

مولانا خواجہ بہاری عالم علوم فقہ' حدیث' تفسیر اور واقف اسرار حقانی تھے۔ اوائل میں اپنے شہر حاجی پور سے نکل کر تحصیل علوم کے لئے قصبہ کوہ پور میں آئے' اور شیخ جمال الاولیاء سے عرصہ تک پڑھتے رہے۔ پھر لاہور میں آکر ملا محمد فاضل لاہوری سے فضیلت کی دستار باندھی' اور انہیں کے گھر میں سکونت اختیار کی' آخر میں حضرت میاں پیر کے مرید ہوکر ان کے اعظم خلفاء میں سے ہوئے۔

آپ کی وفات ۱۰۶۰ھ/۱۶۵۰ء میں ہوئی' اور لاہور میں دفن کئے گئے' معدن فیوض تاریخ وفات ہے۔

۹۷ مخدوم شاہ خلیل الدین احمد فردوسی منیری

آپ حضرت مخدوم یحیٰ منیریؒ کے چھوٹے صاحبزادے اور حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحی منیریؒ کے چھوٹے بھائی تھے۔ تعلیم و تربیت اپنے بھائی حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحی منیریؒ سے ہوئی۔ آپ کے مرید و خلیفہ بھی تھے' بہار شریف میں اپنے برادر بزرگ اور محترم پیر کے زیرپائیں مدفون ہیں۔

۹۸ مولانا حکیم شیخ خیرات علی دربھنگوی

مولانا حکیم شیخ خیرات علی موضع کمہولی ضلع دربھنگہ کے رہنے والے تھے۔ بڑے ذی استعداد عالم تھے' علوم متعارفہ میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ بڑے کامیاب طبیب بھی تھے۔ محلّہ قلعہ گھاٹ کی مسجد میں آپ کا وعظ ہوتا تھا۔ جس کو سننے کے لئے لوگ دور دور سے آتے تھے۔ علاج و معالجہ سے جو آمدنی آتی تھی' اسی سے گذر اوقات کرتے تھے۔ آخری عمر میں موضع زہن ضلع دربھنگہ کے زمیندار بابو پرمیسری پرساد سنگھ کے دربار سے منسلک ہوگئے تھے۔ اور وہیں وفات پائی۔

۹۹ مخدوم شاہ دیوان دولت منیری

حضرت مخدوم ابایزید المعروف دیوان دولت منیری بن حضرت مخدوم شاہ عبدالملک منیری بن حضرت مخدوم شاہ اشرف منیریؒ ۸۹۸ھ میں آبائی وطن منیر شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم گھر میں ہوئی' اور اپنے بزرگوں سے ہی اس کی تکمیل فرمائی۔ آپ کے ایام طفولیت میں آپ کے والد کا وصال ہوگیا۔ اس وقت سلطان مخدوم یحی منیریؒ کے سجادہ آپ کے ماموں زاد بھائی حضرت مخدوم شاہ قطب موحد منیری تھے' آپ نے ان سے ظاہری بیعت حاصل کی' اور باطنی بیعت حضرت مخدوم شاہ دولت منیری سے کی' کوئی تصنیف نہیں اور نہ کوئی مکتوب ہے۔ آپ نے حضرت شاہ شرف الدین احمد یحی کی تصنیفات و مکتوبات سے استفادہ کیا' ایک سو پچیس سال کی عمر میں ۱۴ ذی قعدہ ۱۰۱۷ھ۔۱۶۰۸ء میں وفات پائی' اور آپ کا مزار منیر شریف میں ہے' اور آپ کا مقبرہ چھوٹی درگاہ کے نام سے مشہور ہے۔

۱۰۰ مخدوم شاہ دولت علی منیری

حضرت شاہ دولت علی منیری بن حضرت مخدوم شاہ محمد مکیؒ نے اپنے والد محترم سے تعلیم و تربیت حاصل کی' اور انہیں سے بیعت و خلافت حاصل کی' اور اپنے عم محترم حضرت شاہ محمد منیریؒ' حضرت شاہ غلام علی شطاریؒ اور حضرت شاہ محمد شفیع شطاریؒ سے بھی اجازت رکھتے تھے۔ آپ اپنے دور کے مسلم الثبوت مشائخ میں سے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے چھوٹے بھائی حضرت شاہ ابوالفتح خواجہ علی احمد عرف شاہ بھیلو منیری کو اجازت و خلافت دیکر اپنا جانشیں کر دیا تھا' ۲۶ سال تک سجادہ مخدوم کو اپنی ذات گرامی سے زینت بخشی۔

۲۶ شعبان المعظم ۱۱۹۷ھ، ۱۷۸۳ء میں وفات پائی اور مزار چھوٹی درگاہ میں ہے۔

۱۰۱ مولانا حکیم داؤد عیسی پوری

مولانا حکیم داؤد کا قیام نانیہال عیسی پور پھلواری شریف میں رہا۔ درسیات کی تعلیم مولانا ابوتراب اور مولانا محمد امام پھلواروی سے حاصل کی' اور کچھ کتابیں مولانا عبدالحلیم فرنگیؒ سے پڑھیں' لکھنؤ کے زمانہ قیام میں طب کی کتابیں حکیم علی حسین سے پڑھیں۔ مگر طب کی تکمیل کا موقع نہیں ملا' اس لئے دوبارہ طب کی تکمیل کے لئے لکھنؤ گئے' اور طب کی تکمیل کی' فراغت کے بعد شاہی طبیب کی حیثیت سے نواب واجد علی شاہ کے دربار سے منسلک ہو گئے ۔ دربار سے متعلق تھے' اس لئے مجرمین میں آپ کا بھی نام تھا۔ آخر کسی طرح وہاں سے راہ فرار اختیار کیا۔

۴ جمادی الاول ۱۲۸۶ھ ر ۱۸۶۹ء میں وفات پائی۔ اور مقبرہ مجیبیہ پھلواری شریف میں مدفون ہوئے۔

۱۰۲ سید شاہ دولت علی منیری

آپ سید شاہ فضل حسین کے صاحبزادہ تھے۔ آپ کی تعلیم تربیت والد کے زیر سایہ ہوئی۔ انہیں سے علوم ظاہری وباطنی کی تکمیل ہوئی۔ اور اپنے والد کے جانشین ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد سجادہ نشیں بھی ہوئے۔ آپ حضرت مخدوم کے فیضان روحی سے مستفیض اور ہر بڑے چھوٹے میں محبوب تھے۔

یکم ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ ر ۱۹۲۷ء میں بارگاہ عشق تکیہ شریف پٹنہ سیٹی میں وفات پائی۔ آپ کی لاش منیر میں حضرت مخدوم شاہ دولت منیری کی درگاہ میں سید شاہ فرید الدین احمد منیریؒ کے قریب مدفون ہے۔

۱۰۳ مولانا سید دیانت حسین در بھنگوی

مولانا سید دیانت حسین کی ولادت بھڑوارہ سے متصل ایک بستی بہپورہ میں ہوئی، جو دربھنگہ ضلع میں واقع ہے۔ مولانا کی ابتدائی زندگی اسی گاؤں میں گذری۔ اور وہیں تعلیم حاصل کی۔ متوسطات کی تعلیم پٹنہ میں مشہور فاضل مولانا کمالؒ سے حاصل کی۔ مولانا کمال کے انتقال کے بعد مدرسہ عالیہ رامپور میں داخلہ لیا۔ جہاں رامپور کے مشہور محدث مولانا فضل حق رامپوری رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، اور حضرت مولانا منور علی رحمتہ اللہ علیہ سے تکمیل کے بعد سند فراغت حاصل کی۔ آپ ہمیشہ اپنے درجہ کے تمام طلبہ میں ممتاز رہے، اسی وجہ سے ریاست رامپور سے ہمیشہ امتیازی وظیفہ ملتا رہا۔ فراغت کے بعد مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں مدرس اول مقرر ہوئے۔ اور وہاں چار برسوں تک تدریسی خدمت انجام دی۔ پھر مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں بحیثیت مدرس تشریف لائے۔ مولانا ۱۹ مئی ۱۹۴۸ء سے ۱۵ جولائی ۱۹۴۸ء تک مدرسہ کے ایکٹنگ پرنسپل بھی رہے۔

مولانا کو سید شاہ بدالدینؒ سے بیعت کا شرف حاصل تھا۔

مولانا کی وفات اپریل ۱۹۴۷ء میں ہوئی

۱۰۴ مولانا حافظ دیانت احمد بھاگلپوری

مولانا حافظ دیانت احمد کی پیدائش موضع چکدریا ضلع بھاگلپور میں ہوئی، ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ نعمانیہ پورینی (سن تاسیس ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء) میں حضرت شیخ الادب مولانا اعزازی علی امروہویؒ (۱۳۰۰-۱۳۷۴) سے تعلیم حاصل کی۔ جب حضرت شیخ الادب مولانا اعزاز علی رحمتہ اللہ علیہ مدرسہ افضل المدارس شاہجہاں پور تشریف لے گئے، تو یہ بھی اپنے دونوں ساتھی مولانا محمد غنی اور مولانا عبدالحمید کے ساتھ مدرسہ افضل المدارس گئے، اور پھر جب حضرت شیخ الادب رحمتہ اللہ علیہ

دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے' مولانا بھی ان کے ساتھ دارالعلوم دیوبند گئے۔ ۱۳۲۰ھ سے ۱۳۳۳ھ تک دارالعلوم دیوبند میں رہ کر حضرت شیخ الادب رحمتہ اللہ علیہ' حضرت شیخ الہند مولانا مولانا محمود الحسنؒ (م ۱۳۳۹ھ) حضرت علامہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۴ھ) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (۱۳۶۹ھ) میاں اصغر حسین محدثؒ (م ۱۳۶۴ھ) مفتی عزیز الرحمٰنؒ (م ۱۳۴۷ھ) کے پاس درس نظامی کے جملہ علوم و فنون کی کتابیں پڑھیں' اور ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء میں فراغت حاصل کی' دارالعلوم دیوبند کے دور طالبعلمی ہی میں مولانا اور ان کے دونوں رفیق درس مولانا عبدالحمید (م ۱۹۶۰ء) اور حضرت مولانا محمد غنی (م ۱۳۸۶ھ) کا پروگرام بنا کر اپنے علاقہ میں مدرسہ نعمانیہ پورینی کے طرز پر ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی جائے' پروگرام کے مطابق فراغت کے بعد مدرسہ کی تحریک شروع کی اور ۱۳۳۴ھ/ ۱۸۶ء میں حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ کے نام پر مدرسہ محمودیہ کا افتتاح موضع سریا ضلع بھاگلپور میں مولانا دیانت احمد کے ہاتھوں کر دیا گیا۔ چند ماہ بعد مدرس دوم کی حیثیت سے حضرت مولانا محمد غنی کی تقرری عمل میں آئی' پھر مولانا عبدالحمیدؒ مدرسہ محمودیہ میں تشریف لائے' اور دونوں بزرگوں نے مولانا عبدالحمید کو صدر مدرس کی حیثیت سے منتخب کیا' اور مولانا مرحوم صدر مدرس بنادیے گئے۔

آپ تینوں کی قیادت میں مدرسہ محمودیہ سریا نے غیر معمولی ترقی کی' اور یہ ایک مرکزی ادارہ بن گیا۔ حضرت مولانا دیانت اپنے وقت کے جید عالم اور بزرگ تھے۔ مشاہیر اساتذہ کے تربیت یافتہ تھے۔ آپ سے بڑے بڑے علماء نے فیض حاصل کیا' موجودہ دور کے تقریباً تمام علماء آپ کے فیض یافتہ ہیں۔ آپ علاقہ میں بڑی عزت و وقعت رکھتے تھے۔ آج بھی مولانا کا نام نہایت ادب و احترام سے لیا جاتا ہے۔

مولانا کی وفات ۲۴ شوال ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۶۷ء کو ہوئی اور چکدریا بھاگلپور ہی میں مدفون ہوئے۔

۱۰۵ شیخ داؤود علی عظیم آبادی

شیخ داؤود علی بن محمد نصیر شیخ پوروی ثم عظیم آبادی عربی علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ درسی کتابیں اپنے والد سے پڑھیں۔ اور ان کی صحبت میں بہت دنوں تک رہے۔ پھر حجاز و عراق کا سفر کیا' اور حج و زیارت کیا۔ اور عظیم آباد واپس آئے' اور بقیہ عمر افادہ وعبادت میں صرف کیا۔ نہایت ہی قانع' عفیف وحسن اخلاق کے مجسمہ تھے۔ ساٹھ ستر برس کے درمیان عظیم آباد میں وفات پائی جیساکہ سیر المتاخرین میں مذکور ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

باب ۲

۱۰۶ شیخ رضی الدین بھاگلپوری

فقیہ رضی الدین بھاگلپوری علماء کاملین میں سے تھے۔ علم میں مشغول ہوئے۔ اور مختلف علوم و فنون کا علم حاصل کیا۔ یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان مشہور ہو گئے۔ اور علماء کے درمیان ان کا فضل ظاہر ہو گیا۔ عالمگیر نے فتاوی ہندیہ کی تالیف میں ان کی خدمت حاصل کی' اور تین روپیہ یومیہ وظیفہ مقرر کیا۔ انہیں مختلف فنون میں مہارت حاصل تھی۔ وہ حرب' سیاست اور محاضرہ پر بھی کامل دسترس رکھتے تھے۔ اس لئے قاضی محمد حسینؒ نے انہیں اپنا مقرب بنا لیا۔ اور بختاور خاں نے ان کے لئے بادشاہ سے سفارش کردی' تو عالمگیر نے ۱۰۷۶ھ/۱۶۶۵ء میں ایک سو روپیہ کا منصب اپنی طرف سے عطا کر دیا' ۱۰۹۰ھ/۱۶۷۹ء میں خان کے لقب سے نوازے گئے' اودی پور کی شاہی فوج میں داخل ہو گئے' اور مخالفین سے خوب جم کر لڑائی کی' چنانچہ امیر حسن علی کا نائب بناتے ہوئے برار کا والی بنا دیا۔ ان کی نیابت میں کچھ دنوں تک رہے۔

۱۰۹۶ھ/۱۸۸۵ء میں برار میں وفات پائی انکے حالات ماثر عالمگیری میں مذکور ہیں

۱۰۷ شاہ ابوالفتح خواجہ رشید اللہ علی احمد منیری

شاہ ابوالفتح خواجہ رشید اللہ علی احمد فردوسی منیری حضرت شاہ محمد مکیؒ کے فرزند اور سید شاہ محمد بنیاد منیریؒ کے چھوٹے بھائی تھے۔ اپنے بڑے بھائی اور اپنے والد سے کسب فیض کیا۔ اور اپنے بڑے بھائی سید شاہ محمد بنیاد منیریؒ کے بعد سجادہ نشیں ہوئے۔ ۵ سال تک سجادہ نشینی کی۔

۱۲ رجب ۱۲۰۱ھ/۱۷۸۶ء میں وفات پائی۔ مزار چھوٹی درگاہ کے بڑے چبوترہ پر ہے۔

۱۰۸ مولانا رحم علی پھلواروی

مولانا رحم علی کے والد کا نام مولانا عبدالمغنی پھلواروی تھا۔ ۱۱۸۴ھ/۱۷۷۰ء میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی کتابیں والد سے پڑھیں۔ پھر دہلی تشریف لے گئے۔ اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے تفسیروحدیث کی تعلیم حاصل کی۔ آپ پھلواری کے مستند علماء میں سے تھے۔ نہایت بالغ الاستعداد تھے۔ تصنیف و تالیف کاسلسلہ جاری رکھا۔ ایک مبسوط تفسیر احکام قرآن میں تفسیراحمدی کے طرز پر گیارہ جلدوں میں لکھی ہے۔ نہایت ہی عمدہ اور بہتر تفسیر ہے۔ اور بھی مختلف علوم و فنون میں آپ کے تصانیف ہیں۔ آپ بردوان کے مفتی عدالت مقرر ہوئے۔ اور پوری عمر بنگال میں بسر کی' آپ کا مجموعہ فتاوی بھی نہایت کار آمد ہے۔ جو دیمک کے ہاتھ لگا۔ اپنے والد سے ۱۲۲۷ھ/۱۸۱۲ء میں بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کی۔

۸ صفر ۱۲۲۹ھ/۱۸۱۳ء وفات پائی۔

۱۰۹ مولانا رعایت علی پھلواروی

مولانا رعایت علی کے والد کا نام مولانا عنایت علی پھلواروی تھا۔ ۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء میں پھلواری شریف میں پیدا ہوئے۔ کتب درسیہ مولانا حافظ شاہ محمد عبدالغنی منعمی سے پڑھیں۔ آپ اپنے وقت کے جید عالم تھے۔ برابر درس و تدریس کا مشغلہ رکھا۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ آپ کو بیعت حضرت شاہ نعمت اللہ قادری پھلواروی کے دست حق پرست پر ۱۷ شوال ۱۲۴۳ھ/۱۸۲۷ء میں بطریقہ قادریہ وارثیہ ہوئی' حضرت شاہ نعمت اللہ کی رحلت کے بعد حضرت شاہ محمد ابوتراب سے تربیت حاصل کی۔ اور اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ ۱۸۴۸ء میں کمشنر کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ مگر طبیعت کا میلان اس طرف نہیں تھا۔ دلبستگی نہیں ہوئی' تو آپ نے استعفی دے دیا۔ آپ کی جگہ پر قاضی سید ہمت علی ہلسوی اس عہدہ پر فائز ہوئے۔ اور آپ خانہ نشیں ہو گئے' درس وتدریس و عبادت میں اپنی

زندگی بسر کی۔

۱۱ رمضان ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء میں وفات پائی، اور مقبرہ مولانا عبدالعلیؒ میں مدفون ہوئے

۱۱۰ مولانا سید رکن الدین پھلواروی

مولانا سید رکن الدین پھلواروی کے والد کا نام مولانا محی الدین پھلورویؒ تھا۔ آپ نے درسیات مولانا سید مخدوم عالم اور مولانا عبدالغنیؒ سے پڑھیں۔ اجازت و خلافت مولانا وصی احمد پھلورویؒ سے حاصل تھی۔ آپ نے حج کا ارادہ کیا۔ اور یہ سفر حج کی نیت سے تھا۔ حج کے بعد مدینہ منورہ میں مقیم ہو گئے۔ روضہ انور پر جاروب کشی کی اجازت مل گئی۔ اس خدمت میں زندگی بسر کی۔

۴ ربیع الاول ۱۲۸۷ھ/۱۸۷۰ء میں وفات پائی۔ اور وہیں جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

۱۱۱ مرزا رحیم اللہ عظیم آبادی

شیخ فاضل مرزا رحیم اللہ شافعی عظیم آبادی مشہور بدرویش محمد سلسلہ نقشبندیہ کے بڑے بزرگ تھے، شیخ غلام علی دہلویؒ سے طریقت کی تعلیم حاصل کی۔ اور بخارا کا سفر کیا۔ اور مشائخ سے ملاقات کی، حرمین شریف پہنچے، اور حج وزیارت کی اور ماوراء النہر لوٹے، اور سبزوار میں اقامت اختیار کرلی۔

آپ بڑے عالم تھے۔ فقہ اصول حدیث میں مہارت رکھتے تھے۔ آخری عمر میں شافعی ہوئے۔

سبزوار میں ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں قتل کر دیے گئے۔ جیسا کہ خزینۃ الاصفیاء میں ہے۔

۱۱۲ مولانا رفیع الدین شکرانوی

مولانا رفیع الدین بن بہادر علی بن نعمت علی موضع شکرانواں میں ۱۲۶۱ھ/۱۸۴۵ء میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں ضلع پٹنہ کے مشرقی سرحد پر واقع ہے۔ سواسو مسلم آبادی ہے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد گیلانی چلے آئے۔ اور اپنے عصر کے مشہور فاضل مولانا احسن گیلانی کی خدمت میں سات سال رہ کر علوم عربیہ میں کمال پیدا کیا۔ پھر دہلی جاکر مولانا نذیر حسین محدث بہاری ثم دہلویؒ سے حدیث پڑھی۔ دہلی سے واپس ہوئے تو ایک ہینڈ پریس ساتھ لیتے آئے۔ اور شکرانوں سے قلمی غیر مطبوعہ نسخوں کی طباعت اوراشاعت شروع کی۔ کتابوں کو جمع کرنے کا بڑا شوق تھا۔ دولت کا صحیح مصرف لیا۔ حجاز گئے' اور مکہ ومدینہ کے کتب خانوں سے نایاب کتابیں نقل کرائیں۔ مولانا ابوسلمہ محمد شفیعؒ نے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ صرف مدینہ کے کتب خانوں میں مولانا رفیع الدینؒ کی طرف سے ڈیرھ سو وراق روزانہ نقل کرنے پر مامور تھے۔ اور اس طرح حدیث و تفسیر کا نایاب ذخیرہ شکرانواں منتقل ہوا۔ اور پھر مولانا نے ڈھونڈ کر مخطوطات جمع کیں۔ اس زمانہ میں مولانا رفیع الدین نے کئی لاکھ روپے کتابوں کو جمع کرنے میں خرچ کئے۔ ان کا کتب خانہ شکرانواں میں ہے۔ جو ہندوستان کے کتب خانوں میں سے ایک ہے۔ درس و تدریس بالخصوص حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔

مولانا رفیع الدین کا انتقال ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء میں ہوا۔

۱۱۳ مولانا شاہ رئیس العالم بھاگلپوری

مولانا شاہ رئیس العالم کے والد کا نام حضرت مولانا شاہ عابد نوریؒ تھا۔ آپ مولانا سید شاہ عالمؒ کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء میں ہوئی' آپ اپنے بھائی جناب اشرف عالم کے وصال کے بعد خانقاہ شہبازیہ بھاگلپور کے سجادہ نشیں ہوئے۔ آپ نہایت ہی متقی اور سادہ طبیعت تھے۔ آپ کبھی کبھی اشعار بھی کہا

کرتے تھے۔ نعت اشتیاق میں بھی آپ کے اشعار ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کے نعتیہ کلام کا ایک مجموعہ وسیلہ نجات اور نعت سرور کائنات مطبع رحمانیہ سے شائع ہوا۔ آپ اپنے بھائی شاہ عالم کے شاگرد تھے۔

آپ کی وفات ۱۳۴۰ھ ر ۱۹۲۱ء میں ہوئی۔

۱۱۴ مولانا شاہ رحمت اللہ احقر مظفر پوری

مولانا شاہ رحمت اللہ احقر مظفر پوری کے والد کا نام حضرت مولانا سید شاہ عبداللہ تھا۔ مولود مسکن محلہ چندوارہ مظفرپور تھا۔ حضرت سید شاہ عبداللہ بن سید شاہ احمد اللہ، حضرت شاہ علاء الحق پنڈوئیؒ کی اولاد میں تھے۔ حضرت موصوف کا خاندان رشد و ہدایت کا سرچشمہ رہا ہے۔ اکابر علماء اور صوفیاء اپنے خاندان کا نام روشن کرتے رہے ہیں۔ جذبہ تبلیغ و اشاعت دین ان کے دادا حضرت سید شاہ احمد اللہ کو مظفرپور لے آیا، اور تب سے یہ خاندان مستقل طور سے یہیں سکونت پذیر ہے۔

مولانا شاہ رحمت اللہ کی ولادت مظفرپور ہی میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مکان پر حاصل کی، حفظ کلام پاک کیا۔ اعلی تعلیم کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ تحصیل علم کے بعد مکان آئے۔ مدرسہ جامع العلوم مظفرپور کی بنیاد رکھی، آخر عمر تک درس و تدریس میں منہمک رہے۔ اور انتقال کے پہلے تک اس کے مہتمم بھی رہے۔ ہزاروں طلبہ ان سے فیضیاب ہوئے۔ آج بھی یہ مدرسہ شمالی بہار میں ممتاز ہے۔ درس وتدریس کے علاوہ جو وقت بچ رہتا، وہ سیاست کی نذر ہوتا۔

مولانا کو شعر و سخن سے بھی دلچسپی تھی۔ منیر بنارسی اور مرزا داغ دہلوی سے استفادہ کیا۔ لیکن یہ سلسلہ زیادہ دنوں تک نہ چل سکا اور مرزا داغ رخصت ہو گئے۔ جناب احقر کا قلمی دیوان ان کے اعزاء کے پاس موجود ہے۔

مولانا نے اپنے مکان ہی پر ۱۳۴۰ھ ر ۱۹۲۲ء میں انتقال کیا

۱۱۵ مولانا صوفی رمضان علی آواپوری

مولانا صوفی رمضان علی کی پیدائش چودھویں صدی کے اوائل میں قصبہ آواپور ضلع سیتامڑھی میں ہوئی۔ جو آپ کی آبائی جگہ ہے۔ پانچ درجہ تک عصری تعلیم کے بعد آپ کو دینی تعلیم کا شوق پیدا ہوا۔ مولا نگر ضلع سیتامڑھی کے قریب قدیم مدرسہ چل رہا تھا۔ اسمیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر مدرسہ امدادیہ دربھنگہ تشریف لے گئے۔ چند برسوں کے بعد مدرسہ سبحانیہ الہ آباد گئے۔ پھر وہاں سے دارالعلوم دیوبند پہنچے۔ اس میں الحاج نعمت علی عرف خاکی شاہ کا مشورہ بھی شامل تھا۔ ۱۳۳۷ھ ر ۱۹۱۸ء میں فراغت حاصل کی۔ آپ نے بخاری حضرت علامہ شاہ کشمیری سے پڑھی۔

فراغت کے بعد حسب مشورہ حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتی رحمتہ اللہ علیہ اور بتقاضائے گماشتہ جناب واعظ الدین' کنہواں تشریف لائے۔ چندماہ اندرون قصبہ تعلیم دینے کے بعد اشرف العلوم کی بنیاد اس جگہ ڈالی' جہاں وہ ابھی موجود ہے' اپنے پیرو مرشد حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے اسم مبارک پر اسکانام رکھا' قیام امارت شرعیہ بہار کے اولین جلسہ میں شریک ہوئے' اشرف العلوم کے قیام کے تین سال کے بعد ہی علاقہ پر فیضان عظیم جاری ہوا۔ ایک نئی لہرپیدا ہوگئی۔ جسے حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتی نے آگے بڑھایا۔

مولاناصوفی رمضان علی مادرزاد ولی تھے' ماہ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ ر ۱۹۲۲ء کے اوائل میں اشرف العلوم ہی کے اندر آپ کی طبیعت خراب ہوئی' اور زیادہ خراب ہوتی چلی گئی۔ آپ کے تقاضہ پر آواپور بذریعہ ڈولی پہنچا دیا گیا۔

۸ر ربیع الاول ۱۳۴۱ھ ر ۱۹۲۲ء پیر کی شب میں وفات پائی اور آواپور ہی میں مدفون ہوئے۔

۱۱۶ مولانا سید شاہ رکن الدین ندوی

مولانا سید شاہ رکن الدین کے والد کا نام فیاض تھا۔ آپ کی ولادت ۱۹۰۲ء میں ہوئی۔ موضع آبگلہ ضلع گیا کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم نیشنل اسکول گیا میں حاصل کی۔اور میٹرک کلکتہ میں پاس کیا۔ دینی تعلیم کے لئے ندوۃ العلماء لکھنؤ گئے اور وہیں سے فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد طب کی تعلیم کے لئے دہلی گئے' اور طب کی تکمیل کے بعد وطن واپس لوٹے' اور آبگلہ بنیاد گنج میں قیام کیا۔ اور مطب کرنے لگے۔ پھر مظفرپور موتی جھیل میں نو سال تک مطب کیا۔

۱۹۴۳ء میں زمینداری کی دیکھ بھال کے لئے آبگلہ آئے' کچھ طبیعت ناساز ہوئی اور وفات پائی۔ اور آبگلہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے

۱۱۷ مولانا ریاض احمد چمپارنی

مولانا ریاض احمد موضع سنت پور تھانہ نوتن ضلع چمپارن (بتیا) میں پیدا ہوئے۔ موضع سنت پور بتیا شہر سے ۱۰ کیلو میٹر جنوب میں واقع ہے۔ یہی آپ کا آبائی وطن ہے' ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ بتیا میں مولانا نیک محمد سے حاصل کی' پھر اعلی تعلیم کے لئے رام پور تشریف لے گئے۔ اور وہیں سے فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد مدرسہ اسلامیہ میں تدریسی خدمت انجام دیا۔ پھر مدرسہ عزیزیہ بہار شریف اور مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ میں خدمت انجام دینے کے بعد دار العلوم دیوبند میں استاد تفسیر کی حیثیت سے تشریف لے گئے۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں حضرت مولانا عبد الرحمٰن امیر شریعت خامس' حضرت مولانا عبدالستار سابق شیخ الحدیث جامعہ رحمانی مونگیر' حضرت مولانا محمد حسین قاضی شریعت مغربی چمپارن مولانا محمد شافق مونگیری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ حضرت مولانا عبدالرحمان امیر شریعت آپ کے شاگرد اور خلیفہ بھی ہیں۔

مولانا علمی مسائل سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ امیر شریعت ثالث کے انتخاب کے لئے منعقدہ اجلاس میں بحیثیت صدر استقبالیہ خطبہ صدارت پڑھا' اور امیر شریعت رابع کے انتخاب کے لئے جمعیۃ علماء ہند صوبہ بہار کے اجلاس خصوصی کی صدارت فرمائی۔ امارت شرعیہ کے رکن شوریٰ بھی رہے۔ حضرت مولانا محمد بشارت کریم گڑھولویؒ سے بیعت تھے۔ علوم باطنی کے لئے حضرت مولانا گڑھولوی کی خدمت میں حاضری دیتے رہے' اور گڑھول میں مستقل دو سال رہ کر ان سے کسب فیض کے ساتھ ان کے صاحبزادہ مولانا محمد ادریس وغیرہ کی تعلیم و تربیت میں مشغول رہے۔ مولانا مشہور و عظیم المرتبت عالم دین تھے' آپ کے مکاتیب کا مجموعہ "مکاتیب ریاضیہ" کے نام سے شائع ہوچکا ہے۔

آپ کا انتقال ۱۹۶۲ء میں بتیا میں ہوا' اور موضع سنت پور میں مدفون ہوئے۔

۱۱۸ مولانا ریاست علی ندوی

مولانا ریاست علی ندوی اپنے آبائی وطن محلہ آبگلہ ضلع گیا میں ۲۰ صفر ۱۳۲۳ھ مطابق ۸ اپریل ۱۹۰۴ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ جب کچھ بڑے ہوئے' تو صاحب گنج ہائی اسکول گیا میں داخل کئے گئے۔ اسی درمیان والد کا انتقال ہوگیا۔ مختلف اداروں میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد اگست ۱۹۱۶ء میں ندوۃ العلماء لکھنؤ بھیج دیا گیا' اور ۱۹۲۴ء میں وہاں سے فراغت حاصل کی۔ ۱۹۲۴ء میں مولانا سید سلیمان ندوی اپنے ساتھ دارالمصنفین لے گئے۔ اور وہاں تیرہ برسوں تک رہے۔ اس مدت میں تصنیفی و تالیفی کاموں کے ساتھ معارف کی ترتیب و تدوین میں بھی حصہ لیتے رہے۔ ۱۹۳۷ء میں گیا آگئے' اور ماہنامہ "ندیم" کی ادارت کی ذمہ داری سنبھالی۔ ۱۹۴۴ء میں پھر دارالمصنفین اعظم گڑھ تشریف لے گئے' اور ۱۹۴۹ء تک رہے' ۲۳ جنوری ۱۹۴۹ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں بحیثیت پرنسپل بحال ہوئے۔ اور ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء تک اس منصب پر فائز رہے۔

۱۹۵۹ء میں ادارہ تحقیقات عربی و فارسی پٹنہ میں صدر شعبہ عربی کی حیثیت سے تشریف لے گئے' اور سات سال تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ اس کے بعد ۱۹۶۷ء تک یو جی سی کی جانب سے مگدھ یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر رہے۔ آپ کی مطبوعہ تصنیفات تاریخ صقلیہ' تاریخ اندلس' عہد رسالت و خلفائے راشدین' عہد اسلامی کا ہندوستان' اسلامی نظام تعلیم' اور ائمہ اسلام قابل ذکر ہیں۔

۱۴ر نومبر ۱۹۶۷ء میں وفات پائی اور آبائی قبرستان آلگہ گیا میں مدفون ہوئے۔

مولانا رشید بھاگلپوری

نام محمد رشید اور والد کا نام عبدالوحید تھا' ضلع بھاگل پور کے ایک مردم خیز قصبہ پورینی میں پیدا ہوئے' صحیح سنہ پیدائش معلوم نہیں' مگر انیسویں صدی کے نویں دھی کے اوائل میں اور غالباً ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ اور پھر تکمیل تعلیم کے لئے کانپور روانہ ہوئے' مگر ابھی زیر تعلیم ہی تھے کہ والد کی موت کی وجہ سے ترک تعلیم کر کے گھر آگئے۔ دوبارہ تکمیل تعلیم کی غرض سے دہلی روانہ ہوئے' اور فتح پوری مسجد کے مدرسہ امینیہ میں داخلہ لیا۔ ابتداء میں آپ کا قیام سنہری مسجد دہلی کے کمروں میں ہوا' پھر اساتذہ کے اصرار پر مسجد فتح پوری کے ہاسٹل میں رہنے لگے' درسیات کی تکمیل کے بعد درس حدیث کی تکمیل اور اجازت حدیث کی غرض سے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ اور ۱۹۱۱ء میں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی (رحمتہ اللہ علیہ) دورہ حدیث میں آپ کے ہم درس تھے۔

تکمیل درسیات کے بعد حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے ایماء پر کلکتہ میں دارالقضاء سے وابستہ ہوگئے اور پھر ایک سال بعد ہی ماریشش میں بطور قاضی مامور کردئے گئے' سامان سفر تیار تھا کہ علیل ہوگئے اور یہ سلسلہ دو سال تک دراز ہوتا گیا صحت یاب ہونے کے بعد اپنے ہی قصبہ میں کپڑوں کی تجارت شروع کی۔ مگر ناتجربہ کاری کی وجہ سے کامیاب نہ ہوسکے اور دو سال کے اندر تمام سرمایہ تلف ہوگیا' اس معاملہ سے ایسے شکستہ خاطر ہوئے کہ ترک وطن کر کے پہلے لاہور گئے اور پھر لائل پور میں ایک دینی مدرسہ میں معلم مقرر ہوگئے۔ اسی

دوران آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل کا امتحان امتیازی نمبرات سے پاس کرلیا۔ تقریباً ساڑھے تین سال آپ لاہور لائل پور میں رہے۔

اب سرکاری ملازمت کے دروازے کھل گئے تھے اس لئے امراوتی (مہاراشٹر) میں اینگلو محمڈن ہائی اسکول میں بحیثیت عربی ٹیچر بحال ہوگئے۔ یہ اسکول امراوتی اسٹیشن سے کیمپ جانے والی سڑک پر مال ٹیکری سے پہلے واقع تھا۔ اور مہاراشٹر کے اس خطہ کے مسلمانوں کا ایک اچھا گڑھ تھا، اس اسکول کے بورڈنگ ہاؤس کے مسلم طلبہ کے لئے نظام حیدر آباد نے ایک وسیع و عریض مسجد بنوائی تھی جو عثمانیہ مسجد کے نام سے مشہور ہے اور جس کا نقشہ جامع مسجد دہلی کا چربہ ہے۔ تقسیم ہند کے اس اسکول کو شہر میں منتقل کردیا گیا اور اس طرح یہ مسجد بڑی حد تک ویران ہوگئی۔ صرف جمع و عیدین میں بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ مولانا اس مسجد کے امام رہے۔ ۱۹۵۰ء میں ملازمت سے سبکدوش ہوکر ۱۹۵۲ء میں آبائی وطن پورینی واپس آگئے، ۱۹۵۸ء میں مدرسہ محمودیہ سریا ضلع بھاگلپور میں ۱۹۷۲ء تک تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد ۲۶ر دسمبر ۱۹۷۲ء کو وفات پائی اور اپنے آبائی قصبہ پورینی میں مدفون ہوئے۔

۱۲۰ شیخ رکن الدین منیری

شیخ رکن الدین بن عبد اللہ بن محمد بن العلا شطاری منیری (م ۸۹۲ھ) منیر میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد محترم سے تعلیم حاصل کی۔ اور اپنے والد کے بعد مریدین کی تعلیم و تربیت شروع کی۔ علم و عمل میں اپنے والد اور اپنے دادا کے نقش قدم پر چلے۔ شیخ کمال الدین سلیمان قریشی اور دوسرے لوگوں نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ وفات کا سال معلوم نہیں

۱۲۱ مولانا رکن الدین بہاری

مولانا رکن الدین بہاری علم و طریقت کے شیخ تھے۔ انہوں نے شیخ شرف الدین احمد بن یحیی منیری (م ۷۸۲ھ) سے تعلیم حاصل کی۔ اور حرمین شریفین کا سفر کیا۔ حج و زیارت کی، اور ہندوستان واپس ہوئے۔ شیخ شرف الدین نے ان کے لئے الفوائد الرکنیہ تصنیف کی، جو تصوف کے معرکۃ الاراء کتاب ہے۔ وفات کا سال معلوم نہیں

باب ز

۱۲۲ مولانا محمد زکریا محمودی دربھنگوی

مولانا محمد زکریا محمودی قصبہ حیا گھاٹ ضلع دربھنگہ میں ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ متوسطات تک کی تعلیم مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں حاصل کی' اور ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ توضیح تلویح میں مولانا گیلانیؒ کے رفیق درس تھے۔ ہم وطنی اور طبعی مناسبت کی وجہ سے دونوں میں گہرے روابط تھے۔ فراغت کے بعد مولانا محمد زکریاؒ مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ' مدرسہ اسلامیہ ڈھاکہ' جامعہ رحمانی مونگیر وغیرہ میں مدرس رہے۔ بہت دنوں تک جمعیتہ العلماء صوبہ بہار کے نائب ناظم رہے۔ تالیفات میں رسالہ "نجات" شائع ہوا' اور ترغیب الزکوۃ غیر مطبوعہ ہے۔ آخر میں بہت ضعیف ہو گئے تھے۔ امراض نے لاچار کر دیا تھا۔ اور مکان ہی پر اللہ کی یاد میں مشغول رہے۔

۱۹۶۱ء میں وفات پائی اور اپنے وطن میں مدفون ہوئے۔

۱۲۳ مولانا زاہد بن محمد بہاری

نام زاہد' والد کا نام محمد اور دادا کا نام نظام الدین تھا۔ قاضی زاہد بہاریؒ شیخ طریقت تھے۔ انہوں نے شیخ شرف الدین احمد بن یحیٰ منیریؒ (م ۷۸۲ھ) سے تعلیم حاصل کی' اور انہیں کی صحبت میں رہے۔ اور تصوف کے بعض مسائل کے سلسلہ میں حضرت شیخ سے سوالات کئے۔ جن کا جواب حضرت نے مختصر طور پر دیا جو اجوبہ کے نام سے مشہور ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

باب س

۱۲۴ شیخ سلیمان لنگرزمین کاکوی

حضرت شیخ سلیمان لنگرزمین، حضرت مخدوم مولانا شیخ عبدالعزیز منیریؒ کے فرزند اور حضرت امام تاج فقیہؒ فاتح منیر کے پوتے تھے۔ حضرت مخدوم عبدالعزیز کے دو فرزند ایک جلال منیری، دوسرے حضرت مخدوم سلیمان لنگرزمین۔ حضرت شیخ سلیمان لنگرزمین حضرت بی بی ہدیہ عرف بی بی کمال کے شوہر تھے۔ اس رشتہ سے حضرت مخدوم جہاں کے خالو تھے، اور حضرت قاضی سید شاہ شہاب الدین پیر جگجوتؒ کے داماد تھے، آپ کی ولادت و وفات کا سال معلوم نہیں، مگر زمانہ کا تعین اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ آپ کے چچازاد بھائی حضرت یحیٰ منیریؒ کی وفات کا سال ۶۹۰ھ ہے، لفظ مخدوم سے تاریخ نکلتی ہے۔ اور آپ کے خسر حضرت پیر جگجوت کا سال وفات ۶۶۶ھ ہے، اور بہ روایت دیگر ۶۷۵ھ ہے، اس حساب سے آپ کے زمانہ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ آپ ایک جید عالم اور بزرگ تھے۔

آپ کا مزار کاکو بستی سے پورب جانب بقانگر کے قریب تکیہ شاہ رکن الدین کے نام سے جو مقام ہے وہیں پر واقع ہے

۱۲۵ شیخ سراج الدین المعروف بہ اخی سراج

شیخ سراج الدین لکھنوتی ضلع پورنیہ موجودہ ضلع مالدہ کے باشندہ تھے۔ لکھنوتی سے حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ علم سے تہی دست، لیکن یقین کی دولت سے مالا مال تھے۔ عرصہ تک حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں رہے۔ جب حضرت اپنے مریدین کو خلافت سے سرفراز فرمانے لگے۔ تو کچھ لوگوں نے ان کا نام بھی پیش کیا۔ حضرت محبوب الٰہیؒ نے فرمایا کہ اس کام میں سب سے پہلے علم کا درجہ ہے، ان کی محرومی پر مولانا فخرالدین زرادی کو رحم آگیا۔ اور انہوں نے عالم بنانے کی ذمہ داری قبول کی۔ انہوں نے ایسا کر کے دکھایا، جب شیخ کی خدمت میں پیش کیا گیا، تو انہوں نے آئینہ ہند کا خطاب دے کر

خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت محبوب اولیاءؒ کے انتقال تک دہلی میں رہے۔ پھر اپنے وطن لکھنوتی واپس آگئے۔ بنگال، آسام اور بہار میں اسلام کی اشاعت کی زبردست کوشش کی۔ ان کے اخلاص و اخلاق کو دیکھ کر لکھنوتی، گواں سعد اللہ پور، مالدہ، پورنیہ اور اطراف پورنیہ میں بہت سے لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بقول مولف سیرالاولیاء" اس مقام کو اپنے جمال ولایت سے سجایا۔ اور خلق خدا ان سے بیعت ہونے لگی۔ یہاں تک کہ اس ملک کے فرماں رواں بھی ان کے حلقہ مریدین میں شامل ہوگئے۔

۷۵۷ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ مزار سعد اللہ پور گور (مالدہ) میں ہے۔

۱۲۶ مولانا سلیمان منیری

مولانا سلیمان حنفی منیری فضل و صلاح میں مشہور تھے۔ شاہجہاں کے زمانے میں عالم گیر کے قریب ہوگئے۔ اور ان کی خدمت میں ایک مدت تک رہے یہاں تک کہ جب وہ بادشاہ ہوگئے، تو مولانا معتمدالدولہ بنائے گئے، اور انہیں دار العدل کا والی بنایا گیا۔ اور ۱۰۹۱ھ / ۱۶۸۰ء میں فضائل خاں کے لقب سے نوازے گئے۔ جیسا کہ ماثر عالمگیری میں مذکور ہے۔

بختاور خان نے مراۃ العالم میں لکھا ہے کہ وہ دیانت میں مشہور تھے، اور بہت زیادہ متقی و پرہیزگار تھے۔ قضاء پر خوب محنت کرتے تھے، اور حق حقدار کو پہنچانے میں خوب کوشش کرتے تھے۔ اور رات میں طلبہ کو درس دیا کرتے تھے۔

۱۱۰۱ھ / ۱۶۸۹ء میں وفات پائی۔

۱۲۷ شیخ سلیم اللہ نگر نہسوی

شیخ سلیم اللہ بن علیم اللہ انصاری نگر نہسوی عظیم آبادی اپنے شہر کے بڑے عالم تھے۔ اپنے والد سے تعلیم حاصل کی، اور مختلف علوم و فنون میں ماہر ہوگئے۔

طریقت کا علم شیخ عبداللہ حسینی مدفون ہلسہ سے حاصل کیا۔ ان سے ان کے لڑکے امین اللہ' غلام بدر وغیرہ نے فیض حاصل کیا۔

۹ ربیع الثانی ۱۱۹۱ھ/۱۷۷۷ء میں نگر نہسہ میں وفات پائی۔ جیسا کہ تذکرۃ النبلاء میں مذکور ہے۔

۱۲۸ مولانا محمد سعید گیاوی

مولانا محمد سعید' مولانا ولایت علی صاد تپوری کے دادا تھے۔ شیر گھاٹی کے رہنے والے تھے۔ ان کے آباء واجداد منیر اور دیکھا سے ہزاری باغ تک مختلف بستیوں میں قیام پذیر رہے۔ ان کی اولاد میں صرف ولایت علی کی نانیہال صاد تپور پٹنہ تھی' نیز ان کی شادی صاد تپور میں ہوئی' انہوں نے شیر گھاٹی چھوڑ کر صاد تپور میں سکونت اختیار کرلی' مولانا سعید بھی شاہان تیموریہ سے منسلک رہے اور قضاء وافتاء کے ممتاز عہدہ پر فائز رہے۔ اور شاہان تیموریہ کی جانب سے جاگیر عطا ہوئے۔

مولانا سعید کا انتقال ۱۱۹۴ھ/۱۷۸۰ء میں ہوا

۱۲۹ مولانا سعید حسرت عظیم آبادی

مولانا سعید حسرت عظیم آبادی تیرھویں صدی ہجری کے ایک جید عالم' صاحب طراز ادیب' صاحب دیوان شاعر' متدین عالم' مشہور محدث اور قابل فخر مبلغ تھے۔ آپ کی پیدائش ۲۷ ذیقعدہ ۱۲۳۱ھ/۱۸۱۵ء میں عظیم آباد میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد مولوی منشی واعظ علی بن عمر دراز کے زیر نگرانی ہوئی۔ پھر علماء وقت مولوی مظہر علی عظیم آبادی' مولوی ابوالحسن منطقیؒ اور مولوی اشرف حسین عظیم آبادیؒ کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ اس کے بعد ۱۸ سال کی عمر میں تحصیل علم کے لئے کانپور روانہ ہوئے' اور مولانا سلامت اللہ بدایونیؒ سے تعلیم حاصل کی۔ پھر شیخ نذر محمد جو محمد سیداحمد شہیدؒ کے رفقاء میں سے تھے' ان کے حلقہ درس میں شامل ہوئے' وہاں سے

فراغت کے بعد لکھنؤ جاکر مفتی ظہور اللہ کی صحبت اختیار کی' ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء میں عظیم آباد واپس آئے' اور مدرسہ سعیدیہ عظیم آباد میں درس وتدریس کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔

آپ کا سلسلہ نسب باپ کی جانب سے حضرت جعفر طیارؓ تک اور ماں کی جانب سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ تک پہنچتا ہے۔ ۱۲ سال کی عمر میں مولوی میر احسن علی محدث لکھنوی سے بیعت ہوئے' جو حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کی تصانیف میں ملا جامی 'میزان منطق' پر آپ کی شرحیں اور غلام یحیٰ کے حاشیہ رسالہ میرزاہد پر آپ کی تعلیق نیز فارسی زبان میں آپ کا دیوان نہایت مشہور ہیں' اور ادبی اہمیت کے حامل میں ہیں۔ ان کے علاوہ فقہی مسائل میں اشمام العطر فی احکام عیدالفطر' الحلاوۃ العلمیتہ فی الرد علی من احدث من الحلو و الرطب' تحفتہ الاخوان وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آپ ۱۲۲۶ھ/۱۸۱۱ء میں حرمین شریفین کی زیارت و حج کے لئے روانہ ہوئے۔ اور وہاں کے مشہور علماء و محدثین شیخ عطوشی مدنی' شیخ سید محمد بن علی الحسینی السنوسیؒ' شیخ عبدالغنی دمیاطیؒ' شیخ یعقوب دہلویؒ وغیرہ کی صحبت نصیب ہوئی۔ اور ان حضرات سے علم حدیث کی سند و اجازت حاصل کی۔

۲۱ شعبان ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء میں وفات پائی۔ آپ کا مقبرہ محلہ مغل پورہ پٹنہ سیٹی میں آپ کے قائم کردہ مدرسہ کے کھنڈر کے پورب خاندانی قبرستان میں واقع ہے۔ حدیقتہ الازہار میں تاریخ وفات ۴ شعبان ۱۳۰۴ھ درج ہے۔

۱۳۰ سید شاہ سعید الدین احمد منیری

سید شاہ سعید الدین احمد معروف بہ ابو الفرح شاہ فضل حسین قادری فردوسی' حضرت سید شاہ فرید الدین احمد فردوسیؒ کے چھوٹے بھائی تھے۔ والد کے وصال کے بعد اپنے برادر معظم کی خدمت میں رہ کر ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کی۔ آپ کے بھائی

کو آپ سے اور آپ کو ان سے بہت محبت تھی۔ آپ ہمیشہ ان کی خدمت میں رہے اور فیضیاب ہوئے۔ ۱۱شعبان ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء میں بھائی سے بیعت ہوئے۔ آپ حضرت سید شاہ امجد حسین چشتی کے فرزند تھے۔ آپ کو کتب بینی کا بہت شوق تھا۔ مکتوبات و ملفوظات حضرت مخدوم جہاں و دیگر بزرگوں کی کتابیں آپ کے پیش نظر رہیں۔ حضرت مخدومؒ و دیگر بزرگوں کی کتابیں نقل کیں۔ ہر طریقہ کے بزرگوں کے کلمات جمع کئے۔ اپنے بڑے بھائی کے وصال کے بعد سجادہ نشیں ہوئے' سجادگی کے بعد دو سال زندہ رہے۔

۲۴ شعبان ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۱ء کو وصال ہوا۔ اور حضرت مخدوم شاہ دولت منیریؒ کے درگاہ میں اپنے برادر معظم کے زیر پائین ۲۵ شعبان کو مدفون ہوئے۔

۱۳۱ مولانا شاہ سلیمان قادری پھلواروی

شیخ عالم صالح سلیمان بن داؤد بن وعظ اللہ بن محبوب ایک مشہور عالم و شیخ تھے۔ وہ اصل میں گنگھٹ ضلع سارن کے تھے۔ ۱۰ محرم ۱۲۷۹ھ/۱۸۹۵ء میں اپنے نانا شیخ اصغابن وعداللہ بن سعداللہ کے گھر پھلواری میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں پرورش و پرداخت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی' پھر لکھنؤ کا سفر کیا' اور علامہ عبدالحیٔ بن عبدالحلیم لکھنویؒ سے تعلیم حاصل کی' پھر دہلی کا سفر کیا اور شیخ محدث نذیر حسینؒ سے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ اور شیخ احمد علی محدث سارن پوریؒ سے بھی اجازت حاصل کی۔ طریقت کی تعلیم شیخ علی حبیب جعفری پھلواروی سے حاصل کی' اور گنج مراداباد کا سفر کیا۔ اور شیخ فضل رحمٰن گنج مرادابادیؒ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ پھر حجاز کا سفر کیا۔ اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے' اور وہاں شیخ کبیر الحاج امداداللہ مہاجر مکیؒ سے ملاقات کی' اور ان سے بیعت ہوئے' ساتھ ہی کچھ حدیث پڑھکر ان سے اجازت حاصل کی۔

موعظت و تذکیر میں انہیں مہارت حاصل تھی' خوب مثنوی معنوی پڑھا کرتے

تھے۔ ان کی مفصل سوانح حیات خاتم سلیمانی ہے۔ جس کو آپ کے صاجزادے غلام حسین نے جمع کیا ہے۔ اور آپ کے نام سے پھلواری شریف میں خانقاہ سلیمانیہ بھی مشہور ہے۔

ان کی تصانیف میں سے شجرۃ السعادۃ' سلسلۃ الکرامتہ فارسی میں اور رسالتہ فی الصلوۃ والسلام' آداب الناصحین' ذکر الحبیب' شرح العقیدۃ الغوثیہ' شرح الحدیث المسلسل بالاولیتہ عربی میں' صلاح الدین فی برکات الحرمین' صیانۃ الاحباب عن اہانۃ الاصحاب' شمس المعارف قابل ذکر ہیں۔ ان کے اشعار عربی و فارسی میں موجود ہیں۔

۲۷ صفر ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء میں وفات پائی اور سنگی مسجد کے صحن میں مدفون ہوئے۔

۱۳۲ مولانا سید سلیمان اشرف بہاری

مولانا سید سلیمان اشرف بہاری ابن مولانا حکیم سید محمد عبداللہ ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ء محلہ میرداد بہار' پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں پڑھنے کے بعد مدرسہ حنفیہ جونپور میں استاذالعلماء مولانا ہدایت اللہ رامپوری ثم جونپوریؒ سے علوم کی تحصیل کی' ان کے علاوہ مولانا یار محمد بندیالوی سے بھی استفادہ کیا۔ آپ حضرت مولانا نور محمد اصدق دہلویؒ کے مرید تھے۔ حضرت مولانا احمد رضاخاں بریلوی رحمتہ اللہ سے بھی آپ کو خلافت و اجازت حاصل تھی۔ ۱۹۰۳ء میں علی گڑھ یونیورسٹی کے شعبہ اسلامک اسٹڈیز کے چیئرمین مقرر ہوئے۔ آپ نے تاحیات فرائض منصبی ادا کئے۔

النور الرشاد' الحج المبین اور الانہار آپ کی علمی یادگار ہیں۔

۵ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ بمطابق ۲۵ اپریل ۱۹۳۹ء میں وفات پائی اور علی گڑھ کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

۱۲۳ مولانا سعادت حسین بہاری

شیخ فاضل سعادت حسین بن رحمت علی بن غلام علی حنفی بہاری ایک بڑے عالم تھے۔ ۱۲۵۶ھ ر ۱۸۴۰ء کڑاہ میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں بہار شریف کے قریب ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی' پھر جونپور کا سفر کیا۔ اور مفتی یوسف بن اصغر انصاری لکھنوی سے تعلیم حاصل کی' پھر دہلی کا سفر کیا۔ اور حدیث کی تعلیم شیخ محدث نذیر حسین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ پھر اپنے وطن لوٹے' اور آرہ میں درس و تدریس کا کام شروع کیا۔ اور وہاں دس سال تک درس تدریس میں مشغول رہے۔ اسی اثناء جب شیخ احمد علی بن لطف اللہ محدث سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ آرہ تشریف لائے' تو ان سے حدیث کی اجازت حاصل کی' ۱۲۹۶ھ ر ۱۸۷۹ء میں حج و زیارت کے لئے سفر کیا۔ حج سے واپس ہوئے تو مدرسہ عالیہ کلکتہ میں درس و تدریس شروع کی۔ انہیں حکومت نے شمس العلماء کے خطاب سے نوازا تھا۔ آپ کا حاشیہ میرزاہد اور رسالہ فی ابطال التناسخ مشہور ہے۔

۱۰ جمادی الاولی ۱۳۶۰ھ ر ۱۹۴۱ء میں وفات پائی۔

۱۲۴ مولانا سید سلیمان ندوی

مولانا سید سلیمان ندوی کے والد کا نام ابو الحسن تھا۔ صوبہ بہار کے ایک مردم خیز گاؤں دیسنہ ضلع پٹنہ میں ۲۲ صفر ۱۳۰۲ھ بمطابق ۲۲ نومبر ۱۸۸۴ء کو پیدا ہوئے' گھر پر ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کچھ دنوں پھلواری شریف اور دربھنگہ میں بھی تحصیل علم کے لئے رہے۔ مدرسہ امدادیہ دردبھنگہ کے انجمن طلبہ میں ایک تحریر پڑھی' تو اساتذہ نے داد دی' اور تحریر پٹنہ کے مشہور ہفتہ وار اخبار الپنچ میں چھپی۔ ۱۹۰۱ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخل ہوئے' اور وہیں سے فراغت حاصل کی' ندوہ میں انکی علمی و ادبی ذوق کی جلا ہوئی۔ کچھ شعروسخن کی مشق شروع کی۔

مولانا سید سلیمان ندوی' صوبہ بہار کے جید علماء میں سے تھے۔ آپ مولانا شبلی

رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت میں رہے۔ مولانا شبلی کے پاس مصر و شام کے عربی رسائل بکثرت آتے تھے۔ سید صاحب ان کا برابر مطالعہ کرتے رہے، جس سے ان میں جدید عربی کا ذوق پیدا ہوا، اور یہ ذوق رفتہ رفتہ اتنا بڑھا کہ وہ جدید عربی کے بھی اچھے ادیب شمار کئے جانے لگے۔

جمادی الاخر ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء میں مولانا شبلی نے ندوۃ العلماء کی طرف سے ایک سالانہ رسالہ الندوہ نکالنا شروع کیا۔ سید صاحب طالب علمی ہی کے زمانے میں اس میں علمی و مذہبی مضمون لکھنے لگے۔ ۱۹۴۰ء کے نومبر میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے ان کو ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری عطا کی۔ اور اسی سال مولانا اشرف علی تھانویؒ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔

مولانا ۱۹۱۵ء میں دار العلوم ندوۃ العلماء کے معتمد تعلیمات بھی مقرر ہوئے اور یہ خدمت ۱۹۵۰ء تک انجام دیتے رہے۔

مولانا ایک صاحب طرز ادیب اور انشاء پرداز تھے۔ آپ کی تصنیفات میں سیرت النبی، ارض القرآن، خطبات مدراس، عرب وہند کے تعلقات، حیات شبلی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

جولائی ۱۹۴۶ء میں نواب بھوپال کے اصرار پر ان کی ریاست کے قاضی القضاۃ اور جامع مشرقیہ کے امیر کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ یہاں اکتوبر ۱۹۴۹ء تک قیام رہا، اسی سال حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے، اور وہاں سے واپسی کے بعد جون ۱۹۵۰ء میں پاکستان ہجرت کرگئے۔ آپ کی سوانح حیات سلیمان شائع ہوچکی ہے۔

۲۲ نومبر ۱۹۵۳ء کو اتوار کے دن ساڑھے سات بجے شام کو کراچی میں وفات پائی۔ اور احاطہ قبور اسلامیہ کالج کراچی میں مدفون ہوئے۔

۱۳۵ مولانا پروفیسر سعید رضا دسنوی

مولانا پروفیسر سعید رضا دسنہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ پھر

علامہ شبلی کے دور میں ندوۃ العلماء لکھنؤ سے فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد انگریزی کی طرف متوجہ ہوئے، میٹرک اور آئی۔ اے امتحانوں میں اول آئے، اور گردنی باغ ہائی اسکول پٹنہ میں ہیڈ مولوی کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ ۱۹۴۲ء میں آپ کا تقرر سنت زیورس کالج بمبئی کے شعبہ اردو، فارسی اور عربی میں صدر شعبہ کی حیثیت سے ہوگیا۔ کالج میں آپ اپنی صلاحیت، حسن خدمت اور حسن خلق کی وجہ سے بہت مقبول رہے۔

دسنہ میں غالباً ۱۹۶۲ء میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

۱۳۶ مولانا حکیم سلمان کریمی گڑھولوی

مولانا حکیم محمد سلمان بن محمد بشارت کریم بن عبدالرحیم کی ولادت موضع گڑھول شریف ضلع سیتامڑھی میں ماہ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۷ء کو ہوئی۔ آپ کے والد حضرت مولانا محمد بشارت کریم اپنے زمانہ کے مشہور عالم اور ولی کامل تھے۔ پہلے یہ بستی موضع بازیدپور گڑھول کے نام سے موسوم تھی۔ لیکن حضرت مولانا بشارت کریم رحمتہ اللہ علیہ کی وجہ سے گڑھول شریف کے نام سے مشہور ہوگئی۔

مکتب کی تعلیم کے بعد ایک کہنہ مشق اور تجربہ کار حافظ اویس صاحب سے قرآن کریم حفظ کیا۔ حفظ کے بعد فارسی و عربی کی تعلیم اپنے بھائی مولانا محمد ادریس زکا گڑھولویؒ سے حاصل کی۔ پھر گورنمنٹ طبی کالج پٹنہ میں داخلہ لیا، اور ۱۹۵۴ء میں طبی کالج سے فراغت کے بعد گڑھول شریف میں سرکاری حکیم کی حیثیت سے خدمت انجام دیا۔ اور علاج و معالجہ کے ذریعہ عوام و خواص کی خدمت کی، آپ ایک کامیاب حکیم تھے۔ اور امراض نسواں میں خصوصی مہارت رکھتے تھے۔ غرباء و مساکین سے خصوصی دلچسپی لیتے تھے۔ اور ان کی ہر ممکن مدد اور تعاون کرتے تھے۔

حکیم صاحب کو علمی کاموں سے دلچسپی رہی۔ انہوں نے ماہ اکتوبر ۱۹۷۶ء میں

مدرسہ اصلاح المسلمین (کریم گنج) جھٹکی و بکھرا، ضلع سیتا مڑھی کی اپنے ہاتھوں سے بنیاد ڈالی۔ اور تاحیات اس کے سرپرست رہے۔ یہ مدرسہ آج بھی تعلیمی خدمت انجام دے رہا ہے، اور شب و روز ترقی کے منازل طے کر رہا ہے، مولانا جابر حسین اس کے مہتمم ہیں۔ سماجی امور میں بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے مسجد کی تولیت، انجمن امداد باہمی کی نگرانی اور قبرستان کی نگرانی کی ذمہ داریاں بھی بحسن و خوبی انجام دیں۔

والد محترم کا بچپن ہی میں انتقال ہوگیا تھا۔ اس لئے تصوف کے سلسلہ میں ان سے استفادہ کا موقع نہ مل سکا۔ اس لئے اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا محمد ایوبؒ سے باطنی استفادہ و روحانی ترتیب حاصل کی۔ لیکن ان کی زندگی نے بھی وفا نہیں کی، اور عین جوانی میں ۳۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس لئے باضابطہ ارادت و بیعت حضرت مولانا شریف حسین کانپوری رحمتہ اللہ سے حاصل کی، تب سے آخری دم تک اوراد و وظائف اور مجاہدہ و ریاضت میں لگے رہے۔ حضرت مولانا شریف حسین کانپوری سے خلافت و اجازت کے باوجود کم لوگوں کو اپنے حلقہ ارادت میں لیا۔ اور نہایت ہی خاموشی کے ساتھ ارشاد و تبلیغ کا کام جاری رکھا۔

مولانا حکیم سلمان ۱۹۸۲ء میں حج سے مشرف ہوئے، حج کے لئے روانگی کے سلسلے میں روایتی شور و ہنگامہ سے اپنے آپ کو دور رکھا۔ بلکہ اپنے سفر کے پروگرام سے کسی کو مطلع بھی کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اس طرح آپ نے حج کے لئے روانہ ہونے والوں کے لئے ایک مثالی نمونہ پیش کیا۔

مولانا حکیم سلمان کے سلسلہ میں یہی کافی ہے کہ حضرت مولانا بشارت کریم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سلمان پیدائشی ولی ہے۔

مولانا کی وفات ۹ شوال ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء کو موضع گڑھول شریف میں ہوئی۔ اور گڑھول شریف میں مسجد سے متصل اتر جانب اپنے والد ماجد کے احاطہ مزار میں مدفون ہوئے۔

۱۳۷ مولانا سید سیف الدین احمد

مولانا سیف الدین احمد ایک جید عالم دین اور باعمل مشرع بزرگ تھے۔ تصوف میں بھی آپ کا بڑا درجہ تھا۔ آپ دہلی سے آکر سونتھا علاقہ تھانہ بہادر گنج ضلع پورنیہ میں مقیم ہو گئے۔ اور یہیں تمام عمر رشد و ہدایت اور تعلیم و تبلیغ میں گذاری۔ اس دیار کے مسلمانوں کو ضلالت و گمراہی اور شرک و بدعت سے پاک کرنے کے لئے آپ نے بہت کوشش کی، سونتھا جامع مسجد اور سندر باری عیدگاہ کی کثیر جماعت آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ آپ کا ایک رسالہ کرامت الصالحین معروف بہ سیف المجاہدین ہے۔ یہ رسالہ ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء میں قلمبند کیا گیا تھا۔ اس رسالہ کے شروع میں ایک مناجات منظوم ہے۔ جس سے آپ کا شاعر ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں

باب ش

۱۳۸ قاضی شہاب الدین پیر جگجوت

آپ عالی نسب سادات جعفری اور ملک کاشغر کے فرمان روا تھے۔ آپ کے خاندان میں چند پشتوں سے سلسلہ سلطنت چلا آتا تھا۔ آپ کے والد کا نام سلطان محمد تاج تھا۔ آپ کی ولادت ۵۷۰ھ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ اس کے بعد آپ حضرت نجم الدین کبریٰؒ کے حلقہ درس میں داخل ہوئے۔ علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطنی بھی حاصل کرتے رہے۔ اور حضرت نجم الدین کبریٰؒ ہی سے بیعت ہوئے والد کے انتقال کے بعد سلطنت کا بار سنبھالا۔ اس سے پہلے عہدہ قضا پر متمکن تھے۔ مگر جذبہ عشق الٰہی نے کچھ ایسا رنگ دکھلایا کہ حکومت ترک کر کے اپنی اہلیہ اور چاروں لڑکوں کو ساتھ لے کر وطن سے باہر نکلے' اور لاہور ہوتے ہوئے بہار آئے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ پہلے منیر شریف آئے۔ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ آپ نے حاجی پور میں قیام فرمایا۔ پھر اپنے سمدھی حضرت آدم صوفیؒ کی طلب پر پٹنہ سے متصل ایک مقام موضع جیٹھلی میں مستقل قیام فرمایا۔ یہ مقام دریائے گنگا کے کنارے واقع ہے۔

آپ کا انتقال ۲۱ ذی قعدہ ۶۶۶ھ کو ہوا۔ خام مزار پرانوار گنگا کے کنارے ایک بلند چبوترے پر واقع ہے۔ آپ کی اہلیہ کا مزار بھی وہیں ہے۔ یہ مقام کچی درگاہ کے نام سے مشہور ہے' آپ کے مزار سے تھوڑی دور پورب آپ کے سمدھی حضرت مخدوم آدم صوفیؒ (م ۶۹۷ھ) کا مزار بھی ہے۔ جو پکی درگاہ کے نام سے موسوم ہے۔

۱۳۹ مخدوم شاہ شعیب فردوسی

حضرت مخدوم شاہ شعیب فردوسی ۱۲ ربیع الاخر روز دو شنبہ ۶۸۸ھ میں گجانواں متصل منیر شریف پیدا ہوئے۔ آپ حضرت مخدوم شاہ جلال الدین منیریؒ کے صاحبزادہ تھے۔ جب آپ پانچ برس کے ہوئے' تو آپ کے والد کا منیر میں انتقال ہوگیا۔ علوم ظاہری اپنی والدہ اور علمائے زمانہ سے حاصل کیا۔ تحصیل علم کے بعد ایک مدت تک

پہاڑوں اور جنگلوں میں بسر کیے۔ جب آپ کی بزرگی کا شہرہ اطراف میں پھیلا' تو خلق سے کنارہ کشی کر لی۔ کبھی کبھی اپنی والدہ کی قدم بوسی کے لئے آجایا کرتے تھے۔ کبھی راجگیر میں چلہ کش ہوتے' کبھی موضع اکرانوان اور موضع امہرہ کے جنگلوں میں ٹھہرتے۔ کبھی شیخپورہ کے پہاڑوں کی طرف چلے جاتے' ایک کنویں' میں بارہ سال تک چلہ کشی کی۔ شیخپورہ کو آپ نے آباد کیا۔ اور دامن کوہ میں سکونت اختیار کی۔ آپ کو حضرت مخدوم کے برکات بھی حاصل ہوتے تھے۔ آپ کے کشف و کرامات بہت مشہور ہیں۔ آپ نے حضرت مخدوم جہاںؒ کی روش اختیار کی' ہزارہا بندگان خدا آپ کے فیض صحبت سے مالا مال ہوئے۔ اور ہدایت پائی۔ ایک سو چھتیس سال کی عمر پائی۔ بزرگوں حالات میں آپ کی ایک کتاب مناقب الاصفیاء بہت مشہور ہے۔

۱۲ ربیع الاخر روز دو شنبہ ۸۲۴ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار شیخپورہ ضلع مونگیر میں مرجع انام ہے۔

۱۴۰ مولانا شہباز محمد بھاگلپوری

شیخ عالم فقیہ شہباز بن محمد الخیر بن علی اسماعیل بن اسحاق بن سعدی بن یعقوب بن محمود بن مسعود بن احمد حسینی لاہوری ثم بھاگلپوری' شیخ کمال الدین حسینی ترمذی کی نسل سے تھے۔ بعض تذکرہ میں والد کا نام خطاب اور دادا کا نام خیرالدین بخاریؒ لکھا ہے۔ حضرت مولانا شہباز محمدؒ کے والد محترم حج بیت اللہ سے فیضیاب ہونے کے بعد اپنے اہل و عیال کے ساتھ دیو را تشریف لائے' اور حضرت سید شاہ محمد کے دولت کدہ پر اقامت پذیر ہوئے' حضرت مولانا شہباز محمدؒ اس وقت اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں تھے' آپ کی ولادت ۹۵۶ھ میں ہمایون بادشاہ کے عہد میں دیو را میں ہوئی۔

حضرت مولانا شہباز محمدؒ نے شیخ شاہ محمد دیوری سے علم حاصل کیا' اور طریقت کا علم شیخ یاسین سلمانوی سے حاصل کیا' اور بھاگلپور منتقل ہوگئے' اس وقت ان کی عمر تیس سال کی تھی' وہ جگہ جہاں آپ نے سکونت اختیار کی وہ ملاچک کے نام سے ابتک

مشہور ہے۔ تذکرہ صادقہ کے مطابق حضرت مولانا شہباز محمدؒ تیس سال کی مدت دیو را میں بسر کرنے کے بعد ۹۸۵ھ میں شہر بھاگلپور میں رونق افروز ہوئے، اور وہاں درس و افادہ شروع کیا۔

حضرت مولانا علم و فضل میں کامل تھے، اور زہد و تقویٰ میں بھی کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔

حضرت مولانا بنگال اور بہار میں اشاعت اسلام کی بڑی خدمت کی، آپ کی خانقاہ سے محبت اور اخوت کی تعلیم ہندوستان کے بیشتر حصول میں پہنچی، سیالکوٹ، ڈھاکہ، پنڈوہ، میدنی پور، بردوان، تیگمرھ، پٹنہ اور انبالہ کے قرب و جوار کے علاقے اسلام اور روحانیت سے روشن ہوئے۔

حضرت مولانا شہباز محمدؒ ہمیشہ درس و تدریس میں مشغول رہے، آپ نے ایک مدرسہ قائم کیا تھا جس میں آپ خود بھی درس دیا کرتے تھے، آپ کے مدرسہ نے اشاعت علم دین و تصوف میں اہم رول ادا کیا۔ بڑے بڑے علماء اس درسگاہ سے فیضیاب ہوئے فتاوی عالمگیری کے مرتین میں بھاگلپور کے شیخ رضی الدین بھی تھے، جو مدرسہ شہبازیہ کے فیض یافتہ تھے۔ ڈبلو ڈبلو ہنٹر کے مرتبہ بنگال منسکرپٹ ریکارڈ کے صفحہ ۴۳ پر مرقوم ہے کہ ۱۷۸۳ء میں سرجان شور کی صدارت میں فورٹ ولیم کو جن پرانے مدارس کا حال مل سکا، ان میں بھاگلپور کا مدرسہ شہبازیہ بھی ہے، جو اس زمانہ میں درس و تدریس کا بڑا دینی مرکز تھا۔ مولف تذکرہ صادقہ کے مطابق حضرت مولانا شہباز محمدؒ سے صدہا طالب فیضیاب ہوئے، اور بلند منازل پر پہنچے، اور صدہا حضرات آپ کی صحبت میں رہ کر اولیائے کاملین سے ہوئے۔

حضرت مولانا کے تصنیف میں سے شرح ستین شریف کا پتہ چلتا ہے۔ جس کو مولانا احسن اللہ نے ۲۰۴ صفحات میں قلم بند کیا ہے۔

حضرت مولانا کو درس و تدریس سے بے انتہا شغف تھا۔ ہمیشہ درس و تدریس میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ اپنے مرض وفات میں بھی درس کو نہیں چھوڑا،

مشکوۃ شریف کے درس سے فارغ ہوئے تھے کہ آپ کا وصال ہوگیا۔ آپ کی مکمل سوانح نادرات گنگ مولفہ ڈاکٹر عبدالغفار انصاری میں ہے۔

حضرت مولانا شہباز محمد کی وفات ۲۶ر صفر ۱۰۵۰ھ ر ۱۶۴۰ء میں بھاگلپور میں ہوئی، اور وہیں دفن کئے گئے، جیسا کہ درمنشور میں ہے۔ لفظ غمی سے ۱۰۵۰ھ کی تاریخ نکلتی ہے، گنج ارشدی میں ہے کہ ۱۰۶۰ھ ۱۶۵۰ء میں وفات پائی، لیکن اول رائج ہے۔

۱۴۱ مولانا شاہ شمس الدین الفرح مجیبی پھلواروی

آپ مولانا شاہ احمد عبدالحی کے صاحبزادے اور حضرت مولانا شاہ مجیب اللہؒ کے پوتے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۱۶۳ھ ر ۱۷۵۰ء میں ہوئی۔ ابتدائی درسیات اور فن شاعری میں حضرت مولانا شاہ محمد نور الحقؒ سے تلمذ حاصل تھا، درسیات کی تکمیل ملا وحیدالحق ابدالؒ سے کی، بیعت، تعلیم و تربیت و اجازت و خلافت کل حضرت مولانا شاہ مجیب اللہؒ سے حاصل تھی، فن شاعری میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ دیوان موجود ہے۔ جس کا تذکرہ "تذکرۃ الکرام" میں بھی ہے۔

رشد و ہدایت کے سلسلہ میں کلکتہ میں قیام رہا۔ اور وہیں ۱۳ شعبان ۱۲۲۸ھ ر ۱۸۱۳ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار کلکتہ مصری گنج میں ایک مسجد کے حجرہ میں ہے۔

۱۴۲ مولانا شعیب الحق بہاری

شیخ فاضل محدث شعیب الحق بہاری ایک مشہور عالم تھے، جن کو مولانا مسافر کہا جاتا تھا۔ بہار شریف میں پیدا ہوئے تھے، اور وہیں پرورش ہوئی، علم کے لئے سفر کیا، منطق اور حکمت کی تعلیم مولانا محمد قاسم الہ آبادیؒ سے حاصل کی، پھر دہلی کا سفرکیا اور شیخ ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے حدیث کا علم حاصل کیا، اور ان کے ساتھ بہت زمانے تک رہے۔ پھر اپنے وطن واپس ہوئے۔ ان سے بہت سے لوگوں نے علم وفضل حاصل کیا۔

۱۲۳۹ھ ر ۱۸۲۳ء میں وفات پائی، اور عظیم آباد میں مدفون ہوئے۔

۱۴۳ مولانا شاہ محمد شرف الدین پھلواروی

مولانا شاہ محمد شرف الدین کے والد کا نام مولانا ھادی پھلوارویؒ تھا' آپ یکم رجب ۱۲۳۵ھ/۱۸۱۹ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے ماموں مولانا شاہ محمد حسینؒ سے درسیات کی تکمیل کی۔ ۲۱ جمادی الاخر ۱۲۵۳ھ بمطابق ۱۸۳۷ء میں اپنے بڑے ماموں شاہ ابوالحسن فردؒ سے بیعت کی۔ تعلیم و تربیت و اجازت و خلافت کل مولانا شاہ ابوالحسن فرد سے حاصل تھی۔ ۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء میں اپنے شیخ کی طرف سے جمیع سلاسل کے مجاز ہوئے۔ اس کے کچھ مدت کے بعد ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۱ء میں آپ کے والد نے بھی اجازت عطا فرمائی۔

آپ کی تصنیفات میں چند کتابیں مثلاً لب العقائد' یہ شرح عقائد نسفی کی شرح ہے۔ شرح تہذیب' یہ تہذیب کی مختصر شرح ہے۔ دیوان شرف یہ آپ کا مکمل دیوان ہے۔ رسالہ رفع السبابۃ عندالتشہد' رسالہ مااہل بہ لغیراللہ موجود ہیں۔

۳/ ذی الحجہ ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء میں وفات پائی اور مقبرہ مجیبیہ میں مدفون ہوئے۔

۱۴۴ مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی

مولانا شمس الحق عظیم آبادی ایک جید عالم دین تھے۔ نام و نسب اس طرح ہے۔ ابوالطیب محمد شمس الحق بن امیر علی بن شیخ مقصود علی بن شیخ غلام حیدر بن شیخ ہدایت اللہ بن شیخ محمد زاہد بن شیخ نور محمد بن شیخ علاء الدین' اس طرح آپکا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ تک پہنچتا ہے۔

آپ کے آباؤ اجداد کا اصل مکان موضع ہرداس بیگھہ تھا' جو فتوحہ اسٹیشن ضلع پٹنہ سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ کے پردادا مولوی شیخ غلام حیدر ذی ثروت اور صاحب مقدرت شخص تھے۔ شہر پٹنہ محلہ گذری میں ان کی کئی عالیشان کوٹھیاں تھیں۔ آپ کے والد مولوی شیخ امیر علی کا قیام بھی ہرداس بیگہ اور کبھی

گذری میں رہتا' ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء میں جب ان کا نکاح رمنہ محلہ عظیم آباد اور ڈیانواں کے رئیس مولانا گوہر علی کی صاحبزادی سے ہوا' تو وہ اکثر رمنہ میں رہنے لگے۔ مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی ۲۷ ذیقعدہ ۱۲۷۳ھ جولائی ۱۸۵۷ء کو پٹنہ کے محلہ رمنہ میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں اپنی والدہ کے ساتھ اپنے ننہال ڈیانواں چلے آئے' اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ابھی گیارہ سال کی عمر تھی کہ ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء میں والد کا انتقال ہو گیا۔ مولانا محمد ابراہیم نگرنہسویؒ (م ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء) نے بسم اللہ کرائی۔ اور سورۃ اقراء پڑھایا۔ پھر ڈیانواں میں حافظ اصغر علی رامپوریؒ اور دوسرے معلمین سے ابتدائی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ فارسی کی کتاب پڑھنے کے بعد مولانا لطف علی بہاریؒ (م ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۹ء) سے عربی شروع کی۔ اور شرح جامی وغیرہ کی تعلیم ان سے حاصل کی' اس عرصہ میں اپنے ماموں مولوی نور احمد ڈیانوی سے استفادہ کرتے رہے۔ ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء میں لکھنؤ تشریف لے گئے' اور مولانا فضل اللہ لکھنویؒ سے تعلیم حاصل کی۔ پھر ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء میں مراد آباد پہنچے' اور مولانا بشیرالدین قنوجیؒ سے تحصیل علم کیا' ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں مولانا سید نذیر حسین محدث دہلویؒ سے استفادہ کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔ اور ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۹ء میں حدیث و تفسیر کی سند حاصل کرکے اپنے مکان واپس آئے۔ اور درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہوگئے۔ ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء کو حج کے لئے تشریف لے گئے' اور وہاں کے مشائخ سے سند و اجازت حاصل کی' ڈیانواں میں درس و تدریس کے علاوہ وعظ ارشاد بھی آپ کا خاص مشغلہ تھا۔ آپ کی تقریروں سے لوگوں کو بڑا فیض پہنچتا تھا۔ مولانا کا سب سے اہم کارنامہ حدیث اور کتب حدیث کی ترویج و اشاعت ہے' آپ کی دولت اس مبارک کام کے لئے وقف تھی۔ آپ کی تصنیفات میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) غایۃ المقصود فی حل سنن ابی داؤد۔ یہ سنن ابو داؤد کی مبسوط اور جامع شرح ہے۔

(۲) عون المعبود علی سنن ابی داوٗد یہ بھی سنن ابو داوٗد کی شرح ہے۔

(۳) التعلیق المغنی علی سنن الدار قطنی، سنن دار قطنی کا متن اپنی تعلیقات کے ساتھ ساتھ شائع کیا۔

(۴) نہایۃ الرسوخ فی معجم الشیوخ

(۵) تعلیقات علی سنن النسائی' سنن نسائی کے بعض مشکلات کا حل ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں ہیں۔

۳ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ بمطابق ۱۵ مارچ ۱۹۱۱ء کو طاعون کی بیماری میں مبتلا ہوئے۔ اور ۶ر دن بعد ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ ر ۲۱ مارچ ۱۹۱۱ء بروز سہ شنبہ وفات پائی۔

۱۴۵ مولانا شاہ شرف الدین شرف

مولانا شاہ شرف الدین شرف ثم حنیفلی مولانا الہ بخش بھدیسہ علاقہ تھانہ بہادر گنج کے صاحبزادہ تھے۔ لیکن اپنی زندگی کا بیشتر حصہ گانگی میں گذارا' فارسی و عربی درسیات کے تکملہ کے بعد انگریزی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور انٹر میڈیٹ تک تعلیم حاصل کی۔ صوفیانہ استعداد ہونے کی وجہ سے مولانا لطیفی رحمان پوریؒ نے آپ کو اپنا خلیفہ بنایا تھا۔

شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ اردو فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ صاب دیوان شاعر تھے۔

۳۰ شوال ۱۳۶۹ھ ر ۱۹۴۹ء میں وفات پائی۔ اور تکیہ لطیفی گانگی میں مدفون ہوئے۔

۱۴۶ مولانا شمس الحق سلفی

مولانا شمس الحق بن مولانا ضیاء اللہ کی پیدائش موضع بلکٹوا ضلع مدھوبنی میں ہوئی۔ آپ مولانا عین الحق سلفیؒ کے چھوٹے بھائی تھے۔ ۱۹۳۶ء میں مدرسہ احمدیہ سلفیہ دربھنگہ سے فراغت حاصل کی۔ ۱۹۳۸ء میں دہلی مسجد فتحپوری سے مولوی فاضل امتحان دیا۔ ۱۹۳۸ء سے مدرسہ احمدیہ سلفیہ میں تعلیمی خدمت انجام دینا شروع کیا۔ اور جمعیتہ اہل حدیث ضلع دربھنگہ کے سکریٹری کا فریضہ انجام دینے لگے۔ ۱۹۴۴ء تک احمدیہ سلفیہ سے وابستہ رہے۔ آخری جماعتوں کی کتابیں، مثلاً تفسیر کشاف، ابوداؤد، ہدایہ، کامل للمبرد، دیوان امراء القیس وغیرہ کا درس دیتے رہے۔ ۱۹۴۵ء سے ۱۹۵۵ء تک مدرسہ نجم الہدیٰ آمتلہ مرشد آباد میں تعلیمی، تبلیغی اور فتویٰ نویسی کا کام انجام ۔ آپ صدر المدرسین تھے۔ سوائے اس وقفہ کے جس میں حضرت مولانا محمد اسحٰق وی دہاں تشریف رکھتے تھے۔ ۱۹۵۶ء میں صالح ڈانگہ ضلع مرشد آباد میں درس دیا۔ کے بعد ۱۹۵۷ء سے ۱۹۶۶ء تک مدرسہ فیض عام مئو ناتھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ میں شیخ الحدیث ہوئے، اور تعلیمی، تبلیغی اور فتوی نویسی کا کام انجام دیتے رہے۔ ۱۹۶۷ء۔۱۹۶۸ء میں مدرسہ دارالحدیث بیلڈانگہ ضلع مرشد آباد میں صحیحین کا درس دیا۔ ۱۹۶۹ء سے ۱۹۸۱ء تک مرکزی دارالعلوم بنارس میں تعلیمی، تبلیغی اور فتوی نویسی کا کام انجام دیا، آپ انتظامی امور میں اچھا ملکہ رکھتے تھے۔ اکثر جلسوں میں شرکت کرتے اور اخلاص کے ساتھ سامعین کو قرآن وحدیث کی دعوت دیتے تھے۔ جو کافی موثر ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ اصلاحی کاموں میں مسجد و مدرسہ کی تعمیر اور سہ ماہی اصلاحی پروگراموں میں حصہ لیتے تھے۔ جمعیتہ اہل حدیث پرگنہ بھالا قائم کیا، اور اس کے ذریعہ مدرسہ شمس الہدیٰ جنک پور دھام قائم کیا اس کے لئے زمین خریداری کی، مسجد اور مدرسہ قائم کیا، جو الجامعۃ السلفیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ مولانا ایک جید عالم، شب بیدار اور اسلام کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔

۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۲ء میں وفات پائی۔

۱۴۷ مخدوم مولانا میر شمس الدین مارزندانی

حضرت مولانا میر شمس الدینؒ مارزنداں کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت مخدوم یحی منیریؒ کے داماد تھے۔ آپ کے والد امام تاج فقیہ کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ آپ کے علم کا شہرہ بہت ہوا۔ دور دور سے تشنگان علم آپ کی خدمت میں آئے۔ اور چشمہ علم سے سیراب ہوئے۔ علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطنی میں بھی خاص درجہ رکھتے تھے۔

آپ کا اور آپکی اہلیہ کا مزار بڑی درگاہ پٹنہ میں ہے۔
وفات کا سال معلوم نہیں۔

۱۴۸ مولانا شائق احمد عثمانی بھاگلپوری

مولانا شائق احمد عثمانی اپنے وطن پورینی ضلع بھاگلپور میں ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے' ابتدائی تعلیم آپ نے پورینی اور مونگیر میں حاصل کی۔ ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء میں دیوبند گئے۔ اور ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء میں دورہ حدیث سے فراغت حاصل کیا۔ بیعت کا شرف حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل تھا۔ ۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۲ء میں ایک سال دار العلوم میں بحیثیت مدرس عربی درس و تدریس کا فریضہ ادا کیا۔ پھر کچھ دنوں مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی خدمت میں رہ کر نظارۃ المعارف دہلی میں علوم و معارف قرآنی حاصل کرنے میں منہمک رہے۔ سیاسی تربیت بھی حاصل کی۔ کچھ مدت تک خانقاہ رحمانی مونگیر سے وابستہ رہے' قادیانیت کے خلاف جم کر کام کیا' قطب عالم حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی زیر نگرانی نکلنے والے رسالہ کی ادارت بھی کی' پھر خلاف کمیٹی کلکتہ سے متعلق ہو کر اس کے شعبہ نشر و اشاعت کا کام انجام دیا۔ ۱۹۲۱ء میں کلکتہ سے ایک روز نامہ اخبار "عصر جدید" کے نام سے جاری کیا' اس سلسلہ میں قید و

بند کی مشقت بھی جھیلی ۔ اخبار کے ذریعہ مولانا نے اہم سیاسی خدمت انجام دی۔ اور اپنے استاد کے مشن کے لئے کوشاں رہے۔ قرآن کے بعض حصہ کی تفسیر بھی لکھی ہے۔ فروری ۱۹۴۸ء میں کراچی منتقل ہوگئے اور وہاں بھی "عصر جدید" کو جاری رکھا۔

وفات کا سال معلوم نہ ہوسکا۔

۱۴۹ مولانا شہاب الدین احمد

مولنا شہاب الدین احمد، مولانا شہباز محمد بھاگلپوری رحمتہ اللہ علیہ کے برادر مکرم تھے، آپ نے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل حضرت مولانا شہباز محمد سے کی تھی، آپ اسلام پور پورینی میں کچھ دنوں اقامت پذیر رہے، اور وہیں رہ کر ترمذی شریف عربی کا ایک عمدہ نسخہ اپنے دست خاص سے ۱۰۲۲ھ/ ۱۶۱۰ء میں لکھا، اور حضرت مولانا شہباز محمدؒ کی خدمت میں پیش کیا، جس کا علم اس نسخہ کے صفحہ ۲۵۸ سے ہوتا ہے یہ نسخہ کتاب خانہ بابا ڈمریا خلیفہ باغ میں محفوظ ہے، آپ ایک اچھے خوش نویس بھی تھے۔

وفات کی تاریخ معلوم نہیں

باب ظ

۱۵۰ مولانا ظہیر احسن شوق نیموی

مولانا ظہیر احسن بن شیخ سبحان علی بن شیخ دھومن ۴ جمادی الاولی بروز بدھ ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء کو صالح پور ضلع پٹنہ موجودہ ضلع نالندہ میں اپنی خالہ کے یہاں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوالخیر اور ظہیر الاسلام مادہ تاریخ قرار پایا۔ اور شوق تخلص تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکرؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ کا آبائی وطن ضلع پٹنہ تھا۔ یہ ضلع پٹنہ موجودہ ضلع نالندہ کی ایک نہایت قدیم اور مشہور بستی ہے۔ جس کو آباد ہوئے کئی سو برس ہوگئے۔ یہ شہر پٹنہ کے پورب دکھن جانب تقریباً ۲۸ کیلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے' ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ جب پانچ چھ سال کے ہوئے تو بسم اللہ شروع ہوئی' اور مکتب میں بیٹھائے گئے۔ فارسی کی دو چار کتابوں کے بعد عربی شروع کر دی۔ فارسی و عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھنے کے بعد شوق ہوا کہ اب دوسرے علمی مراکز میں پہنچ کر علوم دینیہ کی تکمیل کی جائے۔ اور علم کی تشنگی بجھائی جائے۔ چنانچہ اس غرض سے وہ سب سے پہلے پٹنہ (عظیم آباد) پہنچے' اور شمس العلماء مولانا محمد سعید حسرت عظیم آبادیؒ (م ۱۳۰۴ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا نے ہونہار طالب علم کی ہمت افزائی کی' اور ان کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی۔ مولانا نیموی' یہاں کئی سال رہے۔ کچھ کتابیں مولانا سعید حسرت عظیم آبادی سے اور کچھ کتابیں دوسرے اساتذہ سے پڑھیں۔ لیکن ان کی سیری یہاں بھی نہ ہوئی۔ پھر کسی دوسرے بڑے علمی مراکز میں جانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس کے بعد غازی آباد پہنچے۔ جہاں مولانا مفتی محمد فرنگی محلی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۰۵ھ) نے مدرسہ چشمہ رحمت قائم کیا تھا۔ اور پورے ملک میں ان کے علم و فضل کا شہرہ تھا۔ ان کے یہاں دو چار روز قیام کیا۔ اور مدرسہ چشمہ رحمت میں داخلہ لے لیا۔ اس وقت مولانا حافظ عبداللہؒ (م ۱۳۳۷ھ) اور مولانا عبدالاحد شمشاد لکھنویؒ (م ۱۹۱۵ء) ہندوستان کے نامی گرامی علماء میں شمار ہوتے تھے۔ بلکہ مولانا عبدالاحد شمشادؒ تو دنیائے شعر و ادب میں اہم مقام رکھتے تھے۔ علامہ شوق نیموی نے مدرسہ چشمہ رحمت میں ان دونوں اساتذہ سے پورا

پورا کسب فیض کیا۔

جب مولانا شوق نیمویؒ کو غازی پور کی تعلیم سے سیری حاصل ہوئی۔ تو لکھنؤ اور وہاں کے اساتذہ سے مستفیض ہونے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء کے کسی مہینہ میں گھر سے لکھنؤ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور ہندوستان کے مشہور عالم حدیث مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلی (م ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء) کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ اور ان کی خدمت میں رہ کر علوم دینیہ کی تکمیل کی' اور اس کے علاوہ فن طبابت سے بھی دلچسپی تھی۔ اس لئے ان کی تعلیم حکیم سید باقر حسین محلہ پاٹانالہ سے حاصل کرتے تھے۔ تقریباً چار پانچ برس تک مقیم رہے۔ اور وہاں کے اساتذہ سے زیادہ سے زیادہ فیض یاب ہوئے۔ ۷ شعبان ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء میں اختتام تعلیم کے بعد نہایت ہی کامیابی کے ساتھ گھر واپس ہوئے۔

حضرت شوق نیموی نے مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ (م ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء) کی بزرگی' عظمت' خدا ترسی اور علمی فضل وکمال کا شہرہ پہلے ہی سے سن رکھا تھا۔ جب لکھنؤ پہنچے' تو ان سے ملاقات کا اشتیاق بڑھ گیا۔ چنانچہ لکھنؤ اترنے کے بعد تین چار دن وہاں قیام کے پہلے رامپور پہنچے' اوراپنے استاد حضرت تسلیم لکھنوی سے ملاقات کی۔ ھفتہ عشرہ رامپورمیں رہے۔ اور پھر گنج مراد آباد کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کرحضرت مولانافضل رحمٰن گنج مراد آبادی سے ملاقات کی اور بیعت ہوئے۔

فراغت کے بعد کچھ دنوں نیمی میں قیام کیا' اور جلال لکھنوی کی کتاب کا جواب لکھا' اور سرمہ تحقیق کے نام سے شائع کیا۔ پھر پٹنہ چلے آئے' اور محلہ سلطان گنج میں مستقل طورپر مقیم ہوگئے۔ذریعہ معاش کے لئے طبابت شروع کردی' لیکن چونکہ ان کا ذوق خالص علمی' دینی اور ادبی تھا۔ اس لئے طبابت کے ساتھ ساتھ درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔

علامہ نیموی عام طورپر قرآن' حدیث' فقہ' منطق وفلسفہ وغیرہ کی تعلیم دیتے تھے۔ اور نہایت ذوق و شوق اور محنت کے ساتھ طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ درس وتدریس

اور تصنیف و تالیف کے علاوہ وعظ و نصیحت سے بھی ان کو کافی دلچسپی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ہر جمعہ کو وعظ کہنا شروع کیا۔ وعظ میں عام طور پر قرآن کی تفسیر بیان کرتے، ان کی خواہش تھی کہ پورے قرآن مجید کی تفسیر بیان کردیں مگر افسوس کہ زندگی نے وفا نہ کی۔

غازی پور میں تعلیم کے دوران ہی شعروشاعری شروع کردی تھی۔ شوق تخلص کرتے تھے۔ حضرت شمشاد لکھنوی سے اصلاح سخن لیا۔ غازی پور کے زمانہ قیام میں مولانا نے حضرت شمشاد لکھنوی کے درسیات میں سہ نثری ظہوری، قصائد عرفی، قصائد خاقانی، اور حدائق البلاغت کی تعلیم حاصل کی۔ اور پھر شعروسخن کا ذوق اس قدر بڑھا کہ مشاعروں میں شرکت کرنے لگے۔ پھر حضرت تسلیم لکھنوی کی شاگردی اختیار کی۔ حضرت مولانا سعید حسرت عظیم آبادی کے پاس چار غزلیں بھیجیں۔ مولانا نے خوب تعریف کی۔ اور ان کی صلاحیت کا اعتراف کیا۔ شاعری میں آپ کے شاگردوں کی ایک طویل فہرست ہے۔ ان میں سے اختر، بسمل، بشیر، خیر، نظیر، تغیر، راغب، شاغل، شفق، طالب، عرشی، کامل وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

مولانا کو زمانہ طالب علمی ہی سے تصنیف و تالیف سے دلچسپی رہی۔ چنانچہ ازاحۃ الاغلاط، اصلاح اور نغمہ زار زمانہ طالب علمی کی یادگار ہیں۔

فراغت کے بعد جو کتابیں تصنیف کیں، ان میں سے سرمہ تحقیق، دیوان شوق، مثنوی سوزوگداز، یادگاروطن، سیربنگال، ادب میں، اوشحۃ الجید فی اثبات التقلید، حبل المتین، ردالسا لکین، جلاء العین فی رفع الیدین، جامع الاثار فی صلوٰۃ الجمعۃ فی القریٰ، لامع الانوار فی نظر المختار، مقالہ کاملہ، الجلی فی رد قول الحلی، وسیلۃ العقبیٰ، تبیان التحقیق، آثار السنن، مذہبیات میں، اور التعلیق الحسن، تعلیق التعلیق، الاتحاف لمذہب الاحناف، القول الاحسن، شروح و حواشی قابل ذکر ہیں۔

علامہ شوق نیموی کا خاص فن علم حدیث ہے، جس میں انہیں شہرت حاصل ہے۔ علامہ نیموی کے علم و فضل اور جلالت شان سے حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ

علیہ بھی متاثر ہوئے، اور آپ کی شان میں دو قصیدے کہے۔

علامہ شوق نیموی چوالیس سال کی عمر میں ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ بمطابق ۲۵ نومبر ۱۹۰۴ء میں وفات پائی۔

وفات شاہ کی املی پٹنہ سٹی میں ہوئی۔ نعش وطن نیمی لے جائی گئی، اور وہیں سنیچر کے دن دفن کئے گئے۔

۱۵۱ ملک العلماء مولانا ظفرالدین بہاری

ملک العلماء مولانا محمد ظفرالدین ۱۰ محرم الحرام ۱۳۰۳ھ ر ۱۸۸۵ء کو موضع رسول پور میجرہ ضلع پٹنہ (عظیم آباد) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔

ملک العلماء محمد ظفرالدین قادری بن منشی محمد عبدالرزاق بن کرامت علی بن غلام قادر بن ملک سعادت یار بن ملک تاتار بن ملک بہاء الدین بن محمد اسمٰعیل بن الہ داد بن ملک غلام محی الدین عرف گدن بن ملک خطاب بن علاء الدین علاء الملک بن داود بن ملک حضرت سید ابراھیم ملک بیا غازی عرف ملک بو شہید بن حضرت سیدابوبکر بن سیدابوالقاسم عبداللہ بن سید محمد فاروق بن سید ابو منصور عبدالسلام بن عبدالوہاب بن حضرت الثقلین حضرت سید شیخ محی الدین عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی۔

۱۰ محرم الحرام ۱۳۰۳ھ ر ۱۸۸۵ء کو مولانا ظفرالدین بہاری موضع رسول پور میجرہ ضلع پٹنہ عظیم آبادمیں پیدا ہوئے۔

شوال ۱۳۱۳ھ ر ۱۸۹۵ء میں مدرسہ حنفیہ غوثیہ موضع بین ضلع پٹنہ میں داخل کئے گئے، مولانا معین الدین ازہر اور مولانابدرالدین اشرف اساتذہ مدرسہ نے بڑی دلچسپی لی، متوسطات تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت مولانا قاضی عبد الوحید فردوسی مرحوم رئیس لودی کٹرہ پٹنہ سیٹی کے قائم کردہ مدرسہ دارالعلوم حنفیہ بخشی محلہ پٹنہ میں داخل ہوئے۔ ۱۳۱۷ھ ر ۱۸۹۹ء تک یہاں تعلیم حاصل کی، پھر حصول تعلیم کے لئے کانپور پہنچے، اور مولانا احمد حسن کانپوریؒ سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۲۲ھ ر ۱۹۰۴ء میں

بریلی پہنچے' اور مختلف اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔اور فاضل بریلوی کی تعلیم نے ان کے ذوق کی تسکین کردی۔ فراغت کے بعد مختلف مدارس میں درس وتدریس کی خدمت انجام دی۔ ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء میں خانقاہ کبیریہ سہسرام سے مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی پٹنہ آئے۔ فقہ' حدیث اور ہیئت میں ان کا درس مشہور تھا۔ ۱۲ جولائی ۱۹۴۸ء میں مدرسہ کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ اور ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو ایک طویل مدت تک علمی خدمات کے بعد ریٹائرڈ ہوئے۔

مولانا کی بہت سی کتابیں مطبوعہ ہیں' ان میں سے الصحیح البہاری مشہور ہے۔

۱۸ نومبر ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء کو شب دو شنبہ میں وفات پائی۔ مزار شاہ گنج قبرستان پٹنہ میں ہے۔

۱۵۲ سید ظریف عظیم آبادی

شیخ علامہ ظریف حسینی عظیم آبادی فقہ' اصول وعلم کلام کے ایک مشہور عالم تھے۔ شیخ نظام الدین بن قطب الدین انصاری سہالویؒ سے تعلیم حاصل کی' پھر مدرسہ سیف خاں عظیم آباد میں درس وتدریس کی خدمت انجام دینے لگے۔ انہیں شیخ نظام الدینؒ سے بہت محبت تھی۔ جب ان کی موت کی خبر سنی' تو اتنا روئے کہ آنکھ کی روشنی چلی گئی۔ ان کی کئی تصانیف ہیں۔ان سے اسد اللہ جہانگیر نگری اور دوسرے علماء نے فیض حاصل کیا جیسا کہ رسالہ قطبیہ میں مذکور ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

باب ۴

۱۵۳ شیخ علاء الدین علاء الحق پنڈوی

شیخ علاء الدین علاء الحق کے والد کا نام سعداللہ تھا۔ سعداللہ لاہوری بنگال میں منصب وزارت پر فائز تھے۔ خاندان کے دیگر حضرات بھی شاہی عہدوں پر مامور تھے۔ لیکن آپ نے درویشی اختیار کی۔ آپ جید عالم تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مشہور خلیفہ حضرت شیخ سراج الدین اخی عثمانیؒ کے خلیفہ تھے۔ پنڈوہ میں خانقاہ قائم کی، بہت سے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ اور بیعت کی۔ حضرت شیخ علاء الحق پنڈویؒ کے بعد ان کے خلفاء حضرت نور قطب عالم اور سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ نے سلسلہ کو مقبول بنانے میں حیرت انگیز کامیابی حاصل کی۔

حضرت نورقطب عالم کی کوششوں سے چشتیہ سلسلہ کی خانقاہیں بنگال، بہار، جون پور وغیرہ میں قائم ہوئیں۔

آپ کاانتقال ۸۰۰ھ میں ہوا۔

۱۵۴ شیخ عبدالشکور منیری

شیخ عالم فقہ عبدالشکور منیری بہاری فقہ، اصول فقہ اور عربی ادب میں مہارت رکھتے تھے۔ منیر میں پیدا ہوئے، اور یہیں تعلیم وتربیت ہوئی۔ پھر جون پور تشریف لے گئے۔ اور شیخ محمد رشید بن مصطفیٰ عثمانی جون پوریؒ اور دوسرے علماء سے تعلیم حاصل کی۔ پھر علم طریقت بھی انہیں سے تحصیل کی۔ اور ایک مدت تک ان کے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ ارشاد کے مرتبہ تک پہنچ گئے، اور شیخ نے اپنا خلیفہ بنالیا۔ اور انہیں خلافت عطاکی، تو اپنے شہر واپس لوٹے، اور درس وتدریس اور افادہ کا کام شروع کیا۔

آپ عالم، فقیہ اور قانع ومتوکل تھے۔ مالداری کے چکر میں نہیں رہتے تھے، اور نہ دنیا اور دنیاداری سے کوئی تعلق رکھتے تھے۔

یکم جمادی الاخر ۱۰۹۵ھ/۱۶۸۴ء میں وفات پائی۔ اور وہیں مدفون ہوئے جیساکہ گنج ارشدی میں ہے۔

۱۵۵ مولانا عمادالدین پھلواروی

شیخ عمادالدین بن برہان الدین ہاشمی جعفری پھلواروی مشائخ قلندریہ میں سے تھے۔ ۱۰۶۵ھ/۱۶۵۵ء میں پھلواری میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں بعض کتب درسیہ کی تعلیم حاصل کی، پھر دہلی کا سفر کیا[1] اور وہاں سے لاہور چلے گئے۔ علوم متعارفہ کو مختلف اساتذہ سے حاصل کیا۔ اور حدیث کی تعلیم مفتی نورالحق بن عبدالحق بخاری دہلوی سے حاصل کی۔ قلندریہ سلسلہ کو شیخ محمد فاضل حسینی سادھوروی[2] سے حاصل کیا۔ اور ان کے ساتھ تیرہ برسوں تک رہے۔ پھر پھلواری شریف ۱۱۰۴ھ/۱۶۹۲ء میں آئے۔ اور زہد وعبادت کا راستہ اختیار کیا۔ اور ان سے شیخ مجیب اللہ بن ظہوراللہ جعفری پھلواروی[3] اور بہت لوگوں نے فیض حاصل کیا۔

۱۸ جمادالاولی ۱۱۲۴ھ/۱۷۱۲ء میں پھلواری میں وفات پائی جیساکہ حدیقۃ الازہار میں مذکور ہے۔

۱۵۶ شیخ عبدالہادی عظیم آبادی

شیخ فاضل عبدالہادی عظیم آبادی علوم عربیہ عروض و شعر کے ماہر عالم تھے، جہانگیر نگرڈھاکہ میں پیدا ہوئے، اور دہلی میں پرورش پائی، اور اس زمانے کے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ پھر شعروشاعری کی طرف متوجہ ہوئے، اور اپنے ساتھیوں پر سبقت لے گئے۔ چنانچہ ہدایت اللہ خاں عظیم آبادی نے اپنے لڑکے کے لئے معلم بنالیا، اور ان کو عظیم آباد بھیج دیا، وہاں ایک مدت تک رہے۔ پھر صولت جنگ نے پورنیہ میں اپنا مصاحب بنالیا۔ ان کے ساتھ سات برسوں تک رہے۔ جب صولت جنگ کا انتقال ہوا، تو ان پر اس کا شدید غم ہوا، اور اسی دن وفات پاگئے۔ ان کے اشعار کا ایک دیوان ہے جو روشن کے نام سے مشہور ہے۔

ان کی وفات ۵ جمادالاولی ۱۱۶۹ھ/۱۷۵۵ء میں ہوئی جیساکہ سیرالمتاخرین میں مذکور ہے۔

۱۵۷ قاضی عبداللہ عظیم آبادی

شیخ فاضل عبداللہ بن غلام بدر بن علیم اللہ نگر نہسوی عظیم آبادی مشہور عالم تھے۔ ۲۶ ربیع الاول ۱۱۸۶ھ/ ۱۷۷۳ء میں ضلع عظیم آباد پٹنہ (موجودہ ضلع نالندہ) میں پیدا ہوئے۔ اپنے چچا امین اللہ بن سلیم اللہؒ سے تعلیم حاصل کی۔ بہت زمانہ تک درس وتدریس کی خدمت انجام دی۔ پھر کم کرن میں قاضی بنائے گئے۔ کم کرن مدراس میں ہے۔ وہیں مستقل سکونت اختیار کرلی۔

۱۴ صفر ۱۲۲۳ھ/ ۱۸۰۸ء میں سموار کے کم کرن میں وفات پائی جیساکہ تذکرہ النبلاء میں ہے۔

۱۵۸ مولانا عبدالعلی جعفری پھلواروی

مولانا عبدالعلی، حضرت ملا مبین کے صاحبزادے تھے۔ آپ نے ملا وحیدالحق ابدال سے تعلیم حاصل کی، عالم وعارف کامل تھے، مگر کاروبار دنیاوی میں اپنے حالات کو مستور رکھتے تھے۔ آپ نے بیعت حضرت مخدوم شاہ حسن علیؒ سے حاصل کی، اور ان کے فیض صحبت سے کامل ومکمل ہوئے۔

۱۰ ربیع الاول ۱۲۲۷ھ/ ۱۸۱۲ء میں وفات پائی، اور مقبرہ امیر عطاء اللہؒ سے دکھن ایک مستقل مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

۱۵۹ مولانا شاہ عبدالمغنی جعفری پھلواروی

مولانا شاہ عبدالمغنی جعفری، ملا محمد معین جعفری پھلوارویؒ کے صاحبزادے تھے ولادت ۱۱۵۰ھ/ ۱۷۳۷ء میں ہوئی۔ نہایت متقی، ذکی وذہین تھے، کتب درسیہ حضرت ملا محمد وحیدالحق ابدال پھلوارویؒ سے تمام کیں۔ قصبہ پھلواری کے جید علماء میں سے تھے۔ برابر درس وتدریس کا مشغلہ رکھا۔ آپ کی بیعت حضرت تاج العارفین شاہ محمد مجیب اللہؒ سے ۱۱۷۳ھ/ ۱۷۵۹ء میں ہوئی۔ اور خرقہ خلافت بھی انہیں سے حاصل ہوا

اور دوسرے شیوخ سے بھی بیعت واجازت حاصل تھی۔ ۱۸ سال تک علاقہ بردوان' بنگال میں مفتی عدالت رہے۔ اور نہایت احتیاط کے ساتھ فرائض منصبی کوانجام دیا۔

آپ کی وفات ۲۸ رمضان ۱۲۳۳ھ /۱۸۱۷ء میں ہوئی' اور مسجد سنگی پھلواری کے مشرقی دروازہ پر مدفون ہوئے۔

۱۶۰ مولانا عبدالعلی صادق پوری

نواب مظفرجنگ و نواب دلاور جنگ کے وقت میں جبکہ انگریزی کمپنی اور نواب صاحب مل کر صوبہ مرشد آباد وصوبہ بہار پر حکمراں تھے' مولا نا عبدالعلی نواب صاحب کی طرف سے مولوی عدالت کے عہدہ پر صوبہ بہار میں مقرر تھے۔ اور آپ ہی کے لئے یہ مکان کچہری جو اب گلزار باغ میں ہے' تیار کی گئی تھی۔ عدالت دیوانی و فوجداری' کے کل مقدمات آپ کے پاس دائر ہوتے تھے۔ لیکن جب کمپنی نے ملک کاانتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ تو آپ نے مستعفی ہوکر خانہ نشینی اختیار کرلی۔ کمپنی نے بہت چاہاکہ آپ کو اسی عہدہ پر بحال رکھے' مگر آپ نے قبول نہیں کیا۔ آپ کو جوکچھ نواب صاحب سے ملتا' وہ کل ضرورت مندوں میں تقسیم کردیتے تھے' اپنے ہاتھ سے قرآن شریف لکھکر اور ہدیہ کرکے اپنا ذاتی خرچ پوراکرتے تھے' آپ نے حضرت سید احمد بریلوی کو بھی پایا اور بیعت حاصل کی۔

آپ کاانتقال ۱۲۴۵ھ /۱۸۲۹ء میں ہوا۔

۱۶۱ مولاناشاہ عبدالغنی منعمی پھلواروی

مولانا شاہ عبدالغنی کے والد کا نام مولانا عبدالمغنی پھلواروی تھا۔ یکم رمضان ۱۲۹۰ھ /۱۸۷۶ء میں ولادت ہوئی۔ آپ پھلواری کے ان علماء میں سے تھے جن کا حلقہ درس نہایت وسیع تھا۔ کتب درس کی تمام کتابیں مفتی برکت عظیم آبادی سے پڑھیں۔ آپ کو شوق علم اس قدر تھاکہ ہر روزپیادہ پھلواری سے پٹنہ تشریف لے جاتے تھے۔

اور مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر درس لیتے' اثناء راہ قرآن حفظ کرتے رہے' اسی آمد و رفت میں آپ فارغ التحصیل عالم بھی ہوئے ۔ فراغت کے بعد درس وتدریس میں مشغول ہوئے۔ مدرسہ مسجد تنگی میں صبح کی نماز کے وقت سے عصر کی نماز کے وقت تک درس دیتے تھے۔ مدرسہ ہی میں کھانا آجاتا تھا۔ اور بقدر سد رمق تناول فرماتے تھے۔ آپ حضرت مخدوم شاہ حسن علی عظیم آبادی سے بیعت ہوئے' اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ کا محبوب ترین مشغلہ درس تھا۔ تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔

مولانا محمد عبدالغنیؒ صاحب تصنیفات عالم گذرے ہیں' آپ کی تصنیفات میں مواطن التنزیل' حل غوامض فتوحات مکیہ' حل العقود' منطق میں حواشی صدرا' حاشیہ مسلم' قاضی مبارک' حاشیہ خیالی' حاشیہ تلویح وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ آپ نے موزون طبیعت پائی تھی۔ شعرو شاعری بھی کرتے تھے' اردو اور فارسی میں آپ کا دیوان موجود ہے۔

شعبان ۷۲ ۱۲ھ/ ۱۸۵۶ء میں وفات پائی۔

۱۶۲ مولانا عنایت علی صادق پوری

مولانا عنایت علی صادق پوری کے والد کا نام مولانا شیخ علیؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۰۷ھ/ ۹۰-۱۷۸۹ء میں ہوئی' حسب دستور فارسی وغیرہ ایک معلم سے پڑھ کر نحو وصرف اپنے والد سے حاصل کیں۔ اس کے بعد قطب عصر مولانا سید محمد مسافرؒ کی خدمت بابرکت میں بغرض استفادہ بیٹھائے گئے۔ اور باقی مختصرات ومطولات تفسیر واحادیث اسی شیخ اجل سے حاصل کیں۔ اس فیض کا اثر تھا کہ لذت دنیا آپ کی نظر میں حقیر تھیں ۔ جب حضرت سید احمد بریلوی رحمتہ اللہ علیہ حج سے واپسی کے بعد پٹنہ تشریف لائے' تو آپ نے اپنے خاندان کے تمام افراد کے ساتھ حضرت سید احمد بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ شرف بیعت کے بعد ریاضت و مجاہدہ کے ساتھ حضرت سید احمد بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی تحریک جہاد میں جم کر حصہ لیا۔ ان کاموں کو نہایت اخلاص اور جواں مردی سے انجام دیتے رہے ۔ جو ان کے ذمہ سپرد

کیے گئے تھے ۔ چنانچہ آپ کی زندگی میں دو اہم چیزیں خاص اہمیت رکھتی ہیں ۔ ایک تبلیغ اور دوسرے مغازی۔

حضرت مولانا ولایت علی کا ۱۲۶۹ھ ر ۱۸۵۲ء میں انتقال ہوا' تو آپ نے منگل تھانہ سے موضع ستھانہ ملک سوات واپس آئے ۔ اور باتفاق تمام لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت امارت کی۔ اور بقیہ زندگی تبلیغ و جہاد میں قربان کردی۔

آپ کی وفات ۱۲۷۴ھ ر ۱۸۵۸ء میں ہوئی ۔

۱۶۳ مولانا علی وارث پھلواروی

مولانا سید علی وارث' حضرت شاہ محمد منعم جعفریؒ کے نواسہ تھے۔ آپ کے والد کا نام سید لطف علی اور داد کا نام سید حسن رضی تھا۔ آپ کی ولادت ۲۲ شعبان ۱۲۲۳ھ ر ۱۸۰۸ء میں ہوئی۔ آپ کا قیام ہمیشہ نانیہال پھلواری شریف میں رہا۔ کتب درسیہ حضرت مولانا شاہ محمد حسن پھلواروی سے پڑھی۔ اور بقیہ کتب درسیہ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھلواروی سے تمام کیں۔ آپ کا مشغلہ درس و تدریس کا رہا۔ آپ کا مبلغ علم نہایت بلند تھا۔ علم ریاضی و ہندسہ میں ماہر تھے۔ فن میراث اور مناسخہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ بطون در بطون ورثہ کے مسئلہ کو فوراً حل کرلیتے تھے' حضرت شاہ نعمت اللہ'' سے ۱۲۴۰ھ ر ۱۸۲۴ء میں بیعت ہوئے' اور تربیت' اجازت و خلافت حضرت مولانا ابوالحسن فرد سے حاصل تھی۔

۲۵ صفر ۱۲۹۶ھ ر ۱۸۷۹ء میں وفات پائی' اور مقبرہ شاہ محمد آیت اللہ میں مدفون ہوئے۔

۱۶۴ مولانا علیم الدین نگر نہسوی

شیخ عالم محدث علیم الدین حسین بن تصدق حسین بن عبداللہ بن غلام بدر بن سلیم اللہ انصاری نگر نہسوی عظیم آبادی (اب یہ گاؤں ضلع نالندہ میں واقع ہے) ایک مشہور عالم تھے' ۱۲۵۰ھ ر ۱۸۳۴ء میں پیدا ہوئے۔ اور اپنے گاؤں کے اساتذہ سے علم

حاصل کیا۔ پھر لکھنؤ کا سفر کیا' اور مفتی نعمت اللہ بن نور اللہ لکھنوی سے علم حاصل کیا۔ پھر دہلی کا سفر کیا' اور فقہ واصول فقہ مفتی صدر الدین اور حدیث شیخ نذیر حسین محدث دہلوی سے حاصل کیا۔ اپنے وطن دس برسوں کے بعد واپس لوٹے۔ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ پوری زندگی علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت میں بسر کی۔ ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۵ء میں حجاز کا سفر کیا' اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔

ان سے بہت سے علماء نے علم حاصل کیا۔ ان کی کئی تصنیفات ہیں۔ ان میں سے سلم الافلاک ھیئت میں اور تفسیر کے کئی حصے اور اخلاقیات کے کئی رسالے قابل ذکر ہیں۔

۲۰ محرم ۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۸ء میں وفات پائی۔

۱۶۵ مولانا سید عبدالرحمٰن مظفرپوری

مولانا سید عبدالرحمٰن کا مولد و مسکن موضع پارو ضلع مظفرپور تھا۔ پارو ہی میں سب رجسٹراری کے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے' صرف و نحو' فقہ' حدیث اور تفسیر میں اچھی صلاحیت رکھتے تھے۔ اور مولوی سید امداد علی بھاگلپوری کے مسترشد تھے۔

شعرو سخن کا مذاق رکھتے تھے اور سیّد تخلص کرتے تھے' عربی' فارسی اور اردو میں معقول دستگاہ رکھتے تھے۔ ان تینوں زبانوں میں شعر بھی کہتے تھے۔ عربی میں ان کے قصیدے اپنے زمانے میں بہت اہم تھے۔ مولوی مرشد حسن کامل دھرم پوری کے ہم عصر تھے۔ ان کے مشاعروں میں اکثر ــــــ شریک بھی ہوتے تھے۔

تقریباً ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء میں انتقال فرمایا۔

۱۶۶ مولانا عبدالغنی علبوری بہاری

شیخ فاضل عبدالغنی بن شہامہ علی بن مظہر علی بن دائم علی علبوری ایک صالح

عالم تھے۔ ۱۲۵۹ھ/ ۱۸۴۳ء میں پیدا ہوئے۔ مختصرات تک تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ پھر مولانا لطف علی بہاری اور مولانا علیم الدین نگر نہسویؒ کی خدمت میں پہنچے' اور ان سے بقیہ تمام کتابیں پڑھیں۔ پھر دہلی کا سفر کیا' اور صحاح ستہ اور ہدایتہ الفقہ شیخ محدث نذیر حسین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھی۔ اور اجازت حاصل کی۔

۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء میں وفات پائی جیسا کہ تذکرۃ النبلاء میں مذکور ہے۔

۱۶۷ مولانا عبدالغفار نشتر مہدانوی

مولانا عبدالغفار نشتر کا وطن مہدانواں تھا۔ یہ عظیم آباد کا ایک مشہور و معروف قصبہ ہے۔ منیر شریف سے متصل جانب مشرق میں واقع ہے۔ پٹنہ آرہ شاہراہ پر منیر شریف سے دو کیلو میٹر یورپ سڑک کے دکھن جانب دور تک پھیلا ہوا ہے۔

مولانا عبدالغفار نشتر مہدانویؒ بہار کے ایک جلیل القدر محدث تھے۔ ۱۲۷۱ھ/ ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت شیخ نذیر حسین محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد رشید اور مدرسہ احمدیہ آرہ کے مخلص پر جوش کارکن تھے۔

مولانا ابراہیم صاحب کی فرمائش اور اصرار پر امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی معتبر و معروف کتاب "الادب المفرد" کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا' اور اس کا نام "سلیقہ" رکھا۔ یہ کتاب ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء میں مرتب ہوئی۔ اور مطبع خلیلی آرہ سے طبع ہوئی۔

سلیقہ پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا نے ترجمہ میں متقدمین کا اسلوب بالکل ترک کر دیا۔ ان کی عبارت سلیس اور بامحاورہ ہے۔ سلیقہ سے ترجمہ کا سلیقہ عیاں ہے۔

مولانا چھپرہ میں اقامت پذیر ہوگئے تھے۔

مولانا کی وفات ۱۸۹۷ء میں ہوئی

۱۶۸ مولانا عبدالباری عظیم آبادی

شیخ فاضل عبدالباری بن تلطف حسین بن روشن علی بن حسین علی بن لطف علی نگر نہسوی عظیم آبادی علوم فقہ میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ نگر نہسہ سابق ضلع پٹنہ حال ضلع نالندہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا گھرانہ علمی گھرانہ تھا۔ مختصرات تک اپنے وطن میں تعلیم حاصل کی، پھر لکھنؤ آئے، اور دوسری کتابیں علامہ عبدالحئی بن عبدالحلیم انصاری لکھنویؒ سے پڑھیں۔ نہایت ہی ذکی و فطین تھے۔ حکمت و فلسفہ میں اپنے ساتھیوں پر سبقت لے گئے، اور پوری مہارت حاصل کی۔ پھر دہلی کا سفر کیا۔ اور شیخ نذیر حسین محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ پھر اپنے وطن واپس لوٹے، اور عظیم آباد میں مطب شروع کیا، اور طب میں خوب شہرت حاصل کی۔ وہ مغرب کے بعد قرآن کا درس دیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ استسقاء کی بیماری میں مبتلا ہوگئے۔ جب قریب الموت ہوئے تو حضرت مولانا محمد علی بن عبدالعلی کانپوریؒ سے عظیم آباد آنے کی درخواست کی۔ وہ اس وقت لکھنؤ میں تھے۔ چنانچہ مولانا عظیم آباد تشریف لائے، اور ان کو طریقت میں شامل کرلیا۔ انہوں نے ان کے ہاتھ پر توبہ کیا، اور دین کی طرف مائل ہوئے۔

ان کی وفات ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء میں ہوئی۔

۱۶۹ مولانا عبداللہ صادقپوری

مولانا عبداللہ صادقپوری کے والد کا نام ولایت علی تھا۔ آپ ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۰ء میں حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ مولانا ولایت علی نے حیدر آباد میں شادی کی تھی۔ انہیں کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ مولانا ہمیشہ مولانا ولایت علیؒ کے ساتھ رہے۔ آپ نے ابتدائی درسی کتابیں مولانا حکیم عبدالحمیدؒ سے پڑھیں۔ اور پھر آخر میں مولانا فیاض علیؒ سے پڑھیں۔ اور سند حدیث آپ نے اپنے والد سے حاصل کی۔ آپ اپنے والد کے

ساتھ ملک افغانستان بالا کوٹ گئے، اور وہاں تمام محاربات میں آپ شریک ہوئے۔ پھر اپنے والد کے ساتھ پٹنہ آئے۔ اس وقت بھی آپ تحصیل علم میں مصروف تھے۔ درس قرآن و حدیث میں آپ قاری ہوئے۔اور جلسہ مراقبہ شاعدہ میں بھی آپ نے شرکت کیا، اور نو آموز لوگوں کو تعلیم دیتے۔ اسی اثنا آپ کی شادی ہوگئی۔ پھر جب آپ کے والد نے افغانستان کا سفر کیا، تو آپ بھی مع اہل و عیال ان کے ساتھ سفر کیا۔ اور سوات افغانستان پہنچے، اور تقریباً چار پانچ برس تک وہاں اپنے والد کے ساتھ رہے۔ آپ کو جنگ کے فن میں مہارت حاصل تھی۔ تعمیرات مکانات و قلعہ، چمڑے کا سینا، مویشی کا پہچاننا، اور اس کے علاج و معالجہ میں خاص مہارت تھی۔

گھوڑے کی سواری میں ملکہ تامہ حاصل تھا۔ اسباب جنگ گولہ بارود، توپ اور بندوق کے تیار کرنے کی بھی مہارت تھی۔ والد کے انتقال کے بعد آپ پٹنہ آگئے۔ لیکن پھر مع اہل و عیال افغانستان تشریف لے گئے، اور بقیہ زندگی وہیں گزاری۔

۲۷ر شعبان ۱۳۲۰ھ ر ۱۹۰۲ء رحلت فرمایا۔

۱۷۰ مولانا حکیم عبدالحمید صادقپوری

مولانا عبدالحمید کے والد کا نام مولانا احمداللہؒ تھا۔ ۸ر شوال بروز چہار شنبہ ۱۲۴۵ھ ر ۱۸۳۰ء کو ظہر کے وقت ولادت ہوئی۔ ابتدائی کتابیں اپنے چچا مولانا فیاض علی رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ لیکن جب مولانا فیاض علیؒ نے اپنے مرشد مولانا ولایت علیؒ کے ساتھ افغانستان کا سفر کیا، تو بقیہ کتابیں اپنے والد سے پڑھیں۔ اور فراغت حاصل کی۔ لیکن پیاس باقی رہی۔ ۲۶ر برس کی عمر میں آپ نے لکھنؤ کا سفر کیا۔ وہاں مولانا واجد علی بنارسی سے علوم درسیہ کی تحصیل و تکمیل کی۔ کتب درسیہ سے فراغت کے بعد طب کی طرف متوجہ ہوئے، پھر دو برس تک حکیم طالب لکھنوی سے طب کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۵۷ء کے غدر میں آپ لکھنؤ میں تھے۔ آپ کا سارا سامان لٹ گیا، بمشکل تمام وہاں سے گھر پہنچے۔ آپ کو معقول و منقول دونوں میں مہارت حاصل تھی۔

مگر معقولات کی طرف زیادہ توجہ تھی۔ شعروشاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے۔ عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں آپ کے قصائد، غزل، رباعی، قطعات اور مثنویات بکثرت ہیں۔ پریشاں تخلص کرتے تھے۔

۸ر جمادی الثانی بروز دو شنبہ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء کو رحلت کی۔ اور تنموصیہ قبرستان (پٹنہ) میں مدفون ہوئے

۱۷۱ مولانا سید عبدالحیٔ ذبیح دربھنگوی

سید عبدالحیٔ نام، ذبیح تخلص، مولوی سید نبی بخش مرحوم کے صاحبزادے، مولد و مسکن محلہ میرنجن دربھنگہ۔

جناب ذبیح علم صرف نحو، فقہ و فرائض میں بڑا درک رکھتے تھے، انھیں مناسخہ نویسی میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔ بقول صاحب آئینہ ترہت مزاج میں سادگی بدرجہ اتم موجود تھی۔ تصنع نام کو بھی نہ تھا۔

حضرت ذبیح کو بھی جناب مرشد حسن کامل دھرمپوری سے شرف تلمذ حاصل تھا، اور تاحیات دلستان کامل سے وابستہ رہے۔ انہوں نے اکثر اصناف سخن میں طبع آزمائی کی، ایک دیوان قلمی موجود تھا، لیکن ضائع ہوگیا۔

اپنے صاحبزادے مولوی عبدالودود بسمل کے دیوان کی اشاعت ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں کی، اس کے دو تین سال بعد تقریباً ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں انتقال فرمایا۔

۱۷۲ قاضی عبدالوحید عظیم آبادی

قاضی عبدالوحید بن عبدالحمید بن محمد اسماعیل قدیمی کا سال ولادت ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء ہے، منظورالٰہی تاریخی نام تھا۔ ہمایوں بادشاہ کے زمانے سے اس خاندان کے لوگ قاضی ہوتے چلے آرہے تھے۔

قاضی عبدالوحید نہایت ذی علم، فیاض، اور عظیم آباد کے رئیس تھے۔ حنفی

مسلک صوفی مشرب' اور شریعت کے نہایت پابند تھے۔ بکثرت طلبہ کو دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ماہانہ وظائف دیتے تھے۔

قاضی عبدالوحید' مولانا احمد رضاخاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ہم خیال اور مریدین میں سے تھے۔

قاضی صاحب کو اردو شاعری کا بھی ذوق تھا۔ وحیدؔ تخلص کرتے تھے۔ آپ کا کلام گلدستہ فردوس میں چھپا کرتا تھا۔

۱۱ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ ر ۱۹۰۸ء میں وفات پائی۔

۱۷۳ مولانا عبداللہ بایزید پوری گیاوی

شیخ عالم فقیہ عبداللہ بن فرزند علی صدیقی بایزید پوری ایک جید عالم تھے۔ بایزید پور ضلع گیا میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں پرورش وپرداخت ہوئی۔ علم کے لئے سفر کیا۔ مولانا نورالحسن بن ابوالحسن کاندھلویؒ اور مفتی صدرالدین دہلویؒ سے تعلیم حاصل کی۔ پھر شیخ نذیر حسین محدث دھلویؒ سے حدیث وفقہ کی تعلیم حاصل کی۔ اور فقہ میں مہارت حاصل کی۔ پھر حجاز کا سفر کیا' حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور حدیث وتجوید احمد بن عفیف بن اسعدالدھان الحضرمیؒ سے حاصل کیا۔ مکہ میں دو سال سے زیادہ قیام کیا۔ اور تین مرتبہ حج کرنے کی سعادت حاصل کی' پھر ہندستان واپس آئے۔ اور اپنے وطن میں مدرسہ تجوید القرآن کی بنیاد ڈالی۔ وہ کسی مسلک معین کا التزام نہیں کرتے تھے' بلکہ ظاہری نصوص پر عمل کرتے تھے۔ اس لئے گاؤں کے لوگوں نے ان کو بہت تکلیف دی۔ چنانچہ گاؤں سے نکل گئے۔ اور دوسری جگہ اقامت اختیار کرلی اور اس مدرسہ کے نام اپنی زمین وقف کردی۔

۱۳۲۸ھ ر ۱۹۱۰ء میں وفات پائی۔

۱۷۴ مولانا حکیم علی نعمت پھلواروی

مولانا حکیم علی نعمت پھلواروی کے والد کا نام مولانا عنایت رسولؒ تھا۔ تاریخ ولادت ۷ رجب ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۵ء ہے، ابتدائی کتابیں اپنے دادا مولوی محمد یحییٰؒ سے پڑھیں۔ بقیہ درسیات کی تکمیل غازی پور میں حافظ عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ سے کی، اور حدیث کی تکمیل مولانا نذیر حسین دہلویؒ سے کی۔ دہلی میں طب بھی پڑھی۔ مذھبا اہل حدیث تھے۔ آپ بہت ذہین وسیع النظرعالم تھے۔ بعض علمی یادگاریں اب تک موجود ہیں، شاعر تھے، سورہ فاتحہ کی منظوم تفسیر لکھی تھی، عربی ادب سے خاص مناسبت تھی۔ تمام عمر درس وتدریس اور مشغلہ طبابت میں بسر کی۔ آپ کے تلامذہ میں مولانا شاہ عین الحق اور حافظ انور علی مونگیری وغیرہ مشہور ہیں۔

۲۰/ شوال ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں وفات پائی، اور مقبرہ مجیبیہ میں مدفون ہوئے۔

۱۷۵ مولانا عین الحق پھلواروی

شیخ عالم محدث عین الحق بن علی حبیب بن ابوالحسن بن نعمت اللہ جعفری پھلواروی ایک عالم و بزرگ تھے۔ ان کا گھرانہ ایک علمی گھرانہ تھا۔ پھلواری شریف میں پیدا ہوئے، اور وہیں پرورش و پرداخت ہوئی۔ درسی کتابیں مولانا نعمت پھلوارویؒ سے پڑھیں ۔ اور بعض کتابیں مولانا عبد اللہ غازی پوریؒ سے پڑھیں۔ بچپن میں ہی جانشیں بنادئے گئے۔ پھر حجاز کا سفر کیا۔ حج و زیارت کی۔ جب ہندوستان واپس آئے، تو گوشہ نشینی اختیار کرلی۔

۱۱/ جمادی الاخر ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء میں فالج کی بیماری کی وجہ سے لکھنؤ میں وفات پائی۔ لاش پھلواری شریف لائی گئی، اور پھلواری میں مدفون ہوئے۔

۱۷۶ مولانا عبدالشکور عرشی پٹنوی

محمد عبدالشکور نام اور عرشیؔ تخلص تھا۔ کرائے پر سرائے ضلع پٹنہ کے باشندہ تھے۔ والد کا نام سید سعادت علی تھا۔ عرشیؔ نے انگریزی کی تعلیم میٹرک تک حاصل کی۔ عربی کتابیں مولوی عبدالحق الہ آبادی سے پڑھیں' ان کا مطالعہ وسیع تھا۔ کئی سال تک محمڈن اینگلو عربک اسکول پٹنہ سٹی میں ہیڈ مولوی کی حیثیت سے تعلیمی فرائض انجام دیتے رہے' ۱۹۰۷ء میں بھوپال گئے۔ اور بیگم بھوپال کے پرائیویٹ سکریٹری مقرر ہوئے۔ اس کے بعد ریونیو منسٹر کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ بھوپال میں پانچ سال تک قیام کیا۔ پھر وہاں سے اورنگ آباد چلے گئے۔ ان کا ایک قلمی دیوان ان کے صاحبزادہ سید عبد الحفیظ (کراچی) کے پاس تھا۔ جو تلف ہوگیا۔

ان کا انتقال ۱۹۴۴ء میں اورنگ آباد ؟، میں ہوا۔

۱۷۷ مولانا عبدالوحید رحیم آبادی

عبدالوحید نام' وحیدؔ تخلص' مولوی احمداللہ رحیم آبادی کے صاحبزادے مولد و مسکن موضع رحیم آباد ضلع دربھنگہ (موجودہ ضلع سمستی پور) اپنے عہد کے جید علماء اور روساء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

ان کے صاحبزادے مولوی محمد عیسیٰ رحیم آبادی حال تک بقید حیات تھے' کراچی (پاکستان) چلے گئے۔ اور اپنے صاحبزادے مولوی مسیح الزماں کے ساتھ مقیم ہوئے۔ جہاں چند سال پیشتر ان کا انتقال ہوگیا۔ مولانا کو شعرو سخن سے بھی دلچسپی تھی۔ اور وحیدؔ تخلص کرتے تھے۔

تقریباً ۱۳۳۳ھ ر ۱۹۱۵ء میں انتقال فرمایا۔

۱۷۸ مولانا عبدالغفار سرحدی گیاوی

مولانا عبدالغفار سرحدی گیاوی موضع علائی صوبہ سرحد' قبائلی علاقہ کے رہنے والے تھے' یہ وہی علاقہ ہے جو انگریزی دشمنی میں تاریخی حیثیت کا مالک تھا۔ یہاں کے باشندے سب کے سب مجاہدین اسلام تھے۔ جنہوں نے کبھی انگریزوں کو چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ اور ہمیشہ یہ علاقہ انگریزوں کے مظالم کی آماجگاہ بنا رہا۔

مولانا تحصیل علم دین کے لئے ہندوستان آئے۔ مولانا نے کہاں کہاں تعلیم حاصل کی' اور کس طرح گیا پہنچے' ان کے وطن کا پورا پتہ' ان کے والد کا نام اور ان کی زندگی کے سلسلہ میں تفصیلات معلوم نہیں۔

مولانا تکمیل علم دین کے بعد گیا تشریف لے گئے' اور انہوں نے گیا شہر میں عربیت کی بنیاد ڈالی۔ اس شہر میں کوئی عربی مدرسہ نہ تھا۔ سب سے پہلے مولانا نے چوک بازار میں شہابو درزی کی مسجد سے متصل دو منزلہ مکان میں مدرسہ اسلامیہ قائم کیا' جو آج بھی مدرسہ قاسمیہ اسلامیہ کے نام سے علمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ مولانا عبدالغفارؒ کے وصال کے بعد مدرسہ کی ترقی' جگہ کی قلت اور بعض دوسری مجبوریوں کی وجہ سے مولانا خیرالدین رحمتہ اللہ علیہ نے اس مدرسہ کو کچہری کے قریب کی وسیع مسجد میں منتقل کر دیا۔ اور پہلے یہ مسجد متعدد ناموں سے مشہور تھی۔ اور اب یہ مسجد مدرسہ قاسمیہ والی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت مولانا نے گیا اور اس کے اطراف میں تعلیم و تبلیغ میں اہم رول ادا کیا۔ جاہلانہ رسومات' بدعات و خرافات مروجہ کی اصلاح میں ہمیشہ لگے رہے' شاہ عبدالقادر کی مسجد میں امامت و خطابت بلا معاوضہ کرتے رہے۔

حضرت مولانا انگریزوں کے سخت مخالف تھے۔ انگریزی حکومت کے خلاف خوب تقریریں کیا کرتے تھے۔

حضرت مولاناؒ نے سفر حج و زیارت کیا' اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے'

مکہ پہنچ کر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت اور ذکر شغل کی تلقین حاصل کی۔ کچھ عرصہ وہاں قیام فرمایا' اور پیرو مرشد کی صحبت سے فائدہ اٹھایا' یہاں تک کہ راہ معرفت میں تکمیل کے بعد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے اجازت و خلافت سے نوازا۔

حضرت مولاناؒ ایک علمی شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کے تربیت یافتہ علماء کی تعداد کثیر ہے۔ ان میں حضرت مولانا عبد العزیز گیلانی خسر حضرت مولانا محمد سجاد'حضرت مولانا شاہ ولایت حسین رئیس دیورہ ضلع گیا' حضرت مولانا حافظ خدا بخش نابینا مانپوری گیاوی 'مولانا حافظ گوہر مرحوم گیاوی' مولانا عبد الرافع گیاوی' مولانا حافظ خیرالدین گیاوی اور مولانا عبد المجیب گیاوی قابل ذکر ہیں۔

مولاناؒ کی تصنیفات میں سے دو کتابیں دستیاب ہیں' منورالایمان اور ہدایت الثقلین فی تخصیص المصافحۃ بعد العیدین' دونوں ہی علمی کتابیں ہیں۔

مولانا کی وفات طاعون کی بیماری میں ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء میں ہوئی۔

۱۷۹ مولانا عبد الوہاب سرہدوی بہاری

شیخ فاضل عبد الوہاب بن احسان علی سرہدوی بہاری اپنے زمانہ کے مشہور عالم تھے۔ سرہدہ گاؤں ضلع نالندہ میں پیدا ہوئے۔ اپنے گاؤں کے اساتذۂ کرام سے علم حاصل کیا۔ پھر لکھنؤ گئے' اور علامہ عبدالحئی بن عبد الحلیم انصاری لکھنوی سے تعلیم حاصل کی۔ اور فراغت کے بعد کانپور میں درس و تدریس شروع کیا۔ پھر حیدر آباد چلے گئے۔ پھر مدرسہ عالیہ کلکتہ میں تدریسی خدمت انجام دینے لگے۔

منطق و فلسفہ میں مہارت رکھتے تھے۔ ان سے بہت سے لوگوں نے علم حاصل کیا۔ ان کی کئی تصنیفات ہیں' ان میں سے الصحیفۃ الملکوتیہ' حاشیہ میر زاہد رسالہ اور شرح ہدایۃ الحکمۃ قابل ذکر ہیں۔

۲۸ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ ۱۹۱۷ء میں وفات پائی۔

۱۸۰ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی دربھنگوی

مولانا عبدالعزیز شیخ احمد اللہ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی پیدائش ضلع دربھنگہ (موجودہ ضلع سمستی پور) کی ایک مشہور بستی رحیم آباد میں ہوئی۔ تاریخ ولادت ۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۳ء ہے۔ رحیم آباد کا قدیم دور میں کوئی دوسرا نام تھا۔ رحیم آباد بعد میں رکھا گیا۔ بعض لوگوں کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نام مولانا عبدالعزیز کے بڑے بھائی مولانا عبدالرحیم کے نام پر رکھا گیا اور یہی مشہور ہو گیا۔

آپ کے والد ترہت کے زمینداروں میں سے ایک مشہور زمیندار تھے۔ کافی دولت مند اور صاحب عزو جاہ تھے۔ اس لئے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام گھر ہی پر رکھا تھا۔ مولانا عبدالعزیزؒ تعلیم کے لائق ہوئے' تو ابتداء میں آپ کی تعلیم کے لئے حافظ مٹھو رامپوری کو متعین کیا گیا' جو مشاہیر حفاظ میں شمار کئے جاتے تھے۔ بعض روایت کے مطابق مولانا نے پورا قرآن حکیم صرف ایک سال میں حفظ کر لیا۔ آپ کا حافظہ بہت قوی تھا۔ قرآن مجید آخر عمر تک یکساں یاد رہا۔ جب حفظ کی تکمیل کر چکے' تو شیخ احمد اللہ کو عربی پڑھانے کا شوق ہوا' اور اس خدمت کے لئے مختلف اساتذہ متعین ہوتے رہے۔ اور آپ کی تعلیم اعلیٰ پیانہ پر ہوتی رہی۔ آپ کی عربی کی تعلیم کے لئے کون کون سے اساتذہ متعین ہوئے' اور کس فن کی کتابیں کس استاذ سے پڑھیں' کچھ بھی پتہ نہیں چلتا۔ بڑی مشکلوں سے چند اساتذہ کے نام معلوم ہوئے۔ ان میں مولوی عظمت اللہ ساکن بھپورہ' مولوی محمود عالم رامپوری' مولوی محمد یحیی بہاری ہیں۔ گھر پر تمام علوم و فنون کی کتابیں مکمل کر لینے کے بعد حدیث کی خاص تعلیم کے لئے ۱۲۹۱ھ / ۱۸۷۴ء میں دہلی تشریف لے گئے' اور حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی کے حلقہ درس میں شامل ہو کر ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء میں سند حاصل کر کے وطن واپس لوٹے۔

فراغت کے بعد رحیم آباد ہی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ تقریباً

پچاس طالب علم رحیم آباد میں مقیم تھے۔ جنہیں شیخ احمد اللہ کھانا دیا کرتے تھے۔ اور مولانا ان طلبہ کے درس وتدریس میں مشغول ہوگئے۔ پھر تقریباً دس سال تک مظفر پور میں درس وتدریس کی خدمت انجام دی۔ پھر مولانا قومی وملی خدمات میں مشغول رہے۔ اسی دور میں حضرت مولانا ابراہیم آرویؒ نے مدرسہ احمدیہ آرہ کو قائم کیا۔ یہ مدرسہ نہایت ہی شان وشوکت سے چل رہا تھا۔ اس مدرسہ کے مالیات کی ذمہ داری مولانا عبدالعزیز کے حوالہ تھی۔ پھر کچھ دنوں کے بعد مولانا ابراہیم آرویؒ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے، اور وہیں وفات پائی۔ مولانا ابراہیم آرویؒ کی ہجرت کے بعد مولانا عبدالعزیزؒ مدرسہ کے مہتمم ہوئے۔ آپ نے اس کو ایک مرکزی ادارہ بنادیا۔ مگر مولانا کی زندگی کے آخری دور میں زوال کی طرف جانے لگا۔ چونکہ مولانا عہد پیری میں رحیم آباد میں زیادہ مقیم رہتے تھے۔ اس لئے براہ راست مدرسہ کی نگرانی ان سے نہیں ہوسکتی تھی۔ یہی انحطاط کا سبب ہوا۔ آپ کے بعد کوئی دوسرا ایسا مہتمم نہ ہوا جو مدرسہ کو مالی بحران سے بچاسکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مدرسہ مالی اعتبار سے بھی بحران کا شکار ہوگیا۔ تب مولانا عبدالعزیز نے فیصلہ کیا کہ اب یہ مدرسہ شہر آرہ میں نہیں چل سکتا۔ اس کو کسی دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے۔ چنانچہ مدرسہ احمدیہ کو آرہ سے دربھنگہ منتقل کروایا گیا۔ اور وہیں کے اساتذہ اور طلبہ دربھنگہ چلے آئے۔ مدرسہ احمدیہ لہریا سرائے شہر دربھنگہ میں کام کرنے لگا۔ اور جس طرح مدرسہ احمدیہ آرہ اہل حدیث کا مرکزی گہوارہ تھا، اسی طرح آج بھی دارالعلوم احمدیہ سلفیہ لہریا سرائے دربھنگہ مرکزی گہوارہ ہے۔ اور ہندوستان کی جماعت اہلحدیث کو اس پر فخر و ناز ہے۔

مولانا عبدالعزیزؒ نے علاقہ ترہت میں تحریک اہلحدیث کو آگے بڑھانے میں اہم رول ادا کیا۔ اور آپ نے جماعتی نظم ونسق پیدا کیا، اور ایسی تنظیم قائم کی کہ یہ وسیع علاقہ بجسم واحد ہوگیا۔ مولانا کی اس جماعتی تنظیم نے برٹش انڈیا کو تھرادیا۔ مولانا کی علمی یادگار میں سواء الطریق، حسن البیان ہدایۃ المعتدی فی قراۃ المقتدی اور الرق المنشور قابل ذکر ہیں۔

مولاناؒ نے انگریزوں کے خلاف تحریک آزادی میں اہم رول ادا کیا۔

غلام رسول مہر نے مولانا عبدالعزیز کی تحریک آزادی (جہاد) کے سلسلہ میں خوب تعریف کی ہے۔

۳ر جمادی الاخرۃ ۱۳۳۶ھ بمطابق اپریل ۱۹۱۸ء میں مرض ذیابطیس میں وفات پائی۔

۱۸۱ مولانا عبدالحکیم صادقپوری

مولانا عبدالحکیم صادقپوری، مولانا احمداللہ صادقپوریؒ کے پانچویں صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۶۱ھ/۱۸۴۵ء میں ہوئی۔ آپ نے درسی کتابیں نیز فن طب اپنے بڑے بھائی حکیم مولانا عبدالحمید سے پڑھیں۔ اور سند حدیث و خلافت اپنے چچا مولانا یحیٰی علی سے حاصل کی، آپ کا قرآن و حدیث کی طرف بہت اچھا رجحان تھا۔ آپ کے خط نسخ و نستعلیق دونوں نہایت پاکیزہ تھے۔

طبابت کا پیشہ اختیار کیا، درس و تدریس کی طرف مائل ہوئے، اور اس میں بہت زیادہ حصہ لیا، یہ مشغلہ کم و بیش تمام عمر رہا، اکثر اہل قرابت آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ نے بعض کتابیں تالیف فرمائیں۔ ان میں سورۃ فاتحہ، سورۃ بقرہ، سورۃ تبارک الذی، عم پارہ وغیرہ کی تفسیر اور مشکوۃ شریف کا ترجمہ قابل ذکر ہے۔

ایک خاص تصنیف آپ کے خلب تھے۔ جن کی بے شمار جلدیں تھیں۔

۵ار محرم ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء بروز سہ شنبہ بوقت مغرب وفات پائی، اور نتموپیہ مقبرہ خاص کے شمالی بالائی حصے میں مدفون ہوئے۔

۱۸۲ مولانا عبدالقیوم صادقپوری

مولانا عبدالقیوم کے والد کا نام مولانا یحیٰی علی تھا۔ پیدائش ۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء میں ہوئی۔ درسیات مولانا احمداللہ نیز حکیم عبدالحمید سے پڑھی۔ آپ کی طبیعت منطق

وفلسفہ سے مطلق مناسبت نہیں رکھتی تھی اس لئے حکیم صاحب نے معقولات چھوڑا دیا تھا۔ یہاں تک کہ شرح جامی کے بدلہ کافیہ کی شرح رضی پڑھایا۔ حکیم صاحب کی مولانا سے دلچسپی زیادہ تھی۔ تواریخ واشعار سے خاص ذوق تھا۔ آپ نے سند حدیث مولانا فیاض علیؒ اور اپنے والد مولانا یحیٰ علیؒ سے حاصل کی۔

مولانا محمدؒ ن اینگلو عربک اسکول پٹنہ سیٹی میں دینیات کے معلم رہے۔ اسکول کے فاضل اوقات میں مکان پر لوگوں کو درس دیا کرتے تھے۔

ماہ صفر ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۲ء میں وفات پائی۔

۱۸۴ مولانا عبدالرحیم صادق پوری

مولانا عبدالرحیم صادق پوری بن مولانا فرحت حسین ۱۴ شعبان ۱۲۵۱ھ / ۱۸۳۵ء کو پیدا ہوئے۔ چار سال کی عمر میں تحصیل علم شروع کیا۔ اپنے خاندان کے مختلف بزرگوں اور ان کے متوسلین سے پڑھتے رہے۔ لیکن ابھی تعلیم نا مکمل ہی تھی کہ خاندان کے اکثر افراد جہاد میں شرکت کی غرض سے سرحد ہجرت کر گئے' ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء میں آپ کے والد مولانا فرحت حسینؒ کا انتقال ہوگیا۔ اس لئے گھر کی تمام ذمہ داریاں آپ کے سر آگئیں۔ پھر خاندان کے دوسرے بزرگوں سے تعلیم کی تکمیل کی۔ مولانا نے تحریک جہاد میں حصہ لیا۔ بالاخر ۱۲۸۰ھ / ۱۸۶۳ء میں گرفتار ہوئے۔ اور کالا پانی بھیج دئے گئے۔ تقریباً بیس سال بعد ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۳ء میں رہائی ہوئی۔ رہائی کے بعد پٹنہ واپس پہنچنے پر اقرار نامہ پر دستخط لئے گئے کہ مہینہ کی پہلی تاریخ کو سپرنٹنڈنٹ پولیس کے دفتر میں حاضر ہونا پڑے گا۔ یہ پابندیاں سات سال تک جاری رہیں۔ ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء میں مولانا محمد حسن کے انتقال کے بعد تمام لوگوں نے باتفاق رائے آپ کو امیر منتخب کیا۔ حکومت کے قید و بند کے باوجود آپ اس کام میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ اسی اثناء آپ نے دو حج کئے۔ آپ کی تالیفات میں' تذکرہ صادقہ ' رافع البیان عن سیدالانس والجان' جواب استفتاء' اظہار الانصاف' رویائے صادقہ قابل ذکر ہیں۔

آپ کی وفات ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ بمطابق ۲۵ جولائی ۱۹۲۳ء میں ہوئی۔ اور نمو ہیہ میں مدفون ہوئے۔

۱۸۴ مولانا ابوالحسنات عبدالشکور ندوی

ابوالحسنات کنیت، عبدالشکور نام اور نیر تخلص تھا۔ سال ولادت ۱۳۱۲ھ؍ ۱۸۹۴ء ہے، ۱۹۰۸ء میں مدرسہ سبحانیہ الہ آباد میں عربی کی تعلیم کے لئے داخل ہوئے۔ پھر وہاں سے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخل ہوئے۔ مولانا سید احمد ندوی مولف تذکرہ مسلم شعرائے بہار کے شریک درس تھے۔

شعروشاعری کا ذوق رکھتے تھے اور نیر تخلص کرتے تھے۔ جوانی ہی میں انتقال ہو گیا۔ ان کی وفات پر مولانا سید سلیمان ندوی نے معارف بابت ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ؍ ۱۹۲۴ء میں ایک مضمون شائع کیا۔ اس میں وہ لکھتے ہیں ۔ ۱۲ر ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ کا واقعہ ہے کہ ابوالحسنات ندوی نے اس آب وگل کو خیرباد کہا، وہ ہماری کوششوں اور ندوہ اور دارالمصنفین کی تعلیم وتربیت کی سب سے بڑی کمائی تھے۔ ہندوستان کے اسلامی مدارس آپ کی تصنیف ہے

۱۲ر ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ؍ ۱۹۲۴ء میں وفات پائی، اور بہار شریف میں مدفون ہوئے۔

۱۸۵ مولانا حکیم عبداللطیف سہسرامی

مولانا حکیم عبداللطیف کے والد کا نام مولوی امیر علی مرحوم تھا۔ محلہ بارہ سہسرام کے رہنے والے تھے۔ مولوی حکیم سراج الدین کے بیاض کے مطابق مولانا عبداللطیفؒ نے کتب درسیہ اپنے والد بزرگوار سے پڑھیں۔ بعد اختتام کتب فارسی عربی شروع کی۔ جناب مولانا شاہ محمد قادر بخش سے صرف، نحو اور منطق پڑھیں۔ پھر الہ آباد تشریف لے گئے۔ وہاں سے بھوپال، سورت، بمبئی، اور امروہہ، غرضیکہ مختلف جگہوں میں عربی،منطق، ریاضی، کلام، حدیث اور تفسیر تمام کیں۔ مدرسہ عالیہ رام پور

سے درس نظامیہ کی تکمیل کی' اور سند فراغت حاصل کی۔ منطق و فلسفہ میں شہرت رکھتے تھے۔ بڑے قانع و متوکل تھے' چالیس سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔ مولانا سید محمد نخشی رام پوری ؒ سے بیعت تھے۔ طب کی تعلیم مولانا محمد قادر بخش ؒ سے حاصل کی۔ آپ رام پور کے مدرسہ میں مدرس اور امام مسجد تھے۔ درس و تدریس میں زندگی بسر کی۔

تقریباً ۱۹۳۶ء میں وفات پائی۔

۱۸۶ مولانا حکیم عبدالغفور رمضان پوری

مولانا حکیم عبدالغفور کی ولادت موضع رمضان پور ضلع مونگیر میں ۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۴ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کے علماء مولانا محمد اسماعیل رمضان پوری' مولوی خادم علی خیرڈمرانوی اور مولانا محمد احسن گیلانی ؒ سے حاصل کی۔ صحاح ستہ کی سند مولانا احمد علی محدث سہارنپوری سے حاصل کرنے کے بعد لکھنؤ چلے آئے۔ وہاں عبدالحئ فرنگی محلی ؒ کے درس میں شامل ہوئے۔ اور آخری کتابوں کی تکمیل کی' علم واپس آئے۔ اور ساری زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں گذاری۔

آپ حج و زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔ سفرحج کے علاوہ ضروریات حج پر کئی کتابیں تصنیف کیں۔ آپ کی اردو' فارسی اور عربی تصانیف کی تعداد بیس سے زیادہ ہے۔ آپ نے اپنے کچھ احوال تاریخ رمضان پور میں تحریر کئے ہیں۔ فن طب میں خلاصۃ المفردات اور گانونچہ کا ترجمہ قانونچہ مع رسالہ بحران اور منطق میں تہذیب المنطق' اسعاف حاشیۃ الانصاف' تسہیل المتامل' عمدۃ القاصد' مفید الاحناف اور رسالہ فی سجود السہو قابل ذکر ہیں۔

۲۲ جمادی الاولی ۱۳۴۸ھ بمطابق ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء میں وفات پائی۔ اور اپنے آبائی قبرستان چک فتاح رمضان پور میں مدفون ہوئے۔

۱۸۷ مولانا عبدالحمید راجوی دربھنگوی

مولانا عبدالحمید بن سید ظاہر علی کی ولادت موضع راجو تھانہ سنگھوارہ ضلع دربھنگہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ امدادیہ نستہ ضلع دربھنگہ میں حاصل کی۔ وہاں سے خیرآباد اور پھر تعلیم کی تکمیل کے لئے ٹونک تشریف لے گئے۔ اور مولانا حکیم سید برکات احمد بہاری ثم ٹونکیؒ سے تعلیم حاصل کی۔ اور تعلیم کی تکمیل کی۔ مولانا مقبول احمد خاںؒ اور مولانا محمد الیاس مونگیریؒ آپ کے ساتھیوں میں سے تھے۔

ٹونک میں زیر تعلیم ہی تھے کہ مدرسہ سبحانیہ الہ آباد سے حضرت حکیم برکات احمد کے پاس خط پہنچاکہ اپنے شاگردوں میں سے ایک لائق وفائق کو استاد کی حیثیت سے بھیجنے کی زحمت کریں۔ جوصدر مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دے سکے۔ حضرت مولانا حکیم برکات احمد نے مولانا عبدالحمید کا انتخاب کیا۔ اور مولانا استاذ کے ذریعہ مدرسہ سبحانیہ الہ آباد بھیج دئے گئے۔ مولانا مدرسہ سبحانیہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ اسی اثناء اپنے ضلع کی خدمت اوردربھنگہ میں مدرسہ قائم کرنے کاخیال ہوا۔ اپنے شیخ ومرشد حضرت شاہ بدرالدینؒ سے مشورہ واجازت طلب کی۔ حضرت شاہ بدرالدینؒ نے اس شرط کے ساتھ اجازت دی کہ مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ سے کسی طرح کی کوئی بات نہ ہو۔ اس وقت قلعہ گھاٹ کی مسجد میں حافظ عبدالحمید صاحب چند لڑکوں کولے حفظ کی تعلیم دیتے تھے۔ ان سے ملکر مولانا نے ایک مدرسہ قائم کیا۔ اور اس کا نام مدرسہ حمیدیہ (قلعہ گھاٹ) رکھا' یہ واقعہ ۱۳۳۵ھ ر۱۹۱۷ء کا ہے۔

تذکرہ بزم شمال میں مذکور ہے کہ جب دارالعلوم مشرقیہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ کا احیاء ہوا۔ تو حضرت مولانا حسن علی علیہ الرحمتہ نے حضرت مولانا عبدالحمید کو الہ آباد سے دربھنگہ بلالیا۔ اور دارالعلوم کی نظامت ان کے سپرد کی' اور وہ خود اپنے وطن چھپرہ لوٹ گئے۔ حضرت ناظم مدرسہ نے اپنے شاگردوں کو بھی الہ آباد سے

دربھنگہ آنے کا حکم دیا۔ حسب ارشاد موصوف کے تین شاگرد حضرت مولانا عبدالرحمٰن قیسؔ، حضرت مولانا فتح اللہ آزادؔ اور حضرت مولانا محمد قمرالدین قمرؔ تشریف لے آئے۔ اور یہیں دارالعلوم مشرقیہ حمیدیہ میں درس وتدریس میں منہمک ہوگئے۔

دارلعلوم مشرقیہ حمیدیہ نے خوب شہرت حاصل کی۔ حضرت شاہ بدرالدین نے مولانا شاہ نظام الدینؒ، مولانا شاہ قمرالدین اور مولانا شاہ شہاب الدینؒ کو تعلیم کے لئے مدرسہ حمیدیہ بھیجا۔ اور کسب علم و فضل کر کے باکمال ہوئے۔ ان کے علاوہ بہت سے طلبہ نے اس مدرسہ سے فیض حاصل کیا۔

حضرت مولانا عبدالحمید رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دور نظامت میں اپنے مدرسہ میں صاحب کمال اساتذہ کو جمع کیا۔ ان کے زمانہ میں مولانا مقبول احمد صدیقی اور مولانا مقبول احمد خاں جیسے اساتذہ مدرسہ حمیدیہ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے۔

مولانا نے ۱۳۵۰ھ ر ۱۹۳۳ء میں وفات پائی، اور مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ کی شاہی مسجد سے پورب دکھن کی جانب مدفون ہوئے۔ وفات کے وقت ان کی عمر تقریباً ۵۵ سال کی تھی۔

۱۸۸ مولانا عبدالحلیم ناظمؔ پیغمبرپوری

عبدالحلیم نام، ناظمؔ تخلص، مولوی محمد ابراہیم کے صاحبزادے اور مولانا عبدالرحمٰن عاقل رحمانیؒ کے چھوٹے بھائی تھے۔ مولد و مسکن پیغمبرپور ضلع دربھنگہ تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، پھر دارلعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ میں داخل ہوئے۔ کچھ دنوں یہاں ٹھہرنے کے بعد مدرسہ فیض العلوم مئوناتھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ میں داخلہ لیا۔ وہاں زیادہ دنوں نہیں ٹک سکے۔ اور مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی چلے گئے۔ وہاں اعلیٰ تعلیم حاصل کی، اور سند فراغ لے لینے کے بعد الہ آباد یونیورسٹی سے فاضل ادب کی بھی اعلیٰ ڈگری حاصل کی۔ اتمام تعلیم کے بعد وہیں مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ

میں مدرس ہوگئے۔ علمی صلاحیت ٹھوس تھی۔ اسلئے بہت جلد ترقی کر گئے۔ موصوف کچھ دنوں مدرسہ مذکور کے ناظم تعلیم بھی رہے تھے۔

جناب ناظم کو شعرو سخن سے گہری مناسبت تھی۔ یہ حیدؔر دھلوی کے تلامذہ میں تھے۔ غزل گوئی اور نظم نگاری دونوں ہی میں یکساں قدرت رکھتے تھے۔ موصوف کا بیش تر کلام ملک کے مقتدر رسائل و جرائد میں شائع ہوکر داد تحسین وصول کر چکا ہے۔

زندگی نے وفا نہ کی' اور بہت کم عمر میں ۱۳۵۴ھ ر ۱۹۳۵ء میں انتقال کرگئے۔ اور اس طرح یہ تابناک ستارہ ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔ اگر زندہ ہوتے تو توقع تھی کہ علم و ادب کے میدان میں نمایاں مقام حاصل کرلیتے۔

۱۸۹ مولانا عبدالحفیظ قاسمی بشارتی چندر سین پوری

مولانا عبدالحفیظ بن شیخ تصور علی ضلع مدھوبنی کے ایک مردم خیز قریہ موضع چندر سین پور میں ۱۳۱۶ھ ر ۱۸۹۶ء کوپیدا ہوئے۔ ہوش سنبھالا تو گاؤں کے مکتب میں بٹھائے گئے۔ مکتب کی تعلیم کے بعد عربی فارسی کی تعلیم کے لئے کسی مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے کی فکر ہوئی۔ اسی اثناء والد کا انتقال ہوگیا۔ والدہ نے ہمت سے کام لیا۔ اور بچہ کو دینی تعلیم دلانے کے لئے پختہ ارادہ کرلیا' اسی خیال سے مولانا مدرسہ محمود العلوم موضع دملا ضلع مدھوبنی پہنچائے گئے۔ اور مولانا محمد ادریس بانی و مہتمم وصدر مدرس کے زیر سایہ تعلیم و تربیت حاصل کرنا شروع کی۔ مولانا عبدالحفیظ ذہین' محنتی اور استاذ کے خدمت گذار تھے' اس لئے استاذ کی شفقت ان کے ساتھ رہی' اور طالب علمی ہی کے زمانہ میں اتنی استعداد پیدا ہوگئی' کہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ درس و تدریس کا کام بھی ان کے سپرد کردیا گیا۔

حضرت مولاناؒ نے فارسی کا نصاب مکمل کرنے کے بعد عربی کی تعلیم شروع کی۔ فارسی میں دیوان حافظ' مثنوی مولانا روم وغیرہ پڑھنے کے بعد عربی درسیات کی تمام کتابیں مکمل کیں۔ اور دورہ حدیث بھی مدرسہ محمود العلوم ہی میں کرلیا۔ پھر مزید

اکتساب فیض کے لئے استاد نے دارالعلوم دیوبند بھیج دیا۔ وہاں ایک سال رہ کر دورہ حدیث میں شریک ہوئے، اور بخاری شریف حضرت علامہ انورشاہ کشمیریؒ سے پڑھی، اور ۱۳۳۸ھ ر ۱۹۱۹ء میں فارغ ہوکر واپس آئے۔

فراغت کے بعد مدرسہ محمودالعلوم دملہ میں تدریسی خدمت انجام دینے لگے۔ ساتھ ہی بستی اور علاقہ کی اصلاح میں اہم رول اداکیا۔ اور دینی تعلیم کی ترویج واشاعت میں خوب حصہ لیا۔

شہر دربھنگہ سے ۱۰ کلومیٹر پر جانب شمال میں ایک قصبہ کھرایاں پتھرا ہے۔ وہاں ایک مکتب تھا، جس میں قاری یٰسین جلواروی چھوٹے چھوٹے بچوں کو تعلیم دیتے تھے۔ ۱۹۳۳ء میں اس کو مدرسہ کی شکل دی گئی۔اور قاری صاحب نے اپنے ذوق کے مطابق مدرسہ کانام تجویدالقرآن رکھا، جس کو لوگوں نے پسند کیا۔ پھر اس کے معیار کو بلند کرکے باضابطہ مدرسہ کی شکل دی گئی ۔ حضرت مولانا عبدالحفیظؒ کو مدرسہ محمودالعلوم دملہ سے کھرایاں پتھرا لائے، اور مدرسہ کی ساری ذمہ داری مولانا کے سپرد کردی۔ مولانا نے اپنے پیرومرشد حضرت مولانا محمد بشارت کریم گڑھولویؒ کی اجازت سے مدرسہ کا نام مدرسہ بشارت العلوم رکھا۔ اور دونوں موضع کھرایاں پتھرا کے نام کو پتہ میں شامل کیا گیا۔اللہ کا فضل رہا، مدرسہ ہذا نے خوب ترقی کی، اور اس کا فیض خوب جاری ہوا۔ بڑے بڑے جید علماء اس سے فیضیاب ہوئے۔

زمانہ طالب علمی ہی سے اپنے استاذ حضرت مولانا محمد ادریس دملویؒ کے ساتھ خادم بن کر گڑھول تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت مولانا محمدادریس دملویؒ، حضرت مولانامحمد بشارت کریمؒ کے مرید تھے۔ مولانا عبدالحفیظ، حضرت مولانا محمدادریس دملوی کے مشورہ سے حضرت مولانا گڑھولویؒ سے بیعت ہوئے۔ اور کامل بزرگ ہوگئے۔

مولاناایک جید عالم، کامل بزرگ، اچھے استاذ اور انسانیت کے نمونہ تھے۔ مولاناکامذاق صاف ستھرا تھا۔ نہایت خوش خط تھے۔ حمدو نعت، اصلاحی نظمیں، خطوط ونوید سلیس و شستہ اردو میں لکھتے تھے۔ اوراس کا خاص ملکہ رکھتے تھے۔ طلبہ کو بھی

خوش نویس بنانے کی کوشش کرتے تھے۔

مدرسہ بشارت العلوم کی مالی فراہمی کے سلسلہ میں کلکتہ اور بنگال کے دوسرے علاقہ میں تشریف لے گئے۔ چونکہ ادھر کی آب وہوا مرطوب تھی۔ اس لئے راس نہ آئی، اور سردی کے مرض کے شکار ہوگئے، مرض بڑھتا گیا۔ دوا سے کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ پھر نمونیہ کا حملہ ہوگیا۔ تو اپنے وطن چندرسین پور لائے گئے، اور وہیں ۱۳۵۸ھ بمطابق ۱۹۳۸ء کو بوقت مغرب وفات پائی، اور وہیں مدفون ہوئے۔

۱۹۰ مولانا حکیم عبدالحلیم طیب آروی

نام عبدالحلیم، والد کا نام حکیم علی حسن، سکونت آرہ، ولادت ۱۸۸۸ء میں ہوئی۔ درسیات کی تکمیل مولانا رحیم بخش آروی سے کی، مولانا رحیم بخش آروی، مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ کے مایہ ناز شاگرد اور مدرسہ فیض الغرباء کے بانی تھے۔ دستار بندی مدرسہ فیض الغرباء میں ہوئی۔ مولانا ابراہیم آرویؒ، مولانا شاہ محمد معین الدین صاحب تحفۃ الرسول جیسے مایہ ناز علماء نے آپ کو سند فراغت دی۔ اس کے بعد لکھنؤ جاکر طب کی تکمیل کی۔ والد کے انتقال کے بعد ان کی جگہ مطب کرنے لگے، اور خوب شہرت حاصل کی۔ شعرو سخن کا ذوق بہت اچھا تھا۔ طیبؔ تخلص کرتے تھے۔ آپ کا مجموعہ کلام نوائے بہار کے نام سے شائع ہوچکا ہے۔ آپ کے حالات "یاد طیب" کے نام سے طبع ہوچکا ہے۔

وفات ۲۶ دسمبر ۱۹۴۰ء میں ہوئی۔

۱۹۱ مولانا حکیم عبدالرحمٰن وفا عظیم آبادی ثم ڈمرانوی

مولانا حکیم عبدالرحمٰن کے والد کا نام مولوی مصاحب علی تھا۔ موضع باگا ضلع بھوجپور کے رہنے والے تھے، آپ کی ولادت ۲۵ جنوری ۱۸۸۰ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ اور فارسی کی درسی کتابیں اپنے چچا الحاج

مولوی عبدالقادر سے پڑھیں، دولت پور آرہ اور غازی پور یوپی میں درسیات کی تعلیم حاصل کی، غازی پور سے سند فراغت حاصل کی، آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد ابراہیم آرویؒ، حضرت مولانا حافظ عبداللہ غازی پوریؒ، حضرت مولانا محمد اسحاق آرویؒ قابل ذکر ہیں۔ درسیات سے فارغ ہونے کے بعد مولانا حکیم محمد ظہور آرویؒ سے فن طب کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کو عربی زبان پر کافی عبور تھا۔ آپ بہترین مقرر وخطیب تھے۔ آپ نے جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ ۱۹۰۷ء میں موضع ڈمراؤں ضلع شاہ آباد (آرہ) ضلع بھوجپور میں مطب شروع کیا۔

مولانا حکیم عبدالرحمٰن شاعری کا مذاق رکھتے تھے۔ اور وفاؔ تخلص کرتے تھے۔

۲۴ مارچ ۱۹۴۴ء کو وفات پائی۔

۱۹۲ عبدالماجد بھاگلپوری

عبدالماجد بن عبدالواحد بھاگلپوری ایک مشہور عالم تھے۔ بھاگلپور کے پورینی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں پرورش پائی۔ اس زمانہ کے علماء سے علم حاصل کیا۔ پھر علامہ عبدالحیٔ بن عبدالحلیم لکھنویؒ کی خدمت میں پہنچے، اوران سے علم حاصل کیا۔ فراغت کے بعد کلکتہ میں اقامت اختیار کرلی۔ درس وتدریس اور وعظ ونصیحت مشغلہ رہا۔ پھر نواب محسن الملک نے ان کو علی گڑھ بلالیا۔ اور مدرستہ العلوم میں وعظ ونصیحت کے لئے رکھ لیا۔ وہاں ایک سال رہے۔ پھر اپنے شہر لوٹے۔ انہوں نے قادیانی مذہب اختیار کرلیا۔ اور قادیانی مذہب کے داعی بن گئے۔

۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۵ء میں قادیان میں وفات پائی، اور وہیں مدفون ہوئے۔

۱۹۳ مولانا حکیم عبدالاحد جالوی دربھنگوی

مولانا حکیم عبدالاحد اپنے وطن قصبہ جالہ ضلع دربھنگہ میں ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے، ابتدا میں مولانا محمد اسحاق خان جالوی مصنف قصد السبیل سے تعلیم

حاصل کی ۔ پھر رسول پور نستہ میں واقع مدرسہ امدادیہ میں تعلیم پائی، اور جب مدرسہ دربھنگہ منتقل ہوا، تو مدرسہ کے ساتھ دربھنگہ آئے، اور یہاں بھی کچھ دنوں زیر تعلیم رہے۔ اس کے بعد دارالعلوم دیوبند گئے، اور وہاں حضرت شیخ الہندؒ کے اولین تلامذہ کی حیثیت سے کسب علوم کے بعد ۱۳۹۰ھ ر ۱۹۰۱ء میں فراغت پائی۔ اور امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کی۔ دوسرے سال فنون کی تکمیل کی۔ پھر کچھ دنوں حضرت تھانوی کی خدمت میں رہ کر استفادہ کیا، اور اس کے بعد ڈیڑھ سال حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے زیر سایہ کسب فضائل میں گذارے۔ غضب کا حافظہ پایا تھا۔ حضرت شیخ الہندؒ کے درسی افادات لفظ بہ لفظ یاد کر لیتے تھے، ۱۹۲۵ء میں مدرسہ احمدیہ مدھونی میں تدریسی خدمات سے وابستہ ہوئے، آپ کے درس کی شہرت سن کر دور دور کے طلبہ وہاں پہنچنے لگے۔ حضرت مولانا مفتی محمد ظہور احمد نستویؒ کے ہمراہ کلکتہ میں تعلیمی خدمات انجام دیں۔ انہیں دنوں ان کو وہاں حضرت مولانا ابو الکلام آزادؒ کی رفاقت بھی حاصل رہی۔ سیاسی ہنگامہ آرائی سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے طرز وانداز میں مسلم لیگ کے نقطۂ نظر سے زیادہ قریب تھے۔ دیو بند ہی میں مولانا حکیم محمد حسنؒ سے طب بھی پڑھی تھی ۔ آپ طبیب حاذق بھی تھے۔ کچھ دنوں مطب بھی کیا، مگر علمی شغف کے باعث اس سے زیادہ رغبت نہ رہی۔ مطب کے ساتھ تجارت بھی شروع کی، لیکن وہ بھی زیادہ دلچسپی کا باعث نہ رہی۔

دربھنگہ میں جہاں آپ کا مطب تھا ۱۸ مارچ ۱۳۲۶ھ ر ۷ ۱۹۴ء کو انتقال فرمایا، جنازہ جالہ لے جایا گیا، اور وہیں مدفون ہوئے۔

۱۹۴ مولانا ابو البرکات عبد الرؤف داناپوری

مولانا ابوالبرکات عبدالرؤف داناپوری ۱۸۵۶ء کے قریب دانا پور محلہ شاہ ٹولی میں پیدا ہوئے۔ ان کا آبائی مکان داناپور گھوسرہ ضلع پٹنہ میں تھا، بلکہ اب تک ہے آپ کی ابتدائی تعلیم داناپور اور آگرہ میں ہوئی، اور لکھنؤ و حیدر آباد میں تکمیل کو

پہنچے، آپ کے والد کا نام عبدالقادر تھا، جو ایک صاحب علم کی حیثیت سے مشہور تھے۔ مولانا عبدالروٴف عالم دین کی حیثیت سے چنیدہ چیدہ علماء میں سے تھے۔ مولانا کے تبحر علمی کا اعتراف مولانا آزادؒ، مولانا سید سلیمان ندویؒ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا عبد الماجد دریا بادی، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، اور مولانا مفتی عتیق الرحمٰن وغیرہ نے کیا ہے۔

مولانا عبدالروٴف کی مہتم بالشان تصنیف اصح السیر ہے۔ یہ دو جلدوں میں ہے۔ مولانا عبدالماجد دریابادی اور دیگر علماء نے اس کتاب کی بہت تعریف کی ہے۔ مولانا عبدالروٴف داناپوری انگریزی سامراجیت کے سخت مخالف تھے، ۱۹۱۶ء سے برابر انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی میں شریک رہے۔

۱۹۲۱ء میں مولانا آزاد، سبھاش چندر بوس اور مولانا داناپوری دوسرے لیڈروں کے ساتھ گرفتار کئے گئے، اور چھ ماہ قید رہے۔

مولانا طب میں مہارت رکھتے تھے۔ کلکتہ میں انجمن اطباء قائم ہوئی تو مولانا اس کے صدر منتخب کئے گئے۔ اس عہدہ پر برسوں تک رہے۔ مولانا ہی کی کوشش سے حکومت بنگال نے انجمن اطباء کے بورڈ آف فیکلٹی کو تسلیم کر لیا تھا، بہار میں جب طبی کالج کا قیام عمل میں آیا، تو پرنسپل کے عہدہ کے لئے پیشکش ہوئی، لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔ آپ ملازمت کے قائل نہیں تھے۔ گیا میں جب کانگریس، خلافت اور جمعیتہ العلماء ہند کا اجلاس ایک ہی وقت میں الگ الگ منعقد ہوا، تو مولانا کو جمعیتہ العلماء ہند کی مجلس استقبالیہ کا صدر چنا گیا۔

۱۹۴۸ء میں ۲۰ ر ۲۱ فروری کی درمیانی شب کو ۱۲بجے کلکتہ میں وفات پائی، اور وہیں مانک تلہ پشاوری قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۱۹۵ مولانا عبدالوہاب دربھنگوی

مولانا عبدالوہاب دربھنگوی اپنے وطن بلاسپور حیاگھاٹ ضلع دربھنگہ میں

۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء میں پیدا ہوئے ۔ مڈل پاس کرکے تجارت میں لگ گئے۔ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کو خواب میں دیکھا' اس کے بعد دینی تعلیم کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں داخل ہوکر عربی پڑھنا شروع کردیا۔ پھر ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء میں دارالعلوم دیوبند گئے۔ اور ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء میں حضرت شیخ الہندؒ سے دورہ حدیث پڑھا۔ ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں فنون کی تکمیل کی ۔ اپنے ساتھیوں میں ممتاز تھے۔ قطب العالم مولانا سید علی مونگیری سے بیعت حاصل تھی۔

فراغت کے بعد ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں پہلے مدرس ہوئے۔ جلد ہی شیخ الحدیث اور مہتمم کے عہدے پر فائز کئے گئے۔ پوری زندگی درس وتدریس میں مشغول رہے۔ شیخ الہندؒ کے خاص خادموں میں تھے۔ اس لئے تحریک آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ متعدد بار گرفتار ہوئے' اور قید و بند کی مشقت جھیلی۔ جیل میں بھی درس قرآن کا سلسلہ برابر جاری رکھا۔ مولانا کو حدیث کے درس کے ساتھ وعظ وخطابت میں بھی شہرت حاصل تھی۔

جون ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء میں رحلت فرمائی۔ سیکڑوں علماء نے آپ سے دورہ حدیث پڑھا۔ اور بہت سے تلامذہ اب بھی زندہ ہیں۔

۱۹۶ مولانا عبدالعزیز بسنتی مظفرپوری

حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتی کی ولادت ۱۸۸۷ء میں اپنے وطن موضع بسنت تھانہ کڑہ ضلع مظفرپور میں ہوئی' ابتدائی تعلیم اپنی نانیہال موضع آواپور ضلع ستیامڑھی ، اپنے دوست مولانا صوفی رمضان علی کے ساتھ حاصل کی۔ مختصرالمعانی تک مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں پڑھکر مرکز علمی دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی' بخاری شریف حضرت علامہ انور شاہ کشمیری سے پڑھی' آپ کے رفقاء درس میں حضرت مفتی محمد شفیع تھے۔

فراغت کے بعد مدرسہ محمودالعلوم دملہ ضلع مدھوبنی میں صدرمدرس بنائے

گئے۔ چار سال قیام فرماکر بعد وفات حضرت صوفی' ۱۳۴۱ھ ر ۱۹۲۲ء میں بحیثیت صدرمدرس مدرسہ اشرف العلوم کنہواں تشریف لے گئے۔ یہ سلسلہ ۱۳۴۶ھ ر ۱۹۲۷ء تک رہا۔ پھر ۱۳۵۶ھ ر ۱۹۳۷ء سے ۱۳۶۲ھ ر ۱۹۴۳ء تک بحیثیت ناظم قیام فرمارہے۔ اس کے بعد تاحین حیات مدرسہ اشرف العلوم کے سرپرست رہے۔ ۱۳۴۶ھ ر ۱۹۲۷ء کے بعد پوپری بازار میں تجارت کی سنت اداکی۔ بظاہر کتاب' دوا وغیرہ کی دوکان تھی مگر درحقیقت وہ کامیاب درسگاہ بارونق خانقاہ تھی کہ معتقدین کا تانتا بندھارہتاتھا۔ حضرت تھانویؒ سے بیعت تھے۔ عزیزالقواعد، آرسی شرح فارسی کی پہلی' آرسی شرح فارسی کی دوسری' باغستان ترجمہ گلستاں، مرقوعات عالمگیری ترجمہ و شرح رقعات عالمگیری وغیرہ آپ کی علمی یادگار ہے' ——————۔ آپ کی مکمل سوانح ارواح طیبہ ———— کے نام سے شائع ہوچکی ہے۔

۲ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ ر ۱۹۵۲ء پوپری تشریف لے جاتے ہوئے بحالت نماز عصر آپ کی وفات ہوئی' مدفن میں اختلاف ہوا' آخرش گاڑھا قبرستان میں آپ کو دفن کیاگیا۔

۱۹۰ مولانا عبدالحمید مظفرپوری

مولانا عبدالحمید بن عبدالوحید کی پیدائش ۱۵ر فروری ۱۹۲۰ کو موضع ماہ بیگ پور(نرکٹیا) پوسٹ کفین ضلع مظفرپور میں ہوئی۔ آپ مولانا محمد سلیمان کے چھوٹے بھائی تھے۔ خاندانی حالات کا تذکرہ مولانا محمد سلیمان کے حالات میں مذکور ہے۔ ابتدائی تعلیم گلستاں بوستاں وغیرہ تک اپنے بڑے بھائی مولانا محمد سلیمان سے حاصل کی۔ اعلی تعلیم کے لئے مدرسہ جامع العلوم مظفرپور میں داخلہ لیا۔ اور فن حدیث میں فضیلت کی سند حاصل کی۔ لیکن آپ کا فطری رجحان منطق کی طرف تھا۔ آپ کے اساتذہ میں سے مولانا جمیل احمد نالندویؒ اور مولانا قمرتوحید موضع بندپورا کٹرہ ضلع مظفرپور قابل ذکر ہیں۔ فراغت کے بعد کچھ دنوں تک سرکاری ملازمت میں رہے۔ لیکن طبع

آزاد پر یہ پابندی گراں گزری، اور جلد ہی مستعفی ہوگئے۔ تجارت کرنا چاہتے تھے کہ صرف بتیس سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ مولانا کے زمانہ میں آریہ سماج کی شدھی تحریک نے ارتداد کی لہر پیدا کردی تھی۔ ایسے موقع پر علماء کرام نے اپنی ذمہ داری سنبھالی۔ ان حالات میں مولانا عبدالحمید مرحوم نے علاقہ کے مسلمانوں کی مذہبی قیادت کی۔ آپ نہ صرف مسلمانوں کی رہبری اور فتنہ ارتداد کی مزاحمت کی، بلکہ تبلیغ اسلام کے کام کو بھی آگے بڑھایا۔ اس طرح شدھی تحریک کا زور ٹوٹا، اور مسلم و غیر مسلم دونوں ہی کو مولانا سے فائدہ پہنچا۔

مولانا کی وفات صرف بتیس سال کی عمر میں ۱۷ر مارچ ۱۹۵۲ء کو ہوئی، اور اپنے آبائی گاؤں میں مدفون ہوئے۔

۱۹۸ مولانا حکیم شاہ عبدالصمد علی ہادی فردوسی سملوی

مولانا حکیم شاہ عبدالصمد علی ہادی سملوی کا اصلی نام عبدالصمد اور گھریلو نام علی ہادی تھا۔ آپ کے والد کا نام مولانا شاہ خواجہ محمد خلیل تھا۔ موضع سملہ ضلع اورنگ آباد آبائی وطن تھا۔ اپنے زمانہ کے مشہور عالم باعمل بزرگ اور طبیب حاذق تھے۔ علاقہ رفیع گنج ضلع اورنگ آباد کی مشہور بستی سملہ کے سادات گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت مولانا شاہ خواجہ محمد خلیلؒ فردوسیہ سلسلہ کے مشہور بزرگ تھے، آپ نے فارسی، عربی اور تصوف کی کتابیں اپنے والد سے پڑھیں، پھر مدرسہ قاسمیہ گیا میں داخل ہوئے، وہاں مولانا ضمیرالدین سے تعلیم حاصل کی۔ درسیات سے فراغت کے بعد ۱۹۲۸ء میں طبی کالج میں داخل ہوئے، اور ۱۹۳۳ء میں سند فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد اپنے گھر سملہ آئے، اور اپنے گھر پر ہی مطب کرنے لگے۔

۱۹۵۶ء میں وفات پائی۔

۱۹۹ مولانا حافظ عبدالمنان گیاوی

محمد عبدالمنان نام، ابو سلمان کنیت اور بوجہ حفظ قرآن مجید حافظ نام کا جزو ہوگیا تھا۔ آپ کے والد حکیم محمد نور اچھے طبیبوں میں سے تھے۔ اپنے عہد کے مشہور عالم تھے۔ آپ نے مدرسہ محمدیہ عربیہ کی صدر مدرسی کے زمانہ میں قرآن حفظ کیا۔ مولانا شاہ حبیب الحقؒ سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ آپ نے مختلف عربی مدارس میں صدر مدرس کے فرائض انجام دیئے، اور ہمیشہ ملازمت کو اپنی خوداری پر قربان کرتے رہے۔ مدرسہ محمدیہ عربیہ میں صدر مدرس کافی عرصہ تک رہے۔ وہاں کے بعد مدرسہ بحرالعلوم لطیفی کیہار میں ملازمت کر لی، اور وہیں ۱۹۵۶ء میں مرض رعشہ میں مبتلا ہوئے۔ اور تقریباً چار ماہ علیل رہے۔

شعروشاعری کا مذاق رکھتے تھے۔ اور مظہر تخلص کرتے تھے۔

۱۹۵۶ء میں مرض رعشہ میں مدرسہ بحرالعلوم کیہار ہی میں وفات پائی۔

۲۰۰ مولانا عبدالحفیظ نالندوی

مولانا عبد الحفیظ بن مولانا محبوب حسن رحمانی ساکن موضع کوئند تھانہ استھانواں ضلع نالندہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ آپ کے والد حضرت مولانا محبوب حسن رحمانی، حضرت مولانا محمد عارف ہرسنگھ پوریؒ کے خلیفہ تھے ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ اسلامیہ بہار شریف میں تعلیم حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، اور وہیں سے فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد مدرسہ اسلامیہ تھانہ مسجد باڑھ ضلع پٹنہ میں درس و تدریس سے منسلک ہوکر صدر مدرس کے عہدہ پر فائز رہے۔

مدرسہ اسلامیہ تھانہ مسجد سے منسلک ہونے کی وجہ سے بہت سے علماء نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ آپ کے بھانجہ مولانا قمرالحسنؒ نے مدرسہ اسلامیہ باڑھ میں آپ ہی کی سرپرستی میں آپ سے تعلیم حاصل کی۔ اور پھر آپ کی وفات کے بعد

صدر مدرس کے عہدہ پر فائز ہوئے۔

مولانا شعر وسخن کا ذوق بھی رکھتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۹۵۷ء میں کلکتہ میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

۲۰۱ مولانا سید عبدالمجید مضطر مظفرپوری

مولانا سید عبدالمجید، حضرت شاہ عبد العزیز بن سید شاہ احمد اللہ کے فرزند تھے۔ حضرت سید شاہ علاء الحقؒ پنڈوہ شریف (بنگال) کی اولاد اور حضرت حافظ رحمت اللہ احقرؔ مظفرپوری کے چچازاد بھائی تھے۔ آپ کی پیدائش اپنے آبائی مکان واقع محلہ چندوارہ مظفرپور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد فارسی و عربی کی تعلیم بھی مکان ہی پر اپنے بزرگوں سے حاصل کی۔ حفظ کے بعد بنارس گئے۔ اور حافظ جمن مرحوم کی خدمت میں رہ کر حفظ کلام پاک میں پختگی حاصل کی۔ اس کے بعد ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء میں لکھنؤ کے مدرسہ فرقانیہ میں داخل ہوئے، اور فن تجوید کی مشق کی، اور معقول و منقول کی درسی کتابیں تمام کیں۔ فراغت کے بعد مظفرپور واپس آئے، ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۵ء میں جامع العلوم مظفرپور، میں اہتمام کی ذمہ داری سنبھالی۔ ساتھ ہی خاندانی سلسلہ رشد و ہدایت بھی جاری رکھا۔ دو مرتبہ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔

مولانا شعر وشاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ اور مضطر تخلص کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۷ء میں ہوئی۔

۲۰۲ مولانا عبدالحمید بھاگلپوری

مولانا عبدالحمید ۲۴ ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولوی مولا بخش مرحوم فارسی کے ایک جید عالم تھے۔ اور چچا حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن فاضل دیوبند ایک باصلاحیت متقی عالم تھے۔ آپ نے خاندان کے ہر دو بزرگوار کی آغوش تربیت میں مکتب کا آغاز فرمایا۔ سات سال کی عمر میں مدرسہ

نعمانیہ (سن تاسیس ۱۳۱۱ھ؍۱۸۹۳ء) میں حضرت شیخ الادب مولانا محمد اعزاز علی امروہوی (۱۳۰۰ھ۔۱۳۷۴ھ) کے سامنے بیٹھا دیئے گئے۔ شفیق استاذ کی نگرانی میں مولانا کی صلاحیت اور علمی استعداد روز بہ روز بڑھتی چلی گئی۔ سات برسوں تک مدرسہ نعمانیہ میں تحصیل علم کے بعد شیخ الادبؒ کے ساتھ مدرسہ افضل المدارس شاہجہاں پور گئے۔ پھر تین سال کے بعد جب شیخ الادب دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، تو مولانا عبدالحمید بھی ان کی ہمراہی میں دارالعلوم دیوبند پہنچ کر داخلہ لیا۔ پورینی سے دیوبند تک پورے سفر میں حضرت مولانا حافظ دیانت احمدؒ اور حضرت مولانا محمد غنیؒ ساتھ رہے۔ ۱۳۲۸ھ سے ۱۳۳۳ھ کے شعبان تک دارالعلوم دیوبند میں رہ کر حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ (م ۱۳۳۹ھ) علامہ انور شاہ کشمیری (م ۱۳۵۴ھ)علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (م۱۳۴۶ھ) میاں سید اصغر حسین محدثؒ (م ۱۳۹۴ھ) مفتی عزیزالرحمٰنؒ (م ۱۳۴۷ھ)وحضرت شیخ الادبؒ کے پاس درس نظامی کے جملۂ علوم فنون کی کتابیں پڑھیں، اور ۱۳۳۳ھ؍۱۹۱۵ء میں فراغت حاصل کیا۔

دارالعلوم کے دور طالب علمی میں حضرت مولانا اور ان کے دو عظیم رفقاء حضرت مولانا دیانت احمدؒ (م۲۴شوال ۱۳۰۹ھ) اور حضرت مولانا محمد غنیؒ (م ۱۳۸٦ھ) کا پروگرام بنا کہ اپنے علاقہ میں مدرسہ نعمانیہ پورینی کے طرز پر ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی جائے۔ چنانچہ فراغت کے بعد تینوں بزرگوں نے وطن پہنچ کر اس کی تحریک شروع کردی۔ اور بڑی حد تک کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ اور شوال ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۵ء میں شیخ الادب کی تجویز سے حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ کے نام پر مدرسہ محمودیہ کا قیام عمل میں آیا۔ ۲۰ صفر ۱۳۳۴ھ؍۱۹۱٦ء کو مدرسہ محمودیہ کا افتتاح حضرت مولانا دیانت احمد کے ہاتھوں کر دیا گیا۔ چند ماہ کے بعد مدرس دوم کی حیثیت سے حضرت مولانا محمد غنی کی تقرری عمل میں آئی۔ مولانا عبدالحمید نے ایک سال کے لئے دارالعلوم کے شعبۂ افتاء میں داخلہ لے لیا، ۱۳۳۴ھ؍۱۹۱٦ء میں فارغ ہوکر جب وطن واپس آئے، تو مدرسہ کے لئے آپ کا تقرر بھی عمل میں آیا۔

مدرسہ محمودیہ سریا ان تینوں بزرگوں کے اخلاص اور جد و جہد کا نتیجہ ہے۔ لیکن اس کو ایک مثالی اور مرکزی ادارہ بنانے میں مولانا عبد الحمیدؒ نے اپنے رفقاء کے ساتھ انتھک کوشش کی۔ تعلیمی معیار کو اس حد تک پہنچادیا کہ طلبہ اپنی علمی استعداد میں ایک عرصہ تک دار العلوم دیوبند میں وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے رہے۔

مولانا ایک جید عالم تھے۔ ضلع بھاگلپور میں آپ کا دائرۂ اثر بہت وسیع تھا۔ قرب وجوار میں لوگ آپ کو بڑے مولانا یا بڑے مولوی صاحب کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

آپ کو بیعت و اجازت حضرت مولانا محمد سہول عثمانیؒ سے تھی، مگر کبھی کسی کو بیعت نہیں فرمایا۔

آپ کے تلامذہ کی ایک کثیر تعداد ہے۔ جن میں مولانا احمد بن مولانا محمد سہول عثمانی، مولانا محمد تفضل حسین، مولانا محمد خلیل، مولانا عبد السلام، مولانا عبد الرحمٰن، مولانا ابوالحسن سرحدپوری، مولانا حسین احمد منظر، مولانا حکیم جمیل احمد، مولانا حکیم فدا حسین، مولانا قمرالحسن، مولانا ریاض احمد، مولانا محمد اشفاق، مولانا حافظ محمد ہاشم، مولانا محمد مستغنی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آپ نے دو حج کئے۔ پہلا ۱۹۳۴ء میں اپنے مخلص ساتھی حافظ دیانت احمد کے ساتھ اور دوسرا ۱۹۵۵ء میں۔

مولانا کی وفات ۳ فروری ۱۹۶۰ء مطابق ۶ شعبان ۱۳۷۹ھ کو کلمۂ توحید پڑھتے ہوئے ہوئی۔ دوسرے دن ظہر و عصر کے درمیان اپنے آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔ نماز جنازہ حضرت مولانا دیانت احمد نے پڑھائی۔

۲۰۳ مولانا عبدالودود محی الدین نگری سمستی پوری

مولانا عبدالودود کے والد کا نام قاضی شیخ حیات بخش تھا۔ جو محی الدین نگر اسٹیٹ میں ناظر تھے، جون ۱۸۹۸ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل

کی۔ اس کے بعد مدرسہ عزیزیہ بہار شریف چلے گئے۔ مولانا عبد الشکور مظفرپوریؒ جب دیوبند جانے لگے' تو ان کے ساتھ آپ بھی تحصیل علم کے لئے دیوبند تشریف لے گئے' اور وہیں سے ۱۹۲۱ء میں فراغت حاصل کی۔ اسی سال مدرسہ امدادیہ لہیریا سرائے کے مدرس مقرر ہوئے۔ اور آزادی ہند کے سلسلے میں ترک موالات میں حصہ لینے کی وجہ سے ایک ماہ کی قید ہوئی۔ دسمبر کے مہینہ میں جمعیتہ العلماء ترہت کے ناظم ہوئے۔ کانگریس کی تحریکوں میں بھی حصہ لینے لگے۔ ۱۹۳۱ء میں دوبارہ انگریزی سرکار سے بغاوت کے جرم میں گرفتار ہوئے' اور مقدمہ چلا' جس میں رہا ہو گئے۔ پھر تیسری مرتبہ ۱۹۳۲ء میں دو سال کے لئے جیل ہوا۔ چھ ماہ دربھنگہ جیل میں رکھ کر انہیں پھلواری شریف کیمپ جیل میں منتقل کر دیا گیا' جہاں پروفیسر عبدالباریؒ' کے بی سہائے' اور ڈاکٹر انوگرہ نرائن پہلے سے تھے۔ تیسری مرتبہ جب آپ جیل گئے' اس وقت دربھنگہ کانگریس کمیٹی کے صدر تھے۔ بعد میں برابر جمعیتہ علماء کے سکریٹری' کانگریس ورکنگ کمیٹی کے ممبر' این سی سی کے ممبر' دربھنگہ میونسپلٹی کے ممبر' اور دربھنگہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر رہے۔

حضرت مولانا عبدالوہابؒ استاذ مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے کی علالت کی زمانہ میں ۱۹۴۸ء میں ضلع دربھنگہ جمعیتہ علماء کے صدر منتخب ہوئے' ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۲ء تک مدرسہ امدادیہ کے ناظم رہے۔ ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۲ تک بہار کے محکمہ دیہات سدھار میں ڈسٹرکٹ پروپیگنڈہ آفیسر کی حیثیت سے کام کیا' دوران تعلیم دیوبند ہی میں آپ حضرت شیخ الہند مولانا محمودالحسنؒ' مولانا عبیداللہ سندھیؒ' مولانا انور شاہ کشمیریؒ' مولانا سید حسین احمد مدنیؒ وغیرہ کی صحبت میں رہ کر انگریزوں سے بغاوت کی تحریکوں میں حصہ لینے لگے۔ غدر میں مولانا کا خاندان انگریزوں کے ظلم و ستم کا بری طرح شکار ہوا' اور آج بھی ان کے مکانوں کو دیکھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آزادی کے اتنے دنوں بعد بھی سنبھلنے میں کامیاب نہ ہو سکے' انگریزوں کے خلاف جو آگ ان کے دل میں لگی تھی۔ آج بھی مولانا کے خاندان میں موجود ہے۔ اپنی زندگی میں سرکار سے کبھی بھی

کوئی انعام قبول نہ کیا۔ لیکن ان کے انتقال کے بعد بیوہ بی بی حلیمہ خاتون کو آپ کے مجاہد آزادی ہونے کی وجہ سے ۱۱۰۰ روپے بطور پینشن مل رہا ہے۔ مولانا کے مشہور شاگردوں میں ملا محمود داؤد پوریؒ، مولانا لطف الرحمان ہرسنگھ پوریؒ، مولانا عبدالحفیظ سید ھولویؒ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

نومبر ۱۹۶۰ء کو مختصر علالت کے بعد وفات پائی۔

۲۰۴ مولانا عبدالرحیم دربھنگوی

مولانا عبدالرحیم اپنے وطن دربھنگہ محلہ مہراج گنج میں ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم مکتب میں حاصل کی، پھر مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ میں داخل کئے گئے۔ چند برسوں تک مدرسہ امدادیہ میں زیر تعلیم رہے۔ پھر طلب علم کے لئے سفر کیا، اور انجمن نعمانیہ شاہی مسجد لاہور تشریف لے گئے، کچھ دنوں وہاں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ پھر وہاں سے منڈھو ضلع علی گڑھ چلے گئے، وہاں بھی کچھ دنوں تک تعلیم حاصل کی، پھر ٹونک کا سفر کیا۔ اور وہاں کئی سال قیام کرکے کسب علم و فضل کیا، پھر دارالعلوم دیوبند تشریف لائے، اور دارالعلوم دیوبند میں حضرت شیخ الہندؒ سے ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء میں درسیات کی تکمیل کی، مولانا مناظر احسن گیلانیؒ آپ کے ساتھیوں میں سے تھے۔

آپ کے اساتذہ میں حضرت شیخ الہندؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ، مولانا ماجد علی اور مولانا سید برکات احمد بہاری ثم ٹونکیؒ شامل ہیں۔

فراغت کے بعد مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ سے منسلک ہوگئے، اور آخر زندگی تک مدرسہ امدادیہ سے منسلک رہے۔

آپ کے زمانہ میں مدرسہ امدادیہ نے بہت زیادہ ترقی کی، اس کا تعلیمی معیار بہت بلند ہوا، یہاں تک کہ مدرسہ اپنے اعلیٰ تعلیمی معیار کی وجہ سے ہندوستان کے اہم

مدارس میں شمار کیا جاتا تھا۔

مولانا جیّد عالم اور معقولی استاذ تھے۔ آپ سے بہت سے علماء نے علم و فضل حاصل کیا، چونکہ بہت عرصہ تک مدرسہ امدادیہ لہریاسرائے دربھنگہ سے منسلک رہے۔ اس لئے اس زمانہ کے تمام قابل ذکر علماء آپ کے شاگرد ہیں۔

۶ر صفر ۱۳۸۰ھ ر ۱۹۶۰ء کو وفات پائی اور مہراج گنج قبرستان میں دفن کئے گئے۔

۲۰۵ مولانا مفتی عبدالحفیظ سدھولوی

مولانا مفتی عبدالحفیظ سدھولوی اپنے وطن سیدھولی ضلع دربھنگہ میں ۱۳۰۸ھ ر ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں حاصل کی، پھر دارالعلوم دیوبند گئے۔ اور ۱۳۳۲ھ ر ۱۹۱۳ء میں فراغت حاصل کی۔ حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ، حضرت کشمیری رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے اساتذہ میں ہیں۔ فراغت کے بعد مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں درس و تدریس کے لئے رکھے گئے۔ اور آپ نے اسی سے منسلک ہو کر آخری عمر تک کل ۴۵ سال فریضہ تدریس انجام دیا۔

افتاء کی خدمت بھی آپکے سپرد تھی، فقہ میں بصیرت رکھتے تھے۔اشعار بہت زیادہ یاد تھے

۱۳۷۸ھ ر ۱۹۶۱ء میں وفات پائی۔

۲۰۶ مولانا عبدالخالق دیگھیاروی دربھنگوی

مولانا عبدالخالق انصاری ولد حاجی عبدالغنی دربھنگہ ضلع، کیوٹی بلاک کے دیگھیار گاؤں میں پیدا ہوئے، تعلیمی سند کے مطابق تاریخ ولادت ۲۹ ستمبر ۱۹۰۸ء ہے۔ ابتدائی تعلیم دیگھیار ہی میں حاصل کی۔ پھر پچھاڑھی مڈل اسکول سے آٹھویں جماعت کا امتحان پاس کیا۔

ان کے حالات دستیاب نہیں ہیں۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ دینی تعلیم علاقہ کے مشہور و معروف عالم مولوی سخاوت حسین سے حاصل کی۔ پھر مدرسہ امدادیہ گئے۔ اور وہیں تعلیم کی تکمیل کی۔

۱۹۲۴ء میں M.P.P اسکول قلعہ گھاٹ دربھنگہ سے ٹریننگ کا امتحان پاس کیا۔ یہ اسکول اس وقت بہار اسکول اکزامینیشن بورڈ کے تحت چل رہا تھا۔

۱۹۴۵ء سے باضابطہ میڈل ٹرینڈ استاذ کی حیثیت سے سرکاری ملازمت میں آئے اور تاعمر اسی ملازمت سے وابستہ رہے۔ ملازمت کے دوران پرائمری اسکول ہمیلا پچھاڑھی، بی ایم سی اردو مکتب دیکھیار میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔

۱۹۴۷ء میں کچھ دنوں تک صدر تھانہ ہینڈلوم ویورس ایسوسی ایشن کے نائب صدر اور جنرل سکریٹری کے عہدے پر رہے۔ اور اپنے کاموں کی وجہ سے اس حلقہ میں کافی مقبول ہوئے۔

اس وقت علمی شخصیت کی سخت کمی تھی، اور جہالت عام تھی، اس لئے ان سے گاؤں اور قرب وجوار کے لوگوں کو خوب علمی فائدہ پہنچا، دور دور سے طلبہ پڑھنے کے لئے آتے۔ اور علمی پیاس بجھاتے تھے۔ مولانا کی کوشش کا نتیجہ تھا کہ دیکھیار گاؤں میں علمی ماحول قائم ہوا۔ اور لوگوں میں تعلیمی بیداری آئی۔

یکم نومبر ۱۹۶۱ء سے علالت کی وجہ سے اسکول سے فرصت لے کر زیر علاج رہے۔ حالت بگڑتی اور سدھرتی رہی، اور تین سال تک یہی سلسلہ چلتا رہا۔ بالآخر ۱۵ر اگست ۱۹۶۳ء کو اپنے آبائی گاؤں دیکھیار میں وفات پائی۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔

۲۰۷ مولانا حکیم عبدالواجد بھوجپوری

مولانا عبدالواجد کے والد کا نام الحاج مولوی عبدالقادر تھا، موضع بھاگا ضلع بھوجپور کے رہنے والے تھے۔ آپ کی پیدائش اگست ۱۸۹۲ء کو ہوئی۔ ابتدائی اور عام

درسی کتابیں اپنے والد سے پڑھیں، اور اعلیٰ تعلیم دولت پور آرہ اور مدرسہ احمدیہ آرہ میں حاصل کی۔ اور فن طب حکیم محمد ظہور آروی سے حاصل کی، آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد ابراہیم آروی، حضرت مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری، مولانا اسحاق آرویؒ، مولانا حکیم عبدالرحمان عظیم آبادی، ثم ڈمرانویؒ قابل ذکر ہیں۔ فراغت کے بعد آرہ شہر میں مطب شروع کیا، اور اپنے پیشہ میں کامیاب رہے۔ مدرسہ انوار احمدیہ اور مدرسہ فیض الغرباء کے طلبہ کی بڑی تعداد نے آپ سے طب کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۲ء ہی سے سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے لگے تھے۔ لیکن ۱۹۴۲ء سے اس میں تیزی آگئی اور تحریک آزادی میں عملاً شریک ہوگئے۔ مطب سے دلچسپی کم ہوگئی۔ ضلع کانگریس کمیٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ آرہ کے ممبر منتخب ہوئے۔

آپ کی وفات اپریل ۱۹۶۲ء کو ہوئی۔

۲۰۸ مولانا عطاء مولیٰ دوگھروی در بھنگوی

مولانا عطاء مولیٰ کے والد کا نام حافظ محمد سخاوت تھا۔ موضع دوگھرا تھانہ جالہ ضلع دربھنگہ میں پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، پھر بنارس گئے، اور وہاں کے علماء سے فیض حاصل کیا۔

مولانا عطاء مولیٰؒ بنارس گئے تو ایک مدرسہ میں مولانا محمد عباس بلیاویؒ استاذ کی حیثیت سے درس و تدریس کی خدمت انجام دے رہے تھے۔ مولانا عطاء مولیٰ، مولانا بلیاویؒ کی شہرت سن کران کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ اور علم کی تکمیل کی۔

فراغت کے بعد استاذ و شاگرد دونوں نے بارسوئی ضلع پورنیہ کے علاقہ کا رخ کیا۔ مولانا محمد عباسؒ نے کٹل منا باری میں قیام کیا، اور مولانا عطاء مولیٰ نے بارسوئی کے ضمیرو اسٹیٹ میں۔

مولانا عطاء مولیٰ نے ضمیرہ اسٹیٹ میں مدرسہ قائم کیا اور مسجد بنائی۔ مولانا محمد عباس بلیاوی نے بھی کٹل منا باری میں مدرسہ و خانقاہ قائم کیا۔ اور اصلاح و تبلیغ کا

کام شروع کیا۔ ان دونوں حضرات سے علاقہ کے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا۔

مولانا عطاء مولیٰ ضمیرہ میں حاجی کچالی سرکار کے یہاں مقیم تھے۔ وہ سود کا کاروبار کرتے تھے۔ مولانا نے انہیں بہت منع کیا۔ جب وہ باز نہ آئے، تو الگ ہو کر بن بھوئیں حاجی الفت حسین پٹواری کے یہاں چلے گئے۔ اور وہیں رہنے لگے۔

مولانا عطاء مولیٰ نے مولانا دارالعلوم لطیفی کٹھیار کے قیام میں روحانی پیشوا کی حیثیت سے حصہ لیا۔ اس علاقہ میں تعلیم، اصلاح اور تبلیغ کی اہم خدمت انجام دی۔

مولانا عطاء مولیٰ ایک عالم اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ حضرت مولانا محمد عباس بلیاویؒ سے بیعت تھے۔ مولانا محمد عباس بلیاویؒ، حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کے مجاز تھے۔

روحانی پیشوا کی حیثیت سے تعلیمی اصلاحی اور تبلیغی خدمات انجام دینے کے بعد ۱۹۶۳ء میں بن بھوئیں میں وفات پائی، اور وہیں مدفون ہوئے۔

۲۰۹ مولانا حکیم عبدالحلیم مظفرپوری

مولانا عبدالحلیم کے والد کا نام عبداللہ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء موضع ہرپور بیسی اورائی ضلع مظفرپور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ پھر مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں رہے۔ اس کے بعد جب مولانا الیاس بلیاوی لکھمنیاویؒ مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں تشریف لائے، تو مدرسہ حمیدیہ میں چلے آئے۔ اور مولانا سے جلالین تک تعلیم حاصل کی۔ پھر وہاں سے مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور تشریف لے گئے، اور وہیں سے فراغت حاصل کی۔ طب کی تعلیم کے لئے لکھنؤ گئے۔ اور طب کی تکمیل کی۔ واپسی کے بعد رکسول میں مطب کرنے لگے۔ پھر راجہ پرسونی کے یہاں طبیب خاص کی حیثیت سے ملازمت کر لی۔ لیکن جلد ہی ملازمت ترک کرکے پوپری میں مطب شروع کیا۔ اور پھر اورائی بازار میں مطب کیا۔

چوہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس طرح سال وفات ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء حاصل

ہوتا ہے۔

۲۱۰ مولانا عبدالعزیز بیراری

مولنا عبدالعزیز کا اصلی نام بابو جان تھا' آپ کے والد کا نام شیخ صمدانی تھا' ضلع سیتا مڑھی کے ایک مشہور گاؤں بیرار کے رہنے والے تھے' شیخ صمدانی خود تو تعلیم یافتہ نہیں تھے' مگر علم کے قدرداں تھے' چنانچہ انہوں نے اپنے لڑکے کی تعلیم کی جانب توجہ دی' حضرت شیخ الھند مولنا محمود حسنؒ کے شاگرد رشید حضرت مولنا محمود عالمؒ انہیں دنوں دیوبند سے فارغ ہوکر مکان آئے ہوئے تھے' شیخ صمدانی نے ان سے درخواست کی کہ وہ بابو جان کو دینی تعلیم دیں' مولنا محمود عالمؒ نے بابو جان کو محنتی و ذہین دیکھ کر اپنی شاگردی میں لے لیا' اور ابتدائی تعلیم دی' اس کے بعد اس وقت کے مشہور مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں بھیجا' جہاں بابو جان کی قابلیت اور اہلیت کو دیکھ کر سارے اساتذہ خوش اور محبت کی نظر سے دیکھنے لگے' اور بابو جان کا عرفی نام ختم کرکے عبدالعزیز تجویز کردیا' مدرسہ امدادیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ اسلامیہ امروھہ آئے' اور وہاں سے سند حاصل کی' پھر دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے' حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ' مولانا علامہ ابراھیم بلیاویؒ' مولنا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ وغیرہ آپ کے مشہور اساتذہ میں سے ہیں'

مولنا مفتی عبدالعزیز تینوں بڑے اداروں سے فارغ ہو کر وطن پہنچے' تو والدین دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ اپنے دالان میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ تین سال تک بغیر کسی معاوضہ و تنخواہ کے محض اخلاص و للہیت کی بنیاد پر تعلیمی و تدریسی خدمت انجام دیا' اور بستی وعلاقہ کے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا۔

حضرت مولنا کے علمی صلاحیت کا دور دور تک شہرہ ہونے لگا' عام لوگ اپنے دینی مسائل کی گتھی سلجھانے کے لئے حضرت مولنا کی خدمت میں آنے لگے۔ مدرسہ اشرف العلوم کنہواں بلایا گیا' وہاں ۱۷ سال تک تدریسی خدمات انجام دیں' اس کے بعد ۱۹۲۵ء میں مدرسہ احمدیہ مدھوبنی بلائے گئے' وہاں بھی ۶ سال تک تدریسی خدمات انجام دیئے' اس کے بعد حضرت مولنا عبد الوہاب دربھنگویؒ اور مولنا مرتضیٰ حسن چاند

پوریؒ اور دیگر اساتذہ کے حکم سے ۱۹۳۰ھ میں بمبئی تشریف لے گئے، مولنا حکیم مسعود احمد و برادران معروف بہ حکیم اجمیری کھڑک، بمبئی کو پڑھانا شروع کیا، پھر کھوکھا بازار مسجد کی امامت وخطابت بھی آپ کے حصہ میں آئی، اس وقت بمبئی جہالت اور بدعات کا گڑھ تھا۔ مولنا نے وہاں اہم خدمات انجام دیئے، مولنا ایک علمی صلاحیت کے آدمی تھے، آپ کی نظر درس وتدریس کی طرف ہمیشہ رہی، چنانچہ جامع مسجد بمبئی کے مدرسہ محمدیہ میں صدر مدرس کے منصب جلیلہ پر فائز کئے گئے۔ پھر کچھ بزرگوں کے مشورہ سے نمازی منزل دوٹانگی پر دارالعلوم امدایہ کی بنیاد رکھی۔ اور اس مدرسہ میں مدرس اور مفتی کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے رہے۔ مولنا بمبئی میں مفتی راشٹر اور مولنا بہاری کے لقب سے مشہور تھے۔ جمیعتہ علماء مہاراشٹر کی بنیاد بھی نا بہاری ہی نے رکھی تھی، اور زندگی بھر اس کی خدمت کرتے تھے۔ مولنا نے علماء کے لئے بمبئی کی فضا ہموار کی، شاہ سعود کی خدمت میں جمیعتہ علماء مہاراشٹر کی جانب سے استقبالیہ پیش کیا، اس موقع پر شاہ سعود نے تمغہ اور تلوار سے ان کی ہمت افزائی فرمائی۔

آپ کے نام پر میرا روڈ بمبئی میں مدرسہ عزیزیہ قائم ہے، مولنا بہاری نے بیرار میں بھی مدرسہ تعلیم الدین کو قائم کیا۔

مولنا کی وفات ۱۹۶۶ء میں موضع بیشی میں ہوئی، اور اپنے آبائی گاؤں موضع بیرار ضلع سیتا مڑھی میں مدفون ہوئے۔

۲۱۱ مولانا علیم الدین سوزاں سہسرامی ثم در بھنگوی

علیم الدین احمد نام' سوزاں تخلص' مولوی کمال الدین احمد قادری سہسرامی کے صاحبزادے مولد سہسرام ضلع شاہ آباد (موجودہ ضلع رہتاس) مسکن محلہ لال باغ' دربھنگہ ولادت تقریباً ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء۔ ان کے والد ملازمت کے سلسلہ میں بھاگلپور شہر میں رہتے تھے۔ اس لئے یہ بھی انہیں کے ساتھ کچھ دنوں اقامت گزیں رہے۔ ابتدائی مرحلہ طے کرنے کے بعد مدرسہ خانقاہ کبیریہ سہسرام میں داخل کئے گئے۔ ان دنوں حضرت مولانا حسن جان خان صاحب حسن سہسرامی ابو العلائی اسی مدرسہ میں درس دیا کرتے تھے' فارسی و عربی کی اونچی کتابیں موصوف نے انہیں سے پڑھیں۔ اتمام تعلیم کے بعد علم طب حاصل کرنے لکھنؤ چلے گئے۔ حکیم عبدالعزیز سے تین سال تک طب کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۰۱ء میں وطن لوٹ آئے' کچھ دنوں وہیں قیام فرمایا۔ پھر بھاگلپور چلے گئے۔ وہاں حکیم عبدالسلام مرحوم کی سرپرستی انہیں حاصل ہوئی۔ ان سے اکتساب فیض کا موقع ہاتھ آیا۔ کچھ دنوں بعد سہسرام آگئے۔ پھر چھپرہ' سارن آگئے۔ ۱۹۲۷ء کے اوئل تک وہاں رہے۔ اسی سال ۱۹۲۷ء میں دربھنگہ تشریف لے گئے۔ اور موضع ملکی چک میں اقامت اختیار کی۔ ۱۹۳۴ء میں شہر دربھنگہ کو اپنا مستقر بنایا۔ محلہ لال باغ میں ٹاؤن ہال (موجودہ راجندر بھون) کے پورب اپنا رہائشی مکان بنایا۔ اور تادم حیات اسی میں اقامت گزیں رہے۔ اور مطب کے ذریعہ خلق کی خدمت کرتے رہے۔

جناب سوزاں کو تصوف سے بھی شغف تھا۔ حضرت مولانا شاہ عنایت احمد بلیا (یوپی) سے بیعت تھے۔ راسخ القصیدہ بزرگ تھے۔

شعر و شاعری کا ذوق بچپن ہی سے تھا۔ پہلے علیم تخلص کرتے تھے۔ بعد کو سوزاں ہوگئے' ابتدا میں حسن سہسرامی کو اپنا کلام دیکھایا۔ پھر قیام چھپرہ کے دوران جناب عبداللطیف شفا چھپروی اور جناب محمود احمد عنقاء سے اکتساب فیض کیا۔ دربھنگہ

میں حکیم شاہ نذیر حسن نوشہ کی صحبت ان کے کلام پر اثر انداز ہوئی۔
ان کے تلامذہ کی کثیر تعداد ملکی چک اور شہر دربھنگہ میں اب بھی موجود ہے۔
۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۶ء میں بعارضۂ فالج انتقال فرمایا۔

۲۱۲ مولانا عبدالرشید رانی ساگری

مولانا عبدالرشید رانی ساگری کے والد کا نام مولانا جسیم الدین خاں اور دادا کا نام حرمت خاں تھا۔ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۰۱ھ بمطابق ۱۶ اکتوبر ۱۸۸۴ء جمعرات کے دن پیدا ہوئے' مولانا کا تعلق بھوجپور کے قصبہ رانی ساگر سے ہے اسی مناسبت سے رانی ساگری سے مشہور تھے۔

جب پانچ چھ سال کے ہوئے تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد سے مونگیر میں حاصل کی۔ چونکہ آپ کے والد مونگیر میں مطب کرتے تھے۔ اور وہیں رہتے تھے۔ ابھی دس پارے حفظ کئے تھے کہ والد کا انتقال ہوگیا۔ چنانچہ حفظ کی تکمیل کے لئے مدرسہ حسینی چھپرہ گئے۔ پھر عربی فارسی کی طرف متوجہ ہوئے اور مدرسہ حنفیہ آرہ میں عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر وہاں سے مدرسہ سبحانیہ الہ آباد چلے گئے' اور متوسطات تک کی تعلیم مدرسہ سبحانیہ میں حاصل کی۔ پھر الہ آباد سے لاہور چلے گئے' اور وہاں مدرسہ نعمانیہ میں مولانا معین الدین اجمیریؒ سے تعلیم حاصل کی۔ پھر وہاں سے ٹونک مولانا حکیم برکات احمد مونگیری ثم ٹونکیؒ کی خدمت میں پہنچے۔ اور معقولات کی تکمیل کی۔ اسی زمانہ میں مولانا مناظر احسن گیلانی بھی ٹونک میں تعلیم حاصل کررہے تھے۔ ٹونک کے بعد حدیث کی تکمیل کے لئے حضرت مولانا ماجد علیؒ کی خدمت میں مینڈھو ضلع اعظم گڑھ حاضر ہوئے' اور صحاح ستہ کا درس مولانا ماجد علی سے حاصل کیا

فراغت کے بعد مولانا عبدالرشید رانی ساگریؒ نے اپنے گھر پر مدرستہ البنات قائم کیا' تاکہ لڑکیوں میں علم عام ہو۔ پھر وہاں سے بنگال آگئے۔ اور ایک مدرسہ میں

تدریسی خدمت انجام دی' پھر وہاں سے آسنول مدرسہ مصباح العلوم میں استاذ کی حیثیت سے ۱۳۴۲ھ ر ۱۹۲۴ء میں بحال ہوئے' اور مدرسہ کو بہت ترقی دی' یہاں تک کہ دورۂ حدیث کی تعلیم ہونے لگی

مولانا رانی ساگریؒ حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ سے بیعت تھے' بیعت و ارشاد کے بعد ملازمت چھوڑ دی' اور تبلیغ و ارشاد میں زندگی بسر کی۔

مولاناؒ ایک جید عالم اور بزرگ کامل تھے۔ مولانا کی علمی یادگار میں سے ضروریات مذہب' ضروریات دین' تحفہ رشیدی' جمال محمدی' ثبوت السلوک 'ولایۃ النسوان'نماز اور ضروری دعائیں' کمالات السلوک' واقعات قیامت اور صلوات رشیدی ہیں۔ آپ کی مکمل سوانح حیات مولانا رانی ساگری کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

یکم جون ۱۹۶۹ء مطابق ۱۵ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ یوم یکشنبہ کو حالت نازک ہوئی اور بارہ بجے رات میں چترا ضلع ہزاری باغ میں وفات پائی۔ مولانا رحمت اللہ شیخ الحدیث مدرسہ رشید العلوم نے جنازہ پڑھائی' اور ۲ جون کو چڑیا تاڑ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۲۱۳ مولانا عبد الرشید فوقانی نیموی

مولانا عبد الرشید فوقانی' حضرت شیخ علامہ شوق نیموی کے صاحبزادے تھے۔ وہ ۲۳ صفر المظفر ۱۳۱۲ھ ر ۱۸۹۴ء میں بہ مقام نیمی پیدا ہوئے۔ عبد الرشید نام اور تاریخی نام محمد مظفر رکھا گیا'ابتدائی تعلیم و تربیت گھر پر ہوئی۔ علامہ شوق نیموی سے درسی کتابیں پڑھیں۔ تکمیل درس کے بعد عام طور پر گھر پر رہے' کبھی کبھی پٹنہ چلے آتے تھے۔ لیکن ۱۹۴۶ء میں جب نیمی پر حملہ ہوا تو اس سے وہ بہت متاثر ہوئے۔ اور پٹنہ میں سکونت اختیار کرلی۔ کچھ دنوں کے لئے لکھنؤ گئے۔ اور وہاں ٹیلہ والی میں مقیم رہے۔

شعر و شاعری سے دلچسپی تھی اور فوقانی تخلص کرتے تھے۔ مولانا فوقانیؒ صاحب تصانیف اور جید عالم تھے' انکی تصنیفات حدیث' فقہ' عروض اور ادب کے

موضوع پر مبنی ہیں۔ ان کی تصنیفات میں القول الحسن فی الرد علی ابکار المنن ضمیمہ، وسیلۃ العقبیٰ، تذکار الشوق، نالہ فوقانی، افکار فوقانی قابل ذکر ہیں۔

اپریل ۱۹۷۱ میں وفات پائی۔ لاش محمد صائم باغ کالو خان کے گھر لائی گئی، اور تجہیز و تکفین کے بعد شیخ کے روضہ پٹنہ سیٹی میں دفن کئے گئے

۲۱۴ مولانا عبد الصمد رحمانی مونگیری

مولانا عبدالصمد رحمانی صوبہ بہار کے مشہور عالم، محقق اور فقیہ تھے۔ موضع مانڈر ضلع مونگیر آپ کا وطن تھا۔ ۱۳۰۰ فصلی میں باڑھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ وغیرہ اکابر علماء سے علم حاصل کیا۔ قومی، ملی خدمات کی تربیت بھی مولانا موصوف سے پائی۔ متبحر عالم دین تھے۔ اسلام کے اجتماعی نظام اور فقہ کے اصول پر آپ کی نگاہ بڑی گہری تھی۔ حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری سے بیعت تھے۔ فقہ اسلامی پر عبور کامل کے لحاظ سے ہندوستان کے علمی و دینی حلقوں میں ہمیشہ آپ کا منفرد و ممتاز مقام رہا ہے۔

بہار میں جب فتنہ قادیانیت کا ہنگامہ برپا ہوا اور عیسائیوں اور آریہ سماجیوں نے اپنی تحریک تیز کردی، تو آپ نے حضرت مولانا مونگیریؒ کی زیرنگرانی ان تینوں تحریکوں کے خلاف تحریری و تقریری جہاد میں حصہ لیا۔ مولانا مونگیریؒ کا ۱۹۲۷ء میں وصال ہوگیا۔ اس کے بعد آپ مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ کی دعوت پر خانقاہ رحمانی سے منتقل ہوگئے۔ اور امارت شرعیہ بہار و اڑیسہ کے دفتری امور کے نگراں مقرر ہوئے۔ امارت شرعیہ کو زیادہ منظم اور فعال بنانے کے لئے آپ نے اکثر علاقوں کا دورہ کیا۔ اور اسے موثر بنانے کے لئے آپ نے اکثر کتابیں، مقالات اور مضامین لکھے۔ جب جمعیۃ علماء ہند نے سول نافرمانی کی تجویز پیش کی، اور اکابر علماء گرفتار کر لئے گئے۔ تو ۱۹۹۰ء میں جمعیۃ علماء ہند کے ناظم اور مرکزی دفتر کے ذمہ دار اعلیٰ مقرر کئے گئے۔ ۱۹۳۷ء

میں صوبہ بہار کی حکمراں جماعت مسلم انڈپنڈنٹ پارٹی کے دفتر کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ حضرت مولانا محمد سجاد کے بعد ۲۳ مارچ ۱۹۴۵ء تک امارت شرعیہ بہار و اڑیسہ کے نائب امیر شریعت رہے۔ سیاسی زندگی کی ہماہمی کے باوجود آپ نے ہمیشہ علمی مشغلہ جاری رکھا۔ ایک عرصہ تک خانقاہ رحمانی مونگیر سے شائع ہونے والے علمی ماہنامہ "الجامعہ" کے مدیر رہے۔ تصانیف کی تعداد ساٹھ سے اوپر ہے۔ ان میں سے ہندوستان اور مسئلہ امارت' قرآن محکم' کتاب العشر والزکوۃ' تاریخ امارت' کتاب القضاء' حیات سجاد' تیسیرالقرآن' غیر مسلموں کے جان و مال کے متعلق اسلامی نقطہ نظر' پیغمبر عالم قابل ذکر ہیں۔ آپکی تصنیفات و تالیفات میں تحقیق کا رنگ جھلکتا ہے۔

۱۴ مئی ۱۹۷۳ء بمطابق ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ روز دوشنبہ کو خانقاہ رحمانی مونگیر میں وفات پائی۔

۲۱۵ مولانا عبدالخبیر صادقپوری

مولانا عبدالخبیر کے والد کا نام مولانا عبدالحکیم تھا۔ آپ کی ولادت ۱۴ شعبان ۱۳۰۰ھ بمطابق ۱۶ ستمبر ۱۸۸۳ء کو صادقپور پٹنہ سیٹی میں ہوئی' آپ نے درسیات کی تعلیم اپنے والد حکیم مولانا عبدالحکیمؒ' مولانا فیاض الدینؒ' ڈنکا کی املی' شمس العلماء مولانا امجد علی محلہ ڈگر ٹولی ویلور گنج پٹنہ سیٹی اور مولانا اشرف علی پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے حاصل کی۔ مولانا عربی کے ساتھ انگریزی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ فن طب حکیم مولوی احمد حسین الہ آبادی سے پڑھی' اور اپنے والد کے مطب میں علمی و عملی مشق کی۔ والد کے انتقال کے بعد مذہبی سیادت آپ کے حصہ میں آئی۔ اور جماعت اہل حدیث کے امیر منتخب ہوئے۔

مولانا عبدالخبیرؒ جید عالم دین تھے۔ امیر جماعت اہل حدیث کی حیثیت سے آپ نے بڑے اہم کام کئے۔ ہر جماعت کے اہل علم آپ کی عزت کرتے تھے۔ اعتدال پسند' خلیق' متواضع اور منکسرالمزاج تھے۔

آپ کی مستقل کوئی تصنیف نہیں ہے۔ چند کتابچے تشریح سورہ فاتحہ، حقیقت مہدی، اسلام اور ہم، صلوۃ جمعہ و عیدین، ہر ایک نظر انسانیت کی پکار آپ کی علمی یادگار ہیں۔

۷ شوال المکرم، ۱۳۹۳ھ بمطابق ۳ نومبر ۱۹۷۳ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ اور موروثی قبرستان میر شکار ٹولی میں مدفون ہوئے۔

مولانا حکیم سید عبد الواسع گیاوی

مولانا قاضی سید عبدالواسع کے والد کا نام قاضی عبدالحمید تھا۔ محلہ پختہ مسجد گیا کے رہنے والے تھے۔ ولادت ۱۹۱۵ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے موضع گھوری گھاٹ ضلع ہزاری باغ میں حاصل کی۔ اور دار العلوم دیوبند سے دستار فضیلت حاصل کی۔ اور اپنے آبائی وطن میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ پھر اپنے خالو حکیم عبدالمجید کے مشورہ سے گورنمنٹ طبی کالج میں داخلہ لیا۔ اور ۱۹۴۳ء میں فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد شیر گھاٹی میں مطب کرنے لگے۔ پھر اپنے ماموں حکیم محمد شعیب کی خواہش پر گیا میں سکونت پذیر ہوگئے۔ اور مطب شروع کیا۔ آپ پابند وضع اور بااصول آدمی تھے۔

۹ فروری ۱۹۷۴ء کو وفات پائی۔

مولانا شاہ عزالدین پھلواروی

مولانا شاہ عزالدین کا تعلق خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف سے تھا۔ آپ مولانا شاہ سلیمانؒ کے نواسے تھے۔ آپ کے والد مولانا شاہ معین الدین پھلوارویؒ کا وصال عین جوانی کی حالت میں ہوگیا۔ جبکہ آپ کی عمر چار سال کی تھی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم پھلواری میں اپنے خاندان کے بزرگوں سے خاص طور پر مولاناشاہ محمد نظام الدین قادریؒ سے حاصل کی۔

آپ نے کچھ دنوں مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں تعلیم حاصل کی' اس کے بعد ندوۃ العلماء لکھنؤ سے علم کی تکمیل کی۔ برسوں تک لکھنؤ میں مدرس رہے۔ پھر مسجد لاہور اور کانپور کے مچھلی بازار کی مسجد میں عرصہ تک امام وخطیب رہے۔ پھر ندوۃ العلماء لکھنؤ میں درس وتدریس کی خدمت انجام دیا۔ ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۴ء میں مدرسہ اسلامیہ رانچی میں پرنسپل مقرر ہوئے۔ پھر مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں استاد کی حیثیت سے بحال ہوئے۔ اور ادارہ تحقیقات عربی و فارسی پٹنہ میں شیخ الادب کی حیثیت سے تدریسی خدمت انجام دیا۔

آپ کی تصنیفات میں سے علوم الحدیث' کشف الظلام حیات امام احمد بن حنبل اور سیرت الاسلام قابل ذکر ہیں۔

۱۹۷۷ء میں حکومت ہند کی جانب سے ایوارڈ سے نوازے گئے۔

۱۱ مئی ۱۹۷۷ء میں پورنیہ میں وصال ہوا' وہاں سے نعش بذریعہ ٹیکسی پھلواری لائی گئی۔ مولانا سید شاہ امان اللہ قادری نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور خانقاہ مجیبیہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۲۱۸ مولانا عثمان غنی دیوری

مولانا عثمان غنی ۱۵ رجب ۱۳۱۳ھ مطابق یکم جنوری ۱۸۹۶ء چہار شنبہ کے دن موضع دیورہ تھانہ کونچ ضلع گیا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید رمضان علی تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ پھر دارالعلوم دیو بند میں ۱۵ سال کی عمر میں داخلہ لیا' ۱۳۳۶ھ بمطابق ۱۹۱۸ء میں فراغت حاصل کیا۔ حضرت علامہ انورشاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ' حضرت مولانا اعزاز علی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ وغیرہ اساتذہ سے فیض حاصل کیا۔ اسی سال جمعیتہ العلماء بہار کا قیام عمل میں آیا۔ آپ اس وقت سے پوری زندگی اس کی مجلس عاملہ کے رکن رہے۔ اور اس دوران نائب ناظم' نائب صدر' اور صدر کی ذمہ داریاں بھی بہ حسن و خوبی انجام دیں'

۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء میں قیام امارت شرعیہ میں شریک رہے اور اسکی نظامت کی ذمہ داریاں بھی آپ کو ہی سپرد کی گئیں۔ ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء میں پندرہ روزہ "امارت" کا اجرا ہوا تو اسکے مدیر کی حیثیت سے بھی کام کیا۔

صحافت میں حق گوئی اور بے باکی آپ کا خاص وصف رہا۔ آپ کی تحریر بہت ہی سادہ اور پر اثر ہوتی تھی۔ آپ نے برطانوی حکومت کے خلاف بے باکی کے ساتھ آواز حق بلند کی، جس کے نتیجے میں "امارت" پر دو مرتبہ مقدمہ چلا، اور آپ کو جیل کی صعوبت بھی برداشت کرنی پڑی۔

۱۹۳۴ء میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے، ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۸ء میں حضرت فدا حسین دیوروی گیاوی سے علوم طریقت حاصل کیا تھا۔

مقدمہ بازی، ترک موالات، جرم یزید اور بشریٰ آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔ اسکے علاوہ کئی ہزار فتوے ہیں ۔

۸ دسمبر ۱۹۷۷ء کو پھلواری شریف میں انتقال ہوا، اور خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کے قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی۔

۲۱۹ مولانا عمیس اختر سلفی مظفرپوری

نام عمیس اختر، والد کا نام محمد صدیق مولد موضع امواضلع مظفر پور تھا۔ آپ کے زمانے سے ریاست و امارت میں آپ کا خاندان مشہور چلا آرہا تھا۔ آپ کے والد کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا۔ آپ کا بچپن نانیہال میں گذرا۔ ابتداء میں موضع سپی کے اپر اسکول میں تعلیم حاصل کی۔ پھر ایک خاص اتالیق سے جو فارسی میں مہارت رکھتے تھے، گھر پر رہ کر فارسی کی تکمیل کی۔ اس کے بعد ڈھاکہ کے مدرسہ میں داخل ہوگئے، اور فصول اکبری وغیرہ تک مولوی امداد الہیٰ سے پڑھی، ۱۹۳۵ء میں دارالعلوم احمدیہ سلفیہ میں داخلہ لے لیا۔ پھر وہاں سے مدرستہ الاصلاح سرائے میر گئے۔اور مدرسہ کے مشہور اساتذہ سے استفادہ کرتے رہے۔ لیکن آب وہوا کے ناموافق ہونے

کی وجہ سے چند ماہ کے بعد وطن واپس لوٹ آئے۔ اور پھر دارالعلوم احمدیہ سلفیہ کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے۔ اور مولانا اسحاق آروی' مولانا محمد عثمان فاضل جامعہ ازہر اور مولانا عبدالغفور جیسے اساتذہ سے اکتساب علم و فضل کیا۔ ۱۹۴۲ء میں دار العلوم احمدیہ سلفیہ سے فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد تعلیم و تعلم کا سلسلہ مدرسہ دار التکمیل مظفرپور سے شروع کیا' وہاں کی آب و ہوا راس نہ آئی۔ اس لئے گھر پر رہنے لگے۔ لیکن ڈاکٹر عبدالحفیظ سلفی نے دار العلوم احمدیہ سلفیہ کے لئے طلب کرلیا۔ ایک خوشحال گھرانے سے تعلق رکھنے کے باعث آپ کو نہ ملازمت کی خواہش تھی' اور نہ ضرورت' مگر خدمت دین کے جذبہ کے تحت دار العلوم میں تعلیمی فرائض انجام دیتے رہے۔

شعر و شاعری کا مذاق رکھتے تھے اور اختؔر تخلص کرتے تھے۔ آپ کے کلام میں لطافت' رنگینی' جاذبیت اور طنز و مزاج کا عنصر غالب ہے۔

مولانا کی وفات ۵ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ بمطابق ۴ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو ہوئی۔

۲۲۰ مولانا عبید الرحمٰن عاقل رحمانی دربھنگوی

عبید الرحمٰن نام' عاقل تخلص' قلمی نام عاقل رحمانی' مولوی محمد ابراہیم کے صاحبزادے' مولد و مسکن موضع پیغمبرپور (نزد موضع دیکھیار) تھانہ کیوٹی ضلع دربھنگہ سال ولادت ۱۳۲۸ھ ر ۱۹۱۰ء' ابتدائی تعلیم والدین کے سائے عاطفت میں ہوئی۔ آپ کے والد مولوی محمد ابراہیم صاحب ذی استعداد اور صاحب لیاقت عالم تھے' اس لئے ابتدائی تعلیم کا نظم گھر پر رکھا گیا۔ اس کے بعد جب وہ دار العلوم احمدیہ سلفیہ میں مدرس کی حیثیت سے متعین ہوئے' تو اپنے ہمراہ رکھ کر آپ کو تعلیم دینے لگے۔ اس طرح ابتداء سے انتہاء تک آپ کی تعلیم دار العلوم احمدیہ سلفیہ میں والد کی نگرانی میں ہوئی۔ فراغت کے بعد مزید اجازت و سند کی غرض سے دار الحدیث رحمانیہ دہلی تشریف لے گئے۔ اور دو سال وہاں مقیم رہ کر مولانا احمد اللہ شیخ الحدیث' مولانا سکندر

علی ہزاروی جیسے مشاہیر اساتذہ سے فن حدیث، معقولات و دیگر علوم مروجہ کی تکمیل کر کے ۱۹۲۹ء میں سند و فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد تقریباً ۱۷؍۱۸ سال تک دار العلوم دار السلام عمر آباد (مدراس) میں پرنسپل کے عہدہ جلیلہ پر فائز رہے۔ وہاں کے قیام کے دوران انہوں نے انگریزی بھی سیکھی، اور اس حد تک استعداد پیدا کر لی کہ تراجم میں کوئی دشواری نہ ہو۔ فلسفہ جدید، علم کلام، سائنس اور طبیعیات وغیرہ پر اکابر عصر کی تصانیف سے استفادہ کیا، اور ان کا یہ حال تھا کہ ان کا دماغ معلومات کا ذخیرہ اپنے اندر سموئے ہوئے تھا۔ آپ علوم حدیث، تفسیر، معقولات میں خصوصی مہارت رکھتے تھے، تفسیر کا مسلسل چودہ سال تک مطالعہ کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں مصر کے مشہور مفسرین کی تمام بیش قیمت کتابوں کا مطالعہ کیا۔ آپ کو تفسیر طنطاوی سے خاص شغف اور تعلق تھا۔ اور اسے موجودہ دور کے مفسرین کی تفسیروں میں بیش قیمت جواہر پاروں سے تشبیہ دیتے تھے۔ اسی تعلق کے باعث آپ نے اس کے ایک معتدبہ حصہ کا ترجمہ کر کے اسے کتابی شکل میں شائع کیا۔ اس کتاب کو دار المصنفین اعظم گڑھ نے بھی شائع کیا۔

آخر میں مدرسہ احمدیہ سلفیہ دربھنگہ میں مدرس اول کے عہدہ پر فائز رہ کر اپنے فرائض بطریق احسن انجام دیتے رہے۔

مولانا متعدد کتابوں کے مترجم اور کئی قیمتی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کی یادگار کتابوں میں تفسیر جواہر (طنطاوی) کا ترجمہ اہم ہے۔ اس کا ایک حصہ قیام مدراس ہی کے زمانہ میں دار المصنفین سے شائع ہو کر خراج تحسین وصول کر چکا ہے۔ دوسرا حصہ غیر مطبوعہ حالت میں طباعت کا منتظر ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی تصنیفات میں النوامیس الفکریہ، النوامیس الالہیہ، شان خدا، جدید علم کلام، محمد رسول اللہ، جغرافیہ طبعی وغیرہ شائع ہو چکی ہیں۔

مولانا شعر و سخن کا ستھرا مذاق رکھتے تھے، مشکل سے مشکل قوافی اور ردیف میں غزلیں کہہ دینا کوئی آسان کام نہیں، مگر مولانا یہاں بھی کامیاب و کامران دکھائی

دیتے۔ انہیں حضرت محمدی صدیقی لکھنوی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ دربھنگہ کے اساتذہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ کلام میں طرز خاص کے علم بردار تھے۔ طبیعت میں بے نیازی بدرجہ اتم موجود تھی۔

مختصر سی علالت کے بعد ۱۳ رمضان ۱۴۰۲ھ بمطابق ۵ جولائی ۱۹۸۲ء کو انتقال فرمایا۔ اور موضع پیغمبرپور میں مدفون ہوئے۔

۲۲۱ مولانا عین الحق سلفی بلکٹوی

نام محمد عین الحق، والد کا نام مولوی محمد رضاء اللہ، مولد و منشاء موضع بلکٹوا ضلع مدھوبنی اور سن ولادت ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء تھا، ۱۵ برس کی عمر تک مکان ہی پر رہ کر اردو اور پھر کچھ فارسی کی تعلیم حاصل کی، پھر مدرسہ محمدیہ دیودھا میں مولانا عبدالوہاب سے فارسی کی تکمیل کی، اور ابتدائی عربی کی تعلیم حاصل کی، دیودھا میں ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۲ء سے ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء تک قیام رہا۔ اس کے بعد دار العلوم احمدیہ سلفیہ میں داخلہ لیا۔ اثناء تعلیم ہمیشہ اول درجہ سے کامیاب ہوتے رہے۔ ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء میں دار العلوم احمدیہ سلفیہ لہریا سرائے دربھنگہ، سے فراغت حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا عبدالغفار آرویؒ، مولانا ابوطاہر بہاریؒ، مولانا اصغر علی چھپرویؒ، مولانا محمد اسحاق آرویؒ، مولانا نذیر الدین بنارسیؒ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

فراغت کے بعد آپ کے شفیق اساتذہ نے آپ کو دار العلوم احمدیہ سلفیہ کے مسند درس و تدریس کے لئے منتخب فرمایا۔ اور دار العلوم کے مہتمم جناب ڈاکٹر سید محمد فرید کی طلبی پر آپ نے اپنی خدمات دار العلوم کو تفویض کر دیں۔ چنانچہ ۱۳۵۱ھ/ ۱۹۳۲ء سے ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء تک برابر دار العلوم کی خدمت کرتے رہے۔

۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء میں آپ کو خیال ہوا کہ اپنے علاقہ کے عوام میں کچھ دینی کام کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ ترائی نیپال کے اس علاقہ میں جو آپ کے مولد و منشا سے قریب تر تھا، مسلمانوں کی دینی اور مذہبی حالات ناگفتہ بہ تھی، وہ شعائر اسلام سے بالکل نابلد

تھے' اور جاہلانہ رسم و رواج میں پھنس چکے تھے۔ اس لئے آپ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ سے الگ ہو کر تبلیغ و اشاعت دین کے لئے تیار ہوئے۔ اور ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء سے ۷۳ھ/۱۹۵۳ء تک آپ نے تبلیغ و اشاعت کی خدمت انجام دی۔ اور اس علاقہ کا نقشہ بدل دیا۔ جگہ جگہ مدارس دینیہ قائم کرائے۔ مسلمانوں کو تعلیمات اسلام سے روشناس کرایا' بے شمار مسجدیں تعمیر ہوئیں۔

پھر دار العلوم احمدیہ سلفیہ کی ضرورت کے پیش نظر ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء میں دارالعلوم تشریف لائے اور تدریسی خدمت انجام دی۔

آپ کو صدر جمہوریہ کی جانب سے ایوارڈ بھی دیا گیا' آپ کی تصانیف میں ہماری دعائیں' ہمارے جواہر پارے (مجموعہ چہل حدیث) اور ہماری نمازیں وغیرہ ہیں' جو استفادہ عوام کے لئے لکھی گئی ہیں۔

مولانا کی وفات ۲۷ دسمبر ۱۹۸۲ء کو ہوئی۔ اور اپنے آبائی گاؤں میں مدفون ہوئے۔

۲۲۲ مولانا عبدالرحمٰن ہرسنگھ پوری

مولانا عبدالرحمٰن ہرسنگھ پوری حضرت مولانا محمد عارفؒ کے صاحبزادے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن بیگوسرائے کے حضرت مولانا غنیمت علی سے حاصل کی۔ اور علوم دینیہ کی تحصیل اپنے والد سے شروع کی۔ پھر حضرت مولانا محمد عارفؒ علوم عربیہ کے استاذ کی حیثیت سے مدرسہ رحمانیہ سوپول تشریف لے گئے۔ تو مولانا بھی ان کے ساتھ گئے۔ اور مدرسہ کی اولین تلامذہ میں سرفہرست رہے۔ اس کے بعد مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ' مدرسہ عزیزیہ بہار شریف' مدرسہ امینیہ دہلی آخر میں دار العلوم دیوبند سے علوم دینیہ کی تکمیل کی' پھر استاذ شفیق حضرت مولانا محمد سہول بھاگلپوری کی خدمت میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی پٹنہ آئے اور یہاں سے عالم پاس کیا۔

فراغت کے بعد بیرہ ہائی اسکول میں پھر ندیامی ہائی اسکول میں معلم رہے۔ مگر

یہ ماحول پسند نہیں آیا۔ تو علیحدگی اختیار کرلی۔ پھر مدرسہ رحیمیہ گاڑھا ضلع سہرسہ میں تین چار سال تک عربی فارسی کی تعلیم دی۔

مولانا عبدالرحمٰنؒ کو حضرت مولانا سید لطف اللہ رحمانیؒ سے سند خلافت حاصل تھی۔ مولانا اپنی خاموش طبیعت کی وجہ سے اخبار و اشتہار کی شہرت سے دور رہے، مگر بڑی دل سوزی کے ساتھ دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

مشرقی دربھنگہ، شمالی مدھوبنی، سہرسہ، پورنیہ، سمستی پور اور نیپال کے اکثر علاقوں میں دورہ ہوتا تھا۔ مولانا وقت کے بڑے عالم و بزرگ تھے۔

مولانا کی وفات ۹ اگست ۱۹۸۲ء کو ہوئی۔

۲۲۴ مولانا حافظ عبدالرشید رامپوری سمستی پوری

مولانا حافظ عبدالرشید کے والد کا نام حاجی محمد قمرالدین تھا۔ آپ کی ولادت رام پور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی گاؤں کے مکتب میں مولانا محمد یونس صاحب سے حاصل کی، اس کے بعد مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ تشریف لے گئے۔ مولانا عبدالوہابؒ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ مدرسہ امدادیہ دربھنگہ ہی سے ۱۹۳۲ء میں فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد ذریعہ معاش تجارت کو بنایا اور کلکتہ میں ایک دوکان کرلی۔

مولانا بہترین مقرر تھے۔ عوام کو اپنی جانب متوجہ کرنے کا اچھا ملکہ رکھتے تھے۔ عوامی کاموں سے دلچسپی رکھتے تھے۔ آپ نے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے نام پر رامپور میں مدرسہ حسینیہ کی بنیاد ڈالی۔ حضرت شیخ مدنی رحمتہ اللہ کے مرید تھے۔

اپنے گاؤں کے تمام ادارے، قومی لائبریری، مدرسہ، عیدگاہ، مسجد اور قبرستان تمام کے صدر ہی نہیں بلکہ تمام کے فنڈ آپ کے پاس رہا کرتے تھے۔ آپ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے، غریبوں کی مدد کرنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ اور غریبوں کی بے

لوث خدمت کیا کرتے تھے۔

جمعیۃ علماء صوبہ مغربی بنگال کے صدر رہے۔ پھر سمستی پور ضلع کی جمعیۃ کے صدر رہے۔ ۱۹۵۱ء یا ۱۹۵۲ء میں ڈسٹرکٹ بورڈ کے الیکشن میں کھڑے ہوئے۔ جس میں سازش کی وجہ سے ناکام ہوگئے۔ اس کے بعد شاہ عزیر منعمی (سابق وزیر جیل) اور پرجامتی مشر نے آپ کو ڈسٹرکٹ بورڈ کا ممبر نامزد کر دیا۔ آپ برابر ضلع کانگریس کمیٹی کے ممبر رہے۔ صوبہ بہار کے تمام جیلوں کے ممبر تھے۔

تحریک آزادی میں آپ کا اہم رول رہا۔ ایک مرتبہ جیل جانے سے ان کے ایک آفیسر دوست نے بچالیا۔ سیاست میں کافی دلچسپی لیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت کے بڑے بڑے سیاسی رہنما آپ کے دولت کدہ پر حاضری دیتے تھے۔ آپ مدرسہ امدادیہ کے نائب صدر رہ چکے ہیں۔ جس وقت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ صدر تھے۔ آپ کے استاذوں میں مولانا عبدالوہابؒ، مولانا عبدالحفیظ سیدہولویؒ، مولانا عبدالودودؒ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آپ کا لباس، وضع قطع صوفیانہ تھا۔ سر پر عمامہ باندھا کرتے تھے۔ ۱۹۵۹ء میں حج بیت اللہ کیا۔ آخر عمر تک قرآن یاد رہا۔ برابر تراویح پڑھاتے رہے۔

تقریباً اسی سال کی عمر میں ۲۴ مئی ۱۹۸۴ء کو آپ کا انتقال ہوا، اور اپنے آبائی گاؤں میں مدفون ہوئے۔

۲۲۴ مولانا عبدالعلیم صدیقی آسی دربھنگوی

عبدالعلیم صدیقی نام، آسی تخلص، والد کا نام مولوی علیم الدین صدیقی، مختار سمستی پوری ثم دربھنگوی، آبائی وطن موضع بلبھدر پور ضلع سمستی پور، مسکن محلہ پرانی منصفی، شہر دربھنگہ میں ان کے والد نے اچھی خاصی زمین حاصل کی تھی۔ اس لئے وہ یہیں مقیم ہو گئے تھے۔ یہیں ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء میں مولانا عبدالعلیم صدیقیؒ کی ولادت ہوئی۔ تقریباً تین ماہ کے تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ماں نے بیٹے کو تعلیم و

تربیت کے خیال سے نانہال موضع نیا نگر فرداہا ضلع دربھنگہ بھیج دیا۔ جہاں انہوں نے اپنے نانا شاہ ارشاد علی مرحوم کے سایہ عاطفت میں تعلیم و تربیت پائی۔ چونکہ موصوف خود ہی فضلائے روزگار میں تھے۔ اس لئے مولانا عبدالعلیمؒ نے بھی ان سے اکتساب علم میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھا' فارسی زبان و ادب میں اچھی صلاحیت پیدا کرلی۔

عربی تعلیم کے حصول کے لئے دار العلوم مشرقیہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں داخل ہوئے۔ ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء میں عالم امتحان پاس کرنے کے بعد مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں داخلہ لیا۔ ۱۹۳۳ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ سے فاضل امتحان درجہ اول سے پاس کیا۔ اور پورے بہار و اڑیسہ میں اول آئے۔ اور طلائی تمغہ حاصل کیا۔

فراغت کے بعد مسلم ہائی اسکول لہریا سرائے دربھنگہ میں ہیڈ مولوی کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ چونکہ شروع ہی سے انقلابی ذہن رکھتے تھے۔ اس لئے سیاست میں نمایاں ہونے لگے اور اسی لئے ملازمت سے ۱۹۴۲ء میں سبکدوش ہوگئے۔

مولانا کو صحافت سے دلچسپی تھی۔ ۱۹۴۰ء میں دربھنگہ سے ہمالہ جیسا مقتدر ماہنامہ شائع کیا' جس کے صرف تین شمارے منظر عام پر آسکے۔ ذوق صحافت انہیں کلکتہ لے گیا۔ وہاں روز نامہ "الحق" کی مجلس ادارت سے منسلک ہوگئے۔ پھر شری ایم این رائے کے اردو اخبار جنتا کی زمام ادارت سنبھال کر انہوں نے صحافیوں کی صف میں نمایاں مقام حاصل کیا۔

صحافت سے اُوب گئے۔ تو شانتی نیکیتن میں بحیثیت لکچرر کام کرنے لگے۔ وہاں انہوں نے تقریباً چھ ماہ تک اسلامک کلچر اور آرٹ پر لکچر دئے' پھر مستقل طور پر سیاست میں حصہ لینے لگے۔ کچھ دنوں آنجہانی شری سوبھاش چندر بوس کے ساتھ بھی رہے۔ تھوڑے ہی دنوں میں مولانا ابوالکلام آزاد کے پرائیوٹ سکریٹری یا لٹریری اسسٹنٹ ہوئے' چھ ماہ تک ان کے ساتھ رہے۔ پھر ان کی اسارت کے بعد الگ ہوگئے' جمشید پور میں پروفیسر عبدالباری کے ساتھ بھی کام کیا۔ تحریک آزادی میں کھل کر

حصہ لیا۔ ابتدا ہی سے کانگریس کے حامی تھے۔ پروفیسر عبدالباری کے ساتھ علی پور جیل میں تین ماہ تک سیاسی قیدی بھی رہے۔

۴۶-۱۹۴۵ء میں صداقت آشرم پٹنہ چلے آئے' اور وہاں آنجہانی ڈاکٹر راجندر پرشاد کے بھی پرائیوٹ سکریٹری رہے۔ اور پوری ریاست کے محکمہ نشرو اشاعت کے ذمہ دار بھی' واردھا آشرم میں گاندھی جی کے ساتھ بھی مہینوں رہنے کا انہیں موقع ملا تھا۔

مولانا کو علمی ذوق بھی تھا۔ آپ کے پاس ایک گرانقدر کتب خانہ بھی تھا۔ جس میں سینکڑوں قلمی کتابوں کے علاوہ عربی' فارسی اور اردو کی ہزاروں بیش قیمت کتابیں موجود ہیں۔

مولانا بچپن ہی سے شعر و سخن سے دلچسپی رکھتے تھے۔ دوران تعلیم ہی ان کی تخلیقات مقتدر رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہے۔ کہنہ مشق استاذ کی حیثیت رکھتے تھے۔ انہوں نے کچھ دنوں مولانا قمر اعظمی سے مشورہ سخن لیا۔ اردو و فارسی دونوں ہی زبانوں میں شعر کہتے تھے۔

اپنی طویل علالت کے بعد ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء میں وفات پائی اور اپنے محلّہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

۲۲۵ مولانا عبدالعزیز گاڑھوی

مولانا عبدالعزیز ولد محمد بقاء اللہ ساکن گاڑھا' جنک پور روڈ ضلع سیتا مڑھی مورخہ ۱۵ شوال المکرم ۱۳۲۲ھ بمطابق ۲۸ مئی ۱۹۰۴ء کو اپنے آبائی مکان میں پیدا ہوئے۔

بچپن ہی سے آپ کو اچھی اچھی باتوں کے جاننے کا شوق بہت زیادہ تھا۔ اس لئے اس وقت کے اچھے اور بڑوں کے پاس اکثر بیٹھا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے ذہن شروع ہی سے دین کی طرف مائل تھا۔ اور ماشاء اللہ گھر کا ماحول بھی ان کے لئے بڑا

ہی سازگار اور معاون ٹھہرا۔

ان کے اس دینی رجحان کو دیکھتے ہوئے ان کے بڑے بھائی محمد جان ان کی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ ہوئے' اور آٹھ برس کی عمر میں ایک مکتب میں بٹھایا' اور بہت جلد ناظرہ قرآن اور اردو کی تعلیم پورے طور پر حاصل کرلی۔ پھر فارسی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فارسی درسیات کی بہت سی کتابیں پڑھیں' یہاں تک کہ مثنوی مولانا روم میں بہت ہی دسترس حاصل کی۔ اور اچھے اور باصلاحیت اشخاص کو اس کا درس دیا۔

عربی کی تعلیم حضرت مولانا عبدالعزیز بنتی رحمتہ اللہ علیہ سے شروع کی' اور شرح وقایہ تک پڑھ کر دار العلوم دیوبند گئے۔ اور اس وقت کے مشہور اساتذہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ' حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ' حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی' حضرت مولانا اعزاز علیؒ اور حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ وغیرہ علماء سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ دورہ حدیث میں بخاری شریف حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ اور حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ دونوں شیخ سے پڑھی۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۴ برس کی تھی' اور ۱۹۲۸ء بمطابق ۱۳۴۶ھ میں فراغت حاصل کی۔

فراغت کے کچھ دنوں بعد تک گھر پہ ہی رہے۔ چونکہ معاشی طور پر خود کفیل تھے۔ اس وجہ سے درس و تدریس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ لیکن خدمت و اشاعت دین کے جذبہ سے درس و تدریس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اپنے استاذ حضرت مولانا عبدالعزیز کے نام پر ۱۹۵۳ء میں ایک مدرسہ' مدرسہ عزیزیہ جامع مسجد پوپری بازار میں قائم کیا۔ مدرسہ کا فیض جاری ہوا' اور اس سے اچھے اچھے اساتذہ پیدا ہوئے۔ اور آج بھی یہ مدرسہ علاقہ کے لوگوں کو فیض پہنچا رہا ہے۔

مولاناؒ علاقہ کے ایک جید عالم اور اچھے استاذ تھے۔ مسائل حل کرنے میں خصوصی مہارت رکھتے تھے۔

سنت کی پیروی کرنا اور کرانا ان کے معمولات میں داخل تھا۔ ہر کسی کو سنت

کی اتباع کرتے دیکھتے' تو خوش ہوتے' اور کسی کو برا اور غلط کام کرتے دیکھتے تو بہت ہی نرم اور شیریں زبان سے اس کو سمجھاتے۔

حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ سے بیعت تھے۔ حضرت مولانا محمد بشارت کریم گڑھولویؒ کے یہاں بھی تشریف لے گئے تھے۔ لیکن ان سے بیعت نہ ہو سکے۔ جس کا ان کو افسوس رہا۔

مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۸۴ء بروز چہار شنبہ ۷ بجے صبح وفات پائی' اور ۳ بجے شام کو گاڑھا قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۲۲۶ مولانا عبدالرحیم دوگھروی دربھنگوی

مولانا عبدالرحیم موضع دوگھرا میں تقریباً ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء کو پیدا ہوئے۔ دوگھرا ضلع دربھنگہ کی ایک مردم خیز بستی ہے۔ یہ جالہ سے قریب ایک کیلو میٹر دکھن واقع ہے۔ مولانا کے والد کا نام منشی ولی محمد تھا۔ جو میاں جی کے نام سے مشہور تھے۔ طبابت کیا کرتے تھے۔ ابتدائی تعلیم دوگھرا میں ہوئی' پھر مدرسہ امدادیہ دردبھنگہ میں تعلیم حاصل کی۔ اعلی تعلیم کے لئے دار العلوم دیوبند گئے۔ اور وہیں سے فراغت حاصل کی۔

دار العلوم دیوبند میں حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ' مولانا اعزاز علیؒ' مولانا شبیر احمد عثمانیؒ' مولانا اصغر حسین دیوبندیؒ' علامہ ابراہیم بلیاویؒ' جیسے اکابر علماء سے فیض حاصل کرنے کا موقع ملا۔ فراغت کے بعد کچھ دنوں دیوبند کے کسی مدرسہ میں درس دیا۔ اس کے بعد کچھ دنوں مدرسہ اشرف العلوم کنہواں ضلع سیتا مڑھی میں صدر مدرس رہے۔ پھر تقریباً ۱۹۳۰ء میں پوپری بازار ضلع سیتا مڑھی کے ہائی اسکول میں ہیڈ مولوی کی حیثیت سے تقرری ہوئی۔ اسکول سے مارچ ۱۹۷۲ء میں سبکدوش ہونے کے بعد گھر ہی پر قیام پذیر رہے۔ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ مدرسہ قاسم العلوم حسینیہ دوگھرا کی تعمیر میں حصہ لیا۔ اور صدر مدرسہ بنائے گئے۔

تحریک آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور جالہ کانگریس کمیٹی کے سکریٹری مقرر ہوئے۔

زمانہ طالب علمی ہی سے شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ اور شیدؔا تخلص کرتے تھے۔

مولاناؒ ایک جید عالم تھے' فرائض میں مہارت رکھتے تھے' فرائض میں ایک قلمی کتاب آپ کی علمی یادگار تھی' وہ طبع نہیں ہو سکی' اور اب شاید وہ ضائع بھی ہو گئی۔

یادگار کے طور پر ان کے نواسہ مولانا ارشادالحق قاسمی نے موضع بسہا ضلع سیتامڑھی میں مدرسہ رحیمیہ نام سے ایک مدرسہ ۱۴۰۷ھ ر ۱۹۸۷ء میں قائم کیا ہے' جو تعلیمی خدمت انجام دے رہا ہے۔

آخر عمر میں کینسر کے مریض ہو گئے۔ اور علاج کے لئے اپنے لڑکے کے پاس گجرات گئے۔ پہلی مرتبہ میں کچھ افاقہ ہوا۔ جب دوسری مرتبہ مرض کا حملہ ہوا تو دوبارہ گجرات گئے۔ اور ۲۳ اگست ۱۹۸۵ء کو عمر گاؤں (گجرات) میں وفات پائی' اور وہیں مدفون ہوئے۔

۲۲۷ مولانا عبدالرشید حسرت ۔بیلہیاوی

مولانا عبدالرشید انصاری کے والد کا نام حمدانی علی انصاری تھا۔ جائے پیدائش ۔بیلہیا ضلع سیتامڑھی ہے۔ آپ ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۹ء میں ابتدائی تعلیم مولوی عظیم الدین انصاری سے حاصل کی۔ ۱۹۳۲ء میں عربی تعلیم کا آغاز کیا۔ مدرسہ احمدیہ سلفیہ دربھنگہ میں مولانا یعقوب بہاری اور مولانا عبد المغنیؒ سے درجہ ششم تک تعلیم حاصل کی' ۱۹۳۵ء میں مولانا حفاظت کریم فاضل دیوبند بالاساتھوی اور مولانا عبدالمغنی بتیاوی کے زیر نگرانی درجہ ملا' (فوقانیہ) تک کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۶ء میں مولانا محمد مسلم جونپوریؒ' مولانا سید محمد میاں شاہ پوری مظفرپوری کی نگرانی میں مدرسہ حنفیہ آرہ سے درجہ مولوی کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۳۸ء میں مولانا محمد حنیف لال گنج الہ

آبادی سے مدرسہ انوار العلوم الہ آباد میں دینیات کی تعلیم مکمل کی۔ دورہ کی تعلیم کے لئے مدرسہ احمدیہ مدھوبنی میں داخلہ لیا۔ اور ۱۹۳۰ء میں مولانا سید نثار احمد انوری اور مولانا عبدالمغنی سے دورہ کی تکمیل کی۔

فراغت کے بعد حالات نے انہیں تحریک آزادی ہند سے جوڑا۔ اور ۶ مہینے تک کیمپ جیل پٹنہ میں سیاسی قیدی رہے، ۱۹۳۳ء سے ۱۹۳۵ء تک پھر سے تدریسی فرائض کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور مدرسہ اسلامیہ چوڑاسی ضلع سارن میں تعلیم دیا۔ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۵ء تک مدرسہ احمدیہ دریا پور ضلع چمپارن میں تعلیمی خدمات انجام دیئے، ۱۹۴۵ء میں تعلیم سے سبکدوش ہوگئے، اور سیاسی زندگی شروع کی۔ ۱۹۳۵ء سے ۱۹۳۷ء تک سیتامڑھی سب ڈویژنل مومن کانفرنس کے جنرل سکریٹری رہے۔ ۱۹۴۶ء میں سیتامڑھی حلقہ سے جمعیتہ علماء ہند کے ٹکٹ پر ایم۔ ایل۔ اے کا انتخاب لڑے۔ ۱۹۴۶ء سے ۱۹۵۱ء تک سیتامڑھی ویورس ایسوسی ایشن سیتامڑھی کے چیرمین رہے۔ ۱۹۵۲ء میں دوبارہ کانگریس کے ٹکٹ پر حلقہ سیتامڑھی سے ایم۔ ایل۔ اے کا انتخاب لڑے۔ ۱۹۵۴ء سے ۱۹۵۶ء تک مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد سیتامڑھی کے صدر رہے۔ ۱۹۵۷ء سے ۱۹۶۱ء تک بہار اسٹیٹ ہینڈلوم یونین پٹنہ کے دائرکٹر رہے۔ ۱۹۶۲ء میں تیسری مرتبہ حلقہ پوپری ضلع سیتامڑھی سے بحیثیت آزاد امیدوار ایم۔ ایل۔ اے کا انتخاب لڑے۔ ۱۹۸۲ء میں عیدگاہ بیلیا سیتامڑھی کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۱۹۳۷ء سے ۱۹۵۸ء تک سب ڈویژنل مومن کانفرنس کے صدر رہے۔ ۱۹۸۷ء میں اپنی بستی موضع بیلیا میں برائے صدقہ جاریہ مدرسہ جامعہ انوار رشیدیہ قائم کیا۔

شعر و شاعری کا مذاق رکھتے تھے اور حسرتؔ تخلص کرتے تھے۔

۹ نومبر ۱۹۸۸ء کو ۱۲ بجے دن میں وفات پائی، اور بیلیا میں مدفون ہوئے۔

۲۲۸ مولانا عبداللہ حامی سیمابی چمپارنی

مولانا عبداللہ حامی سیمابی کی پیدائش مشرقی چمپارن کے سرسبز شاداب علاقہ

تراوہ میں سکرھنا ندی کے کنارہ واقع ایک قدیم بستی موضع گوبری میں ۱۹۱۰ء میں ہوئی۔ والد کا نام حاجی شیخ ظہور الدین تھا۔ آپ کا خاندان مدتوں سے سکرھنا ندی کے کنارہ آباد ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ مقاصد العلوم جونیروا مشرقی چمپارن میں حاصل کی۔ آپ کی جماعت مدرسہ میں تعلیم پانے والوں کی پہلی جماعت تھی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ کے والد نے ضلع چھپرہ کے رہول گنج میں واقعہ مدرسہ حمیدیہ میں داخلہ کرا دیا۔ جہاں حضرت مولانا ریاض احمد سنت پوری بتیاوی علم کی روشنی پھیلا رہے تھے۔ ابتدائی عربی کی کتابیں حضرت مولانا مرحوم سے شروع کیں، لیکن وہاں کی آب و ہوا راس نہ آئی۔ تو غازی پور چلے گئے۔ اور چشمہ رحمت اورینٹل کالج غازی پور میں داخلہ لے کر اپنی علمی پیاس بجھانے لگے، اور وہیں سے الہ آباد یونیورسٹی سے منشی کامل کا امتحان پاس کیا، نیز فضیلت فارسی اور تکمیل فارسی کی سند امتیازی حیثیت سے حاصل کی۔

فراغت کے بعد کچھ دنوں تک سگولی مدرسہ میں تعلیم دیتے رہے، لیکن شاعری کی رجحان نے تعلیم و تعلم سے آپ کا رخ پھیر دیا۔ آپ کو شعر و شاعری کا ذوق طالب علمی ہی کے زمانہ سے تھا۔ حامؔی تخلص کرتے تھے۔

حامؔی اردو اور فارسی دونوں زبانوں کے باکمال شاعر تھے۔ علامہ سیمابؔ اکبر آبادی کے شاگرد تھے۔ ۱۹۴۲ء۔ ۱۹۴۳ء میں اکثر و بیشتر "مشاعرہ شاعر" میں آپ کا کلام چھپا کرتا تھا۔ "مشاعرہ شاعر" بند ہوجانے کے بعد دوسرے اخبار یا رسالہ کو اپنا کلام بھیجنا بند کر دیا۔ آپ کی نظم "چمپارن" "فرنگن ساحرہ" اور لالہ صحرا" بہت مقبول ہے۔

حامؔی حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے قیام کے دوران کچھ نظمیں لکھیں۔ جن کو تاثرات حجاز کے نام سے موسوم کیا ہے۔ یہ نظمیں فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں ہیں۔

مولانا حامؔی اپنے وقت کے بڑے عالم اور پرگو شاعر تھے۔

۱۴؍ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ بمطابق ۲۰ اپریل ۱۹۹۲ء کو وفات پائی۔

۲۲۹ مولانا عبدالحفیظ حافظ ململی

مولانا عبدالحفیظ حافظ بہار کی مشہور مردم خیز بستی ململ ضلع مدھوبنی میں پیدا ہوئے۔ عربی تعلیم مدرسہ عزیزیہ بہار شریف میں حاصل کی۔ جونپور کے ممتاز عالم مولانا دین محمدؒ سے مزید تعلیم کے لئے رجوع کیا۔ تعلیم کی تکمیل اور فراغت مدرسہ سبحانیہ الہ آباد سے کی۔ پھر ۱۹۳۲ء میں پرتاپ گڈھ بستی میں قائم مدرسہ کافیۃ الاسلام کی ذمہ داری سنبھالی۔ جو مولانا عبدالکافی کی یاد میں نیا نیا قائم ہوا تھا' مولانا نے مدرسہ کو ترقی دی۔ حفظ و عربی کی تعلیم کے لئے بنگال' بہار اور یوپی کے مختلف مقامات سے بڑی تعداد میں طلبہ آیا کرتے تھے۔ پرتاپ گڈھ کے زمانہ قیام میں ہی ۱۹۳۴ء میں مشہور عالم ربانی مولانا محمد احمد پرتاپ گڑھیؒ سے وابستہ ہوگئے۔ آٹھ سال تک وابستگی قائم رہی۔ مولانا پرتاپ گڑھی کے وصال کے بعد پرتاپ گڑھ کے دیہاتوں کا باربار دورہ کیا۔ اور اصلاح و دعوت میں اہم رول ادا کیا۔ پرتاپ گڑھ کا پورا زمانہ قیام ۱۹۳۲ء تا ۱۹۷۴ء ایثار و قربانی سے گذرا' آخر عمر میں مدرسہ چھوڑ کر اپنے وطن ململ چلے آئے۔ اور علاقہ کی بستیوں کو مستفیض کرنے لگے۔

مولانا سید ابوالحسن ندوی اور مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ سے خاص تعلق تھا۔

مولانا کو فقہ و نحو میں بڑی مہارت تھی۔ برسوں تدریسی خدمات بھی انجام دیے۔ اس کے علاوہ اچھے شاعر بھی تھے۔ اپنے کلام کا اچھا اور منتخب ذخیرہ چھوڑا ہے۔ جو غیر مطبوعہ ہے۔

۱۳ جنوری ۱۹۹۲ء کو شب میں سوا آٹھ بجے پچاسی سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ ۱۴ جنوری ۱۹۹۲ء کو نماز جنازہ ہوئی۔ اور اپنے آبائی گاؤں ململ میں مدفون ہوئے۔

۲۳۰ مولانا عبدالمقیت شمس نیموی

مولانا عبدالمقیت تاریخی نام حفیظ الرحمٰن' والد کا نام مولانا محمد عبدالشکور جوش نیموی' مولد مقام نیمی ضلع پٹنہ تھا۔ پیدائش ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم

اپنے والد اور اپنے دادا مولانا حکیم نذیر احسنؒ سے حاصل کی۔ دادا کے انتقال کے بعد تحصیل علوم کے لئے ۱۹۲۶ء میں بہار شریف گئے۔ اور مولانا محمد یوسف پنجابی صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ بہار شریف سے علوم و فنون کی تحصیل کرتے رہے۔ مولانا موصوف کے انتقال کے بعد ۱۹۲۹ء میں تکمیل علوم کے لئے دہلی گئے۔ اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمتہ اللہ سے مدرسہ امینیہ دہلی میں علم حدیث کی، آخری تعلیم سے فراغت حاصل کر کے ۱۹۳۱ء میں اپنے وطن واپس آئے۔

آپ کو علوم و فنون کی نشر و اشاعت اور نسخ و نستعلیق حروف کی فنی طباعتی اصلاح و ترقی سے فطری دلچسپی تھی۔ اسی غرض سے تعلیم سے فراغت کے بعد وطن واپس آکر "جدید پریس" کے نام ایک مطبع قائم کیا۔ ۱۹۴۰ء سے اسلامی انسائیکلو پیڈیا کے نام سے نمبروار سوسو صفحات کی ضخامت میں شائع کرنا شروع کیا' جن کے تین سو صفحات لیتھو میں طبع ہونے کے بعد باقی نمبر موصوف نے اسی اپنی تیار کردہ مختصر نسخ ٹائپ میں طبع کرانا شروع کیا تھا۔ لیکن یہ کام اختتام تک نہیں پہنچ سکا۔

شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ اور شمسؔ تخلص کرتے تھے۔

وفات کا سال معلوم نہ ہوسکا۔

۲۳۱ مولانا صوفی عبدالرحمان سلفی رجوراوی

نام عبدالرحمان' والد کا نام منشی محمد اکبر علی کا مولد بابو سلیم پور ضلع مدھوبنی تھا۔ ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کم و بیش تین سال تک اپنے چچا زاد بھائی مولانا عبدالنور رحمتہ اللہ علیہ سے اور دوسرے چچا زاد بھائی مولانا محمد واعظ رحمتہ اللہ سے حاصل کی۔ پھر ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء میں دار العلوم احمدیہ سلفیہ لہریاسرائے دربھنگہ پہنچے' اور جناب حافظ محمد حنیف سے حفظ کی تکمیل کی' ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء سے عربی تعلیم کا آغاز ہوا' اور ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء میں فراغت حاصل کی۔

چھٹی جماعت میں تھے تو دار العلوم کے مشہور ماہنامہ ترجمان مجلّہ سلفیہ کے

جوائنٹ ایڈیٹر منتخب ہوئے۔ اور اخیر تک اس کے فرائض انجام دیتے رہے۔

چوتھی ہی جماعت سے ڈاکٹر محمد ایوب نظراوی کی ترغیب سے مشاعروں میں شرکت اور شاعری کا شوق ہوا۔ بعد میں جناب حکیم عبدا لظاہر سلفی سے مشورہ سخن لینے لگے۔

۱۰ شوال ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء کو دار العلوم احمدیہ سلفیہ میں تعلیمی خدمت کے لئے بلائے گئے' اور مدرسہ احمدیہ سلفیہ کی خدمت کرتے رہے۔

واردھا اسکیم کے تحت جامعہ ملیہ دھلی میں ٹرینگ حاصل کی' اور مدرسہ احمدیہ سلفیہ میں یکسو و مطمئن ہو کر تعلیمی و تدریسی خدمات انجام دی۔

وفات کا سال معلوم نہ ہو سکا۔

۲۳۲ مولانا عبدالوہاب آروی

مولانا عبدالوہاب کا وطن الہ آباد تھا۔ مدرسہ حنفیہ آرہ میں تعلیم و تدریس کے لئے تشریف لائے' اور آرہ ہی میں اقامت اختیار کرلی' عالم دین کے ساتھ حاذق طبیب بھی تھے۔ منطق و فلسفہ میں اپنی نظیر آپ تھے۔ مولاناؒ نے آرہ میں درس و تدریس کی خدمت کی' اور ساتھ مطب بھی کیا۔ آپ کے مطب کی شہرت ہر جگہ پھیل گئی۔

مولانا عبدالوہابؒ نے آرہ میں رہ کر بڑے جید علماء اور بڑے بڑے طبیب حاذق پیدا کئے۔

مولانا کی شہر میں بڑی عزت تھی۔ پالکی پر چلتے تھے' جس طرف سے آپ کی پالکی گذرتی' لوگ دورویہ آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور سلام کرتے تھے۔ آرہ شہر میں یہ عزت کسی کو نصیب نہ تھی۔

سال وفات معلوم نہیں ہوسکا۔

۲۳۳ مولانا عبدالباقی نزیل جمالپور دربھنگہ

مولانا عبدالباقی کا وطن قصبہ لونی تھا۔ یہ پہلے ریاست یوپی کے ضلع میرٹھ میں تھا' اب غازی آباد میں ہے' آپ حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادابادیؒ سے بیعت تھے۔ اور ان کے مجاز تھے۔ انہیں پیر و مرشد نے جمالپور تلجوگاندی کا کنارہ مروا کا دیس جانے کا حکم دیا' مولانا اس جمالپور کی تلاش میں ایک عرصہ تک سرگرداں رہنے کے بعد حضرت مولانا محمد عثمانؒ کے آباء و اجداد کی رہنمائی میں جمالپور پہنچے' مولانا محمد عثمان کے دادا امیر علی نے اپنی زمین دے کر جمال پور میں ان کے لئے مستقل قیامگاہ مٹی کا ایک خوبصورت گھر بنا دیا۔ مولانا عبدالباقی جمالپور ہی میں اقامت اختیار کر لی۔ تیس سال تک رہے' اور اپنے پیرو مرشد کے مشن کو کامیاب بنایا۔ جمال پور اور اسکے گردو نواح کی اصلاح کی۔ مولانا کے پاس قیمتی و نادر کتابوں کا ایک خاص کتب خانہ تھا' جو ہمیشہ ان کے زیر مطالعہ رہتا تھا۔ بعد میں گاؤں کی جہالت و بے توجہی کے نذر ہوگیا۔ اخیر میں وطن کا ارادہ کیا۔ اور اپنے قصبہ لونی تشریف لے گئے' ہفتہ عشرہ بھی نہیں گذرا تھا کہ لونی میں وفات پائی

وفات کا سال معلوم نہیں ہو سکا۔

۲۳۴ مولانا عصمت اللہ عظیم آبادی

شیخ فاضل عصمت اللہ سارنی ثم عظیم آبادی مشائخ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ عثمان بن عفان امویؓ کی نسل سے تھے' سید وارث حسین بنارسیؒ سے علم حاصل کیا' پھر انہیں سے علم طریقت کی بھی تحصیل کی' اور ان کے ساتھ بہت زمانہ تک رہے۔ یہاں تک کہ علم و معرفت سے وافر حصہ حاصل کر لیا۔ پھر عظیم آباد کا سفر کیا۔ اور وہاں درس و تدریس اور افادہ کا کام شروع کیا۔ جیسا کہ تذکرۃ الکرام میں مذکور ہے۔

وفات کا سال معلوم نہ ہوسکا۔

۲۲۵ مولانا عبدالحفیظ علوی دربھنگوی

مولانا عبدالحفیظ کا وطن جیور ضلع دربھنگہ (بہار) تھا۔ وہیں ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کے مدرسہ امدادیہ دربھنگہ وغیرہ میں حاصل کی، بعد میں دار العلوم دیوبند آئے، یہ حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ کی صدارت تدریس کا دور تھا۔ ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء میں دورہ حدیث پڑھا

فراغت کے بعد بعض مدارس میں درس و تدریس کا کام کیا۔ ذی قعدہ ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۵ء میں دار العلوم دیوبند گئے۔ وہاں آپ کو کتب خانہ کا منتظم بنایا گیا، دو سال تک آپ نے یہ خدمت انجام دی۔ اس زمانہ میں آپ نے ایک ضخیم کتاب النفحات الزکیہ فی احوال طبقات الحنفیہ' کے نام سے لکھی، اس کا مقدمہ اس دور کے رسالہ "القاسم" دیوبند میں کئی قسطوں میں شائع ہوا۔ ماشاء اللہ مقدمہ بڑا جاندار ہے۔ مولانا نے حیات شیخ الہندؒ بھی لکھی تھی۔ اس کا قلمی نسخہ مولانا مفتی ظفیرالدین کی نظر سے گذرا ہے۔ مولانا دار العلوم سے جدا ہونے کے بعد نگرام ضلع لکھنؤ میں درس حدیث دیتے رہے۔ مولانا محمد انیس نگرامی نے حدیث مولانا سے پڑھی تھی۔ آخیر میں بیعت و ارشاد کی خدمت میں منہمک ہوگئے تھے۔ اطراف بلرام پور ضلع گونڈا میں ان کے کافی مریدین تھے۔ مولانا کا سنہ وفات صحیح طور پر معلوم نہ ہو سکا۔

۲۲۶ مولانا عبدالسلام بھاگلپوری

مولانا عبدالسلام بھاگلپوری حضرت مولانا شہباز محمد رحمتہ اللہ علیہ بھاگلپوری کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ نے علوم ظاہری و باطنی اپنے والد سے حاصل کی، آپ نے اپنے والد محترم کے خلیفہ حضرت خواجہ علی سے شرف بیعت حاصل کی، آپ اپنے والد کی خدمت میں چالیس دنوں تک حجرہ میں ساتھ رہے۔ اور ولی کامل ہوگئے۔

اپنے والد کے وصال کے بعد پانچ برس چھ ماہ اور اکیس دن تک اس عالم فانی میں رہے۔ اور امور سجادگی کو نہایت حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیا۔

یہ بات مشہور ہے کہ آپ کے اندر جلال بہت زیادہ تھا۔ اس لئے آپ کے والد نے آپ کو اپنے پہلو میں دفن کرنے کی وصیت کی تھی چنانچہ' آپ کا مزار مولانا شہباز محمدؒ کے پہلو میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

۲۳۷ مولانا حکیم عبدالمنان ہرسنگھ پوری

مولانا حکیم عبدالمنان' حضرت مولانا محمد عارف ہرسنگھ پوریؒ کے تیسرے صاجزادے تھے۔ وطن ہرسنگھ پور ضلع دربھنگہ تھا۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ رحمانیہ سوپول میں حاصل کی' پھر مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے کے بعد لکھنؤ گئے' اور وہاں علم طب کی تکمیل کی۔ انتہائی ذہین و فہیم عالم تھے۔ علم طب میں فنی مہارت رکھتے تھے۔ پوہدی ہائی اسکول میں معلم تھے۔ شریعت اور وضع کے پابند تھے۔ اسکول میں خاص وقار رکھتے تھے۔

مولانا بیعت و ارشاد اور علوم باطنی کے سلسلہ میں حضرت شاہ وصی اللہ الہ ابادیؒ اور حضرت مولانا سراج احمد امروہیؒ کی خدمت میں اکثر حاضری دیتے تھے۔ انہوں نے پوہدی میں مدرسہ اشرفیہ قائم کیا۔ جو بحسن و خوبی جاری ہے۔

وفات کا سال معلوم نہ ہو سکا۔

۲۳۸ مولانا سید عبدالغفور استھانوی

مولانا سید عبدالغفور کے والد کا نام سید ابوالحسن تھا۔ وطن مالوف موضع استھانواں ضلع نالندہ تھا۔ ۱۳۰۲ھ ۱۸۸۵ء میں ولادت ہوئی' اپنے چچا مولانا سید ابوالبرکات استھانویؒ کی آغوش میں تربیت پائی۔ اور اپنے ساتھ اپنے قیام گاہ محلہ خانقاہ

قصبہ بہار شریف میں رکھنے لگے۔

مولانا عبدالغفور نے مولانا ابوالبرکات کی صحبت میں رہ کر ابتدائی تعلیم پائی۔ فارسی کے بعد عربی کی طرف متوجہ ہوئے اور ندوۃ العلماء میں ۱۳۱۸ھ ر ۱۹۰۰ء میں داخل ہوئے۔ اور وہاں کے مشہور اساتذہ مولانا فاروق چڑیا کوٹیؒ، مولانا محمد طیب ادیبؒ، شمس العلماء مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکیؒ، مولانا شبلی نعمانیؒ، مولانا محمد حفیظ اللہؒ وغیرہ مشاہیر علماء کی زیارت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ اور ان میں سے اکثر سے تعلیم حاصل کی۔ اور ندوہ ہی سے فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد ۱۹۱۱ء میں ندوۃ العلماء کی ملازمت کا سلسلہ قائم ہوا، اور مولانا عبدالحئیؒ کی ماتحتی میں کام کرتے رہے۔ مولانا نے آپ کو مددگار ناظم کا عہدہ عطا کر دیا۔ آخر وقت تک وہیں خدمت انجام دیتے رہے۔

شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ اور شررؔ تخلص کرتے تھے۔

وفات کی تاریخ معلوم نہ ہو سکی۔

۲۳۹ مولانا عبدالوحید ثاقب نعمانی پورنوی

نام عبدالوحید، والد کا نام مولوی نصرت علی نصرت تھا۔ آپ کی پیدائش مقام جوگندر ضلع پورنیہ میں ۱۹۱۹ء میں ہوئی، آپ کا خاندانی کئی پشتوں سے علوم شرقیہ کے لئے مشہور و معروف رہ چکا ہے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت گھر پر والد کے زیر سایہ ہوئی، والد کا انتقال ہوگیا، تو اس دور کے مطابق فارسی کی مروجہ کتابیں مختلف اساتذہ سے پڑھیں۔ علوم عربیہ کی تحصیل کے لئے مدرسہ امدادیہ دربھنگہ گئے اور وہاں کے اساتذہ سے اکتساب فیض کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد علاقہ کے کئی درسگاہوں میں درس و تدریس کی خدمت انجام دی۔ پھر مدرسہ تبلیمیہ بارا عیدگاہ پورنیہ میں اردو و فارسی استاذ کی حیثیت سے ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۹ء تک تدریسی خدمات انجام دئے۔

۱۹۵۰ء میں مولانا بشیرالدین قاسمی کی تحریک و ہدایت پر مدرسہ نعمانیہ ڈومریا عیدگاہ کی بنیاد ڈالی۔ یوم تاسیس سے ۱۹۷۴ء تک مدرسہ میں استاذ کی حیثیت سے

رہے۔ پھر صحت کی خرابی کی وجہ سے درس و تدریس کا مشغلہ ترک کردیا' صحت یاب ہونے کے بعد ۱۹۷۵ء سے اپنے گاؤں کے مدرسہ میں بحیثیت مدرس بقیہ زندگی گذاری۔

شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ پہلے وحیؔد تخلص کرتے تھے۔ پھر ثاقؔب تخلص کرنے لگے۔ آپ کے کلام کا مجموعہ "رخت سفر" شائع ہو چکا ہے۔

سال وفات معلوم نہیں۔

۲۴۰ مولانا سید شاہ عبدالغنی کاکوی

آپ کا نانیہالی واسطہ حضرت مولانا سلیمان لنگر زمینؒ اور سید شاہ رکن الدینؒ سے بذریعہ ایک وثیقہ کے معلوم ہوا' ایک بزرگ سید شاہ فدا علی مرحوم کے وصیت نامہ سے بھی پتہ چلا کہ مولانا کا تعلق اس بستی کاکو سے نانیہالی ہے۔ آپ کی دادیہال کہاں تھی' اس کا علم نہیں ہوسکا۔ آپ رضوی سید اور اعلیٰ درجہ کے عالم باعمل' فاضل اکمل اور درویش عارف باللہ تھے۔ آپ کو شرف بیعت داناپور کے کسی بزرگ سے تھا۔ اور تعلیم و تربیت حضرت حاجی تاتار رحمتہ اللہ علیہ سے ہوئی۔ جن کا مزار اور مسجد محلہ چمرڈوریہ پٹنہ سیٹی میں واقع ہے۔

مولانا کے پیر طریقت تو داناپوری بزرگ تھے۔ مگر مرشد حضرت تاتار بھی تھے۔ اور ان ہی کی صحبت میں رہ کر آپ نے علوم ظاہری و باطنی حاصل کی۔ جب حاجی صاحب کا انتقال ۱۱۱۱ھ/۱۶۹۹ء میں ہوا' تو آپ ان کے جانشیں ہوئے۔ اجازت و خلافت اپنے پیر و مرشد سے حاصل تھی۔

وفات کا سال درج نہیں ہے۔

۲۴۱ مولانا سید عبدالغنی بہاری محی الدین نگری

مولانا سید عبدالغنیؒ' حضرت مولانا بشارت کریم گڑھولویؒ کے خسر اور مولانا محمد

ادریس ذکا گڑھولویؒ کے نانا تھے۔ آبائی وطن بہار شریف کاغذی محلّہ تھا' وہ اپنی سسرال محی الدین نگر ضلع دربھنگہ میں حال مقامی ہوگئے تھے۔ مولانا عبدالحئیؒ فرنگی محلیؒ کے شاگرد تھے۔ اور مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ تصنیف و تالیف کا کافی ذوق تھا۔ تجارت ذریعہ معاش رہی' تذکرۃ الحسینی ان کی تصنیف تھی۔ جواب نایاب ہے۔ اس پر مولانا عبدالحئیؒ کی تقریظ بھی تھی۔ مدرسہ جامع العلوم مظفر پور کا سنگ بنیاد مولانا نے ہی رکھا تھا۔ جیسا کہ قاری عبدالمجید مہتمم مدرسہ نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں لکھا ہے۔

سال وفات معلوم نہیں

۲۴۲ مولانا عبدالسبحان بہاری

شیخ فاضل عبدالسبحان بن اسماعیل بہاری ایک جید عالم تھے' حکمت و فلسفہ میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ بہت دنوں تک دار العلوم ندوۃالعلماء لکھنؤ میں عربی ادب کی طرف متوجہ رہے' پھر ٹونک کا سفر کیا۔ اور مولانا برکات احمد ٹونکیؒ سے منطق و حکمت کی تعلیم حاصل کی۔ پھر کانپور میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا' اور بہت زمانہ تک فیض پہنچاتے رہے۔ پھر الہ آباد چلے گئے۔ اور مدرسہ مصباح العلوم میں ایک مدت تک تدریسی خدمت سے وابستہ رہے۔ پھر دار العلوم میں تدریسی خدمت انجام دی۔

وفات کی تاریخ معلوم نہیں

۲۴۳ مولانا محمد عارف گیاوی

حضرت مولانا محمد عارف ابوالفتح کے لقب سے مشہور تھے' بڑے عالم فاضل تھے۔ سلاطین تیموریہ کے زمانہ میں اکثر جگہوں میں قاضی و مفتی کی جگہ پر مامور تھے۔ شاہزادوں کو بھی آپ نے پڑھایا۔ بادشاہ کی طرف سے چند مواضعات بھی آپ کو جاگیر

میں دیئے گئے۔ ان میں سے موضع بھاری چک ضلع گیا ہے۔ آپکی اولادوہاں موجود ہے۔ جاگیر کے سلسلہ میں فرامین شاہی و اسناد قاضی و مفتی آپ کی اولاد میں شیخ محمد حیات ساکن موضع بھوئی کے پاس موجود تھے۔ لیکن اب وہ کاغذات دستیاب نہیں ہیں۔

وفات کی تاریخ معلوم نہیں

۲۴۴ مولانا عزیز اللہ عظیم آبادی

شیخ فاضل عزیز اللہ بن مبارک عظیم آبادی معقول و منقول میں مہارت رکھتے تھے۔ دار السلطنت دہلی کا رخ کیا۔ ان کے لئے وظیفہ مقرر کیا گیا' نواب زیب النساء بیگم بنت عالمگیر کی شاعری کی اصلاح کے لئے مقرر کیے گئے۔ ان کے فارسی میں عمدہ اشعار ہیں۔

وفات کا سال معلوم نہیں

۲۴۵ مولانا عبدالشکور منیری

مولانا عبدالشکور منیر کے رہنے والے تھے' منیر خانقاہ سے قریب عالیشان جامع مسجد ہے۔ جس کو پہلے حضرت مولانا عبدالشکور منیریؒ نے تعمیر کیا تھا۔ اس کے بعد ۱۱۰۳ھ ر ۱۶۹۱ء میں ابراہیم خاں نے تعمیر کیا۔ اس مسجد کی سہ بارہ تعمیر ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۶ء میں میر خادم علی منیری کے اہتمام سے ہوئی۔ جس کا کتبہ مدینہ منورہ سے کندہ ہو کر آیا۔ اور مسجد میں لگایا گیا۔ اسی مسجد کے احاطہ میں مولانا عبدالشکور منیری کا مزار ہے۔ اس کے قریب گنج شہداء ہے' جہاں حضرات شہداء آسودہ ہیں۔

وفات کا سال معلوم نہیں

۲۴۶ مولانا سید علی احمد دربھنگوی

سید احمد علی نام' احمؔد تخلص' بہار شریف کے رہنے والے تھے۔ مولوی سید ریاض الدین حسین مخلصؔ کی بہن سے ان کی شادی ہوئی تھی' اسی وجہ سے انہوں

نے دربھنگہ میں سکونت اختیار کرلی تھی ۔ یہ اپنے عہد کے جید عالم تھے ۔ شعروسخن سے بھی دلچسپی تھی ۔ حضرت کامل دھرمپوری کے ہم عصر میں ممتاز تھے

تقریباً ۱۳۱۸ھ ر ۱۸۹۰ء تک زندہ تھے' اور دربھنگہ ہی میں انتقال فرمایا۔
وفات کا سال تحقیقی طور پر معلوم نہیں

۲۴۷ مولانا حکیم سید عبدالشکور اوگانوی

مولانا حکیم سید عبدالشکور کا آبائی وطن اوگانواں تھا' ابتدائی تعلیم مختلف اساتذہ سے حاصل کی۔ درسیات کی تکمیل مولانا احمد حسن کانپوریؒ اور مولانا لطف اللہ علی گڑھیؒ سے کی۔ مولانا عبد الشکور کا مزاج نہایت شاہانہ و زاہدانہ تھا' یہی وجہ تھی کہ وہ کسی مدرسہ یا ادارہ میں قیام پذیر نہیں ہوسکے۔ لکھنؤ' کانپور' اور مدرسہ عالیہ کلکتہ کے درمیان مولانا کی زندگی گردش کرتی رہی' آخر میں مدرسہ اسلامیہ بہار شریف سے منسلک ہو گئے ۔آپ کے شاگردوں میں مولانا سید شاہ ضیاء الرحمٰن' مولانا ظفرالحسن' مولانا ابو بکر قاسمیؒ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

مدرسہ اسلامیہ میں صدر مدرس کی حالت میں ———— وفات پائی۔ محلہ میرواد بہار شریف میں مدفون ہوئے۔ وفات کا سال معلوم نہیں۔

باب غ

۲۴۹ شیخ غلام نقشبند پھلواروی

شیخ غلام نقشبند بن عماد الدین بن برہان الدین ہاشمی جعفری پھلواروی ۱۱۰۶ھ / ۷۴۴ء میں پھلواری میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں پرورش و پرداخت ہوئی۔ تمام درسی کتابیں شیخ مجیب اللہ بن ظہور اللہ جعفریؒ سے پڑھیں۔ پھر انہیں سے طریقت کا علم حاصل کیا۔ پھر ان کی دو لڑکیوں سے یکے بعد دیگر شادی ہوئی۔ اپنے شیخ ہی کی زندگی میں ۳ ذی قعدہ ۱۱۷۳ھ / ۱۷۵۹ء میں وفات پائی جیسا کہ حدیقۃ الازہار میں ہے۔
آپ کا تفصیلی ذکر کتاب "تذکرۃ الکرام" میں مذکور ہے۔ کتاب فضل النبی حضرت تاج العارفینؒ کی اجازت سے آپ ہی نے ترتیب دی۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ جس میں نوافل واوراد ہیں، اس کا نام فضل النبی۔ اور جس میں مسائل ہیں، اس کا نام فضل الرسول ہے۔ تصوف کی کتابوں پر آپ کے تعلیقات ہیں۔
۳ ذی قعدہ ۱۱۷۳ھ / ۱۷۵۰ء میں وفات پائی

۲۵۰ شیخ غلام یحیٰ بہاری

شیخ عالم کبیر یحیٰ بن نجم الدین باڑھوی بہاری منطق و حکمت میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ باڑھ میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں پرورش ہوئی۔ علم کے لئے سفر کیا۔ تو سندیلہ آئے، اور کتب درسیہ کو مدرسہ منصوریہ میں مولانا باب اللہ جونپوریؒ سے پڑھی۔ پھر طریقت کو شیخ بدر عالم ساداموی سے حاصل کیا۔ لکھنؤ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اور میر زاہد رسالہ پر نہایت ہی عمدہ دقیق حاشیہ لکھا، اور اس کا نام لواء الہدیٰ فی اللیل والدجی رکھا۔ اس حاشیہ نے بہت مقبولیت حاصل کی، اس کو نصاب تعلیم میں شامل کرلیا گیا۔ مولانا لکھنؤ میں بہت دنوں درس و تدریس میں منسلک رہے۔ پھر دھلی تشریف لے گئے۔ اور طریقہ نقشبندیہ کو شیخ مظہر جانجاناں علوی دھلویؒ سے حاصل کیا۔ اور ان کی خدمت میں پانچ برسوں تک رہے، پھر لکھنؤ لوٹے۔ اور شیخ پیر محمد لکھنوی کے خانقاہ میں شیخ محمد قلندر کی مسجد کے قریب اقامت اختیار کرلی۔

آپ کی مصنفات میں شرح السلم، کلمتہ الحق اور ایک رسالہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود میں ہے۔

ذی قعدہ ۱۱۸۰ھ/۱۷۶۶ء میں لکھنؤ میں وفات پائی۔ اور شیخ پیر محمد کے خانقاہ میں دفن کئے گئے جیسا کہ بحر ذخار میں ہے۔

۲۵۱ قاضی غلام یحی باڑھوی بہاری

قاضی مولانا غلام یحیی بن قاضی غلام شرف الدین باڑھوی بہاری شیخ محمد تاج فقیہ کی اولاد میں سے تھے۔ ایک متمول خاندان میں پیدا ہوئے۔ اور پرورش و پرداخت ہوئی۔ علم کی طرف رجحان بہت کم تھا۔ حضرت مخدوم الملکؒ کی توجہ سے لکھنے پڑھنے کی طرف مائل ہوئے، اور ابتدائی تعلیم کے بعد تعلیم کے لئے سفر کیا۔ اور دھلی تشریف لے گئے۔ اور دھلی کے اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنا شروع کیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلویؒ باحیات تھے۔ ان سے استفادہ کیا، اور بہت جلد مشاہیر علماء زمانہ میں ہوگئے۔ حضرت مخدوم الملکؒ کی تالیفات و تصنیفات سے بے پناہ شغف تھا۔ ان کے مکاتیب ہمیشہ زیر مطالعہ رہا کرتے تھے۔ مکتوبات صدی دھلی میں بھی ساتھ رہی، اور دھلی میں قیام کے دوران ایک جلد نقل بھی کی۔ جو اب تک ان کی اولاد کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ شرح آداب المریدین پر حاشیہ بھی لکھا، جو بحمد اللہ محفوظ ہے۔ جب دھلی سے واپس آئے، تو ان کے والد ماجد نے رحلت فرمائی۔ محکمہ قضاء آپ کے سپرد ہوا۔ آپ نے اس خدمت میں اپنے دیگر ورثاء کو بھی شریک کیا۔

۴ جمادی الاولی ۱۱۸۶ھ-۱۷۷۲ء میں رحلت فرمائی، اور بہار میں احاطہ مخدوم میں اپنے والد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

۲۵۲ مفتی غلام مخدوم پھلواروی

مفتی غلام مخدوم نام، ثروت تخلص، ۱۱۴۵ھ (۱۷۳۲ء-۱۷۳۳ء) میں پیدا ہوئے۔ کتب درسیہ اپنے والد ملا جمال الدین بہجت سے تمام کیں۔ شاہ محمد مخدوم کے

ہاتھ پر بیعت کی۔ ابتداء میں درس و تدریس کا مشغلہ رہا۔ شعر و شاعری کا مذاق رکھتے تھے۔ شاہ آیت اللہ جوہریؒ کے شاگرد تھے۔ فارسی میں ان کا دیوان گلہائے رنگا رنگ کا گلدستہ ہے، اپنی علمی صلاحیتوں کے باعث پھلواری شریف کے مایہ ناز علماء شمار کئے جاتے۔ عظیم آباد میں مفتی کے جلیل القدر عہدہ پر سرفراز ہوئے۔ کچھ دنوں کے لئے عارضی طور پر پھلواری شریف کے قاضی بھی رہے۔ قاضی بدر عالمؒ کے انتقال کے بعد مفتی ثروت نے انتھک کوشش کی کہ یہ منصب انہیں مل جائے۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

مفتی صاحب کی زندگی عسرت و افلاس میں کٹ رہی تھی کہ ایک مقدمہ وراثت کے حسب خواہ فیصلہ پر چالیس ہزار روپے کی گرانقدر رقم سرکار کمپنی سے بطور انعام کے منظور ہوئی۔ اور افلاس دور ہوا۔ محلہ لودی کٹرہ رانی پور کی کھڑکی میں مکان خریدا۔ اور بہ سبب ملازمت وہیں مقیم ہوئے۔ پھلواری شریف کے مکانات میں ان کی دیگر اولاد رہنے لگی۔

ان کا انتقال ۱۲۱۹ھ مطابق ۱۸۰۴۔۱۸۰۵ء میں ہوا

۲۵۳ مولانا غلام مجتبیٰ دربھنگوی

مولانا غلام مجتبیٰ کے والد کا نام مولانا شاہ سید محمد ابراہیم اور مسکن محلہ میش پٹی دربھنگہ تھا۔ آپ کے والد مولانا شاہ سید محمد ابراہیم شاہی لشکر میں اعلی عہدہ پر فائز تھے، جب کارہائے دنیاوی حارج حال ہوئے، تو فوجی لوازمات و تبرکات کے ساتھ دربھنگہ پہنچے، اور محلہ میش پٹی میں سکونت اختیار کرلی۔ نواب علی وردی خاں مہابت جنگ کے دور نظامت میں دربھنگہ میں آکر آباد ہوئے۔

مولانا کے حالات دستیاب نہیں ہیں، تذکرہ سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا عالم کے ساتھ ساتھ قطب وقت بھی تھے۔ اور نواب کی حکومت میں قاضی کے عہدہ پر فائز تھے۔ اور نیک خدمات کے صلہ میں معقول جائداد بھی ملی تھی۔ تذکرہ آئینہ مبارک

کے مطابق نواب مہابت جنگ نے بادشاہ کی جانب سے عطا کردہ مواضعات کے سلسلہ میں فرمان واگذاشت لکھا تھا۔ آپ کے تین صاحبزادے شاہ محمد صلاح، شاہ محمد ماہ اور شاہ محمد حافظ تھے۔ ان میں مولانا شاہ محمد صلاحؒ اور ان کے دو صاحبزادے مولانا امام شاہؒ اور مولانا بہرام شاہؒ اپنے وقت کے جید عالم اور صوفی تھے۔ اپنے وقت میں مفتی عدالت بھی رہے۔

مولانا غلام مجتبیٰؒ عالم اور قطب وقت تھے۔ آپ سے بہت سے جن و انس فیضیاب ہوئے۔

وفات کی تاریخ معلوم نہیں۔ تذکرہ کے مطابق ایک سو بیس سال کی عمر پائی۔ آپ کے صاحبزادہ مولانا محمد صلاح کی وفات ۱۲۲۸ھ / ۱۸۱۳ء میں ہوئی۔ اس طرح اندازہ کے مطابق ۱۷۰۰ء میں آپ کی وفات ہوئی ہوگی۔

۲۵۴ مولانا غلام سرور سروش دربھنگوی

مولانا غلام سرور، مولوی جان محمد کے صاحبزادے، مولد و مسکن محلہ روضہ گنج دربھنگہ، نسبتاً شیخ لیکن پیشہ خیاطی تھا۔ انہوں نے ابتدائی کتابیں گھر ہی پر پڑھیں، پھر حضرت مولانا ہدایت اللہ صدیقی دربھنگوی تلمیذ رشید حضرت مولانا نظام الدین فرنگی محلی، بانی درس نظامیہ سے علوم عربیہ کی تعلیم حاصل کی۔ علوم دنیہ اور معقولات و منقولات میں بھی پوری دستگاہ حاصل کرلی تھی۔

شعر و سخن کا مذاق رکھتے تھے۔ اور سروش تخلص کرتے تھے۔ فارسی ادب سے گہری مناسبت تھی، اور اردو سے بھی۔ دونوں زبانوں میں اشعار بھی کہتے تھے، اپنے عہد کے ممتاز شعراء کی حالات زندگی اور کلام کا ایک مجموعہ "نوادرات سروش" ۱۲۲۸ھ / ۱۸۱۳ء میں ترتیب دیا تھا۔ اس میں مرزا بھوفدوی کے حالات زندگی کے ساتھ شمالی بہار کے ممتاز شعراء کا ذکر شرح و بسط کے ساتھ ملتا ہے۔ اب تو غالباً یہ متاع

گراں بہا بھی زمانہ کے ہاتھوں برباد ہوگیا۔ مولوی محمد الیاس رحمانی مرحوم نے اسے دیکھا تھا۔

سروش نے ۱۲۳۸ھ ر ۱۸۲۲ء میں انتقال فرمایا۔ اور اپنی ہی تعمیر کردہ مسجد کے متصل جنوبی گوشہ میں دفن کیے گئے۔

۲۵۵ مولانا غلام مصطفیٰ فخر سہسرامی

مولانا غلام مصطفیٰ کے والد کا نام شیخ فخرالدین صدیقی تھا' ولادت ۱۲۸۵ھ ر ۱۸۶۸ء میں پٹھان ٹولی سہسرام ضلع شاہ آباد آرہ (بھوجپور) میں ہوئی' ابتدائی کتابیں سہسرام کے مدرسہ خانقاہ میں پڑھی۔ سال اول تک نصاب پڑھنے کے بعد حضرت مولانا فاروق چڑیا کوٹی کی خدمت میں لکھنؤ پہنچے' علم و ادب اور معقولات سے فارغ ہو کر کانپور مولانا عبدالوہاب بہاریؒ کی خدمت میں پہنچے۔ بقیہ درسیات کی تکمیل دارالعلوم کانپور میں کی' کتب حدیث اور تکمیل علوم کے خیال سے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کی خدمت میں پہنچے۔ اور شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ سے کسب فیض کیا۔ وہاں سے سند تکمیل حاصل کرنے کے بعد مظفر پور' پورنیہ اور دربھنگہ وغیرہ مدارس اسلامیہ میں مدرس اول رہے۔ تصنیف و تالیف کا بھی مشغلہ رہا۔ سیف الاعظم' نصیحۃ الثانی' تحصیل معرفت' جمال مصطفائی' انوار العزیز وغیرہ کتابیں قابل ذکر ہیں۔

اپنے مرید خاص قطب الدین درویش کے یہاں قصبہ گگونج ضلع دیوان (مدھیہ پردیش) پہنچے۔ وہیں ۱۳ جمادی الاولی ۱۳۶۹ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۵۰ء کو بروز جمعہ بعد نماز عصر وفات پائی۔ اور دوسرے دن دامن کوہ میں دفن کیے گئے۔

۲۵۶ مولانا سید شاہ غلام نجف قادری

مولانا سید شاہ غلام نجف قادری کی ولایت ۱۳۳۳ھ ر ۱۹۱۴ء میں درگاہ شاہ ارزانی میں ہوئی۔ آپ درگاہ حضرت شاہ ارزانی کے سجادہ نشیں تھے۔ آپ کے علم'

آپ کی دانشوری، آپ کے زہد و تقوی اور آپ کے روحانی کمالات کاشہرہ آپ کے عہد ہی میں دور دور تک پھیل چکا تھا۔ ملک اور بیرون ملک سے تشنگان علم و عرفان آئے اور اپنی علمی و روحانی پیاس بجھائے۔ آپ کے تبحر علمی اور روحانی بلندی کاشہرہ سن کر اپنے دور کی بعض اہم اور علمی شخصیتیں بھی آپ کی خانقاہ میں آپ سے ملاقات کرنے تشریف لائیں۔ ان میں سے ایک اعلی حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلویؒ بھی تھے۔

آپ کی وفات ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۷ء میں ہوئی۔ اور درگاہ شاہ ارزانی میں مدفون ہوئے۔

۲۵۷ مولانا غلام حسین بہاری

شیخ فاضل غلام حسین عمری بہاری حکمت و فلسفہ کے ایک ماہر تھے۔ ھروی گاؤں میں جو شیخپورہ کے قریب ہے پیدا ہوئے، شیخ پورہ ان دنوں مونگیر ضلع میں واقع ہے۔ وہیں پرورش پائی۔ بعض کتابیں بحرالعلوم مولانا عبدالعلیؒ سے پڑھیں۔ اور بعض ملاحسن بن غلام مصطفیٰ سے۔ پھر شیخ شکر اللہ سندیلویؒ کی خدمت میں گئے، اور ان سے طریقت کا علم حاصل کیا۔ اور اسی پر پوری عمر جمے رہے۔ صاحب وجدو حال بزرگ تھے۔ ان کے کشف و کرامات کا تذکرہ بحر زخار میں ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں

۲۵۸ مولانا مفتی غلام سبحان بہاری

شیخ فاضل علامہ سبحان بہاری مشہور عالم دین تھے۔ بہار شریف میں پیدا ہوئے۔ مولانا معظم الدین سے اور دوسرے علماء سے علم حاصل کیا۔ فراغت کے بعد مدرسہ عالیہ کلکتہ میں درس و تدریس شروع کی، اور بہت دنوں تک مدرس رہے۔ پھر وہیں افتاء کے منصب پر فائز کیے گئے۔ پھر کلکتہ میں قاضی بنائے گئے۔ عوام و سرکاری حکام کے نزدیک ان کی بڑی اہمیت تھی۔

وفات کا سال معلوم نہیں

باب ف
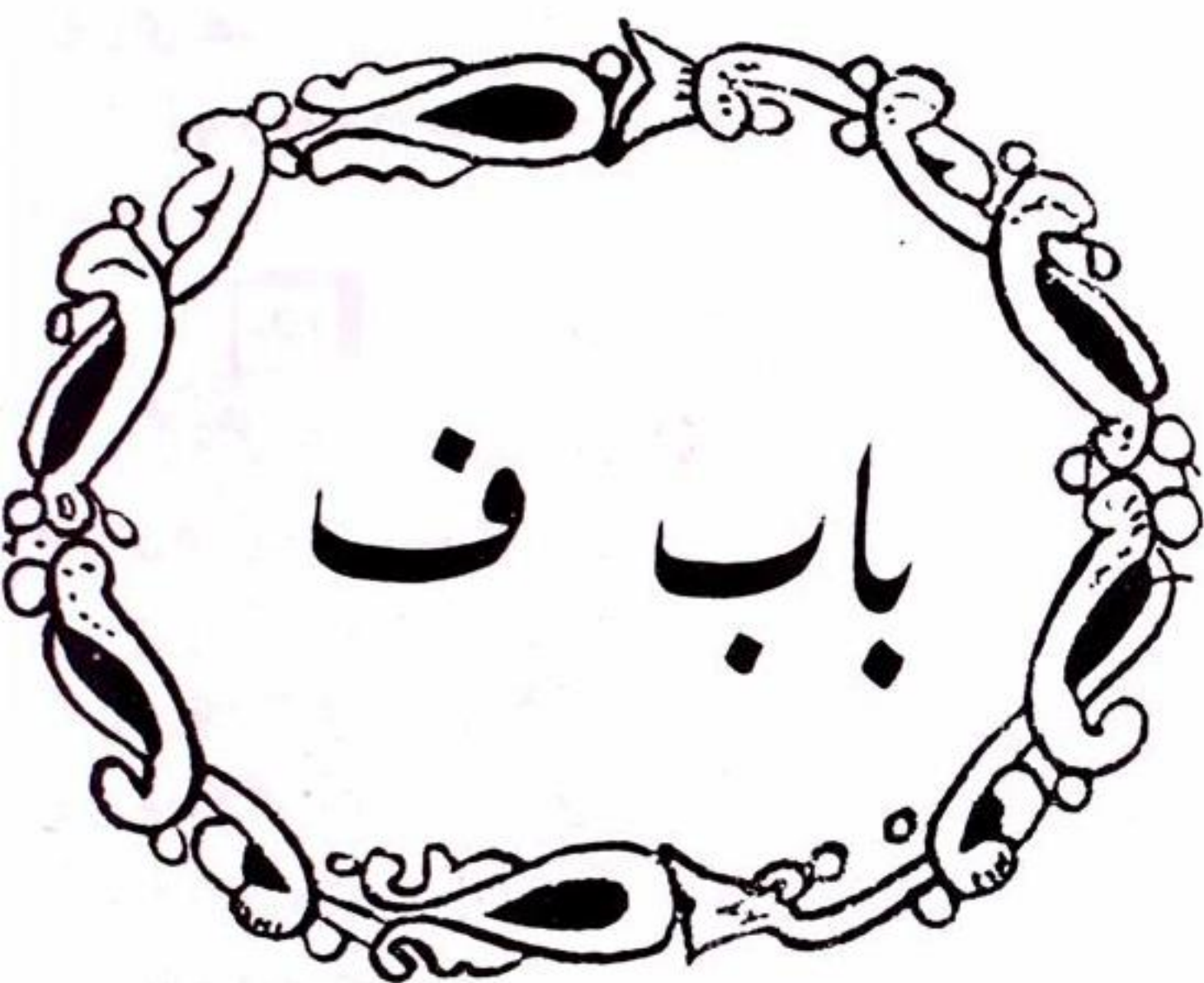
۲۵۹ مخدوم شاہ فرید الدین طویلہ بخش

مخدوم شاہ فریدالدین طویلہ بخش حضرت سید ابراہیم کے صاحبزادہ تھے۔ سید ابراہیم حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں رہتے تھے۔ جب حضرت مخدوم اخی سراج الدینؒ کو بنگال جانے کا حکم ہوا' تو حضرت ابراہیم بھی ساتھ کر دیئے گئے۔ پنڈوہ میں کچھ دنوں قیام کے بعد حضرت مخدوم شاہ علاء الحقؒ نے اپنی سالی سے آپ کی شادی کردی۔ آپ سے مخدوم فریدالدین طویلہ بخش تولد ہوئے۔ آپ حضرت مخدوم شاہ نور قطب عالم سے تعلیم و تربیت حاصل کی' اور انہیں سے مرید ہوئے۔ اور اجازت و خلافت حاصل کی۔ حضرت مخدوم طویلہ بخشؒ نے محلہ چاند پورہ بہار شریف میں قیام فرمایا۔ آپ کی خانقاہ سر چشمہ رشد و ہدایت رہی۔ اور آپ کا سلسلہ نسب و سلسلہ طریقت صوبہ کے اطراف و اکناف میں کثرت سے پھیلا۔ آپ کے خاندان کے جلیل القدر اصحاب نے خلق کی رہنمائی فرمائی۔ حضرت ملا محب اللہ بہاریؒ اسی خاندان میں مرید ہوئے۔ اور آپ کا مزار بھی اسی احاطہ میں ہے۔

آپ کی وفات ٦ جمادی الثانی ۸۹۷ھ کو ہوئی اور بہار شریف میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

۲٦۰ مخدوم شاہ فرید الدین محمد ماہرو فردوسی منیری

حضرت شاہ ماہرو منیری بن مخدوم شاہ دولت منیریؒ اپنے والد سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اور انہیں کے مرید و خلیفہ تھے۔ اپنے والد کے وصال کے بعد سجادہ نشیں ہوئے۔ آپ بہت خوبصورت تھے۔ اس لئے والد ہی نے ماہرو کا لقب عطا فرمایا تھا۔

اپنے والد کے وصال کے بعد اپنے والد کے خلیفہ سید عباس گجراتی سے والد کے حکم کے مطابق استفادہ کیا۔ آپ اپنے دور کے ولی کامل تھے' اور اپنے والد کی روش پر ثابت قدم رہ کر حد کمال کو پہنچے۔

۱۵ر سال سجادہ نشیں رہ کر ۵ رمضان ۱۰۳۱ھ ر۱۶۲۱ء میں وفات پائی' اور احاطہ دولت میں مقبرہ کے سامنے چبوترہ پر والد کے پائیں میں مدفون ہوئے۔

۲۶۱ مولانا فضل اللہ بہاری

شیخ فاضل فضل اللہ ابوالفضل حنفی بہاری فقہ' اصول اور عربی ادب کے ماہر تھے۔ مفتی ولی اللہ بن امجد علی حسینیؒ نے تاریخ فرخ آباد میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اپنی جوانی میں فرخ آباد آئے' اور بعض درسی کتابیں قاضی محمد عربی حسینی بھانویؒ سے پڑھیں۔ پھر دوسرے شہروں کا سفر کیا۔ اور علامہ محمد حسین بن غلام مصطفے لکھنوی کے درس میں پابندی سے شرکت کرتے رہے۔ اور ان سے تمام درسی کتابوں کو پڑھا۔ پھر فرخ آباد آئے' اور شیخ کرامت اللہ واعظ دہلوی کی لڑکی سے شادی کی۔ وہ نہایت ہی قانع اور درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔

۱۱۸۲ھ ر۱۷۶۸ء میں فرخ آباد میں وفات پائی اور وہیں فرخ آباد کے مشہور تاجر امام خاں کے باغ میں دفن کئے گئے۔

۲۶۲ مولانا فصیح الدین پھلواروی

شیخ عالم فقیہ فصیح الدین بن ابو یزید بن محمد فرید محمد حسین بن عطاء اللہ ہاشمی جعفری پھلواروی فقہاء حنفیہ میں سے تھے۔ پھلواری میں پیدا ہوئے' اور پرورش پائی۔ اور ایک مدت تک اپنے شہر کے اساتذہ سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ پھر دہلی کا سفر کیا۔ اور شیخ احمد بن ابوسعید امیٹھویؒ سے فیض حاصل کیا' اور اپنے شہر واپس لوٹے۔ اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا جیسا کہ حدیقۃ الازہار میں ہے۔ آپ ملاجیہ

دہلوی کے شاگرد تھے۔ عہد عالمگیری میں برابر دہلی میں رہے۔ اور فتاوی عالمگیر کی ترتیب و جمع میں شریک رہے' سلطان اورنگ زیب عالم گیر نے آپ کی علمی قابلیت کی قدر کرتے ہوئے ایک سو بیگہ اراضی اور ایک روپیہ یومیہ خرچ کے لئے دیا۔

آپ کی وفات ۱۱۹۱ھ/۱۷۷۷ء میں ہوئی۔

۲۶۳ مولانا فرحت حسین صادقپوری

مولانا فرحت حسین بن مولانا فتح علی عرف چھوٹے حضرت ۱۲۲۶ھ/۱۸۱۱ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے علوم درسیہ کا اکثر حصہ اپنے والد سے پڑھا۔ اور اسی زمانہ میں قرآن مجید بھی حفظ کیا' اور درسی کتابوں کا کچھ حصہ شاہ محمد واعظ ساکن محلہ نموہیہ سے بھی آپ نے پڑھا۔ اور حدیث کی سند آپ سے حاصل کی۔ مولانا ولایت علی جب سفر پر جاتے' تو تمام مریدوں کی ذمہ داری آپ پر آتی' اور آپ ان کی تعلیم و تربیت کا مناسب انتظام کرتے' اور ظہر کے بعد قرآن و حدیث کا درس دیتے۔ آپ فنون حرب میں بھی خوب مہارت رکھتے تھے۔ گھوڑے کی سواری نہایت ہی عمدہ جانتے تھے۔ بندوق کا نشانہ ایسا عمدہ جانتے تھے کہ اڑتی چڑیا آپ کے نشانہ سے خالی نہیں جاتی۔

آپ نہایت ہی سخی اور سادہ تھے' آپ کے پاس مواضعات سے جو کچھ آمدنی آتی وہ سب طلبہ' فقراء اور مہمانوں خرچ ہوتی' دو سو طلبہ آپ کے گرد جمع تھے۔ جن کی کفالت آپ کیا کرتے تھے۔ وہی خود کھاتے تھے جو طلبہ کے واسطے پکتا تھا۔

آپ کی وفات ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء میں ہوئی

۲۶۴ شیخ شاہ فرزند علی صوفی منیری

سید شاہ فرزند علی صوفی منیری حضرت شاہ لطف علی فردوسی منیری کے نواسے تھے۔ عربی' فارسی اور اردو میں دستگاہ رکھتے تھے۔ شاعری کا بھی اچھا ذوق تھا۔ فن

تصوف میں آپ کی ہستی مسلم الثبوت تھی۔ راحت روح، مثنوی لواء الحمد، سرودستان وسیلہ شرف اور بہت سی کتابیں آپ کی تصنیفات میں سے ہیں۔

وفات ٦ ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں اسلام پور میں ہوئی۔ اور حضرت شاہ ولایت علی ابو العلائی اسلام پوری کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

۲۶۵ مولانا فضل حسین مہدانوی ثم مظفرپوری

شیخ فاضل فضل حسین بن فرخ حسین بن واحد علی مہدانوی منیری مشہور عالم تھے۔ ۲۷ محرم ۱۲۷۱ھ بمطابق ۲۰ اکتوبر ۱۸۵۴ء کو پیدا ہوئے۔ ملا محمد عارف پیشاوریؒ اور مولانا عبد الحمید بہاریؒ سے علم حاصل کیا۔ پھر دہلی کا سفر کیا۔ اور حدیث کی تعلیم شیخ نذیر حسین محدث دہلویؒ سے حاصل کی۔ اور حکیم عبدالحمید بن محمود شریفی دہلوی سے طب کی تعلیم حاصل کی۔ ان کی فقہ و حدیث میں کئی کتابیں ہیں۔ ان میں سے رسالہ قنوت نازلہ، تمدن عرب، حدیث الک الکحل اور الحیات بعد الممات قابل ذکر ہیں۔ آپ نے مظفر پور کے محلہ پکی سرائے میں سکونت اختیار کرلی۔ اس لئے مظفرپوری کے ساتھ مشہور ہوگئے۔

مولانا فضل حسین حضرت شیخ نذیر حسین محدث دہلویؒ کے عزیز شاگرد اور ان کے واحد سوانح نگار تھے۔

۱۹۰۸ء میں سفر دہلی سے واپسی پر لکھنؤ میں انتقال ہوا، اور وہیں مدفون ہوئے۔

۲۶۶ مولانا سید فصیح احمد استھانوی

مولانا سید فصیح احمد کے والد کا نام مولوی محمد حسین تھا۔ آپ کی پیدائش اپنی نانیہال اوگانواں ضلع نالندہ میں ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء کو ہوئی۔ آپ کی نانیہال اوگانواں اور دادیہال مورا تالاب تھا۔ مورا تالاب بہار شریف سے دو میل کی مسافت پر واقع ہے۔ ابتدائی تعلیم اوگانواں، پورینی، مدرسہ انوارالعلوم گیا اور کانپور میں حاصل کرنے کے

بعد تکمیل کے لئے دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ دار العلوم میں مختلف علوم و فنون کی تحصیل کرتے رہے۔ حدیث کا درس حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ سے حاصل کیا' اور عربی ادب میں حضرت مولانا محمد اعزاز علیؒ سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ ان دونوں اساتذہ سے خصوصیت کے ساتھ بے حد عقیدت کا اظہار کرتے تھے۔

دورہ حدیث کی تعلیم کے بعد دار العلوم میں فنون کی تکمیل کے لئے رکے ہوئے تھے۔ اور داخلہ لے کر تعلیم شروع کر دی تھی کہ حضرت مولانا سید نثار احمد انوریؒ (م ۷ ستمبر ۴۹ء) نے باصرار آپ کو دار العلوم سہارنپور میں نائب صدر مدرس کی حیثیت سے بلایا' مشورہ اور اصرار کے بعد آپ نے تشریف لے جاکر پڑھانا شروع کیا' پھر نگینہ ضلع بجنور کے مدرسہ کے لئے اصرار ہوا۔ آپ وہاں تشریف لے گئے' اور جلد ہی وہاں سے سرونج روانہ ہوگئے۔ اور مدرسہ ریاض المدراس میں بہ حیثیت نائب صدر مدرس بحال ہوئے۔ سرونج سابق ریاست ٹونک کا اہم ضلع تھا۔ پھر لوگوں کے اصرار پر مدرسہ عزیزیہ بہار شریف میں ۳۵ یا ۳۶ میں ایک سال تدریسی خدمات انجام دیئے ۔ پھر سرونج کے لوگوں کے اصرار پر دوبارہ وہاں جانے پر مجبور ہوگئے۔ اور ۱۹۴۸ء تک وہیں قیام فرمایا۔ درس و تدریس کے ساتھ رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رہا' ملک کی تقسیم کے بعد نئے حالات سے متاثر ہو کر نیز اپنے وطن کی خدمت کے جذبہ کے تحت مدرسہ محمدیہ استھانواں ضلع نالندہ میں صدر مدرس کی ذمہ داری قبول فرمائی۔ اور استھانواں میں مستقل قیام کا ارادہ کرلیا' اور استھانواں کو اپنا وطن بنایا۔

مولانا سید فصیح احمد جید عالم اور کامل بزرگ تھے۔ آپ نے حضرت حافظ حامد حسن علوی (کھنڈ ضلع اعظم گڈھ) سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

مولانا نے تقریباً ۲۲ سال سرونج میں تدریسی واصلاحی خدمت انجام دی' اور ۱۹۴۹ء سے استھانواں اور پورے علاقہ کو آپ نے اپنا فیض پہنچایا

۲۲ اگست ۱۹۶۹ء بمطابق ۸ جمادی الاُخر ۱۳۸۹ء کو جمعہ کے دن تین بج کر پانچ منٹ پر وفات پائی' اور مدرسہ محمدیہ استھانواں کے احاطہ میں مدفون ہوئے۔

۲۶۷ مولانا فیض الرحمان فیض دربھنگوی

مولانا فیض الرحمان کے والد کا نام مولوی شمس الدین عاجز تھا۔ مولد و مسکن کو رونی بہیورہ ضلع دربھنگہ تھا۔ ولادت ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مکان پر حاصل کی۔ کچھ دنوں کے لئے دارالعلوم مشرقیہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں داخل ہوئے۔ یہاں سے فراغت کے بعد مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور میں حصول تعلیم کے لئے گئے۔ فراغت کے بعد مکان لوٹ آئے۔ دارالعلوم مشرقیہ حمیدیہ دربھنگہ میں بحیثیت مدرس تقرر ہوگیا۔ تقریباً چالیس سال تک درس و تدریس میں منہمک رہے۔ ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں اپنے فرائض سے سبکدوش ہو کر مکان تشریف لے گئے۔

حضرت مولاناؒ بزرگ خدا ترس تھے۔ اپنے عہد کے اچھے استاد کے علاوہ موصوف ایک اچھے انسان بھی تھے۔ مزاج میں بے حد سادگی تھی، جس سے جس طرح ملتے تھے، تاحیات اسی انداز سے ملتے رہے۔ انہوں نے طبع غیور پائی تھی۔

مولانا شعر و سخن کا ذوق رکھتے تھے۔ اور فیضؔ تخلص کرتے تھے۔ آپ نے اور چیزوں کے علاوہ شاعری بھی وراثت میں پائی تھی۔ آپ کے والد بھی شاعر تھے اور عاجزؔ تخلص کرتے تھے۔

۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء میں وفات پائی۔ اور اپنے آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۲۶۸ مولانا سید فضل اللہ مونگیری

مولانا سید فضل اللہ رمضان ۱۳۲۰ھ بمطابق ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ مولانا سید احمد علیؒ کے صاحبزادے اور حضرت مولانا مونگیریؒ کے پوتے تھے۔ درسیات کی تکمیل خانقاہ رحمانی ہی میں مولانا عبداللطیفؒ سے کی۔ ۱۹۲۹ء میں عثمانیہ یونیورسٹی کے شعبہ دینیات میں لکچرر مقرر ہوئے۔ اور ۱۹۵۸ھ میں صدر شعبہ دینیات ہو کر ریٹائرڈ ہوئے، اور حضرت مولانا مونگیریؒ سے بیعت کی اور مجاز ہوئے۔

مرشد کے وصال کے بعد مولانا عبدالکریم گنج مراد آبادیؒ، مولانا بشارت کریم گڑھولویؒ، مولانا محمد عارف ہرسنگھ پوری اور مولانا محمد حسین حیدر آبادیؒ سے کسب فیض کیا، اور مولانا محمد حسین حیدر آبادی سے خلافت ملی۔

خدا نے علم و تصوف دونوں سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ بڑے خلیق اور وضع کے پابند تھے۔ جس میں پروفیسری بھی تزلزل پیدا نہ کرسکی، مولانا کی اہم تصنیف فضل اللہ الصمد ہے۔

مولانا کی وفات ۱۴ مئی ۱۹۷۹ء میں ہوئی۔ اور مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۲۶۹ مولانا قاری فخرالدین گیاوی

محمد فخر الدین نام، ابوالحیا کنیت، فخر تخلص، اور ظفر عالم تاریخی نام تھا۔ ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء میں اپنے نانا حضرت مولانا عبدالغفار صاحب کے مکان شہر گیا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولانا خیرالدینؒ اپنے وقت کے مایہ ناز عالم دین تھے، آپ بارہ سال کی عمر میں حافظ قرآن ہوگئے۔ پھر فارسی کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کرنے کے بعد لکھنؤ پہنچے، اور مدرسہ فرقانیہ میں داخل ہوکر مولانا قاری عبدالمالک کے شاگرد ہوئے، اور ایک ہی سال میں قاری عبدالمالک نے قراۃ حفص کی تکمیل کرادی۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد دو سال میں قراۃ سبعہ کی تکمیل کی۔ پھر مختلف مدارس میں عربی کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ آخرکار شوال ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۴ء میں دارالعلوم دیوبند میں آپ کا داخلہ ہوا۔ اور پانچ سال دارالعلوم دیوبند میں رہ کر ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء میں دورہ حدیث سے فراغت حاصل کی۔ آپ کو حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت و ارشاد اور اجازت حاصل تھی۔ حضرت مولانا بشارت کریم گڑھولویؒ کے بڑے معتقد تھے۔ آپ نے بعض اساتذہ کے مشورے سے شہر رنگون میں جامعہ قاسمیہ کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا۔ دو سال تک اس مدرسہ کو نہایت خوش اسلوبی سے چلاتے

رہے۔ پھر اپنے والد کے حکم سے رنگون سے شہر گیا واپس آگئے۔ اور ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء میں مدرسہ قاسمیہ اسلامیہ گیا کا انتظام سنبھالا۔ آج کل اس مدرسہ کی پچپن شاخیں قائم ہیں۔ آپ حج و زیارت سے بھی فیض یاب ہوئے۔ آپ کو بچپن ہی سے شاعری کا ذوق تھا۔ آپ کے کلام کا مجموعہ "نورالایمان" کے نام سے طبع ہوچکا ہے۔

آپ کی وفات ۱۹۸۵ء میں ہوئی۔ اور کریم گنج قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۲۷۰ مولانا فضل کریم قادری فیض پوری

مولانا فضل کریم قادری کے والد کا نام منشی محبوب علی تھا۔ آپ کی ولادت ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۵ء میں فیض پور میں ہوئی۔ فیض پور باتھ اصلی ضلع سیتامڑھی کا ایک ٹولہ ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ پھر مولانا ریاض الدین سے گلستاں، بوستاں تک تعلیم حاصل کی، اور مولانا عبدالکریم سے فارسی کی تکمیل کی۔ مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھ کر مدرسہ منظر الاسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا۔ اور وہیں سے ۱۹۳۹ء میں سند فراغت حاصل کی۔ مولانا شاہ حامد رضا خاں قادری سے ۱۹۳۶ء میں شرف بیعت حاصل کیا، اور اپنے پیر و مرشد کے ساتھ وقت گذارنا شروع کیا۔ پھر اپنے والد کے حکم سے اپنے وطن آگئے۔ اور ۱۹۴۳ء میں اپنے گاؤں فیض پور میں تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ پھر چند ماہ کے بعد ملک العلماء مولانا ظفرالدین بہاریؒ کی خواہش کے احترام میں پٹنہ میں شاہ عاشق حسین کے اتالیق مقرر ہوئے۔ اور ان کی تعلیم و تربیت میں بھرپور حصہ لیا۔ پھر جامع مسجد درگاہ شاہ ارزاں میں امامت کی خدمت کی، اور ساتھ ہی گورنمنٹ اسکول کی ملازمت اختیار کر لی۔ اسکول کی ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد ۱۹۷۰ء سے ادارہ شرعیہ میں مفتی کے عہدہ پر مامور ہو کر افتاء کا کام کرنے لگے، اس کے بعد دارالقضاء کا قیام عمل میں آیا تو قضاء کا کام بھی آپ کے سپرد کردیا گیا۔

مولانا کی علمی یادگار میں سے دستور قضاء ہے اس کے علاوہ دارالقضاء کے اہم

فیصلے ہیں۔

مولانا شعر و شاعری کا بھی مذاق رکھتے تھے۔ ادارہ شرعیہ پٹنہ میں قضاء کے عہدہ پر فائز رہتے ہوئے ۲۲ دسمبر ۱۹۹۰ء کو وفات پائی' اور فیض پور میں مدفون ہوئے۔

۲۷۱ مولانا فدا حسین در بھنگوی

شیخ عالم فقیہہ فدا حسین حسینی در بھنگوی ایک مشہور عالم تھے۔ آپ برونی ضلع مونگیر میں پیدا ہوئے' اور موضع محی الدین نگر ضلع در بھنگہ میں اقامت پذیر ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر حاصل کی' اکثر درسی کتابیں مولانا لطف اللہ کوئلیؒ سے پڑھیں۔ اور فنون ریاضیہ کی بعض کتابیں مفتی نعمت اللہ لکھنویؒ سے پڑھیں۔ اصول فقہ' شرح چغمنی اور ہدایتہ الفقہ جلد چہارم حضرت مولانا عبدالحیٔ بن عبدالحلیم لکھنویؒ سے پڑھیں' توضیح تلویح' سنن ترمذی اور کچھ حدایہ شیخ محمد قاسم نانوتویؒ سے پڑھی' حدیث کی تعلیم مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ سے حاصل کی' اور طریقت کی تعلیم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے حاصل کی۔ پھر درس و تدریس شروع کیا۔ اکبر آباد' آرہ' پٹنہ' رسول پور اور دوسرے شہروں میں تدریسی خدمت انجام دی۔ ان سے بہت سے علماء نے علم حاصل کیا۔

وفات کی تاریخ معلوم نہ ہو سکی

۲۷۲ مولانا فیاض علی صاد قپوری

مولانا فیاض علی کے والد کا نام مولوی الٰہی بخش تھا۔ آپ مولانا احمد اللہؒ کے چھوٹے بھائی تھے۔ مولانا احمد اللہ کی ولادت ۱۲۲۳ھ/۱۸۰۸ء میں ہوئی۔ اس طرح اندازہ ہے کہ آپ کی ولادت ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء وغیرہ میں ہوئی۔ آپ نے درسی کتابیں تمام و کمال اپنے بڑے بھائی سے پڑھیں' سند حدیث مولانا ولایت علیؒ سے حاصل کی۔ فراغت کے بعد درس و تدریس کی طرف متوجہ ہوئے۔ لیکن پھر اپنے پیرو مرشد مولانا

ولایت علیؒ کی خدمت کے لئے تیار ہوئے' اور شب و روز ان کی خدمت میں رہنے لگے۔ انہیں مولانا ولایت علی کی جانب سے خلافت بھی عطا ہوئی۔ حضرت مولانا ولایت علیؒ کے ساتھ جہاد میں بھی شریک ہوئے ۔ آخر میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ افغانستان کے لئے روانہ ہوئے۔ اور سوات و بنیر جو مجاہدین کا علاقہ تھا۔ وہاں پہنچے' اور عبادت و ریاضت میں بقیہ زندگی گذاری۔ و بالآخر اسی مہاجرت و مسافرت میں وفات پائی۔

۲۷۳ مولانا فضل القدیر اختر رانی ساگری

فضل القدیر نام اور والد کا نام مولانا خلیل احمد قادری مجیبی تھا۔ ۱۹۲۸ء میں قصبہ رانی ساگر ضلع شاہ آباد آرہ (حال ضلع بھوجپور) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت از حفظ تا مبادیات فارسی والد کی نگرانی میں اپنے قصبہ میں ہوئی' متوسطات عربی خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ اور مدرسہ اسلامیہ بہار شریف ضلع نالندہ میں ہوئی۔ فقہ کی آخری کتابیں اور سنن کی تدریس مولانا امجد علی مصنف بہار شریعت کی نگرانی میں ہوئی۔ مدرسہ مظہرالعلوم بنارس میں درس نظامی کی تکمیل کی' اور وہیں سے الہ آباد یونیورسٹی کے امتحانات مولوی' عالم اور فاضل نیز منشی کامل اور میٹرک میں کامیابی کے بعد دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے ادب و تفسیر کی درسیات کی تکمیل کی اور سند فراغ حاصل کیا' طب کی تعلیم بھی لکھنؤ میں حکیم وہاج الحق سے حاصل کی۔

مشاغل کے اعتبار سے تین سال تک قصبہ شاہ پور ضلع شاہ آباد آرہ(بھوجپور) کے ہائی اسکول میں معلم اردو اور دو سال تک جناح کالج ایشرڈی ضلع پٹنہ میں شعبہ اردو کے پارٹ ٹائم لیکچرر کی خدمت انجام دی۔

شعر و شاعری کا مذاق رکھتے تھے۔ اور اخترؔ تخلص کرتے تھے۔

وفات کا سال معلوم نہیں

۲۷۴ شیخ فضل اللہ بہاری

شیخ فضل اللہ بن نصرالدین بن الحسن بن علی بن بدھا بن قیام الدین بن صدرالدین بن قاضی رکن الدین چشتی کڑوی ثم بہاری سید گشائیں کے ساتھ مشہور تھے۔ شیخ قطب الدین جونپوری قلندر کے نواسہ تھے' اور ان کی صحبت اختیار کی اور ان سے سلسلہ تصوف میں تعلیم شروع کی' ان کے ساتھ ایک مدت تک رہے' پھر بہار کا سفر کیا۔ اور وہاں سکونت اختیار کیا۔ اور وہ اس علاقہ میں مرجع خلائق تھے۔

وفات کا سال معلوم نہیں

۲۷۵ سید شاہ ابو ظفر قطب الدین احمد فردوسی منیری

آپ حضرت سید شاہ مبارک حسین عرف شاہ دومن منیری کے صاحبزادہ تھے۔ والد محترم سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ والد کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے' اور علم و فضل وکمال میں بے مثال تھے۔ اپنے عہد کے باکمال عارف تھے۔ ریاضت و مجاہدہ سے جو وقت ملتا مطالعہ یا نقل کتب بزرگان میں صرف ہوتا تھا۔

آپ کو بیعت اپنے عم مکرم حضرت سید شاہ لطف علی فردوسیؒ سے تھی۔ تصوف کی اکثر کتابیں آپ ہی سے تمام کیں۔ اور آپ کی ظاہری و باطنی تعلیم والد سے بھی ہوئی۔ آپ ستائیس سال تک سجادہ نشیں رہے۔

۲۱ جمادی الاول ۱۲۸۱ھ/۱۸۶۴ء میں وفات پائی۔ مزار چھوٹی درگاہ میں حضرت مخدوم شاہ دولت منیریؒ کے زیر پائیں چبوترہ پر ہے۔

۲۷۶ مولانا سید شاہ قمرالدین پھلواروی

مولانا سید شاہ قمرالدین' حضرت شاہ بدرالدین قادری پھلورویؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت ۳ ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء میں ہوئی۔ ابتدائی کتابیں اپنے بھائی حضرت مولانا شاہ محی الدینؒ سے پڑھیں۔ پھر چند سال تک مولانا عبدالعزیز امجھریؒ سے متوسطات پڑھتے رہے۔ اثناء تعلیم مولانا موصوف نے انتقال فرمایا۔ تب مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں قیام کرکے مولانا عبدالحمیدؒ ساکن راجو ضلع دربھنگہ اور مولانا مقبول احمد خاںؒ ساکن گوڑا ضلع دربھنگہ سے ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء میں درسیات کی تکمیل کی۔ فراغت کے بعد مدرسہ حمیدیہ اور خانقاہ مجیبیہ پھلواری دونوں جگہ کے کبیر علماء کا اجتماع ہوا' جس میں آپ کی دستار بندی ہوئی۔ بیعت' تعلیم و تربیت باطنی اجازت و خلافت اپنے والد سے حاصل کی۔ آپ نے دو حج کئے' اور وہاں کے علماء و شیوخ سے سند حدیث و اجازت حاصل کی۔

تحصیل علم کے بعد کچھ دنوں درس و تدریس میں مشغول رہے' پھر خدمت

باب ق

تصوف میں مشغول ہوگئے' اور اذکار سلاسل مجیبیہ کی فہرست کی مفصل شرح لکھی ہے۔ جس سے طریق اکتساب اذکار میں بڑی مدد ملے گی۔ اس کے علاوہ وہ بہت سے مختلف مسائل پر چھوٹے چھوٹے رسائل آپ کی تصنیفات ہیں۔ آپ کی علمی بصیرت مسلم ہے۔

ماہ شعبان المعظم ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۶ء میں اپنے والد کی جگہ باتفاق رائے امیر شریعت ثالث منتخب ہوئے۔

آپ کی وفات ۳۰ر جمادی الاخر ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء کو جمعہ کی شب میں وفات ہوئی اور پھلواری کے مقبرہ مجیبیہ میں مدفون ہوئے۔

۲۷۷ مولانا قمرالحسن نالندوی

مولانا قمرالحسن ساکن موضع کوئند ضلع نالندہ (سابق ضلع پٹنہ) حضرت مولانا محبوب حسن رحمانی ساکن موضع مھونی ضلع نالندہ کے نواسہ تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے ماموں حضرت مولانا عبدالحفیظؒ کی سرپرستی میں مدرسہ اسلامیہ تھانہ مسجد باڑھ میں حاصل کی' پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ اور وہیں سے فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف میں نقل فتاوی کی خدمت سے منسلک ہوگئے' چند برسوں کے بعد اپنے ماموں مولانا عبدالحفیظ کی وفات کے بعد باڑھ کے مسلمانوں کے اصرار پر مدرسہ اسلامیہ تھانہ مسجد باڑھ میں اپنے ماموں کی جگہ صدر مدرس کے عہدہ پر متمکن ہوئے' اور آخر دم تک مدرسہ اسلامیہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔

آپ کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ مسلسل ۲۵ برسوں تک تھانہ مسجد باڑھ میں خطبہ جمعہ میں مسلمانوں کی اصلاح و تربیت ہے۔ اس کے علاوہ سیرت کے جلسوں اور میلاد کی محفلوں میں بھی آپ کی بے باکانہ تقریریں بڑی دلچسپی سے سنی جاتی

تھیں۔ آپ ہر جمعہ کو قرآن و احادیث کی روشنی میں ایک نیا خطبہ مرتب کرتے اور خطبہ اولی میں اس کی اردو تشریح کرتے، مگر افسوس کہ وہ سب ضائع ہوگیا۔ ورنہ آج خطبات کی دنیا میں مولانا مرحوم کے عظیم کارنامہ کی شکل میں موجود ہوتا۔

مولاناؒ ایک قادر الکلام اور شگفتہ مزاج شاعر بھی تھے۔ جنگ آزادی اور آزادی کے بعد رونما ہونے والے خونی فسادات پر بہت کچھ کہا۔ لیکن آج ان میں سے ایک بھی نظم محفوظ نہیں ہے۔ اس بے توجہی کی وجہ شہرت اور ناموری سے دوری تھی۔

مولانا کی وفات ۱۳ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ مطابق جون ۱۹۸۴ء کو ۱۱ بجے شب میں ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے خالہ زاد بھائی مولانا رضاء کریم صدر مدرس مدرسہ محمودیہ استھانواں ضلع نالندہ نے پڑھائی۔

۲۷۸ شیخ قطب الدین منیری

شیخ قطب الدین بن بڈھن بن رکن الدین بلخی منیری سلسلہ فردوسیہ کے مشہور شیخ تھے۔ اپنے والد سے علم حاصل کیا، اور ان کے ساتھ ایک مدت تک رہے۔ پھر مشائخ کے درجہ تک پہنچے۔ ان سے شیخ ابویزید عبدالملک منیریؒ اور دوسرے لوگوں نے علم حاصل کیا۔

وفات کا سال معلوم نہیں

باب ک

۲۷۹ مولانا کمال الدین علی پھلواروی

مولانا کمال علی، مولانا عبدالعلی پھلوارویؒ کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ ۱۲۰۸ھ/۱۷۹۳ء میں پیدا ہوئے۔ کتب درسیہ پوری حضرت مولانا شاہ عبدالغنی رحمتہ اللہ علیہ سے تمام کیں۔ آپ نہایت جید عالم تھے۔ درس و تدریس کا مشغلہ بھی تھا۔ مگر چونکہ مناصب جلیلہ پر تھے اس لئے مستقل درس نہیں دیتے تھے۔ آپ حضرت شاہ نعمت اللہ قادریؒ سے بیعت ہوئے، پھر حضرت مولانا شاہ محمد ابوترابؒ سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء میں سررشتہ دار الہ آباد مقرر ہوئے۔ ۱۲۶۳ھ/۱۸۴۷ء میں پٹنہ کے سررشتہ دار ہوئے۔ ۱۲۷۱ھ/۱۸۵۴ء میں بھاگلپور کے سررشتہ دار ہوئے۔

۱۱ رمضان المبارک ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۵ء میں رحلت فرمائی، اور بھاگلپور محلّہ خلیفہ باغ میں مدفون ہوئے۔

۲۸۰ مولانا کمال، علی پوری عظیم آبادی

شیخ فاضل محمد کمال بن کریم بن خیراللہ علی پوری عظیم آبادی ایک مشہور عالم تھے۔ ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء میں پیدا ہوئے۔ مفتی واجد علی بنارسیؒ، مفتی صدر الدین دہلویؒ، مفتی سعد اللہ مراد آبادیؒ اور سید معین الدین کاظمی کڑویؒ جیسے جید علماء سے تعلیم حاصل کی۔ پھر سید عالم علی حسینی نگینوی کی صحبت اختیار کی۔ اور ان سے حساب، فرائض اور حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ فراغت کے بعد مدرسہ عربیہ عظیم آباد میں ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں درس و تدریس شروع کیا۔ اور اس میں تیس سال تک درس دیتے رہے، وہ درس و تدریس میں ہمیشہ مصروف رہتے تھے۔ ان کی شرح کافیہ پر تعلیقات ہیں۔ اور غلام یحیٰ علی رسالہ پر بھی حاشیہ ہے۔

۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں وفات پائی جیسا کہ تذکرۃ الانباء میں ہے۔

۲۸۱ سید کمال الدین عظیم آبادی

شیخ فاضل علامہ کمال الدین چستی عظیم آبادی منطق و فسلفہ میں مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے شیخ نظام الدین بن قطب الدین سہالویؒ سے علم حاصل کیا' اور ان کے ساتھ ایک مدت تک رہے۔ اور ان سے درسی کتابیں پڑھیں۔ پھر فتح پور میں درس و تدریس شروع کیا۔ اور وہاں ایک زمانہ تک درس دیا جیسا کہ اغصان الانساب میں ہے' پھر نواب سیف خاں کے مدرسہ میں جو عظیم آباد میں تھا استاد مقرر کئے گئے۔ ان سے شیخ کمال الدین فتح پوریؒ' مولانا اسد اللہ جہانگیر نگریؒ اور دوسرے علماء نے علم حاصل کیا۔ انہیں اپنے شیخ نظام الدینؒ سے بہت محبت تھی جیسا کہ رسالہ قطبیہ میں ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں

باب ل
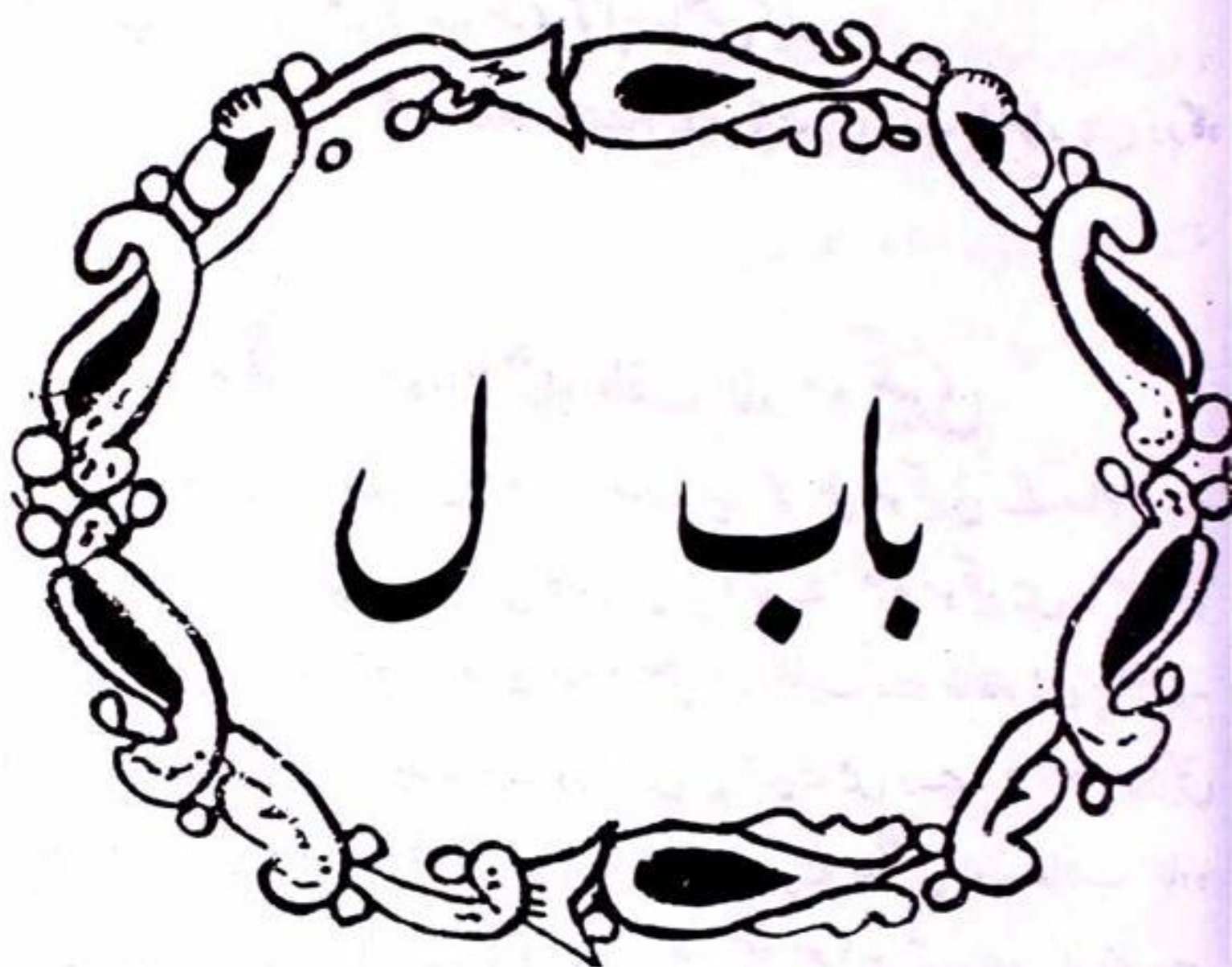
۲۸۲ مخدوم شاہ لطف اللہ منیری

آپ حضرت مخدوم شاہ محمد مکی منیریؒ کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کی تعلیم و تربیت حضرت مخدوم شاہ محمد مکی سے ہوئی۔ آپ اپنے برادر بزرگ حضرت مخدوم شاہ مکی کے وصال کے بعد جانشیں ہوئے' عرصہ تک آپ کا سلسلہ رشد و ہدایت جاری رہا۔ آپ نے حضرت مخدوم کی روش پر اپنی زندگی گذاری' جب آپ کا وصال ہونے لگا' تو آپ نے مخدوم شاہ محمد بنیاد منیری کو اپنا جانشیں کیا۔

۲۴ صفر روز پنج شنبہ ۱۱۷۰ھ/۱۷۵۶ء میں وفات پائی' آپ کا مزار بڑی درگاہ میں ہے۔

۲۸۳ مولانا شاہ لطف اللہ مونگیری

مولانا سید شاہ لطف اللہ' حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کے صاحبزادے تھے۔ ۲۸ رمضان ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء میں کانپور میں پیدا ہوئے' تعلیم مونگیر میں حاصل کی' درس نظامی کی ساری کتابیں حضرت مولانا مفتی عبداللطیفؒ سے خانقاہ میں پڑھیں۔ اس کے بعد والد ماجد سے بیعت کی۔ اور انہیں کی تربیت میں رہے۔ ۱۳۴۶ء بمطابق ۱۹۲۷ء میں حضرت مولانا مونگیریؒ کے وصال کے بعد پہلے جانشیں اور صاحب سجادہ ہوئے' اور کامل پندرہ سال تک خانقاہ رحمانی میں شمع معرفت آپ ہی کے دم سے روشن رہے۔ آپ ہی نے جامعہ رحمانی ۱۹۲۷ء میں قائم کیا' جو ۱۹۳۴ء کے ہولناک زلزلہ کے بعد بند ہوگیا' اور ۱۹۴۳ء میں پھر کھولا گیا۔

۱۲ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو رحلت فرمائی۔ مزار مبارک خانقاہ رحمانی کے احاطہ میں ہے۔

۲۸۴ مولانا لطف الرحمان ہرسنگھ پوری

مولانا لطف الرحمان ۱۹۱۰ء میں ایک علمی خانوادہ میں اپنے گاؤں ہرسنگھ پور میں پیدا ہوئے۔ بستی ہرسنگھ پور ضلع دربھنگہ کے سب ڈویژن بینی پور سے متصل واقع ہے'

ہرسنگھ پور ایک تاریخی مقام ہے۔

مولانا نسبتاً صدیقی تھے۔ ان کے مورث اعلیٰ میں ریاضی داں منشی حسن یار وکیل گذرے ہیں، جو مغل بادشاہ شاہ عالم (۱۷۵۹۔ ۱۸۰۶ء) کے عہد حکومت میں ریاست بہار کے محاسب تھے۔ ان کے جد امجد حاجی امداد حسین زمین دار ہی نہیں بلکہ فارسی انشاء پردازی میں مشہور تھے۔ آپ کے داد الحاج بلاغت حسین کو قطب دوران حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ سے نسبت خاص حاصل تھی، مولانا کے والد حضرت مولانا عارفؒ کو قطب دوراں سے شرف بیعت اور حضرت مولانا سید شاہ محمد علی مونگیریؒ سے خلافت حاصل تھی۔ اسی کے ساتھ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلفاء مجاز حضرت مولانا شفیع الدین، حضرت شاہ میراں، حضرت مولانا عبدالواسع سعدی پوریؒ صاحب مناجات مقبول اور حضرت مولانا سمرقندی کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ مجیب الدینؒ کے علاوہ مدینہ منورہ کے حضرت رضوان الدینؒ سے بھی مختلف سلسلوں کی اجازت حاصل تھی۔

مولانا لطف الرحمانؒ نے ابتدائی تعلیم و تربیت والد ماجد کی سایہ میں حاصل کی۔ ۱۹۲۵ء میں دارالعلوم میں داخل ہوئے، اور بقول امیر شریعت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ دارالعلوم کے ممتاز طلباء میں شمار کئے گئے۔

۱۹۳۱ء میں دار العلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی، یہ وقت تھا جبکہ ملک میں آزادی کی تحریک چل رہی تھی۔ مولانا جمعیتہ العلماء کے قیادت میں جنگ آزادی کے میدان میں اتر گئے۔ اور ضلع سہارنپور میں ایک سرکردہ و سرگرم مجاہد بن کر فروری ۱۹۳۲ء میں جیل گئے۔ اگست ۱۹۳۳ء میں رہائی ملی۔ وطن واپس ہوئے، اور حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ نائب امیر شریعت کی قیادت میں امارت شرعیہ بہارو اڑیسہ کے تحریک میں سرگرم عمل ہوگئے۔ ۱۹۳۴ء کے ہولناک زلزلہ میں امارت شرعیہ کی جانب متعدد راحت کیمپوں کے نگراں رہے۔ ۱۹۳۴ء کے آخر میں حزب اللہ نام کی دینی تنظیم پرگنہ دھرور کے موضع پالی میں قائم کیا۔ اگست ۱۹۳۶ء میں حضرت مولانا لطف

اللہ رحمانی سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر کے حکم پر شہر مالدہ صوبہ بنگال گئے۔ وہاں ترجمان القرآن نامی تنظیم کے تحت درس قرآن جاری کیا' شہر مالدہ میں ان کا قائم کردہ مدرسہ اسلامیہ حربیہ اب تک جاری ہے۔ اور دینی خدمت انجام دے رہا ہے۔ ۱۹۷۱ء میں وطن لوٹے' ہرسنگھ پور کو مستقر بنایا' درس و تدریس کا سلسلہ ترک کر دیا۔ اور اصلاح ملت کے لئے تبلیغ اور تصنیف و تالیف کو اپنا مقصد حیات قرار دیا۔

مولانا کی کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) دین اسلام (۲) الطب الرحمانیہ (۳) امن عالم (۴) سیرت حبیب خدا

اپنے وطن ہرسنگھ پور میں ۴ر ستمبر ۱۹۸۸ء کی شب میں وفات پائی۔

باب ۴

۲۸۵ مولانا مظفر بلخی

مولانا مظفر بلخی مشہور بنام مظفر شمس بلخی کے والد کا نام سید شمس الدین تھا۔ آپ کے والد بلخ کے سلطان تھے۔ اور حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم بلخیؒ کی اولاد سے تھے۔ بلخ سے دہلی ہوتے ہوئے بہار شریف آئے۔ اور حضرت احمد چرم پوشؒ کے مرید اور خلیفہ ہوئے۔ حضرت مظفر شمس بلخیؒ بھی بہار شریف تشریف لائے، اور اقامت اختیار کی، اور اپنے والد سے اجازت لے کر حضرت مخدوم جہاں شرف الدین احمد یحیی منیریؒ سے مرید ہوئے۔ اور کمالات باطنی سے سرفراز کئے گئے۔ اور حضرت مخدوم جہاں کی خلافت سے نوازے گئے۔ آپ کو عدن کی ولایت سپرد ہوئی۔

آپ کی تصنیفات میں مکتوب حضرت مولانا مظفر بلخی، دیوان فارسی مولانا مظفر بلخی، شرح عقائد نسفی، رسالہ مظفریہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آپ کی وفات عدن میں ۳ رمضان ۷۸۸ھ کو ہوئی۔

۲۸۶ شیخ محمد بن العلاء منیری

محمد بن علاء الدین بن قاضی عالم بن قاضی جمال الدین ہاشمی ترمتی ثم منیری معروف شیخ قاضن مشائخ شطاریہ سے تھے، علوم متعارفہ میں انہیں ید طولی حاصل تھا۔

طریقہ فردوسیہ اپنے والد علاء بن عالم منیریؒ سے حاصل کیا، یہ سلسلہ کئی واسطوں کے بعد شیخ شرف الدین احمد بن یحیی منیریؒ تک پہنچتا ہے۔ طریقہ سہروردیہ کو شیخ رکن الدین جونپوری سے حاصل کیا۔ اور طریقہ چشتیہ کو شیخ زاہد بن بدر چشتی سے حاصل کیا، اور طریقہ قادریہ کو شیخ عبدالوہاب بن عبدالرحمٰن بن جمال صدیقیؒ سے اور طریقہ مداریہ کو شیخ حسام الدین اصفہانی جونپوریؒ سے اور طریقہ شطاریہ کو شیخ عبداللہ بن حسام الدین اشطار صدیقی بخاریؒ سے حاصل کیا، اور اسی طریقہ کے مطابق ذکر و مذاکرہ میں بہت دنوں تک مشغول رہے۔ اور کشف و شہود کے دروازے ان پر کھل گئے۔ اور اہل ہند کے لئے مرجع خلائق ہوگئے۔ اور انہیں پر شیخ شطاری کا سلسلہ ختم

ہوگیا۔

۳ صفر ۸۹۴ھ میں وفات پائی ان کی قبر جون پور شہر میں ہے۔ ان کی قبر بنیابسارھ ویشالی گڑھی میں ہے۔ پہلے یہ جونپور میں شامل تھا' اب یہ علاقہ ویشالی ضلع میں ہے۔

۲۸۷ مخدوم شیخ احمد چرم پوش

مخدوم شیخ احمد چرم پوش' حضرت پیر بجگوتؒ کے نواسے اور حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمدؒ کے خالہ زاد بھائی تھے' آپ کے والد کا نام موسیٰ ہمدانی تھا' جو حضرت امام حسین کی اولاد میں سے تھے' آپ کی پیدائش ۶۵۷ھ میں ہوئی' آپ کی تعلیم و تربیت مروجہ نصاب کے مطابق گھر پر ہوئی' علم ظاہری کے بعد علم باطنی کی طرف رجوع ہوئے۔ اور آپ کو سلسلہ سہروردیہ سے عقیدت ہوئی' چنانچہ حضرت شیخ سلیمان مسویؒ کی خدمت میں جایا کرتے تھے۔ ایک بار شیخ احمد چرم پوش اور شیخ حسین مسوی شیخ سلیمان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کوئی کپڑا نہ تھا۔ شیخ سلیمانؒ نے ان دونوں کو ہشت چیتل دیا کہ دونوں اپنے لئے لباس بنائیں' جب دونوں بزرگ شیخ سلیمان کے پاس سے اٹھ کر باہر آئے تو اپنے دل میں سوچا کہ اتنے میں دونوں کا لباس نہ ہوگا' پھر شیخ حسین نے دھکہ خرید لیا اور شیخ احمد نے چرم پہن لیا' جب دونوں شیخ سلیمان کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو شیخ نے دیکھ کر فرمایا کہ تم لوگوں کو یہی کافی ہے' اور مبارکباد دی۔ اس روایت سے چرم پوش کی وجہ تسمیہ کا بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے شجروں میں آپ کے پیر کا نام علاء الدین علاء الحق سہروردی ہے۔ جو حضرت سلیمان مسویؒ کے مرید و خلیفہ تھے' حضرت احمد چرم پوشؒ نے دور دور تک تبلیغ اسلام کے لئے بادہ پیمائی کی ہے۔ آپ سے کشف و کرامات بہت ظاہر ہوئے' آپ رشد و ہدایت کو اپنا فریضہ سمجھتے تھے' آپ کی شہرت دور دور تک تھی' چنانچہ سلطان فیروز شاہ بھی بہار شریف آکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ لیکن آپ نے اپنی شان استغنا کی وجہ سے کوئی توجہ نہ کی' آپ کی خدمت میں دھلی سے آکر حضرت مولانا مظفر بلخیؒ کے

والد حضرت شمس بلخی مرید ہوئے۔

آپ فارسی کے بڑے صوفی شاعر تھے' احمؔ تخلص کرتے تھے' اشعار میں تصوف اور معرفت کے اسرار و رموز ہیں' آپ کا مکمل دیوان حضرت شاہ محمد ظفر کے یہاں ہے' تصوف میں دوورق کا رسالہ توحید میں ہے' جس میں انہوں نے مقام ناموت' ملکوت' جبروت' لاہوت پر سترہ طریقوں سے بحث کی ہے۔ یہ رسالہ فارسی میں ہے۔

آپ کا وصال ۲۶ر صفر روز سہ شنبہ ۷۷۶ھ کو ہوا' اور بہار شریف محلہ انبیر میں مدفون ہوئے' آپ کا مزار مرجع خلائق ہے(۲)

۲۸۸ شیخ محمد بن ابو یزید منیری

شیخ محمد بن ابو یزید بن عبدالملک بن اشرف بن محمود ہاشمی منیری سلسلہ فردوسیہ کے ایک مشہور بزرگ تھے۔ منیر شریف میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں پرورش پرداخت ہوئی۔ اور بچپن ہی سے اپنے والد کے ساتھ رہے' اور ان سے علوم ظاہریہ اور باطنیہ حاصل کئے' پھر ان کے دوست شیخ عباس گجراتی کی صحبت اختیار کی' اور ان سے علم حاصل کیا۔ اور اپنے والد کی جگہ شیخ طریقت بنائے گئے۔

۵ رمضان ۱۰۳۱ھ ر ۱۶۲۱ء میں وفات پائی۔

۲۸۹ مولانا شاہ محمد امین اسرار الرحمٰن پھلواروی

مولانا شاہ محمد امین کی ولادت ۱۰۳۰ھ ر ۱۶۲۱ء میں ہوئی' آپ اپنے والد حضرت مخدوم جنید ثانیؒ کے مرید' خلیفہ اور جانشیں تھے۔ آپ بڑے عالم اور عارف کامل صاحب تصرفات و کرامات تھے' سلوک طریقت کے زمانہ میں بڑے بڑے ریاضات و مجاہدات کئے' اور مدارج ولایت پر فائز ہوئے۔ سیکڑوں آپ کے چشمہ فیض سے سیراب ہوئے۔ ازالہ امراض میں اللہ نے آپ کو تصرف تامہ کی طاقت عطا فرمائی

تھی۔ آپ تیس سال تک مسند ارشاد پر جلوہ افروز رہے۔

۲۸ شعبان ۱۱۰۲ھ / ۱۶۹۰ء کو رحلت فرمائی۔ اور اپنے والد کے پہلو میں پورب جانب مدفون ہوئے۔

۲۹۰ شیخ محمد جعفر حسینی پٹنوی

فقیہ محمد جعفر بن ابوالحسن بن باقی بن مبارز بن ابراہیم حسینی پٹنوی فقہ' اصول اور عربی میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ کے والد آپ کی کم سنی میں ہی وفات پاگئے۔ دادا جان نے آپ کی پرورش کی' اور سلسلہ چشتیہ میں مرید کرکے خرقہ خلافت عطا کیا' اور اپنا جانشین بھی مقرر کیا۔ ابتدائی تعلیم دادا جان کی سرپرستی میں ہوئی' جب سن شعور کو پہنچے تو جونپور تشریف لے گئے' اور ؒ محمد رشیدؒ بانی خانقاہ رشیدیہ جونپور کے مدرسہ میں مقیم ہوئے۔ اور شیخ محمد رشید سے تعلیم و تربیت شروع کی' اور انہیں سے تعلیم کی تکمیل بھی کی۔

تعلیم کی تکمیل کے بعد حضرت شیخ کی اجازت سے مختلف مقامات پر مامور ہوتے رہے۔ چونکہ کم سنی ہی میں سلسلہ چشتیہ میں مرید ہو چکے تھے۔ پہلی بیعت یاد نہ رہی' اس لئے قطب الاقطاب شیخ محمد رشیدؒ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کیا' اور انہیں کی خدمت میں مرتبہ کمال کو پہنچے' بعد میں آپ نے سلسلہ سہروردیہ' فردوسیہ اور مداریہ کی خلافت و اجازت حاصل کی۔

مولانا محمد جعفرؒ ایک مدت تک اپنے شیخ کے ساتھ رہے' یہاں تک کہ اپنے بڑھاپے کو پہنچ گئے۔ تو شیخ محمد رشید نے انہیں شادی کرنے اور اپنے شہر لوٹنے کا حکم دیا' چنانچہ سنت کی اتباع میں اپنے شیخ کے حکم کو قبول کیا۔ اور اپنے شہر کو لوٹے اور پٹنہ آکر مستقل قیام اختیار کر لیا۔ آپ کی شادی حضرت قطب بینادل قلندر کی نواسی اور حضرت سید نورالدین کی صاجزادی سے ہوئی' جن سے چار لڑکے ہوئے' سبھی مادرزاد ولی تھے۔ ان میں سے دو کی وفات آپ کی زندگی میں ہوگئی۔ باقی دو میرباقی اور

میر محمد اسلم آپ کے وصال کے بعد تک زندہ رہے۔ اور یکے بعد دیگرے جانشین ہوئے۔

مولانا محمد جعفرؒ نے پٹنہ پہنچ کر ایک مسجد میں قیام کیا، اور کافی دنوں تک عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ وصال سے تقریباً بیس سال قبل مولانا کو پٹنہ میں خانقاہ قائم کرنے کا خیال ہوا۔ مگر آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں تھا، شادی کے بعد گھریلو اخراجات اور مہمانوں کی خاطر تواضع میں ہی دشواری ہوتی تھی۔ ایک مرید نے گذر اوقات کے لئے ایک موضع دینا چاہا۔ لیکن آپ نے قبول نہ کیا، جب مرید نے کافی اصرار کیا تو آپ چند بیگھ زمین لینے پر راضی ہوئے۔ اور اسی کا نام شریعت آباد رکھا۔ اور یہیں خانقاہ کی بنیاد رکھی، جو خانقاہ جعفری کے نام سے مشہور ہوا، اور قریب ڈھائی سو سال تک آپ کے جانشیں یکے بعد دیگرے سجادہ نشیں ہوتے رہے۔ لیکن خانقاہ کی شان و شوکت ڈیڑھ سو برس تک ہی عروج پر رہی، اکثر بزرگان دین خصوصاً خانقاہ رشیدیہ جونپور کے بزرگان یہاں تشریف لائے۔ اور لوگوں کو فیض پہنچاتے رہے۔

شریعت آباد نام کا کوئی محلہ موجودہ پٹنہ میں نہیں ہے۔ موجودہ محلہ کا نام سرست آباد ہے۔ جو شریعت آباد کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ یہ محلہ گردنی باغ (پٹنہ) سے تقریباً ایک کیلو میٹر پورب کی جانب واقع ہے۔

۳ رمضان المبارک ۱۱۰۵ھ ر ۱۶۹۳ء بروز پنجشنبہ کو وفات پائی، اور شریعت آباد کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۲۹۱ شیخ شاہ سید محمد ابراہیم دربھنگوی

شیخ شاہ سید محمد ابراہیم ساکن محلہ میش پٹی دربھنگہ شاہی لشکر میں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے۔ جب کارہائے دنیاوی حارج حال ہوئے تو مع لوازمات فوجی و تبرکات دربھنگہ پہنچے، اور دربھنگہ کے محلہ میش پٹی میں سکونت اختیار کر لی۔ منجملہ لوازمات جنگی کے ایک تلوار حسینی بھی لائے۔ نیز اپنے ساتھ موئے مبارک حضرت رسول

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی کرم اللہ وجہ وحضرت غوث پاکؒ بھی لائے۔ جن کی زیارتیں رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو نماز کے بعد ہوا کرتی تھیں۔

شیخؒ کے حالات دستیاب نہیں ہیں۔ تذکرہ میں صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ دربھنگہ آئے اور سکونت اختیار کرلی۔ آپ کے ایک صاحبزادہ مولانا غلام مجتبیٰؒ عالم کے ساتھ ساتھ قطب وقت تھے۔ اکثر تنہائی کے وقت آپ کے ہر ایک عضو علیحدہ ہو کر ذکر جلی کرتے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا' مولانا غلام مجتبیٰؒ کے صاحبزادہ مولانا محمد صلاح خاموش تھے۔ مولانا غلام مجتبی اور ان کے صاحبزادگان میں سے مولانا محمد صلاحؒ اور مولانا محمد بہرامؒ تینوں ہی یکے بعد دیگرے منصف ہوئے۔

شیخ سید شاہ محمد ابراہیم نواب علی وردی خاں مہابت جنگ کے دور نظامت میں دربھنگہ میں آباد ہوئے تھے۔

شیخ کے پوتے مولانا محمد صلاح خاموش کی وفات ۱۲۲۸ھ ر ۱۸۱۳ء میں ہوئی' اور ان کے والد مولانا غلام مجتبیٰ نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی' اس طرح اندازہ کے مطابق ۱۷۰۰ء کی ابتداء میں ان کی وفات ہوئی' اور دربھنگہ میں مدفون ہوئے۔

۲۹۲ شیخ محمد باقر حسینی پٹنوی

شیخ عالم کبیر محمد باقر بن محمد جعفر حسینی پٹنوی مشائخ چشتیہ میں سے تھے۔ ۷ ربیع الاول ۱۱۷۲ھ ر ۱۷۵۸ء میں پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں پرورش پائی۔ اپنے والد کے ساتھ رہے' اور انہیں سے تمام درسی کتابیں پڑھیں۔ پھر انہیں سے طریقت کا علم حاصل کیا' اور علم طب حکیم جلال الدین سے حاصل کیا' اور ان کی صحبت اختیار کی انہیں سے ہیئت' ہندسہ' حساب' جغرافیہ اور حکمت کی تمام کتابیں پڑھیں۔ پھر درس و افادہ شروع کیا۔ ان سے شیخ غلام رشید بن محب اللہ جونپوریؒ نے قطبی کا کچھ حصہ پڑھا۔ اور قطبی کا حاشیہ بھی پڑھا۔ وہ جونپور اپنے والد کے وفات کے بعد گئے۔ اور خرقہ تصوف شیخ محمد ارشد بن رشید جونپوریؒ سے حاصل کیا۔ اور ان کے

ساتھ ایک زمانہ تک رہے' تو شیخ محمد ارشد نے وثیقہ خلافت ان کے لئے لکھ دیا۔
۷ جمادی الآخر ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۶ء میں وفات پائی ان کی قبر شریعت آباد میں ہے۔ جیسا کہ گنج ارشدی میں ہے۔

۲۹۳ قاضی محب اللہ بہاری

قاضی محب اللہ عثمانی صدیقی صوبہ بہار کے ملک خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ والد کا نام عبدالشکور تھا۔ ولادت ضلع نالندہ کے کڑاہ گاؤں میں ہوئی' یہ را جگیر کے راستہ میں بہار شریف سے ۱۵ کیلو میٹر کی دوری پر واقع ہے۔ اور آج کل حیدر گنج کڑاہ کے نام سے مشہور ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کیا' علوم دینیہ عربیہ میں فضل و کمال کی تکمیل کے لئے قنوج کا سفر کیا' اور شمس آباد میں قطب دوراں شیخ قطب الدین شمس آبادیؒ (۱۱۲۱ھ/۱۷۰۹ء) کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم و فنون کی تکمیل کی۔

قاضی محب اللہ بہاریؒ سلطان کے پوتے رفیع القدر بن محمد معظم معروف بہ شاہ عالم کے اتالیق مقرر ہوئے' اور قاضی صاحب نے صاحبزادہ موصوف کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری سنبھالی۔ شہنشاہ عالمگیر نے اپنی زندگی کے آخر دور میں شاہزادہ محمد معظم کو کابل کا حاکم بنایا۔ شاہ زادہ دکن سے کابل روانہ ہوا۔ قاضی محب اللہ بہاریؒ شاہزادہ کے اتالیق تھے۔ اس لئے انہیں بھی شاہزادہ کے ساتھ کابل جانا پڑا۔ ابھی کچھ ہی دن گذرے تھے کہ ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۶ء میں دکن میں عالمگیر نے وفات پائی' عالمگیر کی وفات کے بعد شاہزادہ محمد معظم پورے ہندوستان کا حاکم تھا' وہ اکبر آباد پہنچا' قاضی صاحب بھی ساتھ تھے' سلطان محمد معظم شاہ عالم نے ان کی انتہائی قدر کی' اور پورے ملک کے لئے صدر ہند کے عہدہ پر بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ بیٹھایا۔ اور ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء میں فاصل خاں کے لقب سے سرفراز کیا۔ مگر قاضی صاحب کی عمر نے وفا نہ کی' اور اسی سال وفات پاگئے۔ قاضی مولوی محب اللہ سے سال وفات نکلتا ہے' احاطہ

مزار شاہ فریدالدین طویلہ بخش محلہ چاند پورہ بہار شریف میں دفن ہوئے۔

قاضی محب اللہ بہاری کا تعلق جس دور سے ہے اس دور پر معقولات کی گہری چھاپ تھی۔

وقت کے تقاضہ کے زیر اثر معقولات کے طرف توجہ دیناناگریز تھا' انہوں نے اس جانب توجہ کی۔ اور منطق و فلسفہ کی باریکیوں کا بہت قریب سے جائزہ لیا۔ علم منطق میں سلم العلوم ایک زندہ شاہ کار ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے جو پوری دنیا میں اپنی حیثیت قبول کراچکی ہے۔ سلم العلوم کی طرح مسلم الثبوت بھی ایک نہایت ہی اہم کتاب ہے' اور ان دونوں کتابوں نے محب اللہ بہاری کی شخصیت کو زندہ جاوید بنادیا ہے۔

قاضی محب اللہ بہاریؒ فتاوی عالمگیری کی تدوین میں شامل تھے۔

آپ کی وفات ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء میں ہوئی۔ اور بہار شریف میں مدفون ہوئے۔

۲۹۴ شیخ معین الدین منیری

شیخ عالم صالح معین الدین عثمانی منیری ایک مشہور فقیہ اور صوفی تھے۔ ان کے آبا و اجداد مدھورہ گاؤں سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ مدھورہ میں منتقل ہو کر منیر شریف چلے آئے۔ اور اپنے دادا کے گھر میں جو انہوں نے ان کے والد کو دیا تھا۔ سکونت اختیار کرلی' تحصیل علم کے لئے جونپور کا سفر کیا۔ اور وہاں جو علماء تھے' ان سے درسی کتابیں پڑھیں۔ اور طریقت کا علم شیخ محمد رشیدؒ سے' پھر ان کے صاحبزادے محمد ارشد جونپوریؒ سے حاصل کیا۔ ان دونوں کے ساتھ بہت دنوں تک رہے' پھر منیر واپس ہوئے' اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا' بہت سے علماء نے ان سے استفادہ کیا۔ شیخ غلام رشید جونپوری نے منیر شریف میں ان سے ۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء میں ملاقات کی' اور ان کو چستی سلسلہ کا خرقہ پہنایا اور گنج ارشدی میں تذکرہ کیا۔

۵ شعبان ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۸ء میں منیر میں وفات پائی۔ اور شیخ یحی منیریؒ کے

قبرستان میں دفن کئے گئے جیسا کہ گنج ارشدی میں ہے۔

۲۹۵ شیخ محمد اسلم حسینی پٹنوی

شیخ عالم صالح محمد اسلم بن جعفر حسینی پٹنوی مشائخ چشتیہ میں سے تھے' پٹنہ میں پیدا ہوئے' اور وہیں پرورش ہوئی' اپنے والد کے ساتھ رہے۔ اور انہیں سے علم و معرفت حاصل کیا' پھر اپنے والد کی وفات کے بعد جونپور تشریف لے گئے۔ اور بقیہ درسی کتابیں شیخ محمد ارشد جونپوریؒ سے پڑھیں' اور انہیں سے خرقہ تصوف حاصل کیا۔ اور ان کی صحبت میں سفر و اقامت میں ایک مدت تک رہے۔ یہاں تک کہ شیخ کامل بن گئے۔ ان کو شیخ نے پٹنہ کا حکم دیا۔ چنانچہ پٹنہ آئے' اور اپنے والد کی جگہ سنبھالی۔ اور خوب مقبولیت حاصل کی' وہ سماع کے قائل نہیں تھے۔ انہوں نے اپنے شیخ محمد ارشد کے رسالہ کی نہایت عمدہ شرح عربی زبان میں کی' ان کے مصنفات میں سے عمدۃ النجاۃ فی ایضاح الزلات مشہور ہے۔

فالج کی بیماری میں ۹ شوال ۱۱۳۸ھ / ۱۷۲۵ء میں پٹنہ میں وفات پائی۔ اور اپنے والد کے نزدیک شریعت آباد میں مدفون ہوئے۔ جو پٹنہ سے تین میل کی دوری پر ہے۔

۲۹۶ مولانا شاہ محمد امان اللہ پھلواروی

مولانا شاہ محمد امان اللہ بن شاہ محمد امین اسرار الرحمان کی ولادت ۱۰۵۵ھ / ۱۶۴۵ء میں ہوئی۔ آپ بڑے عالم و عارف تھے۔ کتب درسیہ اپنے والد اور دیگر اساتذہ پھلواری سے تمام کیں نہایت جید عالم تھے۔ اور بہت ہی وسیع النظر' آپ کی تصنیفات میں شرح وقایہ پر ایک حاشیہ ہے۔ اپنے والد کے جانشین ہوئے۔ طلبہ کو درس دیتے اور طالبین حق کو خدا کی راہ دیکھاتے۔ آپ کی خانقاہ میں طالبین علوم ظاہری و باطنی کا ہجوم رہتا تھا۔

۲۳ جمادی الاخری ۱۱۳۹ھ / ۱۷۲۶ء میں وفات پائی۔ مقبرہ جنیدیہ میں اپنے والد

کے بائیں جانب مدفون ہوئے۔

۲۹۷ مولانا محمد عتیق بہاری

شیخ عالم محدث محمد عتیق بن عبدالسمیع حنفی بہاری مشہور عالم تھے۔ حضرت شاہ محمد معزالدین چشتی کرجوی عظیم آبادی کے نواسہ تھے، ۱۰۷۵ھ/۱۶۶۴ء کو صوبہ بہار میں پیدا ہوئے۔ اپنے چچا شیخ عبدالمقتدر بن عبدالنبیؒ سے علم حاصل کیا۔ اور انہوں نے ان کے والد اور شیخ نورالحق بن عبدالحق بخاری دھلویؒ سے علم حاصل کیا، مولانا عتیق سے وجیہ الحق بن امان اللہ جعفری پھلواروی نے علم حاصل کیا۔ مولانا عبدالحئ نزھۃ الخواطر میں لکھتے ہیں کہ میں نے ان کے اجازت نامہ کو دیکھا ہے۔ فراغت کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ ان کے تلامذہ میں شیخ محمد وجیہ الحق بہاری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ربیع الاول ۱۱۴۹ھ/۱۷۳۶ء میں وفات پائی جیساکہ تذکرۃ الکملاء میں مذکور ہے۔

۲۹۸ ملا مبین نقشبندی ابوالعلائی پھلواروی

ملا محمد مبین قاضی حیات مزیدؒ کے صاحبزادے تھے۔ گیارھویں صدی کے آخر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں اپنے وطن میں پڑھیں۔ بقیہ کتب درسیہ ملا برہان الدین حقانیؒ سے جو حضرت ملا نظام الدین سہالوی فرنگی محلی لکھنویؒ کے شاگرد تھے، تمام کین آپ ماہر علوم و فنون تھے۔ خصوصاً منطق، فلسفہ، ریاضی، ہندسہ میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ تحصیل فراغ کے بعد وطن تشریف لائے، اور مسند درس پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور صدہا طالبین و شائقین علم آپ سے سیراب ہوئے، تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی تھا، منطق میں آپ نے ایک رسالہ تصنیف کیا، مگر اب موجود نہیں ہے، بیعت آپ کو نقشبندیہ طریقہ میں اپنے استاذ ملا برہان الدین حقانی سے تھی۔

۴ رمضان ۱۱۵۴ھ/۱۷۴۱ء میں وفات ہوئی، اور سنگی مسجد کے مشرقی دروازہ پر

مدفون ہوئے۔

۲۹۹ مخدوم شاہ مبارک منیری

حضرت شاہ محمد مبارک مکی منیری بن حضرت مخدوم شاہ عنایت اللہ منیری' شاہ محمد مکی کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کے والدین حج کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ آپ کی ولادت اسی ارض پاک پر ہوئی۔ اس لئے آپ مکی کے لقب سے مشہور ہوگئے۔ آپ کی تعلیم آپ کے چچا سے ہوئی' اور انہیں کی صحبت سے مستفیض ہوئے' چچا کے وصال کے بعد مسند ہدایت پر رونق افروز ہوئے' شریعت و طریقت میں آپ کا پایہ اچھا رہا۔

اکیس برس تک مسند مخدوم پر جلوہ گر رہ کر ۱۲ رجب ۱۱۵۹ھ/۱۷۴۶ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار چھوٹی درگاہ میں مسجد سے متصل چبوترہ پر واقع ہے۔

۳۰۰ شیخ محمد بن عنایت اللہ منیری

شیخ صالح محمد بن عنایت اللہ بن اشرف بن محمود بن محمد بن الجلال بن عبدالملک ہاشمی منیری سلسلہ فردوسیہ کے ایک شیخ تھے۔ منیر شریف میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں ترتیب پائی' اپنے چچا ہدایت اللہ بن اشرف سے علم ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ اور ان کے بعد ان کی جانشینی کی۔ ان سے بہت سے لوگوں نے علم حاصل کیا'

۱۲ رجب ۱۱۵۹ھ/ ۱۷۴۶ء میں وفات پائی۔

۳۰۱ ملا محمد معین جعفری بھلواروی

ملا محمد معین جعفری کے والد کا نام قاضی حیات مزیدؒ ہے۔ آپ قاضی مزید کے دوسرے صاجزادے ہیں' ولادت ۱۱۰۰ھ/ ۱۶۸۸ء میں ہوئی۔ کتب درسیہ اپنے ماموں ملا صبیح الدینؒ سے پڑھی۔ نہایت جید عالم تھے۔ بیعت اور تعلیم و تربیت باطنی حضرت شاہ

غلام حسین سے تھی۔ جو حضرت شاہ امان اللہ جعفری جنیدی قادری پھلواروی رح کے خلیفہ تھے۔ اور خرقہ خلافت بھی پایا تھا۔

آپ کی وفات یکم رجب ۱۱۶۸ھ / ۱۷۵۴ء میں ہوئی' اور مسجد سنگی مشرقی دروازہ پر مدفون ہوئے۔

۳۰۲ مولانا مبین الدین پھلواروی

شیخ فاضل محمد مبین الدین جعفری پھلواروی حضرت جعفر الطیار بن عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت میں سے تھے۔

پھلواری میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں کے علماء سے حاصل کی۔ پھر علم کے لئے سفر کیا۔ اور درسی کتابوں کو مولانا حقانی امیٹھوی سے پڑھی' اور ان کے ساتھ ایک مدت تک رہے' اور ان سے نقشبندیہ سلسلہ کا علم حاصل کیا۔ پھر اپنے شہر واپس لوٹے۔ اور درس و تدریس شروع کیا۔ ان سے ان کے بھانجے وحید الحق اور دوسرے لوگوں نے علم حاصل کیا۔ وہ ایک شیخ کامل اور حسن اخلاق کے مجسمہ تھے۔ علوم عقلیہ و نقلیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔

۲۴ رمضان المبارک ۱۱۶۸ھ / ۱۷۵۴ء میں وفات پائی جیساکہ حدیقۃ الازہار میں ہے۔

۳۰۳ شیخ محمد مخدوم پھلواروی

شیخ عالم فقیہ محمد مخدوم بن امان اللہ بن محمد امین بن جنید ہاشمی جعفری پھلواروی ایک جید علمائے صالحین میں سے تھے۔ پھلواری شریف میں پیدا ہوئے' اور وہیں پرورش پائی۔ اپنے والد سے علم حاصل کیا۔ پھر مختلف شہروں کا سفر کیا اور درسی کتابوں کو شیخ محمد وارث بن عنایت اللہ حسینی بنارسی رح سے پڑھیں۔ پھر اپنے وطن واپس لوٹے اور اپنی بقیہ عمر کو درس و تدریس اور افادہ میں صرف کیا۔

۱۴ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ ر ۱۷۵۹ء میں وفات پائی۔ جیساکہ حدیقتہ الازہار میں ہے۔

۳۰۴ شیخ منعم بن امان اللہ بہاری

شیخ منعم بن امان بن عبدالکریم بن عبدالنعیم نقشبندی بہاری ایک مشہور شیخ گذرے ہیں۔ ان کے آباء واجداد بلوری گاؤں سے تعلق رکھتے تھے۔ جو صوبہ بہار ہی میں ہے۔ مونگیر کے ایک گاؤں ہجناں میں شعبان ۱۰۸۲ھ ر ۱۶۷۱ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بچپن میں ہی وفات پاگئے' اپنے دادا کے آغوش میں تربیت پائی' سید خلیل الدین بن جعفر قطبی قادری سے بیعت کیا' اور ان کی صحبت میں دس برسوں تک رہے۔ پھر دہلی کا سفر کیا۔ اور وہاں بیس برسوں تک رہے۔ اس وقت ان کی عمر تیس سال کی تھی' علم وہاں کے علماء سے حاصل کیا' اور شیخ فرہاد سے طریقت کا علم حاصل کیا' اور ان کے ساتھ ایک زمانہ تک رہے' جب ان کے استاذ کا وصال ہوگیا تو ان کے ساتھی اسداللہ کے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ کمال کو پہنچے' تو عظیم آباد واپس لوٹے۔ اور شیخ طریقت کی حیثیت سے خدمت شروع کیا۔ شیخ منعمؒ نہایت ہی دیندار' متوکل اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ ان سے بہت سے علماء نے علم حاصل کیا۔ ان کا ایک رسالہ ملفوصات منعمی حقائق و معارف میں ہے۔

۱۲ رجب ۱۱۸۵ھ ر ۱۷۷۱ء میں عظیم آباد میں وفات پائی' اور وہیں مسجد کے صحن میں جس کو میر بدیع الدین عالمگیری نے تعمیر کیا تھا' دفن کیے گئے' ان کے حالات محبوب الالباب میں ہیں۔ آپ کا مزار میتن گھاٹ پٹنہ میں دریا کے کنارے واقع ہے۔

۳۰۵ تاج العارفین شیخ مجیب اللہ پھلواروی

شیخ عالم فقیہ مجیب اللہ بن ظہور اللہ بن کبیر الدین جعفری پھلوارویؒ اپنے وقت کے مشہور عالم اور بزرگ تھے۔ وہ حضرت جعفر بن ابوطالبؓ کی نسل سے تھے۔ ۱۱ربیع الثانی ۱۰۹۸ھ مطابق ۱۲ فروری ۱۶۸۷ء بروز دو شنبہ آپ کی ولادت ہوئی' ابتدائی

کتابیں اپنے پھوپھا شاہ برہان الدین عرف لعل میاں سے پڑھیں۔ پھر ۱۱۰۵ھ ر ۱۶۹۳ء سے ۱۱۱۵ھ ر ۱۷۰۳ء تک حضرت خواجہ عمادالدین قلندر کے حلقہ درس میں رہے۔ ان سے صرف و نحو، بلاغت و معانی، فقہ و فرائض، کلام اور منطق و فلسفہ کی کتابیں پڑھیں، اور متوسطات کی تکمیل کی۔ پھر حضرت خواجہ کی اجازت سے حضرت محمد مخدوم پھلواروی کے ساتھ بنارس تشریف لے گئے۔ اور حضرت مولانا سید محمد وارث رسول نما بنارسیؒ کی خدمت بابرکت میں زانوے ادب تہہ کیا، اور حضرت مولانا سیدوارث رسول نما بنارسیؒ سے بیعت و اجازت حاصل کی، حضرت خواجہ عمادالدین قلندر کی وفات کے بعد اپنے وطن پھلواری میں مستقل اقامت اختیار کرنی پڑی۔ اور خواجہ عمادالدین پھلواروی نے آپ کو اجازت دے کر مریدین ومعتقدین کی تعلیم و ترتیب اور بیعت لینے کی خدمت بھی آپ کے سپرد کر دی۔ پھر آپ نے خانقاہ کی بنیاد ڈالی، جو خانقاہ مجیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کے خلفاء کی طویل فہرست ہے۔

حضرت تاج العارفینؒ نے اپنی تمام زندگی متوکلانہ بسر کی، کبھی حصول معاش کی طرف توجہ نہ کی۔ تذکرہ الکرام سے معلوم ہوتا ہے کہ میر قاسم نے اپنے عروج و ترقی کے زمانہ میں خانقاہ کے مصارف کے لئے کچھ رقم مہینہ مقرر کر دی۔ لیکن تاج العارفینؒ نے قبول نہ کیا۔

آپ کی وفات ۲۰ جمادی الاخری ۱۱۹۱ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۷۷۷ء بروز سہ شنبہ کو ۹۳ سال کی عمر میں ہوئی۔ اور خانقاہ مجیبیہ کے دکھن جانب ایک حظیرہ میں مدفون ہوئے۔

۳۰۶ شاہ محمد آیت اللہ جوہری پھلواروی

شاہ محمد آیت اللہ قادری جعفری پھلواروی، حضرت قطب الاقطاب محمد مخدوم کے صاحبزادے تھے، آپ کی ولادت ۷ شوال ۱۱۳۶ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۷۲۴ء روز سہ شنبہ کو ہوئی۔ ابتدائی کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ ۸ ربیع الاول ۱۱۳۶ھ مطابق

۲۵ نومبر ۱۷۲۳ء بروز دو شنبہ میزان الصرف شروع کیا۔ درسیات کی انتہائی کتابیں اپنے عم محترم ملا وجیہ الحق محدثؒ شاگرد ملا عیسیٰ سے تمام کیں۔ بعض کتابیں ملا جمال الدین بہجت بن قاضی علاء الدینؒ سے بھی پڑھی تھیں۔ خصوصاً علم عروض تو انہیں سے سیکھا، مثنوی ترقی کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر قصبہ بین (پٹنہ) میں رہنا ہوتا تھا۔ اور جہاں کہیں ان کے چچا تشریف لے جاتے۔ آپ بھی ساتھ جاتے تھے۔

آپ نے اپنے والد سے بیعت کی۔ اور بیعت کے بعد آپ کی باطنی تعلیم و تربیت ہونے لگی۔ اور تکمیل مدارج کے بعد خلعت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اپنے والد کی وفات کے بعد ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ مطابق ۷ دسمبر ۱۷۵۹ء بروز جمعہ سجادہ نشیں ہوئے۔ اور ہدایت خلق میں مصروف ہوگئے۔

صاحب درس و تدریس اور بڑے خوشخط تھے۔ شاگردوں اور مسترشدوں کا ایک گروہ کسب سعادت میں مصروف رہا۔ ان میں سے کچھ پھلواری کے تھے۔ اور کچھ حاجی پور اور حسینا ضلع مظفر پور کے تھے۔ آپ ۲۷ سال تک مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز رہے۔

شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ اور اردو میں جوہریؔ، فارسی میں شورشؔ اور مرثیوں میں مذاقیؔ تخلص کرتے تھے۔

مثنوی گوہر جوہری آپ کی مشہور مثنوی ہے۔

آپ کی وفات ۱۲۱۰ھ / ۱۷۹۶ء میں ہوئی، اور پھلواری میں مدفون ہوئے۔ جس جگہ ان کی قبر ہے، وہ اب مقبرہ آیت اللہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ مقبرہ سنگی مسجد کے پورب اور اتر جانب ہے۔ اس میں آیت اللہ اور ان کی اولاد مدفون ہیں۔

۳۰۷ مفتی محمد افضل پھلواروی

شیخ عالم فقیہ مفتی محمد افضل حنفی پھلواروی مشہور حنفی فقیہ تھے۔ دائر و سائر اداروں میں مفتی کے عہدہ پر فائز تھے۔ طریقت کا علم شیخ مجیب اللہ پھلواریؒ سے

حاصل کیا۔

۱۲۱۸ھ ر ۱۸۰۳ء میں وفات پائی جیسا کہ تاریخ الکملاء میں ہے۔

۳۰۸ مفتی محمد برکت عظیم آبادی

شیخ عالم فقیہ مفتی محمد برکت عظیم آبادی مشہور عالم تھے، علی میر جمال الدین سے تعلیم حاصل کی، فراغت کے بعد پوری زندگی درس و تدریس کی خدمت انجام دی، ان سے مولانا عبدالغنی بن عبدالمغنیؒ نے کسب فیض کیا۔ اور ان کے علاوہ دوسرے بہت سے علماء نے علم حاصل کیا۔

۱۲۲۰ھ ر ۱۸۰۵ء میں وفات پائی جیسا کہ تاریخ الکملاء میں ہے۔

۳۰۹ مولانا سید محمد صلاح خاموش دربھنگوی

مولانا سید محمد صلاح، حضرت مولانا شاہ غلام مجتبیٰ بن شاہ درویش محمد کے فرزند تھے۔ ان کے خاندان کے ایک بزرگ حضرت سید شاہ محمد ابراہیم نواب علی وردی خان مہابت جنگ کے دور نظامت میں دربھنگہ میں آباد ہوگئے تھے۔ نواب مخدوم کی حکومت میں کسی عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔ اور نیک خدمات کے صلے میں معقول جائداد ملی تھی۔

مولانا صلاح کا مولد و مسکن محلّہ میش پٹی دربھنگہ ہے۔ ان کے خاندان کے افراد اب بھی موجود ہیں۔ سال ولادت معلوم نہیں، لیکن سال وفات ۱۲۲۸ھ ر ۱۸۱۳ء ہے۔ بعض تذکروں نے لکھا ہے کہ انتقال کے وقت ان کی عمر ۷۰ سال تھی، اس بنیاد پر ان کا سال ولادت ۱۷۴۳ء قرار دیا جا سکتا ہے۔

انگریزوں نے جب ہندوستان میں باضابطہ حکومت قائم کی تو اس وقت حضرت مولانا کے تبحر علمی کا شہرہ تھا۔ حکومت کی نگاہ ان پر پڑی، تو مفتی عدالت بنا کر مظفرپور بھیج دیئے گئے۔ جہاں اپنے فرائض کی ادائیگی میں ایک عرصہ تک منہمک رہے۔

مولانا صلاحؒ عالم دین ہونے کے ساتھ زبان و ادب کے سچے خادم بھی تھے، تصنیف و تالیف سے بھی انہیں دلچسپی تھی۔ ان کی گرانقدر تصانیف میں فیاضیہ شرح کافیہ عربی زبان میں ہے۔ مصنف تذکرہ بزم شمال کے مطابق دیوان خاموش (فارسی) بحالت مخطوطہ ابھی بھی اہل خاندان کے پاس محفوظ ہے۔ مولانا شعر و سخن کا مذاق بھی رکھتے تھے، اور خاموش تخلص کرتے تھے، مولانا کا فارسی دیوان "دیوان خاموش" موجود ہے۔ ریختہ میں بھی شاعری کی تھی، لیکن وہ اشعار محفوظ نہیں۔ صاحب تذکرہ بزم شمال کے مطابق انہوں نے اردو کے کچھ اشعار دیکھے تھے۔ وہ بھی تلف ہوگئے۔ مولانا کا تخلص خاموش اور دیوان خاموش کی نسبت مولانا کی جانب محل نظر ہے۔

مولانا نے ۱۲۲۸ھ/ ۱۸۱۳ء میں وفات پائی۔ مولوی شرف الدین حسین طاہری نے تاریخ وفات رضی اللہ عنہم ابداً ابداً لکھی ہے۔

۳۱۰ مولانا شاہ محمد ظہور الحق پھلواروی

مولانا شاہ محمد ظہور الحق، مولانا شاہ نور الحق طپاںؔ پھلواروی کے صاحبزادے تھے۔ تاریخ ولادت ۱۱۹۴ھ/ ۱۷۸۰ء ہے۔ ابتدائی کتابیں ملا وحید الدین ابدال اور مولانا احمدیؒ اور اپنے والد سے پڑھیں، بقیہ کتب درسیہ ۱۲۰۰ھ/ ۱۷۸۵ء میں ملا جمال الدین سے تمام کیں۔ اور سند حدیث بذریعہ مکاتبہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دھلویؒ سے حاصل کی۔ تکمیل علم ظاہری کے بعد ۱۲۰۰ھ/ ۱۷۸۵ء میں اپنے والد سے بیعت کی۔ اور مشق سلوک کی طرف متوجہ ہوئے۔ تکمیل کے بعد آپ کے والد نے ۱۲۱۱ھ/ ۱۷۹۶ء میں آپ کو اپنے ہاتھوں سے خرقہ پہنا کر سجادہ عمادیہ پر جانشین کر دیا۔ آپ اپنے عہد میں بڑے عالم تبحر اور بالغ الاستعداد بزرگ ہوئے۔ حافظ قرآن اور حافظ صحیحین تھے۔ خانقاہداری کے تمام لوازم کے ساتھ تمام عمر درس و تدریس کا مشغلہ جاری رکھا۔ ہمیشہ طلبہ کی کثیر تعداد زیر تعلیم رہتی تھی۔ آپ کے تلامذہ میں آپ کے صاحبزادہ مولانا شاہ نصیر الحقؒ، مولانا خیرات علیؒ، مولانا فضل امام بہاریؒ، قاضی

غلام امام بن شیخ غلامؒ، مولانا احمد اللہ جعفری پھلوارویؒ وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

آپ کی تصنیفات سے کئی کتابیں موجود ہیں۔ اعیان علم منطق میں، تسویلات الفلاسفہ، فیض کبیر، فیض صغیر، تنویرات، نہی عن المنکر، اثبات ایجاد الخیر عن الحق کسب البنی۔ مائتہ ایمان، معاصم المائم، فیوضات الهامیہ، نصح النصیح۔ اور تائیدالحق اہم کتابیں ہیں۔ آخر عمر میں اہل عظیم آباد کی خواہش سے پھلواری کا قیام ترک کرکے پٹنہ میں مستقل اقامت اختیار کرلی تھی۔ کچھ دنوں کے بعد آپ نے منگل تالاب میں کچھ زمین حاصل کرکے خانقاہ عمادیہ کی بنیاد رکھی، جو اب تک قائم ہے ۲۶ ذی قعدہ ۱۲۳۴ھ/۱۸۱۸ء میں وفات پائی۔ جنازہ پٹنہ سے پھلواری لایا گیا۔ اور اپنے والد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

۳۱۱ خواجہ سید شاہ محمد مبارک حسین فردوسی منیری

حضرت شاہ مبارک حسین عرف شاہ دھومن فردوسی منیری بن حضرت شاہ محمود منیری کی ظاہری و باطنی تعلیم آپ کے عم بزرگوار حضرت شاہ علی احمد عرف شاہ بھیلو منیریؒ سے ہوئی، اور پیر و مرشد کے وصال کے بعد آپ کے سجادہ پر رونق افروز ہوئے تقوی اور پرہیزگاری میں بے عدیل تھے۔ علم ظاہری کے ساتھ باطنی اسرار سے بھی باخبر تھے۔ حضرت شاہ محمد بنیاد منیریؒ کے فیض صحبت سے بھی مستفیض ہوئے۔

روز چہار شنبہ ۶ ربیع الاول ۱۲۳۶ھ/۱۸۲۰ء میں وصال ہوا۔ مزار چھوٹی درگاہ میں مسجد سے متصل چبوترہ پر حضرت شاہ بھیلو منیری کے دائیں جانب ہے۔

۳۱۲ مولانا شاہ محمد علی پھلواروی

مولانا شاہ محمد علی کے والد کا نام شاہ شمس الدین ابوالفرح محسی تھا۔ آپ حضرت شاہ مجیب اللہ پھلوارویؒ کے پر پوتے تھے۔ آپ کی پیدائش ۸ شوال ۱۱۸۳ھ/۱۷۶۹ء میں ہوئی۔ درسیات مولانا احمدیؒ سے پڑھیں بیعت اجازت و خلافت

اپنے والد سے حاصل کی، پہلے بہار میں صدر امین مقرر ہوئے۔ پھر چنار گڑھ میں مفتی عدالت کے عہدہ پر فائز ہو کر تشریف لے گئے۔ تمام عمر خدمت افتاء میں بسر کی۔

۲۹ صفر ۱۲۴۴ھ/۱۸۲۸ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار بنارس میں حضرت مولانا رسول نما بنارسیؒ کے احاطہ مزار میں مسجد کے جنوبی دروازہ سے متصل ایک چبوترہ پر واقع ہے۔

۳۱۳ مولانا سید شاہ محمد علی اکبر پھلواروی

مولانا سید شاہ محمد علی اکبر کے والد کا نام مولانا وحید الحق ابدال پھلواروی تھا۔ ۱۱۸۰ھ/۱۷۶۶ء میں پیدا ہوئے۔ کتب درسیہ تمام وکمال اپنے والد مولانا وحید الحق ابدالؒ سے پڑھیں۔ بیعت، اجازت و خلافت بھی والد سے حاصل کی، والد کے انتقال کے بعد شیخ العالمین شاہ محمد نعمت اللہ پھلوارویؒ سے رجوع کیا، اور بڑی بڑی ریاضتیں کیں۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد درس و تدریس کا مشغلہ جاری رہا۔ بضرورت کفاف عیال امین صدر بہار مقرر ہو کر گیا تشریف لے گئے۔ اور مدت متعینہ تک اس خدمت کو انجام دینے کے بعد مبلغ سو روپیہ پنشن پر خدمت مذکور سے سبکدوش ہو کر خانہ نشیں ہوئے۔

آپ کی وفات ۹ ذی الحجہ ۱۲۴۷ھ/۱۸۳۱ء کو ہوئی۔

۳۱۴ شیخ مصطفیٰ پھلواروی

شیخ مصطفیٰ بن شمس الدین بن عبدالحیٔ بن مجیب اللہ پھلوارویؒ سلسلہ قادریہ کے مشہور شیخ تھے۔ ۱۹ صفر ۱۱۹۹ھ/۱۷۸۴ء میں پھلواری شریف میں پیدا ہوئے، اور وہیں پرورش و پرداخت ہوئی۔ مولانا احمدی بن وحید الحق پھلوارویؒ سے علم حاصل کیا۔ اور حدیث کی اجازت محدث یوسف نظام الاصل مکیؒ سے حاصل کی۔ اور طریقت کی اجازت اپنے والد سے حاصل کی۔ اور ان کے ساتھ ایک مدت تک رہے۔

پھر کلکتہ میں اپنے والد کے جانشین ہوئے' آخر عمر میں مدراس منتقل ہو گئے۔ اور وہیں ۱۷ ذی قعدہ ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء میں وفات پائی۔

۳۱۵ مولانا شاہ محمد امام پھلواروی

مولانا شاہ محمد امام حضرت مولانا شاہ نعمت اللہ پھلوارویؒ کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت ۲ جمادی الاولی ۱۱۹۴ھ/۱۷۸۰ء میں ہوئی۔ درسیات تمام و کمال مولانا احمدیؒ سے پڑھیں۔ ۲۱ رمضان ۱۲۱۶ھ/۱۸۰۱ء میں اپنے والد سے طریقہ قادریہ وارثیہ میں مرید ہوئے۔ تمام عمر درس و تدریس اور ریاضت و مجاہدات میں صرف فرمایا۔ اپنے استاد مولانا احمدیؒ کے زمانہ حیات ہی میں صاحب درس ہو چکے تھے۔ آپ کے تلامذہ میں مولانا محمد حسین پھلواروی' مولانا ابو محمد علی حسن بن مولانا ابوالحسن فردؒ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آپ کی تصنیفات میں رسالہ قراۃ خلف الامام' حاشیہ تہذیب' حاشیہ میرزاہد بطور تعلیق ہے۔

آپ کی وفات ۸ محرم الحرام ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء میں ہوئی اور مقبرہ مجیبیہ میں مدفون ہوئے۔

۳۱۶ مولانا سید شاہ محمد بہرام در بھنگوی

مولانا سید شاہ محمد بہرام معروف بہ بہرام شاہ خلف اصغر حضرت مولانا سید محمد صلاح خاموش' مولد و مسکن محلہ مبیش پٹی دربھنگہ' یہ بھی اپنے بھائی حضرت مولانا امام شاہ کی طرح عالم بے مثل تھے۔ ویسے بھی تعظیم و تکریم سے دیکھے جاتے تھے۔

حضرت مولانا خوش نویس ہفت قلم تھے۔ مزاج میں بڑی متانت و سنجیدگی تھی۔ درس و تدریس میں مشغول رہتے۔ دور دور سے طلبہ آتے اور اکتساب فیض کر کے

اپنے گھروں کو لوٹتے۔

عربی، فارسی و اردو تینوں ہی زبانوں میں یکساں مہارت حاصل تھی۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ ان کے علاوہ کئی کتابیں خط نستعلیق میں ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی موجود ہیں، جن میں دیوان خاموش بھی ہے۔ جو فن خطاطی کے اعلیٰ نمونوں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ یہ مخطوطہ اب ڈاکٹر مظفر حسین معروف بہ ظفر صاحب کی ملک ہے۔ مصنف تذکرہ بزم شمال نے اسے دیکھا ہے۔

مولانا شعر و سخن کا ذوق بھی رکھتے تھے۔ اور اچھے شاعر تھے، آہ تخلص کرتے تھے۔ فارسی و اردو دونوں زبان میں شعر کہتے تھے۔ کچھ اشعار ان کے خاندان والوں کے پاس موجود تھے۔ لیکن شاید اب برباد ہو گئے۔

بقول صاحب آئینہ ترہت ۱۲۵۹ھ/۱۸۴۳ء میں انتقال فرمایا، اور مزار ان کے آبائی قبرستان میں واقع ہے۔

۳۱۷ مولانا محمود علی پھلواروی

مولانا محمود علی کے والد کا نام مولانا محمد عیسیٰؒ پھلواروی ہے۔ آپ کی ولادت ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۳ء میں پھلواری میں ہوئی۔ آپ بچپن سے نہایت ذکی ذہین تھے۔ علم کا شوق بہت تھا۔ ابتدائی کتابیں وطن میں پڑھیں۔ جب آپ کے والد الہ آباد تشریف لے گئے۔ تو آپ کو اپنے ساتھ لے گئے، دولت کی کمی نہیں تھی، آپ کی تعلیم کے لئے جید عالم مولوی ریاض علی ساکن کوڑا جہاں آباد ضلع الہ آباد کو متعین کیا، قلیل عرصہ میں آپ نے تمام علوم و فنون میں مہارت حاصل کر لی۔ نہایت خوشخط تھے۔ نسخ و نستعلیق و شفیعہ میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ آپ کی تصنیفات سے ادب و منطق میں تین کتابیں ہیں۔ اور تینوں آپ کے دست خاص کی لکھی ہوئی کتب خانہ مجیبیہ پھلواری میں موجود ہیں۔ الہ آباد کے قیام میں اس وقت کے بہتیرے اہل فن سے آپ کی ملاقاتیں رہیں۔ اور تبادلہ خیال کرتے رہے۔ فراغت کے بعد آپ نے درس

دینا شروع کیا۔ اتفاقاً علامہ محدث عبد الحسن بن علامہ طاہر مدنیؒ سے ملاقات ہو گئی۔ علامہ نے آپ کی قابلیت کا اندازہ کیا۔ اور آپ کی تصانیف میں دو رسالہ منطق و نحو پر علامہ نے تقریظ لکھی۔

طبیعت نہایت موزوں تھی، شعر و سخن کا ذوق بھی تھا۔ ناسخ لکھنوی کے شاگرد تھے۔ آپ کا تذکرہ شعرائے پھلواروی میں بھی کیا گیا ہے۔ اور کلام کا نمونہ بھی دیکھایا گیا ہے۔ قیصر تخلص کرتے تھے۔ حضرت مولانا شاہ محمد ابوالحس فرد سے بیعت تھے۔

۱۵ رجب ۱۲۶۳ھ / ۱۸۴۷ء میں انتقال کیا۔ مزار باغ مجیبی میں حضرت فرد کے چبوترہ کے بائیں واقع ہے۔

۳۱۸ مخدوم سید مظہر ولی بہاری

مخدوم سید مظہر ولی عرف سید شاہ یحیٰ علی بن سید علی مظفر علی بہار شریف میں اپنی نانیہال محلّہ چاندپورہ میں ۱۱۹۱ھ / ۱۷۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تاریخی نام مظہر ولی تھا۔ آپ علم کے بہت شائق تھے۔ اس زمانہ کے رسم و رواج کے مطابق علوم ظاہری کی تحصیل کی، اور تصوف کی طرف مائل ہوئے۔ اور حضرت مخدوم شاہ حسین علیؒ سے بیعت حاصل کی۔ اور تعلیم بھی آپ ہی سے ہوئی۔ آپ سے بڑے بڑے علماء نے فیض حاصل کیا، ان میں سے مولانا سید اشرف علیؒ، مولانا امیرالحق عظیم آبادیؒ، سید شاہ ولایت علیؒ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

۱۰ ذی قعدہ ۱۲۶۴ھ / ۱۸۴۸ء میں آپ کا انتقال ہوا، اور صفی پور میں جو خسرو پور اسٹیشن کے قریب ہے دریا کے کنارے مدفون ہوئے۔

۳۱۹ مولانا محی الدین پھلواروی

مولانا محی الدین پھلواروی کے والد کا نام محمد علی تھا۔ آپ حضرت شاہ مجیب اللہ پھلوارویؒ کی اولاد میں سے تھے، آپ کی ولادت ۵ ذی قعدہ ۱۲۱۴ھ / ۱۷۹۹ء میں

ہوئی، علوم ظاہری، باطنی، بیعت، اجازت و خلافت کل اپنے والد سے تھی۔

ایک مدت تک وطن ہی میں قیام رہا۔ پھر حیدر آباد چلے گئے اور حیدر آباد کے دار الترجمہ سے منسلک ہوگئے۔ آخیر وقت تک حیدر آباد ہی میں قیام رہا۔ آپ کی تصنیفات میں دو کتابیں اہم ہیں جن کا ثبوت ملتا ہے۔ ایک کتاب شرف الصحابہ ہے۔ یہ کتاب صواعق محرقہ مصنفہ علامہ ابن حجر مکی کا اردو ترجمہ ہے۔ اور دوسری کتاب قصہ حضرت تمیم انصاری ہے۔

آپ کا انتقال ۱۹ شعبان ۱۲۴۴ھ/۱۸۲۸ء میں ہوا۔

۳۲۰ مولانا مصطفیٰ شیر دیسنوی

مولانا مصطفیٰ شیر دیسنوی موضع دیسنہ علاقہ بہار شریف ضلع نالندہ کے رہنے والے تھے۔ بہار کے مشہور متدین عالموں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ کے دادا بھائی اور مولانا سخاوت علی جونپوریؒ کے شاگرد تھے، اور مولانا سخاوت جونپوری، مولانا فضل رسول بدایونی، کے شاگر دتھے۔ مولانا مصطفیٰ شیر دیسنویؒ مدرسہ کبیریہ سہسرام میں مدرس اول تھے۔ آپ کے اہتمام سے مطبع کبیریہ سہسرام میں پارہ عم کا ترجمہ ۱۲۶۶ھ/۱۸۴۹ء میں شائع ہوا۔ تاریخ طباعت آپ کے قلم سے نکلی ہوئی ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا موصوف شعر و سخن کا بھی اچھا ذوق رکھتے تھے۔

سہسرام ہی میں ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۱ء میں وصال فرمایا، اور درگاہ خانقاہ میں مدفون ہوئے۔

۳۲۱ مفتی محمدی عظیم آبادی

شیخ عالم فقیہ مفتی محمدی بن معصوم عظیم آبادی ایک حنفی فقیہ تھے۔ شیخ احمد بن وحید الحق پھلواروئیؒ سے علم حاصل کیا، اور ان کے ساتھ بہت زمانہ تک رہے

فراغت کے بعد مفتی بنائے گئے۔ اور درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ ان سے بہت سے علماء نے علم حاصل کیا۔

۳ ربیع الاول ۱۲٦۹ھ/ ۱۸۵۲ء کو وفات پائی جیساکہ تاریخ اکملاء میں مذکور ہے۔

۳۲۲ مولانا محمد عیسیٰ پھلواروی

مولانا محمد عیسیٰ کے والد کا نام مولانا عبدالعلی تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۱۰ھ/ ۱۷۹۵ء میں پھلواری میں ہوئی۔ کتب درسیہ مولانا محمد عبدالغنی منعمیؒ سے پڑھی۔ آپ کا مبلغ علم بہت بلند تھا۔درس و تدریس کا مشغلہ بھی رکھتے تھے ۔ ۱۷ شوال ۱۲۴۳ھ/ ۱۸۲۷ء کو حضرت شاہ نعمت اللہؒ سے بیعت ہوئے۔ ۱۲۶۲ھ/۱۸۴٦ء میں الہ آباد کے سرشتہ دار مقرر ہوئے۔ اور تمام عمر الہ آباد میں گذاری۔ وہاں بھی درس و تدریس کا مشغلہ جاری رکھا۔

۳ رجب ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۳ء میں پھلواروی میں رحلت فرمائی۔ آپکا مزارباغ مجیبی میں حضرت مولانا ابوالحسن فرد کے مزار کے پورب اتر سرہانے کی جانب واقع ہے

۳۲۳ مولانا محمد علی سجاد پھلواروی

مولانا محمد علی سجاد پھلواروی حضرت مولانا شاہ نعمت اللہؒ کے چھوٹے صاجزادے تھے۔ سال ولادت ۱۱۹۹ھ/ ۱۷۸۴ء ہے۔ درسیات اپنے بھائی مولانا محمد قادری کی معیت میں مولانا احمدیؒ سے ۱۲۲۲ھ/ ۱۸۰۷ء میں تمام کیں۔۔۱۲۱۷ھ/ ۱۸۰۲ء میں اپنے والد ماجد سے مرید ہوئے اور تعلیم وتربیت اجازت و خلافت کل اپنے والد سے پائی۔ صاحب تصانیف ہیں۔ رشد وہدایت درس وتدریس آپ کی زندگی کا مشغلہ تھا۔ آپ کے دریائے علم سے بہت لوگ سیراب ہوئے۔ مولوی مصطفیٰ،مولوی مشرف، اور مولوی حسین کے نام معلوم ہیں۔

۱۸ رمضان ۱۲۷۱ھ/ ۱۸۵۴ء میں رحلت فرمائی۔ اور باغ مجیبی میں مدفون

ہوئے۔

۳۲۴ مولانا شاہ محمد ہادی پھلواروی

مولانا شاہ محمد ہادی سید العلماء مولانا احمدی پھلواروئیؒ کے صاجزادے تھے۔ ۶ر شوال ۱۱۹۹ھ ر ۱۷۸۴ء میں ولادت ہوئی۔ مولانا احمدیؒ کے خلیفہ و جانشین تھے۔ بڑے عالم متبحر اور عارف کامل تھے۔ ظاہری وباطنی تعلیم و تربیت اور بیعت و اجازت و خلافت کل اپنے والد سے حاصل کی۔ والد کے وصال کے بعد ان کے جانشیں مقرر ہوئے۔ آپ کی تصنیفات میں حاشیہ فصوص الحکم، حاشیہ تہذیب، شرح مطول، بحث ماانا قلت، حاشیہ خلاصہ الحساب، ترجمہ منظوم قصیدہ بردہ، حاشیہ مناظرہ رشیدیہ اور رسالہ طہر متخلل قابل ذکر ہیں۔

تاریخ وفات ۱۵ شوال ۱۲۷۱ھ ر ۱۸۵۴ء ہے۔ مقبرہ مجیبیہ میں اپنے والد کے پہلو میں پورب جانب مدفون ہیں

۳۲۵ مولانا محمد وارث پھلواروی

مولانا محمد وارث کے والد کا نام مولانا شاہ محمد علی پھلواروی تھا۔ ۷ رمضان ۱۲۳۶ھ ر ۱۸۱۱ء میں پیدا ہوئے۔ مولانا عبدالغنیؒ کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ بہت بالغ الاستعداد تھے۔ بیعت، اجازت و خلافت حضرت مولانا سید شاہ ابوالحسن فردؒ سے تھی۔ کئی مرتبہ حج کیا۔ آخر مرتبہ ہجرت کی نیت سے تشریف لے گئے، اور وہیں رہ گئے۔

۱۰ر شوال ۱۲۷۲ھ ر ۱۸۵۵ء میں مدینہ طیبہ میں رحلت فرمائی۔ اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

۳۲۶ مولانا سید منیر حسین برق دربھنگوی

مولانا سید منیر حسین، حضرت شاہ محمد حیات کے صاجزادے، مولدو مسکن محلہ میر منجن، دربھنگہ، صاحب آئینہ ترہت نے ان کا سلسلہ نسب حضرت شیخ بہاء الدین

زکریا ملتانیؒ سے ملایا ہے۔ لیکن حضرت مولانا حکیم سید محمد شعیب رضوی پھلوارویؒ نے حضرت زکریا مازندرانیؒ کی اولاد بتایا ہے۔

انہیں حضرت مولانا امام شاہ خلف اکبر حضرت مولانا محمد صلاح خاموش سے تلمذ حاصل تھا۔ چونکہ حضرت ممدوح اپنے عہد کے ایک جید عالم تھے' اور ماہرین علوم سے درسیات کی کتابیں تمام کی تھیں۔ اس لئے ان کے تلمیذ رشید کی علمی صلاحیت بھی بڑی ٹھوس تھی

مولانا اپنے عہد کے ایک اچھے مصنف بھی تھے۔ کئی تصانیف انہوں نے یادگار چھوڑیں۔ جن میں منیرالفرائض منیر الفتاوی اور فوائد رضیہ نوادرات میں ہیں۔ مخطوطہ شکل میں مولوی شاہ ابو یونس کھسراہوی ثم متھراپوری' ممتی پوری کے پاس تھیں

انگریزوں کے دور عملداری میں فورٹ ولیم کالج کی بنیاد کلکتہ میں پڑ چکی تھی۔ کسی طرح ان کی رسائی وہاں تک ہو گئی۔ اس عظیم ادارہ میں بحیثیت مترجم ان کا تقرر ہوگیا' جہاں اپنے فرائض کی انجام دہی میں کامیاب رہے۔ فورٹ ولیم کالج میں جو انگریزی افسران تھے' انہوں نے ان سے ہندوستانی زبان سیکھنا شروع کی۔ اور اس طرح ان کے شاگردوں کا جتھا تیار ہوگیا۔ ان شاگردوں میں سے ایک انہیں بہت عزیز رکھتا تھا۔ جب وہ ترہت کا حاکم بن کر آیا تو اس نے اپنے استاذ کے لئے کسی عہدہ جلیلہ کی تلاش کی' اور سرکار سے ان کے متعلق پرزور سفارش کی۔ چنانچہ حضرت مولانا کو حکومت وقت نے منصف کے عہدہ پر فائز کر کے مہوہ ضلع مظفرپور (موجودہ ضلع ویشالی) بھیج دیا۔ اس منصب جلیلہ پر وہ ایک عرصہ تک سرفراز رہے۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد گھر لوٹے۔

شعروشاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ اور برقؔ تخلص کرتے تھے۔ ان کی شاعری کا بیشتر حصہ فارسی میں اور کچھ اردو میں تھا۔ اب ان میں سے کچھ بھی محفوظ نہیں۔

تقریباً ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء میں وفات پائی۔

۳۲۷ مولانا محمد طالع جعفری پھلواروی

مولانا طالع بن شاہ محمد منعم جعفری کی ولادت ۱۲۰۴ھ ر ۱۷۸۹ء میں ہوئی' کتب درسیہ تمام وکمال حضرت مولانا عبدالغنیؒ سے پڑھیں۔ آپ نے کل درسیات کو اپنے قلم سے لکھ کر پڑھا۔ نہایت ہی خوشخط تھے۔ نہایت ہی بالغ الاستعداد تھے۔ صاحب درس وتدریس تھے۔ وسط عمر میں جونپور چلے گئے۔ اور وہاں کے مدرسہ میں مدرس ہوگئے۔ مولانا کرامت علی جونپوریؒ مصنف مفتاح الجنتہ و راہ نجات نے ابتداء میں آپ سے پڑھا تھا۔ تحصیل فراغ کے بعد آپ کو شوق سفر ہوا۔ اور پھلواری سے بعزم سفر روانہ ہوئے' الہ آباد پہنچے' وہاں کے علماو مشائخ سے ملے۔ کئی روز تک دائرہ حضرت شاہ اجمل میں مہمان رہے۔ دہاں سے جونپور پہنچے' اور جونپور کے علماء سے استفادہ کیا۔ حضرت شاہ محمد نعمت اللہ پھلواروی سے بیعت ہوئے۔

وفات ۲۶ ذی قعدہ ۱۲۷۵ھ ر ۱۸۵۸ء میں ہوئی۔

۳۲۸ مولانا شاہ محمد حسین پھلواروی

مولانا شاہ محمد حسین' مولانا شاہ محمد نعمت اللہ پھلوارویؒ کے ساتویں فرزند تھے۔ ۸ محرم ۱۲۰۸ھ ر ۱۷۹۳ء کو ولادت ہوئی۔ابتدائی کتابیں مولانا احمدیؒ سے پڑھیں' تکمیل ۲۵ ذی قعدہ ۱۲۳۰ھ ر ۱۸۱۴ء میں اپنے بھائی مولانا محمد امام سے کی۔ ۱۲۳۳ھ ر ۱۸۱۷ء میں اپنے والد سے بیعت ہوئے' اور اجازت و خلافت اور تعلیم وتربیت سب کچھ اپنے والد سے حاصل کی۔ اپنے دور میں مغتنم روزگار' بڑے عالم' عارف و صاحب فیض بزرگ تھے۔آپ کے چشمہ فیض سے صدہا سیراب ہوئے۔ تمام عمر تعلیم و تربیت اور درس وتدریس میں گذارا۔ آپ کے تلامذہ میں مولوی جواد علی' علی حبیب نصر' قاضی مظفر حسین وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ۱۲۷۷ھ ر ۱۸۶۰ء میں حج کے لئے تشریف لے گئے' اور ۱۲۷۸ھ ر ۱۸۶۱ء میں حج و زیارت مدینہ کے بعد واپسی میں مکہ معظمہ تشریف لائے' اور چند یوم علیل رہ کر بتاریخ ۱۳ شعبان رحلت فرمائی۔ اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔

۳۲۹ مولانا شیخ محمد نور علی محدث سہرامی

مولانا شیخ نور علی محدث سہرامی ۱۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے' فارسی اور کچھ دوسری کتابیں اپنے والد سے پڑھیں۔ پندرہ برس کی عمر میں تحصیل علم کے لئے گھر سے روانہ ہوئے' بیس برس کی عمر میں دہلی کا سفر کیا۔ اور شاہ محمد اسحاق دہلویؒ کی خدمت میں رہ کر صحاح ستہ سبقاً سبقاً پڑھا' اور اس اہتمام کے ساتھ پڑھا کہ جس قدر پڑھتے جاتے تھے' اس قدر لکھتے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ افادہ شیخ حاشیہ پر تحریر کرتے جاتے تھے۔ ظاہری علوم کے علاوہ باطنی علوم بھی حاصل کی۔ اور پورے چودہ برس شاہ اسحاق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر ظاہری و باطنی علوم سے آراستہ ہو کر ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء میں گھر واپس ہوئے۔ حضرت شاہ کبیرالدین احمد سجادہ نشین خانقاہ سہرام کے ارشاد پر مدرسہ خانقاہ کبیریہ کی ذمہ داری قبول کی' اور درس و تدریس میں مشغول ہوگئے۔ شیخ کے عہد میں سہرام میں ایک پورا محلّہ شیعوں سے آباد تھا۔ ان کے اثر سے اہل سنت والجماعت شیعیت اختیار کرتے جاتے تھے۔ چنانچہ شیخ محمد نور علیؒ نے اپنے دلائل کے زور سے اور اثر و رسوخ کی قوت سے اس کا قلع قمع کیا۔

شیخ کے علم و کمال کا شہرہ ہوا' تو بہار و بنگال اور بنارس سے طلبہ جوق در جوق آنے لگے۔ اور شریک درس ہونے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی شاگردوں کی تعداد کافی بڑھ گئی۔ چند شاگردوں کے نام یہ ہیں۔ شیخ شاہ محی الدین سجادہ نشین خانقاہ سہرام' حکیم ابراہیم علی خاں سہرام' مولوی یار محمد فرزند محدث' مولوی محب حسن بلہاری' مولوی مرزا بیگ تغیر' حدیث اور فقہ کی جن کتابوں کو آپ نے شاہ محمد اسحاق دہلویؒ سے پڑھا تھا' اور ان پر حواشی لکھتے تھے' ان میں بیشتر محفوظ ہیں' ان میں شرح وقایہ' محشی' ہدایہ آخرین محشی' تفسیر جلالین محشی' فوز الکبیر اور مشکوۃ شریف محشی اور شرح موطاء محشی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان میں سب نسخوں پر تمام درس کی تاریخ بھی دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ صحاح ستہ کی اور بھی کتابیں ہیں جن پر ان کا حاشیہ ہے۔

شیخ نے پوری عمر درس و تدریس اور اشاعت علم دین اور تبلیغ میں بسر کی۔
۱۲۸۲ھ/۱۸۶۴ء میں وفات پائی۔

۳۳۰ مولانا شاہ محمد علی حبیب نصر پھلواروی

مولانا شاہ محمد علی حبیب نصر' حضرت مولانا شاہ ابو الحسن فردؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت ۲۵ رمضان بروز چہار شنبہ ۱۲۴۹ھ/ ۱۸۳۵ء میں ہوئی۔ ابتدائی کتابیں شرح وقایہ تک آپ نے مولانا ابوتراب آشنا سے پڑھیں' اور تکمیل درسیات مولانا محمد حسین سے ۴ر شعبان بروز جمعہ ۱۲۷۳ھ/ ۱۸۵۶ء میں ہوئی۔ آپ کو حدیث سے بے انتہا شغف تھا۔ اس لئے آپ نے اپنے چچازاد بھائی مولانا شاہ آل احمد محدث مہاجر مدنیؒ کو مدینہ طیبہ سے بلوایا اور عرصہ تک اپنے یہاں مقیم رکھ کر ۱۲۸۷ھ/ ۱۸۷۰ء میں حدیث کی تکمیل کی

۱۲۶۳ھ/ ۱۸۴۷ء میں اپنے والد حضرت فردؔ سے مرید ہوئے۔ اور اسی وقت حضرت فردؔ نے سلاسل کی اجازت و خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔ سلوک طریقت کی تعلیم اپنے منجھلے چچا مولانا ابو تراب آشنا سے مکمل کی۔

۲۹ر ربیع الثانی ۱۲۶۸ھ/ ۱۸۵۱ء میں شاہ نورالعین کے بعد خانقاہ مجیبیہ کے سجادہ نشیں ہوئے

آپ صاحب تصانیف تھے' رسالہ نعت عظمیٰ' رسالہ سوالات ستہ' رسالہ شواہد الجمعہ' رسالہ فضیلت سلام بقول السلام علیکم' رسالہ سوالات خمسہ اور رسالہ منع خواندن درود در قعدہ اولی قابل ذکر ہیں۔

آپ شعرو سخن کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے' کلام حقائق و معارف سے لبریز ہوتا تھا۔ نصرؔ تخلص کرتے تھے۔ آپ کا دیوان "دیوان معجز بیان" کے نام سے موجود ہے۔

آپ ۲۷ سال مسند ارشاد پر جلوہ افروز رہے۔ ۴۶ سال کی عمر میں ۲۷ ربیع الاول ۱۲۹۵ھ /۱۸۷۸ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار موجودہ بارہ دری میں بجانب مشرق

دوسرا مزار ہے۔

۳۳۱ مولانا محمد یقین صاد قپوری

مولانا محمد یقین صاد قپوری' مولانا احمد اللہ صاد قپوریؒ کے فرزند تھے۔ آپ مولانا اشرف علیؒ سے دو تین سال بڑے تھے۔ مولانا اشرف علی کی ولادت ۱۲۵۹ھ/ ۱۸۴۳ء میں ہوئی۔ اس طرح آپ کی پیدائش تقریباً ۱۲۵۷ھ/ ۱۸۴۱ء یا ۱۲۵۶ھ/ ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔

آپ نے اکثر درسی کتابیں اپنے والد سے اور کچھ مولانا فیاض علیؒ سے پڑھیں۔ خاندان کی تباہی کے بعد آپ نے تجارت کرنا شروع کیا۔ اس کام میں آپ کے شریک مولوی الٰہی بخش ساکن موضع دربہ ضلع پٹنہ تھے۔ مگر ناکام ہونے کی وجہ سے اس کام کو چھوڑنا پڑا' اس کے بعد جزیرۂ انڈمان پورٹ بلیئر میں تجارت شروع کی۔ پھر آپ نے گوشہ نشینی اختیار کی۔ کلکتہ و انڈمان' میں آپ نے اپنی نصیحتوں سے بہت فائدہ پہنچایا۔ آپ کی اخیر زندگی گوشہ نشینی کی وجہ سے نہایت ہی عسرت میں گذری۔ تاہم آپ کی زندگی صبر و شکر اور قناعت کی ایک وقیع مثال تھی۔

آپ نے اوقات عزیز کو اللہ کے ذکر و عبادت میں لگاکر ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۶ء میں وفات پائی۔

۳۳۲ مولانا محمد سعید عظیم آبادی

مولانا محمد سعید کے والد کا نام منشی واعظ علی تھا۔ ابتدائی تدریسی کتابیں مولوی مظہر علی عظیم آبادی سے پڑھیں۔ اور پھر مولوی ابوالحسن منطقی ساکن بہپورہ سے پڑھیں۔ اس کے بعد لکھنؤ گئے' اور وہاں مولانا حسن علی ہاشمی سے سند حدیث و تفسیر حاصل کی۔ اس کے بعد کانپور آئے' اور جناب مولانا سلامت اللہ کی خدمت میں رہ کر کتب درسیہ کو دیکھا' اور مشکل مقامات کا حل کیا۔ اور وہیں حضرت شاہ نذر محمد بن

محمد ماہ سے بیعت حاصل کی، جو حضرت سید احمد بریلویؒ کے خلیفہ تھے۔

ان سے بہت کچھ فیض باطنی حاصل کیا۔ کانپور سے واپسی کے بعد اپنے گھر آئے اور گھر پر درس و تدریس میں مصروف ہوئے اور ارشاد وہدایت کا کام بھی انجام دیتے رہے، سینکڑوں علماء آپ سے فارغ ہوئے، اور سند حدیث حاصل کی۔ آپ زیارت بیت اللہ سے مشرف ہوئے، اور اس سفر میں دو سال رہے، وہاں آپ نے بہت سے علماء سے سند حدیث حاصل کی۔ ان میں سید احمد دحلانؒ محدث کبیر مکہ معظمہ بھی تھے۔ آپ کو کتابوں کے جمع کرنے کا بھی شوق تھا۔ ایک کتب خانہ قائم کیا، اور اس میں ہزاروں روپے کی کتابیں خرید کر ایک ذخیرہ بنایا۔ آپ نے ایک مدرسہ بھی قائم کیا جس میں فارسی عربی کی تعلیم ہوتی تھی۔ مدرسہ میں جاگیر کا بھی انتظام تھا۔ اور بہت سے طلبہ کی آپ خود کفالت کرتے تھے۔

قسطاس البلاغہ اور مقصد البلاغہ آپ کی علمی یادگار ہے۔

آپ کی وفات ۴ شعبان ۱۳۰۴ھ بمطابق ۲۱ اپریل ۱۸۸۷ء میں ہوئی محلہ مغلپورہ میں آپ کے مکان کے پورب جانب جو آپ کا آبائی مقبرہ ہے اس میں مدفون ہوئے۔

۳۲۳ مولانا محمد حسن ذبیح صادقپوری

مولانا محمد حسن صادقپوری، مولانا ولایت علیؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ ۱۲۴۶ھ / ۱۸۰۳ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں مولانا اشرف علیؒ سے پڑھیں۔ اس کے بعد حکیم مولوی عبد الحمید سے فراغت حاصل کی، اور طب بھی انہیں سے پڑھی، اور حدیث کی سند اپنے ماموں مولانا یحیٰ علیؒ سے حاصل کی۔ مسائل فقہی، اصولی اور حدیث نہایت عمدہ جانتے تھے۔ اپنے والد کے ساتھ ملک سوات افغانستان کو گئے۔ والد کے انتقال کے بعد اپنے بڑے بھائی مولوی عبداللہ کی نگرانی میں تعلیم پائی۔ اور ان کے ساتھ ہندوستان آئے، اور اپنے چچا مولانا فرحت حسینؒ کے زیر کفالت تعلیم حاصل کرتے رہے، انگریزی حکومت کے مظالم ٹوٹے، تو گھر پر کوئی نہ رہا۔ تنہا مولانا محمد حسن

رہے۔ مولانا عبدالرحیم نے گرفتاری کے وقت گھر کا ذمہ دار مولانا محمد حسن کو بنایا۔ انہوں نے ان کے لئے کمر کسی اور میدان میں اتر آئے' حالانکہ نہایت ہی کم سن تھے لیکن وہ کارنامے انجام دیئے جو بڑوں کے بس کے باہر کی بات تھی۔ انبالہ میں مقدمات کی پیروی کرنا' ولایت سے بیرسٹروں اور کونسلوں کو بلوانا اور اس طرح کے کاموں کے انجام دہی کے ساتھ تعلیم جاری رکھنا' غرض آپ نے حکیم مولانا عبدالحمیدؒ سے فراغت حاصل کی۔ آپ کو قاضی شوکانیؒ اور شاہ ولی اللہؒ کے تصانیف سے دلچسپی تھی۔ مولانا محمد حسن یکم مارچ ۱۸۸۴ء میں محمڈن انگلو عربک اسکول قائم کیا تاکہ اس میں انگریزی' عربی اور دینیات کی تعلیم دی جائے۔

۷ ربیع الاولی ۱۳۰۷ھ بمطابق ۲ نومبر ۱۸۸۹ء میں وفات پائی اور نموہیہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

۳۳۴ مولانا محمد احسن گیلانی

شیخ فاضل محمد احسن بن سید شجاعت علی گیلانی' شیخ ابوالفرح واسطی حسینی کی اولاد میں سے تھے' گیلانی ضلع پٹنہ (حال ضلع نالندہ) میں میں پیدا ہوئے۔ آپ مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کے دادا تھے' کبرسنی میں تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے' اور شادی کے بعد طلب علم کے لئے سفر کیا' متوسطات کی تعلیم مولانا نعمت اللہ نبی نگریؒ سے مظفر پور میں حاصل کی۔ اور معقولات مفتی واحد علی ابراہیم بنارسیؒ سے اور ہیئت و ہندسہ مفتی نعمت اللہ بن نوراللہ لکھنویؒ سے حاصل کیا۔ اور دنوں میں خوب بصیرت حاصل کی' فراغت کے بعد طوسی کے مقالہ اولی کی تصحیح میں مشغول ہوئے' اور یہ کتاب پہلی مرتبہ طبع ہوئی' شیخ فضل حق خیرآبادی بن فضل امام خیر آبادی سے بھی تعلیم حاصل کی' فقہ و حدیث کی تعلیم مولانا اکبر علی رامپوریؒ اور مولانا عالم علی حسینی نگینویؒ سے حاصل کی۔ پھر گیا ضلع اسکول میں مدرس ہوئے' اور وہیں سے ریٹائرڈ ہوئے' اور گیلانی میں گوشہ نشیں ہوگئے۔ پھر درس و تدریس شروع کیا' ان سے بہت سے علماء نے

کسب فیض کیا۔ دور دور سے طلبہ ان کی خدمت میں تعلیم حاصل کرنے آتے تھے۔
ان کا ایک رسالہ سولہ حصوں میں وجود رابطی پر ہے' اور حاشیہ بر حاشیہ بحر العلوم اور کئی رسالے مسائل تصوف پر ہیں۔

۱۳۱۲ھ ر ۱۸۹۴ء میں گیلانی میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

۳۲۵ مولانا محمد یحی پھلواروی

مولانا یحی' مولانا شاہ ابو الحیات پھلواری کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی پیدائش ۵ ذی الحجہ ۱۲۲۶ھ ر ۱۸۱۱ء میں ہوئی۔ درسیات کی تکمیل ۱۲۵۰ھ ر ۱۸۲۴ء میں اپنے چھوٹے چچا مولانا محمد حسینؒ سے کی۔ ۲۰ ر جمادی الثانی ۱۲۴۰ھ ر ۱۸۲۴ء میں اپنے جد امجد شیخ العالمین مولانا شاہ نعمت اللہؒ سے مرید ہوئے۔اور سلوک طریقت کی مشق حضرت فرد سے کرکے جمیع سلاسل مجیبیہ کی اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ علاوہ ازیں اپنے والد مولانا ابو الحیات اور اپنے منجھلے چچا ابو تراب اور اپنے ماموں مولانا محمد ہادی اور منجھلے ماموں احمد علی ابراہیم کی طرف سے بھی تمام سلاسل کے مجاز تھے۔ آپ سے مولوی عبداللہ بن مولانا علی سجاد' مولانا شاہ محمد سلیمان قادریؒ، مولانا سید محی الدین احمد رضویؒ وغیرہ نے اکتساب فیض کیا۔

۶ رمضان ۱۳۱۷ھ ر ۱۸۹۹ء میں ترانوے سال کی عمر میں رحلت فرمائی' اور مقبرہ مجیبیہ میں مدفون ہوئے۔

۳۳۶ مولانا حافظ محمد اسحٰق خان پرسولوی ثم جالوی

مولانا حافظ محمد اسحٰق ضلع مظفرپور کے پرسول نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ شادی دربھنگہ ضلع کے ایک مردم خیز قصبہ جالہ میں ہوئی' تو پرسول کی سکونت ترک کرکے یہیں مقیم ہو گئے۔

حفظ قرآن کی تکمیل کے بعد عربی فارسی کی اعلیٰ تعلیم کے لئے پرتاپ گڑھ ٹانپور اور اعظم گڑھ وغیرہ مختلف مقامات کا سفر کیا۔ اور وہاں کے نامور اساتذہ کے حلقہ

درس میں شریک ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ کا نام سرفہرست ہے۔

فراغت کے بعد حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ کے خلف اکبر مولانا احمد میاں رحمتہ اللہ علیہ سے مرید ہوئے اور روحانی تربیت حاصل کی۔

مولانا عربی زبان و ادب میں اچھی صلاحیت رکھتے تھے' لیکن فارسی کے اسکالر کی حیثیت سے زیادہ شہرت حاصل کی۔ "قصد الصیغہ" فارسی گرامر میں آپ کی تصنیف ہے۔ دربھنگہ کے مرکزی درسگاہ مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں آپ نے عرصہ دراز تک خدمات انجام دیں۔ آپ کے شاگردوں میں حضرت مولانا مقبول احمد خانؒ صاحب ناظم مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ ۔ حضرت مولانا سید دیانت حسینؒ سابق انچارج پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ' حضرت مولانا معین الدین پیٹھیاویؒ مصنف معین اللغات۔ حضرت مولانا احسان علی محدث فیض پوری' حضرت مولانا عزیز الرحمن مفتی اعظم احمد آباد گجرات' حضرت مولانا ابوسہیل محمد انیس عالم مفتی نیپال قابل ذکر ہیں۔

حضرت مولانا شعرو سخن کا ذوق رکھتے تھے۔ تاریخ گوئی میں خاص مہارت تھی۔ تاریخ فی البدیہہ استخراج کیا کرتے تھے ۔ مدرسہ امدادیہ دربھنگہ کے دارالحدیث کی تعمیر کی فی البدیہہ تاریخ آپ نے کہی۔ "مرحبا مرحبا کیف دارالحدیث"

مولانا کو شعروشاعری سے خاص دلچسپی تھی' مولانا کی زندگی میں ان کے یہاں ہر ہفتہ مشاعرہ کی محفل ہوا کرتی تھی' جس میں مولانا بالالتزام شریک ہوا کرتے تھے۔

حضرت مولانا ایک جید عالم' متورع اور صاحب تقویٰ بزرگ تھے۔

۴۲سال کی عمر میں ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء کو وفات پائی' اور جالہ میں مدفون ہوئے۔ اپنی تاریخ آپ ہی کہہ دوں سے سال وفات نکلتا ہے۔

۳۳۷ مولانا حاجی منور علی نستوی در بھنگوی

حضرت مولانا منور علی اپنے آبائی گاؤں نستہ رسول پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، پھر مختلف اداروں میں تعلیم حاصل کرکے تکمیل کی۔ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ سے بیعت ہوئے۔ اور انہیں سے خلافت حاصل کی۔ حجاز میں تقریباً آٹھ سال پیر و مرشد کی خدمت میں گذارے، واپس آکر حضرت حاجی صاحبؒ کے نام پر نستہ میں مدرسہ امدادیہ ۱۳۱۱ھ ر ۱۸۹۳ء میں قائم کیا۔ جو آٹھ نو برس تک وہیں رہا۔ پھر اس کی وسعت و ترقی کے پیش نظر سرزمین نستہ کو ناکافی سمجھ کر مدرسہ کو لہیریا سرائے دربھنگہ منتقل کردیا گیا۔ یہ اس علاقہ کا پہلا مدرسہ تھا۔ مدرسہ نستہ میں تھا کہ ایک ممتاز عالم دین کی ضرورت پیش آئی، اور مدرسہ کے مطالبہ پر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ کو دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوتے ہی نستہ بھیجا۔ پھر دربھنگہ منتقلی کے ساتھ دربھنگہ شہر میں بھی حضرت مولانا کا فیض جاری رہا، بڑی بڑی ہستیاں اس مدرسہ سے فیض یاب ہوئیں، اور آج تک اس کا فیض جاری ہے۔

مولانا کا انتقال بروز جمعہ بتاریخ یکم ربیع الاول ۱۳۱۸ھ ر ۱۹۰۰ء کو ہوا۔ مزار حیدرآباد دکن میں ہے۔

۳۳۸ مولانا حکیم محمد علی صادق سہسرامی

مولانا حکیم محمد علی کے والد کا نام حکیم سراج علی تھا۔ آپ کا آبائی وطن محلہ چوکھنڈی سہسرام تھا۔ آپ کا خاندان اطباء و حکماء کا خاندان تھا، اس خاندان میں بڑے ذی علم اور صاحب ہنر افراد پیدا ہوئے۔ مولانا حکیم محمد علی صادق اپنے وقت کے مشہور عالم، فاضل اور ماہر طبیب تھے۔ آپ کی ذات علوم ظاہری و باطنی دونوں سے آراستہ تھی۔ ہائی اسکول سہسرام کے ہیڈ مولوی بھی تھے۔ شعر و سخن کا ذوق تھا۔ اردو فارسی اور عربی تینوں زبان میں شعر کہتے تھے۔ اور صادقؔ تخلص کرتے تھے

مولانا محمد علی صاحب تصنیف تھے۔ قرۃ العین فن تصوف میں ان کی ایک کتاب جو غیر مطبوعہ ہے۔

۲۹ ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء میں وفات پائی، ان کا مزار شارع سے متصل ہے۔

۳۲۹ مولانا سید محمد نذیر حسین عرف میاں صاحب مونگیری

مولانا سید محمد نذیر حسین جلیل القدر محدث تھے۔ آپ کا مولد موضع غوث پور ناحیہ سورج گڈھ ضلع مونگیر ہے، لیکن عرصہ دراز تک دہلی میں رہنے اور خاندان ولی اللہی کی مسند درس پر متمکن ہونے کی وجہ سے آپ میاں صاحب اور محدث دہلوی کہے جانے لگے، اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔

مولانا سید محمد نذیر حسین ۱۲۲۰ھ/ ۱۸۰۵ء میں ضلع مونگیر کی ایک بستی سورج گڈھ میں پیدا ہوئے، جو پٹنہ سے اسی میل پورب ہے، مولانا کا خاندان علم و فضل اور دولت و جاہت میں ممتاز تھا، اورنگ زیب عالمگیر کے عہد سے ہی آپ کے خاندان کے لوگ عہدہ قضا پر متمکن رہے ہیں۔

مولانا نے فارسی و عربی کی ابتدائی کتابیں اپنے والد مولانا سید جواد علیؒ سے پڑھیں۔ طلب علم کی شوق میں ۱۲۳۷ھ/ ۱۸۲۱ء کو تقریباً سولہ سترہ سال کی عمر میں گھر سے بھاگ کر پٹنہ پہنچے، محلہ نئموہیہ میں شاہ محمد حسین کے مکان پر ٹھہرے اور تقریباً چھ ماہ تک یہاں رہے، حدیث تفسیر کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ اسی زمانہ میں سید احمد شہیدؒ اور مولانا اسماعیل شہیدؒ کا قافلہ پٹنہ آیا، دونوں حضرات سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اور پھر دہلی جانے کا شوق پیدا ہوا۔ ۱۲۴۷ھ/ ۱۸۳۱ء میں پٹنہ سے دہلی روانہ ہوئے۔ غازی پور پہنچ کر کچھ دنوں تک قیام کیا اور کچھ کتابیں مولانا احمد علی چڑیا کوٹیؒ سے پڑھیں۔ اور وہاں سے بنارس پہنچے، اور وہاں سے الہ آباد وہاں چند روز قیام کیا، اور استفادہ کے بعد فتح پور اور پھر کانپور پہنچے، ۱۳ رجب ۱۲۴۳ھ/ ۳ جنوری ۱۸۲۸ء

بروز بدھ دہلی پہنچے، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا ۷ شوال ۱۲۳۹ھ ر ۱۸۲۴ء کو وصال ہوچکا تھا۔ شروع میں آپ نے مولانا عبدالحقؒ سے چند درسی کتابیں پڑھیں۔ پھر مولانا آخوند شیر محمد قندھاری اور مولانا جلال الدین ہروی سے معقولات کی چند کتابیں پڑھیں۔ تفسیر کی کتابیں مولانا کرامت علی اسرائیل سے پڑھیں، تقریباً ساڑھے تین سال تک کے عرصہ میں تمام کتب درسیہ سے فراغت حاصل کرلی۔ اور ہمہ تن تفسیر، حدیث اور فقہ کی تحصیل میں مصروف ہوگئے۔ اس زمانہ میں مولانا محمد اسحاقؒ کا حلقہ درس علم حدیث کے لئے مرکز تھا۔ مولانا نے اسی درسگاہ کا رخ کیا۔ اور ان علوم کی تمام کتابیں ان سے پڑھنے کے بعد تیرہ برس تک ان کی صحبت میں رہے۔

مولانا محمد اسحاقؒ کی ہجرت کے بعد میاں صاحب نے مسجد اورنگ آبادی میں اپنا مستقل حلقہ درس قائم کیا، اور جملہ علوم و فنون کی کتابوں کا درس دیا، آپ کے حلقہ درس میں ہندوستان کے علاوہ تقریباً مسلم ممالک میں سے تمام ممالک کے طلبہ شریک درس ہوئے۔ ۶۵۔۱۸۶۴ء میں وہابیوں پر ہندوستان کے اکثر شہروں میں مقدمہ چلایا گیا، اسی سلسلہ میں میاں صاحب بھی تقریباً ایک سال تک راولپنڈی میں نظر بند رہے، اگست ۱۸۸۳ء میں حج کے لئے روانہ ہوئے، جنوری ۱۸۸۴ء میں حج سے فراغت کے بعد واپس بمبئی پہنچے، ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو انگریزی حکومت نے شمس العلماء کا خطاب دیا۔

درس تدریس کے علاوہ آپ نے تصنیف و تالیف کا کام بھی کیا۔ اور آپ کثیرا لتصانیف ہیں، مطبوعہ، رسالے اور فتاوی سیکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ مولانا کے انتقال کے بعد کچھ فتاوی و مکاتیب، فتاوی نذیریہ اور مکاتیب نذیریہ کے نام شائع کئے گئے۔ ۱۰ رجب المرجب بروز دو شنبہ ۱۳۲۰ھ ر ۱۹۰۲ء کو آپ کا انتقال ہوا، مزار دہلی میں مقبرہ قوم پنجابیاں عقب عیدگاہ شاہی علاقہ نذیریہ میں واقع ہے۔

مولانا کی سوانح کے سلسلہ میں مولانا فضل حسین مہدانوی ثم مظفرپوری کی کتاب الحیات بعد الممات بہت مشہور ہے۔

۳۴۰ مولانا سید مرشد حسن دھرم پوری سمستی پوری

سید مرشد حسن نام، کامل تخلص، مولوی سید طالب حسین مرحوم کے صاجزادے، بقول صاحب آئینہ ترہت ان کا آبائی سلسلہ حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام حسین تک پہنچتا ہے، اور نسبت نانیہالی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور مخدوم شہاب الدین سہروردیؒ تک پہنچتی ہے۔ ان کے جد امجد حضرت مولانا قطب الدینؒ شہنشاہ شاہ جہاں کے عہد حکومت میں منصب ہفت ہزاری پر سرفراز تھے۔

مولانا کا مولد و مسکن دھرم پور نستانواں شہر سمستی پور ضلع دربھنگہ (موجودہ ضلع سمستی پور) تھا۔ آئینہ ترہت کے مطابق ان کا مولد و مسکن دھرم پور نستا نواں تھا۔ جو دریائے بوڑھی گنڈک کے کنارے سمستی پور کے پچھم واقع ہے۔ بقول مولوی محمد الیاس رحمانی جناب کامل کا قیام محلہ قاضی عظیم دربھنگہ میں تھا۔ ان کی زندگی کا معتدبہ حصہ یہیں درس و تدریس میں گذرا، اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی پہلی شادی مولوی شیخ درویش علی ساکن محلہ قاضی محمد عظیم کی صاجزادی سے ہوئی تھی۔

علم معقولات و منقولات میں انہیں بڑی دستگاہ حاصل تھی۔ اپنے شاگردوں کو عربی کی بڑی بڑی کتابیں پڑھاتے تھے۔ حصول علم میں ہمیشہ کوشاں رہے، جس فن میں جو صاحب کمال استاد ملے، حضرت مولانا ان سے ضرور استفادہ فرماتے۔

صرف و نحو مولوی محمد حمید عظیم آبادی سے پڑھی، منطق اور فلسفہ مولانا سراج الدین لکھنویؒ، مولانا واجد علی بنارسیؒ اور علامہ عصر حضرت مولانا فضل حق خیر آبادیؒ سے۔ فقہ مولوی معین الدین کڑویؒ سے، فرائض، اصول، حدیث و تفسیر حضرت مولانا تراب علی لکھنویؒ سے اور طب حضرت مولانا حکیم محمد ابراہیمؒ سے حاصل کیا۔ علم ریاضی میں بھی خوب مہارت رکھتے تھے۔ سات سال لکھنؤ میں رہ کر اپنے استاد حکیم صاحب کی سرپرستی میں طبابت بھی کی۔ اور اپنے عہد کے اچھے صاحب تشخیص اور باکمال معالج کی حیثیت سے شہرت حاصل کی، عربی کے ساتھ فارسی میں حضرت کو

ید طولی حاصل تھا۔ فارسی نثر نویسی پر بڑی قدرت حاصل تھی۔ نثر اچھی اور سلیس ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ فن شاعری سے بھی گہرا لگاو تھا۔ شعر اردو زبان میں زیادہ کہتے تھے۔ خواجہ وزیر لکھنوی کے ممتاز تلامذہ میں تھے۔ اب کا کلام بھی خواجہ وزیر ہی کی طرح فصیح وبلیغ ہوتا، الفاظ کی چستی، سلاست زبان اور خیالات کی بلندی ان کے کلام کی خاص خوبیاں ہیں۔

ان کی تصانیف میں فارسی قواعد میں ایک رسالہ مخزن التفہیم، قواعد اردو میں ایک رسالہ اصول کامل، فن طبابت میں ایک قرابا دین معالجات کامل، اور میلادالنبی میں رحمت کامل، اور ایک رسالہ لغت بزبان اردو، فارسی اور عربی بنام انیس الطالبین سب سے بڑھ کر ایک دیوان غزلوں کا ہے۔ قصائد مدحیہ و نعت شریف یادگار زمانہ ہے ۔ ان کے علاوہ ان کی ایک نادر تصنیف مسدس ثلاثہ بھی خزائن ادب میں بیش بہا خزانہ ہے۔ مرثیہ نگاری کا بھی انہیں شوق تھا، ان کے کچھ مراثی ادھر ادھر منتشر ملتے ہیں۔

ان کا سال ارتحال ٹھیک نہیں بتایا جاسکتا، مولف شعرائے بہار نے صرف اتنا لکھا ہے کہ یہ ۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۲ء تک زندہ تھے۔ آئینہ ترہت کا سال طباعت بھی ۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۲ء ہے اور اس میں جو حال ان کا مذکور ہے، اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اس وقت زندہ تھے۔ اندازاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ بیسویں صدی کے اوائل میں تقریباً ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں ان کا انتقال ہوا ہوگا۔

۲۴۱ مولانا سید شاہ محمد اکبر ابوالعلائی اکبر داناپوری

مولانا سید شاہ محمد اکبر ابوالعلائی خلف حضرت سید شاہ محمد سجاد بڑے عالی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ دانا پور آپ کا مسکن تھا۔ اور یہاں کی خانقاہ کے آپ سجادہ نشین تھے۔ مولانا علوم ظاہری میں کامل اور علوم باطن میں عارف تھے۔ آپ کا خاندان صوفی صافی اور آپ کے آباواجداد بڑے بڑے اولیاء گذرے ہیں۔ چنانچہ آپ کے چچا

اور پیر حضرت سید شاہ محمد قاسم مصنف رسالہ نجات قاسم کی صفات درویشی اور حق پرستی زبان زد خلائق تھی۔ آپ اپنے والد کی سجادہ نشیں ہوئے۔

شعرو شاعری کا ذوق رکھتے تھے اور اکبر تخلص کرتے تھے۔ آپ کی شاعری مستند تھی۔ مولانا وحید الہ آبادی سے آپ کو تلمذ تھا۔

آپ کی تصنیفات کی فہرست حسب ذیل ہے (۱)دیوان تجلیات عشق (۲)دیوان جذبات اکبر (۳)مثنوی روح (۴)اشرف التواریخ چار جلد (۵)خدا کی قدرت (۶)جمل حدیث (۷)رسالہ الماس (۸)رسالہ خضر طریقت

مولانا کی وفات ۱۳۲۷ھ ر ۱۹۰۹ء میں ہوئی۔

۳۴۲ مولانا حکیم محمد قادر بخش سہسرامی

نام محمد قادر بخش، والد کا نام مولانا حسن علی حسن سہسرامی کی ولادت ۱۲۷۲ھ ر ۱۸۵۵ء میں سہسرام میں ہوئی، ابتداء سے انتہاء تک کی تمام درسی اور طبی کتابیں اپنے والد محترم سے پڑھیں، پھر سہسرام کے مشہور عالم دین مولوی سید شاہ احمد حسین سمرویؒ کی خدمت میں تین سال رہ کر درسیات کی متوسطات سے انتہا تک کی کتابیں دوبارہ پڑھیں۔ قاضی نورالحسنؒ سے کلیات نفیسی، شرح اسباب و حمیات قانون عربی میں پڑھیں، اس کے بعد اورنگ آباد ضلع گیا میں تین سال تک مطب کیا۔ پھر اس مشغلہ کو چھوڑ کر مدرسہ دارالعلوم مرزاپور چلے گئے۔ اور وہاں مولانا سید ابوالخیر محمد معین الدین مشہدیؒ کی خدمت میں رہ کر حدیث، تفسیر و معقولات کی کتابیں پڑھیں۔ مولانا حاجی قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتیؒ سے مشکوۃ شریف، بخاری شریف اور سنن ابی داؤد پڑھیں۔ پھر دہلی سے لکھنؤ چلے آئے۔ اور مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحیٔ فرنگی محلی لکھنویؒ سے قاضی مبارک، صدرا، شمس بازغہ اور حدیث وفقہ کی کتابیں پڑھیں۔ لکھنؤ سے مراد آباد گئے، اور وہاں حضرت مولانا سید فضل رحمٰنؒ سے حصن حصین اور صحاح ستہ کی اکثر حدیثیں پڑھیں۔ اور مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ سے بیعت

ہوئے، اور ان سے اجازت طریقہ نقشبندیہ و قادریہ میں حاصل کی۔

فراغت کے بعد پورنیہ تشریف لے گئے اور بلگڑھ ضلع پورنیہ میں رشدو ہدایت اور پندو موعظت کا سلسلہ شروع کیا۔ طبابت بھی کرتے تھے، اور وہیں جامع مسجد میں امامت بھی کرتے تھے۔ ۱۳۰۲ھ ر ۱۸۸۴ء میں آپ حج کے لئے تشریف لے گئے اور ۱۳۰۲ھ ر ۱۸۸۴ء میں واپس ہوئے۔ مکہ معظمہ میں حضرت سید احمد دحلانؒ کی خدمت میں ایک ماہ سے زیادہ رہ کر حدیث کی سماعت کی۔ اور ان سے اجازت حاصل کی۔ مکہ میں قیام کے دوران حضرت مولانا حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے درس مثنوی مولانا روم میں شریک ہوتے رہے، اور ان سے بھی خلافت و اجازت حاصل کی

مولانا کی مندرجہ ذیل کتابیں مشہور ہیں۔

(۱) التقریر المقبول فی الصحابۃ و اہل بیت الرسول

(۲) اربعین فی اشاعۃ مراسم اللعین

(۳) ضرب قادر بر گردن واعظ فاجر

(۴) رفع الارتیاب عن المفترین بشرف الانساب

(۵) غایۃ ملال فی مسئلہ رویۃ الھلال

(۶) جور الاتقیاء علی ریحانۃ سید الانبیاء

۱۱ رجب المرجب دو شنبہ کو ۱۳۲۷ھ ر ۱۹۱۰ء میں وفات پائی۔ روضہ شیرشاہ سے تھوڑی دور پورب اپنے موروثی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۲۴۳ مولانا محمد شہاب الدین کیرانوی ثم سہسرامی

مولانا محمد شہاب الدین کا خاص وطن کیرانہ مظفرنگر تھا۔ آپ کی پیدائش ۱۴ رمضان بروز جمعہ بوقت صبح صادق ۱۲۷۳ھ ۱۸۵۶ء کو ہوئی۔ آپ مولانا حاجی رحمت اللہ مہاجر مکیؒ اور حضرت مخدوم شیخ جلال الدین کبیرالاولیاء پانی پتی چشتی صابریؒ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ نے علم ظاہری کچھ تو ہندوستان کے مشہور مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں حاصل کیا، لیکن تکمیل مکہ معظمہ میں ہوئی۔ آپ عالم، حافظ اور قاری بھی تھے، علم

باطن بھی بہت بڑھا ہوا تھا۔ بیعت و خلافت حضرت خواجہ اللہ بخش سے حاصل تھی، آپ شروع شروع جس وقت سہسرام تشریف لائے، تو مدرسہ خانقاہ میں مدرسی اختیار کرلی، یہاں مولانا مولوی حسن جان خاں حسن نقشبندی ابوالعلائی اور ان کے برادر طریقت مولانا محمد حفیظ الدینؒ جیسے مشائخین وقت کی صحبتیں رہیں۔ پھر آپ نے اس ملازمت سے علحدگی اختیار کرلی۔ اور خلق خدا کی ہدایت کی طرف مصروف ہوگئے، آپ کے مریدین کی بڑی تعداد ہے، بہار و بنگال کے علاوہ صوبہ مدراس تک ان کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے

آپ کا وصال ۵ جمادی الثانی ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء کو ہوا، اور محلہ میواتی ٹولہ میں اپنی خانقاہ میں مدفون ہوئے۔

۳۴۴ مولانا محمد معشوق کشش پھلواروی

مولانا محمد معشوق کشش پھلواروی کے والد کا نام مولانا محمد علی سجاد پھلوارویؒ تھا۔ آپ کی پیدائش ۱۸ رجب ۱۲۶۸ھ/ ۱۸۵۱ء میں ہوئی۔ مختصرات تک حضرت نصر اور مولوی محمد صدیق عیسیٰ پوری سے تعلیم پائی۔ بیعت حضرت نصر سے کی، اور سلاسل مجیبیہ کی اجازت پیرو مرشد سے ملی تھی۔ اعلیٰ ذوق کے آدمی تھے۔ شاعری کا ذوق تھا۔ کشش تخلص کرتے تھے، اردو کا ایک ضخیم دیوان آپ کی یادگار کتب خانہ مجیبیہ میں موجود ہے۔

۵ صفر ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء میں انتقال فرمایا اور مقبرہ مجیبیہ میں مدفون ہوئے۔

۳۴۵ مولانا حکیم محمد ابن الحسن مضطر سہسرامی

مولانا حکیم محمد ابن الحسن کے والد کا نام مولانا محمد ابوالحسن بیدل سہسرامی تھا، محلہ شیخ پورہ ضلع سہسرام کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ولادت ۸ اگست ۱۸۷۹ء کو ہوئی۔ مولانا نے مدرسہ خانقاہ کبیریہ اور مدرسہ عالیہ کلکتہ کے نصاب کے مطابق تعلیم حاصل کی، اور ۱۹۰۲ء فارغ ہوئے۔

مولانا محمد ابن الحسن نے سہسرام سے فراغت کے بعد پھلواری شریف میں رہ کر مولانا عبدالرحمٰنؒ ہیر گنج نزد ناصری گنج ضلع بھوجپور اور مولانا عبدالوہاب منطقی بہاریؒ سے تعلیم حاصل کی۔ مولانا عبدالرحمٰن ناصری گنجی، حضرت مولانا سید شاہ محی الدین قادری پھلواروی کی تعلیم کے لئے پھلواری میں مقیم تھے، مولانا ابن الحسن پھلواریؒ سے دیوبند گئے، اور حضرت شیخ الہندؒ سے حدیث کی تکمیل کی، پھر وہاں سے مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ سے تعلیم کے لئے بریلی شریف گئے، اور ان سے تعلیم حاصل کی۔ پھر اعتدال کے لئے ان کے والد نے انہیں مولانا احمد حسن کانپوریؒ کی خدمت میں بھیجا۔ ان سے مولانا نے انتہائی کتابیں پڑھیں۔ معقولات کی مزید تعلیم کے لئے نورعین القضاۃ بانی مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے استفادہ کیا۔ پھر مدرسہ فرنگی محل لکھنؤ میں رہ کر حکیم حافظ محمد عبدالولی بن حکیم عبدالعلیؒ سے فن طب کی تکمیل کی۔ فراغت کے بعد مدرسہ خانقاہ کبیریہ سہسرام میں اپنے والد کے زمانہ میں نائب مدرس ہوئے۔

آپ نے علم و فن کی خدمت کرتے ہوئے ۵ اپریل ۱۹۲۶ء کو وفات پائی۔

۳۴۶ مولانا مقصود عالم شکروی دربھنگوی

مولانا مقصود عالم کے والد کا نام مولانا نور محمد عالم تھا۔ آبائی وطن قصبہ یوسف پور ضلع غازی پور تھا۔ تعلیم و تربیت اور بیعت و خلافت اپنے والد سے حاصل کی، اور اپنے شیخ کے حکم سے موضع جوکا بلاک منی گاچھی ضلع دربھنگہ کو اپنا وطن بنایا۔ رشد و ہدایت اور بیعت و ارشاد کا سلسلہ قائم کیا۔ مدھونی کے بعض علاقے کے علاوہ پورنیہ کے پواکھالی، ضیاء پوکھر وغیرہ علاقہ کے لئے اصلاحی دورے کئے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے مراسلت رکھتے تھے۔

۲۹ رمضان ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۷ء میں وفات پائی۔

۳۴۷ مولانا شاہ محمد معین الدین آروی

نام معین الدین اور والد کا نام شاہ مصلح الدین تھا۔ آپ کے داداشاہ محمد فرید الدین سلطان المشائخ کے نام سے یاد کئے جاتے تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم خاندان کے بڑے اکابر حضرات سے ہوئی' درسیات کی اکثر کتابیں مولانا رحیم بخش آرویؒ بانی مدرسہ فیض الغرباء اور مولانا عبدالوہاب آرویؒ وغیرہ سے پڑھیں۔ معقولات مولانا ماجد علی جونپوریؒ سے پڑھی' مولانا ماجد علی شمس العلماء مولانا عبدالحق خیر آبادیؒ (۱۳۱۶ھ ر ۱۸۹۸ء) کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ فن طب کی بھی تعلیم حاصل کی۔ طب کی تکمیل شفاء الملک حکیم رضی الدین دہلوی سے کی اور سند فراغت حاصل کی۔ آپ کی دستار بندی مدرسہ فیض الغرباء میں ہوئی' جس میں صوبہ اور بیرون صوبہ کے علماء ومشائخ موجود تھے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ نے دستار فضیلت باندھی اور سند فراغت عطا کی۔

فراغت کے بعد وطن آئے اور تدریسی مشاغل میں مشغول ہوئے۔ محرم ۱۳۲۴ھ ر ۱۹۰۶ء میں اپنے والد محترم سے سلسلہ قادریہ مجددیہ میں مرید ہوئے۔ آپ اپنے والد کے تمام سلسلوں میں خلیفہ ومجاز تھے۔ پوری زندگی خدمت خلق اور رشد و ہدایت میں صرف کی۔ مولانا کی مشہور تصنیف تحفۃ الرسول بہت مقبول ہے۔

۱۸ر جمادی الاول ۱۳۲۸ھ ر ۱۹۱۹ء یوم شنبہ کو انتقال ہوا۔

۳۴۸ مولانا حکیم سید شاہ محمد عمر عامر اسلام پوری

مولانا حکیم سید شاہ محمد عمر خلف اوسط حضرت سید شاہ فرزند علی صوفی منیری تھے۔ ۱۲۹۱ھ ر ۱۸۷۴ء میں ولادت ہوئی' درسیات عربی کی تکمیل مولانا حکیم سید محمد رفیق شہبازپوری مقیم اسلام پور سے کی۔ اور سند فراغت حاصل کی' مدرسہ طبیہ دہلی سے طب کی تحصیل کی۔ امراض چشم کے علاج میں مہارت رکھتے تھے۔

مولانا، حضرت شاہ ولایت علی منعمی ابوالعلائی (متوفی ۱۳۰۰ھ ر ۱۸۸۲ء) کے نواسہ تھے۔ حضرت شاہ ولایت علی منعمی کا مزار اور خانقاہ اسلام پور ضلع پٹنہ (موجودہ ضلع نالندہ) میں ہے۔ مولانا اپنے والد سے سلسلہ فردوسیہ میں بیعت تھے۔

شاعری کا بھی مذاق رکھتے تھے، اور عامرؔ تخلص کرتے تھے، شاعری میں اپنے والد محترم حضرت صوفی سے تلمذ تھا۔

۲۳ شعبان ۱۳۳۸ھ ر ۱۹۱۹ء میں وفات پائی۔

۳۴۹ مولانا حکیم محمد مرتضیٰ حسین سہسرامی

مولانا حکیم محمد مرتضیٰ حسین سہسرامی کے والد کا نام حکیم مولانا حسن علی سہسرامی تھا۔ محلہ باڑہ سہسرام کے رہنے والے تھے۔ ولادت ربیع الثانی ۱۳۰۶ھ ر ۱۸۸۸ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ پھر مدرسہ خانقاہ کبیریہ سہسرام میں داخل ہوئے، فارسی و عربی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے چچازاد بھائی مولانا حکیم عبداللطیف سہسرامی کی خدمت میں رام پور گئے۔ مولانا عبداللطیف وہاں کے مدرسہ میں مدرس اور امام مسجد تھے۔ ان کی خدمت میں رہ کر علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کی۔ پھر رام پور میں حکیم مولوی محمد ہادی رضاخان سے طب کی تعلیم حاصل کی۔ آپ اپنے وقت کے جید عالم دین اور ماہر طبیب تھے۔

آپ کی ایک علمی یادگار **"عمدۃ القانون فی علاج الہیضہ"** ہے، کتاب ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

تقریباً ۱۹۲۵ء میں وفات پائی۔

۳۵۰ مولانا محمد سلیم گاڑھوی سیتا مڑھوی

مولانا محمد سلیم ساکن گاڑھا تھانہ پوپری ضلع سیتا مڑھی کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ پھر مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ میں داخلہ لیا، وہاں سے دارالعلوم دیوبند

تشریف لے گئے۔ اور محدث کبیر حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔ آپ زمانہ طالب علمی سے ہی پابند شرع اور متبع سنت تھے۔ اساتذہ اور طلبہ آپ کو صوفی کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ آپ بڑے جلالی تھے۔ اگر کسی پر جن کا اثر ہوتا تو اتنا کہنا کافی تھا کہ مولانا سلیم تشریف لا رہے ہیں، فوراً جن بھاگ جاتا۔

افسوس کہ فراغت کے ایک سال کے بعد جوانی میں آپ کا انتقال ہوگیا۔

انتقال کے وقت ایک عجیب واقعہ پیش آیا' وحدانیت پر شیطان سے مناظرہ شروع ہوگیا۔ آپ دلائل سے ثابت کررہے تھے کہ خدا ایک ہے اور شیطان اس کی کاٹ کر رہا تھا۔ وہاں پر بیٹھے ہوئے لوگ حیران تھے کہ آخر مولانا کس سے بحث کر رہے ہیں،جب شیطان نے دلائل کو ماننے سے انکار کر دیا تو آپ بلند آواز سے فرمایا میں بلا دلیل اور حجت کے تسلیم کرتا ہوں کہ خدا ایک ہے۔ اس کے بعد لوگوں کا بیان ہے کہ تیز روشنی آسمان کی طرف سے آئی اور پورا گھر روشن ہوگیا' اسی درمیان کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے وفات پائی

آپ کی وفات ۱۳۴۶ھ ر ۱۹۲۴ء میں ہوئی۔

۳۵۱ مولانا سید محمد علی مونگیری

مولانا سید محمد علی بن سید عبدالعلی بن سید غوث علی کا تعلق سادات بارہ سے تھا۔ جو تقریباً تین سو برس پہلے ملتان سے آئے اور مظفرنگر کے قصبہ کھتولی کے قریب قیام فرمایا۔حضرت مولانا کے جدامجد سید شاہ غوث علی مظفر نگر سے کانپور تشریف لے گئے اور سکونت پذیر ہوئے' وہیں ۳ شعبان ۱۲۶۴ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۸۴۶ء کو مولانا سید محمد علی کی ولادت ہوئی۔ دو سال بعد والد سید عبدالعلی کا انتقال ہو گیا۔ ابتدائی زمانہ جد امجد سید شاہ غوث علی کے ساتھ گذارا۔

قرآن مجید اپنے چچا سید ظہور علی سے پڑھا' اور فارسی کی ابتدائی کتابیں مولانا سید عبدالواحد بلگرامیؒ سے۔ قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا' لیکن اکثر بیمار رہا کرتے تھے۔ اسلئے یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔

۱۲۷۷ھ / ۱۸۶۰ء میں مدرسہ فیض عام میں عربی کی تعلیم کے لئے داخل ہوئے اور یہاں دو سال تک درسیات کی کتابیں پڑھیں۔ اور کتابوں کے علاوہ مفتی عنایت احمد کی مشہور کتاب "علم الصیغہ" انہوں نے خود مفتی صاحب سے پڑھی۔ دو سال کے بعد مفتی صاحب حج کے لئے تشریف لے گئے' اور ان کے جانشین مولانا لطف اللہ علی گڑھیؒ ہوئے۔ چنانچہ مولانا کا تعلیمی سلسلہ پورے انہماک سے جاری رہا۔ کافیہ' شرح مصباح' شرح ملاجامی اور منطق کی بعض کتابیں مولانا سید حسین شاہؒ سے پڑھیں اور بقیہ کتابیں مولانا لطف اللہؒ سے۔ پھر مولانا لطف اللہ علی گڑھیؒ کانپور سے علی گڑھ منتقل ہو گئے۔ اور تدریس کا سلسلہ وہاں جاری ہوا۔ یہ مدرسہ جامع مسجد علی گڑھ میں تھا۔ اور اس کو مولانا لطف اللہ کے استاذالاساتذہ مولانا بزرگ علی نے جو اپنے وقت کے ممتاز اور نامور عالم تھے' قائم کیا تھا۔ مولانا محمد علی' علی گڑھ پہنچے اور بقیہ کتابیں ختم کیں۔ مولانا کی رغبت حدیث کی جانب تھی' اس لئے معقولات کی کتابیں مولانا لطف اللہ علی گڑھیؒ سے ختم کرنے کے بعد انہیں سے صحاح ستہ بہت اہتمام سے سبقاً سبقاً پڑھیں۔

مولانا کو ابتدا ہی سے اہل حق کی تلاش رہا کرتی تھی' اور ان کی طبیعت کو اہل اللہ اور مشائخ سے ایک خاص مناسبت تھی۔ آغاز جوانی ہی میں ان کی ملاقات ایک صاحب حال بزرگ حافظ محمد سے ہوئی۔ انہوں نے مولانا کو اسم ذات کی تعلیم دی۔ اس کے بعد انہوں نے مولانا کرامت علی قادریؒ کا دامن پکڑا' اور دس ماہ تک ان کے ساتھ رہے۔ اور ان سے خوب فیض حاصل کیا۔ پھر انہیں دوسرے مرشد اور رہنما کی تلاش ہوئی۔ اور حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ کی خدمت میں پہنچے' اور ان سے فیض حاصل کیا اور بیعت ہوئے۔

حضرت مولانا کو علم حدیث سے خاص رغبت تھی۔ اتنے اہتمام کے ساتھ درس حدیث کے باوجود دل کو تسکین نہ ہوئی' اور تشنگی کا احساس باقی رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ خواہش اس قدر غالب ہوئی کہ مشہور نامور محدث مولانا احمد علی سہارنپوریؒ

۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء کے یہاں تشریف لے گئے' اور ان کے پاس گیارہ مہینے قیام کر کے صحاح ستہ' اور موطا امام مالک موطا امام محمد پڑھی' اور اول الذکر دو چیزوں کی سند بھی حاصل کی۔

سہارنپور سے واپس ہونے لگے تو گنج مراد آباد تشریف لے گئے' اور مولانا فضل رحمٰنؒ نے صحاح ستہ' موطا امام مالک' اور حصن حصین کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اسی زمانہ میں مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ نے بیعت کی اجازت بھی دے دی۔

گنج مراد آباد سے واپسی کے بعد دلاری کی مسجد کانپور میں درس دینا شروع کیا۔ ایک سال تک مولانا احمد علیؒ کی صحبت اور درس حدیث نے اور مولانا فضل رحمٰنؒ کی صحبت و بیعت نے جو اثر پیدا کیا تھا' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں سے زیادہ ملنا جلنا ترک ہوگیا' اور زیادہ تر استغراق رہنے لگا۔ دن اور رات کا بیشتر حصہ درس حدیث' ذکر' شغل اور مراقبہ میں گذرتا۔ اس کے باوجود طلبہ کا ہجوم بڑھتا گیا۔

مدرسہ فیض عام کے مہتمم نے جب درس و تدریس کا یہ نقشہ دیکھا تو اس بات کی کوشش کی کہ مولانا مدرسہ میں درس دیا کریں' لیکن مولانا نے معذرت کی' بالآخر اپنے پیر و مرشد کے خط کے بعد مولانا نے مدرسہ ہی کو ترجیح دیا۔ چند ماہ وہاں درس دیا ہوگا کہ اس شدید مشغولیت اور محنت کے نتیجہ میں بیمار ہوگئے' اور ڈھائی برس تک سخت علیل رہے۔ مجبوراً مدرسہ چھوڑنا پڑا۔

کانپور میں قیام کے زمانہ میں "انجمن تہذیب" کے نام سے کانپور میں قائم کیا' اس کا مقصد علماء اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں صحیح اسلامی افکار کی اشاعت و ترجمانی اور ان کے درمیان باہمی اتحاد اور اخوت پیدا کرنا تھا۔

مولانا کا علمی ذوق اور جذبہ تحقیق ان کی درسی اور تدریسی زندگی دونوں سے عیاں ہے۔ مولانا محمد سہول عثمانیؒ کو ایک خط میں لکھتے ہیں "میں نے عمر کا اکثر حصہ علم ہی کی خدمت میں گذارا ہے۔ اور خدا کے فضل سے طالب علمی کے زمانہ سے ہی تحقیق مطالب اور تنقیح مسائل کا شوق رہا ہے۔ بعد ختم فقہی مسائل کی تحقیق کا شوق

پیدا ہوا۔ اس وقت کتابیں موجود نہ تھیں۔ صرف تحقیق کی غرض سے لکھنؤ جاتا تھا۔اور دس پندرہ روز قیام کر کے مولوی عبدالحئی صاحب مرحوم سے کتابیں لیکر دیکھتا تھا اور بعد دیکھنے کے مولوی صاحب موصوف سے گفتگو ہوتی تھی۔ مولانا کو کتابیں جمع کرنے کا بھی شوق تھا۔ سہارنپور سے واپسی کے بعد کتابوں کے حصول پر خاص توجہ کی رفتہ رفتہ ایک بڑا کتب خانہ تیار ہوگیا۔

مولانا نے رد عیسائیت اور قادیانیت میں گراں قدر خدمات انجام دے ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء میں اس مقصد کے لئے کانپور سے ایک اخبار منشور محمدی جاری کرایا۔ اس میں عیسائیت کی تردید اور ان کے عقائد کے اشکال میں مضامین شائع کرنا شروع کیا۔ اور عیسائیت پر کتابیں تصنیف کیں، ان میں مراۃ الیقین اور آئینہ اسلام قابل ذکر ہیں۔

ندوۃ العلماء کا تخیل سب سے حضرت مولانا مونگیری کے ذہن میں آیا اور ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء میں مدرسہ فیض عام کانپور کے جلسہ دستاربندی کے موقع پر ندوۃ العلماء کا قیام عمل میں آیا، اور مولانا سید محمد علی مونگیری اس کے ناظم اول مقرر ہوئے۔ اور پھردارالعلوم کی تجویز انہوں نے ہی پیش کی اوراس کی نظامت سنبھالی۔ اس لحاظ سے وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے بانی بھی ہیں۔

حضرت مولانا کا ضلع مونگیر سے ارشاد و تربیت کا تعلق قائم تھا۔ جس کی وجہ سے بہار میں ان کی شخصیت بہت مقبول ہوئی، اور ہردل عزیز تھی۔ مونگیر کے علاوہ دربھنگہ، پٹنہ اور دوسرے ضلعوں میں اور شہروں میں مولانا کے معتقدین کی ایک بہت بڑی تعداد تھی۔ جو ان کو اپنا روحانی مرشد اور مربی تسلیم کرتی تھی، جب مولانا کسی موقع پر ان اطراف کا دورہ کرتے، تو لوگ سمٹ کر ان کے جائے قیام پر جمع ہونے لگتے۔ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ کے وصال کے بعد اس کی سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ اس علاقہ کے لوگوں کی تربیت پر توجہ دی جائے۔نیز قادیانیوں نے بہار پر بھرپور حملہ کیا تھا، اور مونگیر و بھاگلپور کے متعلق ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ دونوں

ضلع قادیانی ہوجائیں گے' اس فتنہ کے سدباب کے لئے فوری مقابلہ اور ایک طاقتور شخصیت کی ضرورت تھی' اس لئے ۱۳۲۰ھ ر ۱۹۰۲ء کے آخر میں کانپور چھوڑ دیا' اور مونگیر میں اقامت اختیار کرلی۔

امارت شرعیہ کے قیام میں بھی آپ کی رائے کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس وقت کے اکابر نے امیر شریعت کے لئے آپ ہی کا نام پیش کیا تھا۔ لیکن کبر سنی کے باعث معذرت کرتے ہوئے' حضرت شاہ بدرالدین رحمتہ اللہ علیہ کے نام کی تائید فرمائی۔

۹ ربیع الاول سہ شنبہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۲۷ء کو بعد نماز ظہر انتقال فرمایا۔ اور خانقاہ رحمانی میں مدفون ہوئے۔

۲۵۲ مولانا حکیم سید شاہ محمد رفیق قادری شہبازپوری

مولانا حکیم سید شاہ محمد رفیق قادری شہباز پوری کا وطن موضع شہبازپور علاقہ پن پن ضلع پٹنہ تھا۔ آپ نے حضرت مولانا حکیم سید غلام دستگیر اور حضرت مولانا آل احمد پھلواروی سے تحصیل علم کیا۔ طب کی تعلیم بھی اپنے استاذ مولانا سید غلام دستگیر سے پائی' اور اپنے ہر دو اساتذہ سے ۱۲۸۹ھ ر ۱۸۷۲ء میں سند فراغ اور سند حدیث و مرویات حاصل کی۔ اور سید شاہ ولایت علی قادری منعمی ابوالعلائی (۱۲۱۷ھ ر ۱۸۰۲ء ۱۳۰۰ھ ر ۱۸۸۲ء) ساکن قصبہ اسلام پور، ضلع پٹنہ (ضلع نالندہ) کے دست گرفتہ اور مجاز تھے۔ حضرت مولانا شیخ عبدالحق مہاجر مکی' مولانا عبدالرحمن سراج مکی' مفتی حنفی' سید امین احمد بن علامہ رضوان شیخ الدلائل مدرس حرم نبوی اور شیخ عبدالجلیل بن عبدالسلام براده مدنی سے آپ کو سفر حج کے مبارک موقع پر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں ۱۳۱۰ھ ر ۱۸۹۳ء میں سند احادیث و مرویات حاصل ہوئی۔ آپ ایک جید عالم' حاذق حکیم' اور ایک دست شفا طبیب تھے۔ بیعت وارشاد کا سلسلہ بھی جاری تھا' مریدوں کا حلقہ وسیع تھا۔

آپ کی وفات ۷/۲ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء میں ہوئی۔ اور اسلام پور میں اپنے شیخ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

۳۵۴ مولانا محمد بشارت کریم گڑھولوی

مولانا محمد بشارت کریم کے والد کا نام عبدالرحیم تھا۔ ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں آبائی وطن بازید پور گڑھول ضلع مظفرپور حال ضلع سیتامڑھی میں پیدا ہوئے، تقریباً چھ سال کے تھے کہ آپ کی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ اور تقریباً دس سال کے ہوئے تو والد کے سایہ شفقت سے محروم ہوگئے۔ والد کے انتقال کے بعد اپنے بہنوئی کی تربیت میں آئے، انگریزی کی تعلیم شروع کردی گئی۔ لیکن طبعی رجحان عربی وفارسی کی طرف تھا۔ اس لئے انگریزی کی تعلیم زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکی۔ پھر فارسی و عربی کی تعلیم شروع ہوئی، عربی و فارسی کی ابتدائی تعلیم دربھنگہ میں حکیم مولانا حسن چھپرویؒ سے حاصل کی۔ پھر جامع العلوم مظفرپور میں ۱۸۹۴ء میں قرآن کریم کے حفظ سے فارغ ہوئے، اس وقت جامع العلوم کی نئی بنیاد پڑی تھی، جناب حافظ رحمت اللہ مدرسہ کے مہتمم تھے، اور مولانا عبدالواسع سعدی پوریؒ مولف منظوم مناجات مقبول مدرس اول تھے، مولانا حفظ کے ساتھ شرح جامی بھی پڑھتے تھے۔ جلسہ دستار بندی میں [illegible] عبدالواسعؒ نے آپ کی منقبت میں بڑا طویل قصیدہ لکھا۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے [illegible] تشریف لے گئے۔ اور وہاں استاذ الاساتذہ حضرت مولانا احمد حسن کانپوریؒ سے [illegible] منقول اور علوم دینیہ کی تعلیم مکمل کی۔

آپ کے اندر خدا طلبی کا جذبہ تو ایام تعلیم ہی میں تھا۔ مگر تحصیل علم میں مشغول ہونے کے باعث اس طرف زیادہ توجہ نہ کرسکے، فراغت کے بعد تقریباً ۲۶ سال کی عمر میں حج بیت اللہ کے لئے ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں تشریف لے گئے، اس سفر میں حضرت مولانا غلام حسینؒ اور مولانا محمد علی مونگیریؒ بھی شریک سفر تھے۔ وہاں حضرت مولانا غلام حسینؒ کے ساتھ دو سال تک قیام پذیر رہے۔ اثنائے قیام بڑے بڑے اہل

اللہ کی زیارت ہوئی' خیال تھا کہ اسی مقام مقدس میں پوری زندگی گذاریں' مگر وہاں ایک بزرگ مولانا محب الدینؒ کی صحبت حاصل ہو گئی۔ وہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلیفہ خاص اور مولانا احمد حسن کانپوریؒ کے اولین تلامذہ میں سے تھے۔ بڑے صاحب کشف بزرگ تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ ہندوستان تشریف لے جائیں' وہاں آپ سے بہت خیر کا صدور میں دیکھ رہا ہوں۔ غرض ان کے حکم اور مشورہ سے دو سال قیام کرکے ہندوستان واپس آگئے' اعلیٰ حضرت مولانا غلام حسین قبل ہی موسیٰ زئی شریف میں حضرت خواجہ سراج الدینؒ سے کسب فیض اور اخذ سلوک کرکے مجاز ہوچکے تھے۔ ہندوستان واپسی کے بعد کسی بزرگ کی خدمت میں رہ کر علوم باطنی حاصل کرنے کی فکر دامن گیر ہوئی۔ چنانچہ اس وقت کے بہت سے مشہور اولیاء اللہ مثلاً حضرت شاہ ابوالخیر' حضرت مولانا فضل رحمان گنج مراد آبادیؒ اور ان کے علاوہ اور بھی بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر کہیں کوئی خاص فائدہ نظر نہیں آیا۔ بلکہ ایک بزرگ مولانا عیسیٰ خاں صاحب نے فرمایا کہ آپ کو آپ کے ساتھی ہی سے فائدہ ہوگا' بالآخر اپنے قدیم دوست اور ہم سبق حضرت مولانا غلام حسینؒ سے بیعت ہوگئے۔

مولوی شریف حسن کانپوری راوی ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ ابتداء میں آپ پر ایسی جذبی کیفیت طاری رہتی کہ خطرہ ہوتا تھا کہ کہیں روح پرواز نہ کر جائے۔ آپ نے تصوف میں خوب ترقی کی۔ یہاں تک کہ آپ کی صحبت کو آپ کے شیخ بھی کبریت احمر فرمانے لگے۔

مولانا جید عالم اور ولی کامل تھے۔ آپ سے علاقہ کے لوگوں کو بہت فیض پہنچا۔ آپ کے قیام نے گڑھول کو گڑھول شریف بنادیا۔ اب یہ بستی گڑھول شریف ہی کے نام سے مشہور ہے۔ مولانا کی علمی یادگار احسن المبادی ہے۔ جو فارسی قواعد کی کتاب ہے اور مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ آپ کی مکمل سوانح جنت الانوار کے نام سے شائع ہوچکی ہے۔

آپ کی وفات ۱۳۵۴ھ ۱۹۳۵ء میں گڑھول شریف میں ہوئی' اور وہیں تالاب کے اوپر مسجد کے اتر جانب مدفون ہیں۔ آپ کا مزار آج بھی مرجع خلائق ہے۔

۳۵۴ مولانا حکیم سید ضمیرالحق قیس آروی

مولانا سید محمد ضمیرالحق کے والد کا نام میرنبی بخش اور دادا کا نام میر عبداللہ بن عباداللہ بن روح اللہ بن نوراللہ تھا۔ مولانا کی ولادت ۱۲ر رمضان المبارک ۱۲۸۰ھ۔ بمطابق ۱۸۶۲ء کو ہوئی۔ سات برس کی عمر میں مکتب میں بٹھائے گئے۔ جب لکھنے پڑھنے کا سلیقہ ہوا تو اپنے والد کے ساتھ رہنے لگے۔ اور تعلیم حاصل کرنے لگے۔ آپ کے والد نے کریما' گلستاں' بوستاں پڑھاکر گھر بھیجدیا۔ مختلف اساتذہ سے سکندر نامہ تک تعلیم حاصل کی' اس کے بعد عربی کی تعلیم شروع کی' ۱۸۸۱ء میں چشمۂ رحمت غازی پور میں داخل ہوئے۔ اور چار سال تک وہاں رہ کر تعلیم پوری کی' ۱۸۸۶ء میں آرہ واپس آئے۔ غازی پور کے قیام کے زمانہ میں شاعری کا ذوق پیدا ہوا' آپ نے مولانا عبدالاحد شمشاد لکھنوی سے شرف حاصل کیا۔ قیس تخلص کرتے تھے شہر آرہ میں مطب کرتے تھے۔ مطب کی مصروفیت کے باوجود درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ ایک وقت طلبہ کو منطق' فلسفہ' تفسیر و حدیث کی تعلیم دیتے' اور دوسرے وقت طب کے شائقین کو طب کی تعلیم دیتے۔ شعرو شاعری کا ذوق تھا۔ آپ کا شعری مجموعہ جذبات قیس ۱۹۲۴ء میں شائع ہوکر خراج تحسین حاصل کرچکا ہے۔

۲۹ر ستمبر ۱۹۳۵ء میں بروز دو شنبہ وفات پائی۔

۳۵۵ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد

مولانا کا اسم گرامی محمد سجاد' کنیت ابوالمحاسن' اور والد کا نام مولوی شیخ حسن بخش تھا۔ آپ کی پیدائش ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء میں موضع پنہ' ضلع پٹنہ میں ہوئی۔ اور یہی آپ کا آبائی وطن ہے۔ مولانا کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ اپنے والد اور اپنے بڑے

بھائی احمد سجاد سے قرآن مجید اور ابتدائی اردو فارسی کی تعلیم پائی۔ پھر آپ کو عربی پڑھنے کا شوق ہوا۔ اوراپنے ہی اطراف کے مولانا وحیدالحق استھانویؒ سے عربی پڑھی۔ اور جب متوسطات کے قریب پہنچے، تو آپ کانپور تشریف لے گئے، اور مولانا سیداحمد حسنؒ کے حلقہ درس میں شامل ہوئے، اسی اثناء دیوبند گئے، مگر ایک تبتی لڑکے سے جھگڑا ہوگیا، جس کی وجہ سے دیوبند کو خیرباد کہنا پڑا، مولانا عظمت اللہ ملیح آبادی کے بقول مولانا نے حضرت شیخ الہندؒ سے درس لیا۔ اور آپ کی علمی وروحانی فیوض وبرکات سے مستفیض ہوئے۔ ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء تک کانپور میں رہے۔ اور تقریباً چار سال تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد مکان واپس تشریف لائے، اور شادی کے بعد پھر الہ آباد گئے۔ اور مدرسہ سبحانیہ الہ آباد میں داخلہ لیا، اور مولانا عبدالکافیؒ کے حلقہ درس میں شریک ہوئے، وہاں پانچ سال تک تعلیم حاصل کی، ۱۹ربیع الاول ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں دستاربندی ہوئی۔

فراغت کے بعد مدرسہ اسلامیہ بہار شریف میں مدرس کی حیثیت سے بحال ہوئے، پھر الہ آباد مدرسہ سبحانیہ میں نائب صدر مدرس کی حیثیت سے تشریف لے گئے۔ الہ آباد میں کئی سال قیام کرنے کے بعد گیا تشریف لے گئے، اور مدرسہ انوارالعلوم کو دوبارہ جاری کیا۔ مولانا کا سب سے اہم کام امارت شرعیہ کا قیام ہے، جو آج بھی اہم خدمات انجام دے رہا ہے، مولانا نے تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ مولانا محمد سجاد کی سوانح حیات پر مستقل کتاب شائع ہوچکی ہے۔ تفصیلی حالات کے حیات سجاد اور محاسن سجاد کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

مولانا کی سب سے اہم علمی یادگار میں سے حکومت الہیہ ہے۔

۱۸ نومبر ۱۹۴۰ء بمطابق ۱۷ شوال ۱۳۵۹ھ کو شام پونے پانچ بجے پھلواری شریف میں وفات پائی۔ اور پھلواری شریف کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۲۵۶ مولانا محمد قمرالدین قمر اعظمی ثم دربھنگوی

مولانا محمد قمرالدین، شیخ منصب علی بن شیخ اشرف علی کے صاحبزادے تھے۔ وطن ہمی پور ضلع اعظم گڈھ (یوپی) تھا۔ سال ولادت معلوم نہیں۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے جونپور کے کسی مدرسہ میں داخل ہوئے، وہاں انہیں حضرت مولانا ابوبکر جیسے استاذ کی سرپرستی حاصل ہوئی۔ تھوڑے ہی دنوں میں فراغت حاصل کرکے مدرسہ سبحانیہ الہ آباد میں داخلہ لیا۔وہاں حضرت مولانا عبدالحمیدؒ جیسے استاذ کی شفقت کے سایہ میں فراغت حاصل کی۔ اور جونپور لوٹ آئے۔ اور وہیں درس و تدریس میں منہمک ہوگئے۔

حضرت مولانا اپنے عہد کے جید عالم تھے۔ فن خطابت میں بے مثال تھے۔ قوم وملت نے انہیں خطیب الہند اور سحبان الہند جیسے خطابات سے نوازا۔

جب دارالعلوم مشرقیہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ کا احیاء ہوا تو حضرت مولانا حسن نے حضرت مولانا عبدالحمیدؒ کو الہ آباد سے دربھنگہ بلایا، اور دارالعلوم کی نظامت ان کے سپرد کی۔ اور وہ خود اپنے وطن چھپرہ لوٹ گئے۔ مولانا عبدالحمید نے اپنے شاگردوں کو بھی الہ آباد سے دربھنگہ آنے کا حکم دیا۔ اور حسب ارشاد موصوف کے تین شاگرد حضرت مولانا عبدالرحمان قیسؔ، حضرت مولانا فتح اللہ آزادؔ اور حضرت مولانا محمد قمرالدین قمرؔ تشریف لے آئے۔ وہیں دارالعلوم مشرقیہ حمیدیہ میں درس و تدریس میں منہمک ہوگئے۔

حضرت مولانا ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۷ء میں دربھنگہ تشریف لائے۔ کچھ دنوں کے بعد یہیں سکونت اختیار کرلی۔ محلہ اردوبازار دربھنگہ میں اپنا رہائشی مکان بنایا، اور تاحیات اسی میں سکونت پذیر رہے۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں کچھ دنوں زمام نظامت مدرسہ انہیں کے ہاتھوں میں رہی۔

دربھنگہ سے ماہنامہ پروانہ (۱۹۲۷ تا ۱۹۲۹) جاری ہوا تھا۔ جس کی ادارت

کچھ دنوں ان کے ہاتھوں میں رہی۔ صحافت کا صاف ستھرا مذاق رکھتے تھے۔ عالم دین، خطیب اور کامیاب صحافی ہونے کے علاوہ حضرت قمرؔ اعظمی بلند پایہ شاعر بھی تھے۔

حضرت مولانا قمر نے بعارضہ فالج ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء میں دربھنگہ میں انتقال فرمایا۔ اور شاہی مسجد کے دروازہ کے بائیں جانب اپنے استاذ حضرت مولانا عبدالحمیدؒ سابق ناظم دار العلوم مشرقیہ حمیدیہ دربھنگہ کے بغل میں دفن ہوئے۔

۳۵۷ مولانا شاہ محمد حبیب الحق پھلواروی

مولانا شاہ محمد حبیب الحق، کے والد کا نام شاہ محمد رشید الحق تھا، آپ ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں پیدا ہوئے، آپ نے مولانا کمال، علی پوری بہاری سے درسیات کی تکمیل کی۔ مولانا کمال مولانا عالم علی نگینویؒ کے شاگرد تھے۔ اور وہ مولانا اسحاق دہلویؒ کے اور وہ مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ آپ حافظ قرآن بھی تھے۔ اپنے والد کے وصال کے بعد کامل بیس سال تک آپ نے جانشینی کے فرائض انجام دیئے۔ رشد و ہدایت کے ساتھ درس و تدریس کا مشغلہ بھی برابر جاری رکھا۔ مولانا شاہ صبیح الحق آپ کے شاگرد ہیں۔ بیعت و اجازت و خلافت سب کچھ اپنے والد سے حاصل کی۔

۲۵ رمضان ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء میں رحلت فرمائی اور پھلواری میں اپنے والد کے پائیں مزار مدفون ہوئے۔

۳۵۸ مولانا ابوالفضل محمد عباس پھلواروی

مولانا ابوالفضل محمد عباس، پھلواری میں ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ اور ابتدائی تعلیم پھلواری میں حاصل کی۔ آپ مشہور عالم دین کامیاب مدرس، صاحب نظر فقیہ تھے۔ فراغت کے بعد درس و تدریس کی خدمت میں منہمک تھے۔ پھر دارالافتاء

امارت شرعیہ سے وابستہ ہوگئے' اور پوری زندگی بحیثیت مفتی اسی خدمت میں گذار دی۔

۱۷ محرم ۱۳۶۲ھ ر ۱۹۴۳ء کو وفات پائی۔

۳۵۹ مولانا محمد حسن مصطفیٰ شفق گیاوی

نام محمد حسن مصطفےٰ' اور شفق تخلص تھا۔ تاریخی نام مظہر سعید تھا۔ ۱۲۸۹ھ ر ۱۸۷۲ء سال پیدائش نکلتا ہے۔ والد کا نام حسن رضاء تھا۔ عمادپور گیا کے باشندہ تھے۔ عربی فارسی کی ابتدائی درسی کتابیں یہیں پڑھیں' پھر متفرق جگہ جاکر علوم دینیہ حاصل کئے۔ شعروشاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ آغاز میں آپ نے عابد علی کوثر خیرآبادی طبیب شہر گیا سے مشورہ لیا۔ اور انہیں سے طب کی کتابیں پڑھیں۔ پھر کئی برس تک حضرت امیرؔ مینائی سے شرف تلمذ رہا۔ علامہ شوقؔ نیموی کی شاگردی میں بھی رہے' اور ان سے اصلاح لیتے رہے۔ انہوں نے فن شاعری میں نمایاں کامیابی حاصل کی' دہلی اور لکھنؤ کے معرکتہ الآراء مشاعروں میں شریک ہوئے اور نام پیدا کیا۔ لکھنؤ کی انجمن معین الادب اور معراج الادب نے ان کو اساتذہ کی صف میں جگہ دی' ان کی تصنیفات میں سے تحقیق سخن' رکن عروض' گنجینہ آخرت قابل ذکر ہیں۔ اردو غزلوں کے دو دیوان' ایک مجموعہ قصائد اور چارسو رباعیوں کا ایک مجموعہ بھی نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔

ان کی وفات ۱۳۶۲ھ ر ۱۹۴۳ء میں ہوئی۔

۳۶۰ مولانا محمد عارف ہرسنگھ پوری

مولانا محمد عارف کے والد کا نام شیخ بلاغت حسین تھا۔ سعدی پور' سمتی پور میں نانا قاضی عصمت اللہؒ کے گھر شعبان کے درمیانی تاریخ میں جمعہ کی شب ۱۲۷۲ فصلی و تقریباً ۱۸۶۵ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد سے اور فارسی و عربی حضرت مولانا عبدالواسع سعدی پوریؒ صاحب مناجات مقبول سے پڑھی۔ اور متوسطات تک

کچھ کتابیں مدرسہ فیض عام کانپور میں مولانا احمد حسن کانپوریؒ اور فقہ و نحو کے ماہر مولانا خیرالدین سے پڑھی۔ اس کے بعد باطنی علوم کے طرف متوجہ ہوئے، اور حضرت مولانا فضل رحمان گنج مراد آبادیؒ سے بیعت ہوئے' اس کے بعد بقیہ کتب حدیث حضرت مولانا عبدالکریم سے پڑھیں۔

حضرت مولانا فضل رحمان گنج مراد آبادیؒ کے وصال کے بعد ان کے خلفاء حضرت احمد میاں اور مولانا عبدالکریم سے راہ سلوک طے کی' پھر حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کی خدمت میں تیس سال گذار کر معراج کمال کو پہنچے' ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور وہاں کے شیوخ کے فیوض و برکات سے سرفراز ہوئے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ دنوں تک درس و تدریس کا مشغلہ قائم رکھا۔ اسی دوران مدرسہ رحمانیہ سوپول میں عربی علوم کی ابتداء اور ان کی ترویج و بقاء کی بے مثال خدمت انجام دی۔ پھر تدریس ترک کردیا۔ اور اصلاح و تبلیغ کا کام شروع کیا' حضرت مولانا کی زندگی بے حد سادہ تھی۔ صداقت و راستبازی' حق گوئی ار انکساری بچپن ہی سے ان کی امتیازی شان رہی' آپ کی مکمل سوانح کلید معارف ہے۔

۹ صفر ۱۳۶۳ھ بمطابق ۴ر فروری ۱۹۴۴ء بروز جمعہ انتقال ہوا' اور ہرسنگھ پور میں مدفون ہوئے۔ ۹۷ سال کی عمرپائی۔

۳۶۱ مولانا شاہ محمد محسن داناپوری

مولانا سید شاہ محمد محسن کی پیدائش ۱۰ جمادی الثانی ۱۲۹۸ھ/ ۱۸۸۰ء میں ہوئی۔ والد کا نام سید شاہ محمد اکبر داناپوری تھا۔ آپ کے دادا حضرت حاجی سید شاہ محمد سجاد نے آپ کا نام دو گھنٹہ مراقبہ کے بعد محمدِ محسن رکھا۔ تعلیم ظاہری مدرسہ احیاء العلوم الہ آباد میں حاصل کی' اور وہیں سے فارغ التحصیل ہوئے۔ فصیح البیان اور خوش الحان تھے۔ وضع کے پابند تھے' طریقت و تصوف کے رموز خوب بیان کرتے تھے۔ اپنے

والد کے بعد ۳۶ سال تک مسند ارشاد پر متمکن رہے۔ آگرہ، الہ آباد، راجستھان اور بنگال میں آپ سے کافی لوگ مرید ہوئے۔

شعرو شاعری کا مذاق رکھتے تھے۔ اور محسنؔ تخلص کرتے تھے۔

۲۴ محرم روز یکشنبہ ۱۳۶۴ھ ر ۱۹۴۴ء سات بجے شام کو وفات پائی، اور ۲۵ محرم دو شنبہ کو بعد نماز عصر اپنے والد اور دادا کے پہلو میں دفن ہوئے۔

۳۶۲ مولانا معین الدین پٹھریاوی دربھنگوی

مولانا معین الدین کے والد کا نام وحادا تھا۔ ان کی پیدائش موضع جالہ ٹولہ پٹھریا، ضلع دربھنگہ میں ہوئی۔ یہ بستی جالہ سے ۲ کیلو میٹر اتر واقع ہے۔ مولانا معین الدین کے سلسلہ میں وہاں کے لوگوں سے رابطہ قائم کرنے کے باوجود تفصیلی حالات دستیاب نہ ہو سکے۔ البتہ مولانا کے شاگرد حافظ عبدالقیوم نے بتایا کہ مولانا نے ابتدائی تعلیم پٹھریا سے باہر حاصل کی، انوار سہیلی تک باہر سے تعلیم حاصل کرکے آئے۔ جب مولانا محمد اسحاق خاں جالوی کے یہاں پہنچے تو پھر ابتداء سے تعلیم شروع کرائی۔ اور فارسی کی تکمیل کرائی۔ فارسی میں خوب مہارت رکھتے تھے۔

مولانا ایک جید عالم اور اپنے وقت کے مشہور استاد تھے، نہایت ہی سادہ انداز میں رہتے تھے، شب بیدار تھے، ان سے علاقہ کے علماء نے تعلیم حاصل کی۔

فراغت کے بعد کچھ دنوں تک موضع بدھنگہ ضلع سیتامڑھی میں تعلیم دی۔ پھر اشرف العلوم کنہواں میں استاذ فارسی کی حیثیت سے تدریسی خدمت انجام دیا۔ پھر موضع پٹھریا میں ایک مدرسہ قائم کیا، جو مدرسہ اسلامیہ کے نام سے موسوم تھا۔ اس میں علاقہ کے طلبہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے تھے. مولانا محمد ادریس دوگھروی نے بتایا کہ انہوں نے پٹھریا جاکر مولانا معین الدینؒ سے تعلیم حاصل کی ہے۔ ان کے شاگردوں میں اہم شخصیت مولانا محمد عیسی فرتابؒ کی ہے۔ یہ پورنیہ کے رہنے والے تھے۔ اور حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ کے ہم درس تھے۔ مولنا کے مدرسہ میں

پورنیہ کے طلبہ بکثرت تھے۔ پورنیہ کے لوگوں نے طلبہ کی سہولت کے لئے مدرسہ سے متصل ایک کنواں کھدوا دیا تھا۔ جو اب پٹ چکا ہے۔

مولانا معین الدینؒ نے پٹھریا میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک مکتب قائم کیا جو گرل مکتب کہلاتا تھا۔ آج بھی یہ مکتب قائم ہے۔ اور حافظ عبدالقیوم صاحب اس مکتب میں تعلیم دیتے ہیں، جو مولانا کے شاگرد ہیں۔

مولانا کی علمی یادگار معین اللغات ہے۔ یہ لغت کی منظوم کتاب ہے۔ اس کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا عربی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔

مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ سے مولانا معین الدین کے دوستانہ تعلقات تھے۔

مولانا زلزلہ کے زمانہ میں باحیات تھے۔ ان کا مدرسہ زلزلہ میں زمین بوس ہوگیا۔ وفات زلزلہ کے بعد ہوئی، صحیح تاریخ وفات معلوم نہیں۔ اندازہ کے مطابق وفات ۱۹۴۴ء میں ہوئی۔

تجہیز و تکفین میں مولانا عبدالعزیزؒ اور مولانا محمد اسحاق خاںؒ نے شرکت کی، مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ نے نماز جنازہ پڑھائی، ان کی قبر موضع پٹھریا میں مسجد سے متصل پورب جانب ہے۔

۳۶۳ مولانا محمد ادریس دملوی

مولانا محمد ادریس بن حاجی امیرالدین تقریباً ۱۳۱۵ھ ر ۱۸۹۷ء میں اپنی ماں کی ننہیال موضع پروہی میں پیدا ہوئے، ضلع دربھنگہ (حال مدھوبنی) کے مشہور و معروف موضع دملہ کو آپ کے وطن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی، کچھ دن مدرسہ احمدیہ مدھوبنی میں بھی رہے، پھر اعلیٰ تعلیم کی غرض سے دارالعلوم دیوبند بھیجے گئے۔ اسی زمانہ میں نودرہ کی بنیاد رکھی جارہی تھی۔ حضرت شیخ الہندؒ دارالعلوم کے شیخ الحدیث تھے، مولانا محمد ادریس حضرت شیخ الہندؒ کی خدمت میں رہنے لگے، اپنی فطری صلاحیتوں کی وجہ سے استاد کے نور نظر ہوگئے۔ اور دارالعلوم دیوبند سے

۱۳۳۳ھ ر ۱۹۱۴ء میں فراغت حاصل کی، زمانہ طالب علمی ہی میں آپ کے اندر خدا طلبی کا جذبہ پیدا ہوا۔ اور اپنے استاذ مکرم حضرت شیخ الہندؒ کے دست مبارک پر بیعت ہوگئے، اور ان سے پورے طور پر فیض یاب ہوئے۔ پھر آپ کی تعلیم و تربتت میں آپ کے بھائی حافظ محمد یاسین کا خاص حصہ ہے۔ ۱۳۳۳ھ ر ۱۹۱۴ء میں فارغ التحصیل ہو کر وطن واپس تشریف لائے۔ حضرت شیخ الہندؒ کے حکم سے مدرسہ دارالعلوم ڈابھیل گجرات میں تدریسی خدمت انجام دیا۔ حافظ محمد یاسین کا ارادہ شروع ہی سے مدرسہ قائم کرنے کا تھا۔ مولانا کو بھی اس پروگرام میں شریک کرلیا۔ بعض تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا گجرات نہیں گئے۔ حضرت شیخ الہندؒ کی خدمت میں صورت حال لکھ دیا۔ اور معذرت طلب کرلی اور اپنے ہی دروازہ پر اپنے معاونین کی مدد سے ایک مدرسہ قائم کیا۔ اس کا نام حضرت شیخ الہندؒ کے نام پر مدرسہ محمود العلوم رکھا، شروع میں آپ ہی کا گھرانا مدرسہ کے سارے اخراجات برداشت کرتا رہا۔ پھر مدرسہ کو موجودہ جگہ پر منتقل کر دیا گیا۔

مولانا نے اپنے ہی زمانہ میں مدرسہ کو خوب ترقی دی، آپ مدرسہ کے شیخ الحدیث اور صدر مدرس بھی تھے۔ نحو، فقہ، تفسیر اور منطق کی کتابیں خود پڑھایا کرتے تھے۔ حدیث کی کتابیں بڑے محققانہ انداز پر پڑھایا کرتے تھے۔

آپ کے بھائی حافظ محمد یاسین جو مدرسہ کے اصل محرک تھے، بڑے نیک اور کامیاب تاجر تھے، آپ کا کاروبار گھر سے کلکتہ اور وہاں ڈھاکہ اور کراچی تک پھیلا ہوا تھا۔ آپ شروع سے ہی مدرسہ کے مہتمم رہے، اور یہ خدمت اپنے وصال تک انجام دیتے رہے۔ آپ کا وصال ۱۴ھ اپریل ۲۷ کو ہوگیا، اور اپنے گاؤں سے جنوب قبرستان میں مدفون ہوئے۔

حضرت مولانا محمد بشارت کریم گڑھولویؒ کے شیخ طریقت حضرت مولانا غلام حسین کانپوریؒ سے بھی آپ کو اجازت حاصل تھی، اس علاقہ کا کوئی آدمی حضرت مولانا محمد بشارت کریمؒ کی خدمت میں بیعت و ارشاد کے لئے جاتے تو فرماتے، یہاں کیوں

آئے ہو وہاں کے لئے مولانا محمد ادریس کافی ہیں۔

حضرت مولانا محمد ادریسؒ جید عالم اور بافیض بزرگ تھے۔ آپ سے بہت سے علماء نے فیض حاصل کیا حضرت مولانا صاحب جائداد تھے۔ مدرسہ کے بہت سے طلبہ کفالت بھی کرتے تھے۔

۱۴ اپریل ۱۹۴۴ء میں دملہ میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

۳۶۴ مولانا قاری حکیم مقصود عالم چمپارنی

مولانا مقصود عالم بن خدا بخش کی پیدائش صوبہ بہار کے مشرقی چمپارن ضلع کی ایک بستی جونیروا کے متمول گھرانہ میں ہوئی' بڑے لاڈو پیار سے پرورش ہوئی' ابتدائی تعلیم بستی ہی میں شروع کی' قرآن مجید ناظرہ ختم کرلیا تو والدین نے مقامی رواج کے مطابق کشتی کی طرف متوجہ کیا' خدا کو آپ سے بہت کچھ کام لینا تھا۔ اس لئے کشتی سے کوئی دلچسپی نہیں ہوئی۔ علم دین حاصل کرنے کے لئے گھر چھوڑ کر ایک مدرسہ میں داخلہ لے کر قرآن مجید حفظ کرنے لگے۔ آپ خدا داد لیاقت کے مالک تھے۔ بہت جلد حفظ کی تکمیل کرلی۔ گھر واپس آئے' تو والدین کو عربی کی تعلیم کے لئے راضی کرلیا۔ اور کافیہ قدوری وغیرہ پڑھ کر رام پور چلے گئے۔ اور وہاں کے مدرسہ میں داخلہ لیا۔ اور وہیں سے فراغت حاصل کی' اور ساتھ ہی روایت حفص میں قرات کی تکمیل کرکے قاری کے لقب سے مشہور ہوگئے۔

فراغت کے بعد کئی برسوں تک حکمت و طبابت کی تعلیم حاصل کرنے میں مشغول رہے۔ اور اس فن میں بھی مہارت حاصل کی۔ اور حکیم کہلائے اور مولانا قاری حکیم مقصود عالم بن کر گھر تشریف لائے۔

مولاناؒ ایک باکمال عالم دین تھے۔ ساتھ ہی حساس دل رکھتے تھے' علاقہ کی جہالت دیکھی نہ گئی' چنانچہ علاقہ و بیرون علاقہ کی اصلاح کے لئے تیار ہوئے۔ اور اپنی بستی سے تقریباً چھ میل دور شمال موضع پکھی میں مدرسہ روضۃ العلوم قائم کیا۔ مدرسہ

نے قابل قدر خدمات انجام دیئے۔ پھر آپ نے محسوس کیا کہ علاقہ تروا علم دین سے یکسر خالی ہے۔ اور قرب و جوار میں کوئی دینی ادارہ نہیں' اس لئے آپ نے اس جانب رخ کیا۔ چنانچہ ۱۹۲۱ء میں موضع جونیرا میں ایک مدرسہ کی داغ بیل ڈالی۔ آگے چل کر یہی ادارہ مولانا موصوف کے نام میں تھوڑے سے تغیر لفظی کے ساتھ' "مدرسہ اسلامیہ مقاصد العلوم" سے موسوم ہوا۔ جو آج ایک مشہور ادارہ ہے۔

مولانا انگریزی دور حکومت میں موتیہاری کورٹ میں پنچ کی حیثیت سے بھی رونق افروز ہوتے۔ اور فیصلہ میں دوست و دشمن کی کوئی تمیز نہیں کرتے۔ صحیح فیصلہ کے لئے جج سے جھگڑ جاتے اور صحیح فیصلہ کرنے پر مجبور کردیتے۔

مولاناؒ اپنے زمانہ کے مصلح تھے۔ آپ کے زمانہ میں شراب خانے بند ہوگئے اور ناچ کی محفلیں سرد پڑگئیں۔

آخر میں دمہ کے شکار ہوگئے' طبیعت زیادہ خراب رہنے لگی' تو مدرسہ کی نظامت دوسروں کو سپرد کرکے گوشہ تنہائی اختیار کرلی۔

۲۸ نومبر ۱۹۴۵ء کو وفات پائی۔

۳۶۵ مولانا شاہ محمد قاسم عثمانی اورنگ آبادی

مولانا شاہ محمد قاسم عثمانی کی ولادت ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء میں سملہ میں ہوئی' یہ بستی ضلع اورنگ آباد کے رفیع گنج تھانے میں واقع ہے۔ اس میں ایک عثمانی خانوادہ آباد ہے' مولانا اسی خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ پھر گیا ٹاؤن ہائی اسکول میں پڑھا۔ آخر میں علی گڈھ چلے گئے۔ اور وہیں تعلیم حاصل کرتے تھے' خلافت تحریک کے زمانہ میں آپ دینی علوم کی طرف متوجہ ہوئے' اور دینی علمی اور روحانی علوم کی تکمیل کے سلسلہ میں پھلواری میں قیام فرمایا۔ اور اس وقت کے علماء سے اس سلسلہ میں استفادہ کیا۔

آخر میں آبائی وطن سملہ ہی میں مستقل طور پر قیام پذیر ہوئے' اور اپنے جد

امجد حضرت مولانا شاہ احمد کبیر ابوالحسن شہیدؒ کی تعلیم و تربیت سے مکمل استفادہ کیا۔ تحریک آزادی میں خوب حصہ لیا۔ آپ کے مکاتیب کا مجموعہ دار الکتاب گیا نے شائع کیا ہے۔

آپ کا وصال ۲۹ شعبان ۱۳۶۶ھ ۱۹۴۶ء میں ہوا۔

۳۶۶ مولانا سید شاہ محی الدین قادری جعفری پھلواروی

مولانا سید شاہ محی الدین حضرت سید شاہ بدرالدین قادریؒ امیر شریعت اول بہار و اڑیسہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ولادت ۳۰ ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ ۱۸۷۹ء میں ہوئی' آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے ' فارسی مولوی محمد کامل پھلواروی سے اور عربی کی ابتدائی تعلیم مولانا شاہ حمیدالحق پھلواروی سے حاصل کی' متوسطات اور اکثر انتہائی کتابیں مولانا عبداللہ رام پوریؒ سے پڑھیں' اور آخر کی کتابیں مولانا عبدالرحمٰن ناصری گنجیؒ سے تمام کیں۔

۱۱ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۰ء کو بعد نماز ظہر خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں آپ کی دستاربندی ہوئی' اس جلسہ میں مقتدر علماء کی کثیر جماعت نے شرکت کی' فراغت کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ سے اکتساب علم کرنے والوں میں مولانا شاہ عباس پھلوارویؒ' مولانا ابوالبرکات عیسیٰ پوریؒ' مولانا شاہ قمرالدینؒ (امیر شریعت ثالث)' حضرت مولانا شاہ نظام الدینؒ' مولانا عزیز فریدی پھلواروی مولانا شاہ وارث امام محبی پھلوارویؒ ان کے علاوہ حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ قابل ذکر ہیں۔ مولانا جمعیۃ علماء ہند کے سرگرم رکن تھے' جمعیۃ صوبہ بہار کا سالانہ اجلاس دربھنگہ آپ کی صدارت میں ہوا۔

۱۹ صفر ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۴ء کو آپ کو سجادگی کے منصب پر بیٹھایا گیا' سجادگی کے بعد ہمہ تن ریاضات و مجاہدات کی طرف متوجہ ہوگئے' ۱۹ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۴ء کو آپ بالاتفاق امیر شریعت صوبہ بہار اڑیسہ منتخب ہوئے۔

آپ نے موزوں طبیعت پائی تھی، عربی فارسی دونوں زبانوں میں آپ کے کلام کے نمونے ملتے ہیں۔ آپ کے چار خطبے عربی زبان میں ہیں۔

۲۹ جمادی الاولی ۱۳۶۶ھ / ۲۲ اپریل ۱۹۴۷ء بروز سہ شنبہ آپ کا انتقال ہوا۔ اور خانقاہ مجیبیہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۳۶۷ مولانا حکیم مسیح الزماں سہسرامی

مولانا حکیم مسیح الزماں بن حکیم مولانا ابو نعمان لعل زماں سکونت محلہ چوکھنڈی سہسرام ضلع رہتاس کی ولادت ۱۹ رمضان ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء کو ہوئی، ابتدائی تعلیم اپنے والد حکیم لعل زماں اور مولانا فرخند علی بانی مدرسہ خیریہ نظامیہ سے حاصل کی، اور متوسطات تک مدرسہ خیریہ نظامیہ سہسرام میں پڑھی۔ تکمیل کے لئے مدرسہ سبحانیہ الہ آباد تشریف لے گئے۔ تمام علوم متداولہ میں مہارت حاصل کرنے کے بعد سند فراغت حاصل کی، دوران تعلیم مولانا حافظ عبدالکافیؒ کے زیر تربیت رہے، اور علوم دینیہ کے علاوہ تصوف و طریقت کی تعلیم بھی حافظ صاحب سے حاصل کی۔

طب کی تعلیم مولانا حکیم صوفی سید شاہ محمد فخرالدین جعفریؒ سے الہ آباد میں حاصل کی، اور انہیں سے بیعت بھی ہوئے۔ آپ اچھے خطیب و مقرر تھے، تقریباً ۲۲ سال تک شاہی مسجد سہسرام کے امام و خطیب رہے۔ تصوف کی کتابوں کا خوب مطالعہ کرتے تھے۔ علم تصوف پر ایک رسالہ زیر تصنیف تھا۔ لیکن وہ مکمل نہیں ہوسکا۔

شعر و شاعری کا مذاق بھی رکھتے تھے اور حاذق تخلص کرتے تھے۔

۲۳ دسمبر ۱۹۴۷ء بمطابق ۱۳۶۶ھ کو وفات پائی۔

۳۶۸ مولانا محمد خیرالدین گیاوی

مولانا محمد خیرالدین کے والد کا نام الف الدین اور وطن حضرو ضلع کامل پور (اٹک) تھا، ابتدائی تعلیم حضرو میں میاں فضل الٰہی سے حاصل کی، پھر قریبی گاؤں میں آپ کے ماموں مولانا راغب اللہ رہتے تھے، انہوں نے مولانا کو اپنے پاس بلا لیا، اور

کچھ عربی فارسی پڑھا کر فقہ کی کتابیں پڑھائیں۔ وہ فقہ کے امام تھے، ان سے لوگ صرف فقہ پڑھنے آتے تھے، مولانا راغب اللہ کی برکت سے فقہ پر عبور حاصل ہوگیا۔ نحو میں کمزوری تھی، اس کو دور کرنے کے لئے ہندوستان آئے، اور سفر کرتے ہوئے کرنال پہنچے، اور وہاں کے مدرسہ میں تحصیل علم کیا، پھر پانی پت چلے گئے، یہاں حضرت مولانا قاری عبدالرحمان پانی پتیؒ سے پڑھنا شروع کیا۔ علوم عربیہ کے علاوہ قرآن پاک باتجوید و قرات اور مسائل تجوید کی کتابیں بھی ان سے پڑھیں۔

مولانا الطاف حسین حالی مصنف مسدس حالی سے فارسی کی تکمیل کی، علامہ حالیؔ نے لاہور یونیورسٹی میں شعبہ عربی و فارسی میں داخلہ لے کر سند حاصل کر لینے کا مشورہ دیا، اور سفارشی خط بھی لکھ کر دیا، راستہ میں ایک قافلہ سے ملاقات ہوئی، قافلہ کے لوگ حضرت مولانا محمود حسن محدثؒ سے حدیث پڑھنے دیوبند جارہے تھے۔ مولانا بھی اسی قافلہ کے ساتھ ہولئے، اور دیوبند تشریف لے آئے۔ دار العلوم دیوبند میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ سے ہدایہ آخیرین پڑھی۔ دورہ حدیث شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ سے پڑھا۔ آپ کے شریک دورہ حضرت مولانا صدیق احمد تھے۔ یہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے بڑے بھائی تھے۔

دیوبند سے فارغ ہو کر کانپور چلے آئے۔ اس زمانہ میں مولانا احمد حسن کانپوری مدرس اول مدرسہ فیض عالم کا معقولات میں بہت شہرہ تھا، وہاں رہ کر مولانا نے معقولات کی تکمیل کی، کانپور میں حضرت مولانا غلام حسینؒ آپ کے ہم درس تھے، ان کے مرید خاص حضرت مولانا محمد بشارت کریم گڑھولوی نیچے کی کتابیں پڑھتے تھے۔

فراغت کے بعد مدرسہ فیض عام میں مدرس ہوگئے۔ پھر مولانا احمد حسن کانپوریؒ کے حکم سے شاہ التفات احمد ردولوی سجادہ نشیں خانقاہ شاہ عبدالحق رودولوی کے لڑکے کے اتالیق بن کر رودولی تشریف لے گئے، اس کے بعد حضرت مولانا عبدالغفار گیاوی نے اپنے مدرسہ اسلامیہ میں، جو آج مدرسہ اسلامیہ قاسمیہ کے نام سے مشہور ہے، مدرس رکھ لیا، اور وصیت کی کہ اس کو کبھی نہ چھوڑنا، چنانچہ گیا میں

مدرس ہونے کے بعد گیا میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔

اپنے زمانہ کے تمام بزرگوں سے گہرے روابط رکھتے تھے۔ کانپور میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے رابطہ تھا۔ وہ حضرت مولانا پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ حضرت گنج مراد آبادیؒ کی خدمت میں بار بار جاتے، وہ بھی بہت کرم فرمایا کرتے تھے حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ سے بھی گہرا تعلق تھا۔

آپ کے شاگردوں کی تعداد کثیر ہے۔ ان میں حضرت مولانا محمد عارف ہرسنگھپوری دربھنگوی، مولانا مشتاق احمد کانپوری صاحبزادہ حضرت مولانا احمد حسن کانپوریؒ، مولانا حافظ نثار احمد کانپوری صاحبزادہ حضرت مولانا احمد حسن کانپوریؒ، مولانا محمد سہول عثمانیؒ سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ وصدر مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ، حضرت مولانا محمد بشارت کریم گڑھولویؒ اور مولانا مبارک کریمؒ سابق ڈائریکٹر آف اسلامک اسٹڈیز قابل ذکر ہیں، ان کے علاوہ گیا واطراف کے علماء کی ایک کثیر تعداد بھی ہے۔

حضرت مولانا خیرالدین جہاد حریت کے ہم نواؤں میں تھے۔ تحریک خلافت کے دور میں مولانا نے پرزور عملی حصہ لیا، ترک موالات کے جذبہ سے متاثر ہو کر ولایتی اشیاء کا حتی الامکان مقاطعہ کیا۔

حضرت مولانا محمد خیرالدین ایک جید عالم اور کامل بزرگ تھے

آپ کی وفات ۷ ۱۳۶۷ھ/ ۷ ۱۹۴۷ء کو گیا میں ہوئی، نماز جنازہ محلہ کریم گنج میں ادا کی گئی، اور کریم گنج ہی کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۳۶۹ مولانا محمد سہول عثمانی بھاگلپوری

حضرت مولانا محمد سہول کا وطن پورینی ضلع بھاگلپور تھا۔ ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء کو ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، اور پھر شہر بھاگلپور میں حضرت قدوۃ العارفین مولانا شاہباز محمدؒ کی خانقاہ واقع ملاچک میں مولانا اشرف عالم سجادہ نشیں خانقاہ

سے پڑھتے رہے، خانقاہ کی طرف سے دونوں وقت صرف تین تین چھٹانک چاول اور کچی ماش کی بھوسی بھری دال جس میں صرف نمک اور پانی ہوتا تھا، ملتی تھی، پھر کانپور گئے، اور مدرسہ جامع العلوم میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا حافظ محمد اسحاق بردوانیؒ وغیرہ سے تعلیم حاصل کی، اور مدرسہ فیض عام میں رہ کر مولانا محمد فاروق چڑیا کوٹیؒ سے درس لیا، اور حضرت مولانا احمد حسن کانپوریؒ اور مولانا محمد پنجابی وغیرہ سے بھی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد استاذ العلماء مولانا لطف اللہ علی گڈھیؒ مفتی عدالت عالیہ حیدر آباد دکن کے درس میں شریک ہونے کی خاطر کانپور سے حیدر آباد پیدل گئے، خود نوشت سوانح میں لکھا ہے کہ مہالکہ عظیم میں جتلا ہوتا ہوا دو ماہ میں حیدر آباد ہزاروں دشواری کے ساتھ پہنچا، وہاں ڈھائی سال رہ کر حضرت استاذ العلماء اور مولانا عبدالوہاب بہاریؒ سے منطق، فلسفہ، ہیئت، ادب اور اصول فقہ کا درس لیا۔ حیدر آباد سے دہلی آئے، اور مولانا سید نذیر حسین محدث دہلویؒ کے درس میں شریک ہوئے۔ دہلی سے دار العلوم دیوبند آئے۔ اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (م ۱۳۳۹ھ) سے درس لیا، اور ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء میں فراغت حاصل کی۔

دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد سات آٹھ سال دار العلوم دیوبند میں مدرس رہے۔ پھر مدرسہ عزیزیہ بہار شریف، مدرسہ عالیہ کلکتہ اور مدرسہ عالیہ سلہٹ میں صدر مدرس اور شیخ الحدیث رہے۔ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۴ء مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ کے پرنسپل رہے، ۵۹ھ سے ۶۲ھ تک دار العلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن رہے، آپ کے فتوی کی تعداد کافی ہے۔ دو کتابیں بھی مطبوعہ ہیں،

۲۲ مئی ۱۹۴۸ء بمطابق ۱۲ رجب ۱۳۶۷ھ کو وفات پائی، اور اپنے وطن پورینی میں مدفون ہوئے۔

۳۷۰ مولانا سید محمد ابراہیم ندوی کسمری

مولانا سید محمد ابراہیم ندوی بن مولوی سید محمد قاسم، دادیہال حسن پورہ نزد

پھلواری شریف پٹنہ اور نانیہال موضع کمر ضلع سارن تھی، ان کے والد سسرال میں آباد ہو گئے تھے۔

مولانا کا مولد کمر ضلع سارن تھا، اور قیام محلہ اولین پور چھپرہ میں تھا، سال ولادت معلوم نہیں، ابتدائی تعلیم تمام کرنے کے بعد عربی کی تعلیم بھی حاصل کی، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے فراغت حاصل کی، اس لئے اپنے نام کے ساتھ ندوی لکھتے تھے، انہوں نے پرائیوٹ بی، اے اور بی او ایل کے امتحانات بھی پاس کئے تھے، کچھ دنوں اولین پور چھپرہ کے مڈل اسکول کے مدرس رہے، پھر سپرنٹنڈنٹ اسلامک اسٹڈیز کے عہدہ پر فائز ہوئے، اور غالباً اسی عہدہ سے ریٹائرڈ بھی ہوئے۔

آپ کو شعر و سخن سے بڑی گہری مناسبت تھی، نجم تخلص کرتے تھے، اساتذہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ شاد اسکول سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ کلام میں پختگی بدرجہ اتم ملتی ہے۔ نثر بھی سادہ اور سلیس لکھتے تھے۔

۱۳۷۰ھ ر ۱۹۵۰ء میں وفات پائی۔

۳۷۱ مولانا سید محمد عبد الحکیم بتیاوی

سید محمد عبد الحکیم نام، ابو تعلیم کنیت، ارمان تخلص، مولوی سید محمد کریم بخش کے صاحبزادے، مولد موضع بانس گھاٹ ٹولہ کو ندھیا ڈاکخانہ بھون ضلع چمپارن، مسکن بتیا ضلع مغربی چمپارن، ولادت ۱۳۲۵ھ ر ۱۹۰۷ء، ان کا سلسلہ نسب حضرت مولانا جمال الدین کوڑہ جہاں آبادی لکھنوی سے ملتا ہے۔ ان کی اولاد کو حضرت مخدوم قتال رحمتہ اللہ علیہ نے بحیثیت امام مسجد چوکی قتال پور چھپرہ بلایا تھا۔ اور تب سے یہ خانوادہ وہیں سکونت پذیر ہے۔ تبحر علمی مرتبت اور خاندانی علمی مرتبت نے ان کی شہرت کو چار چاند لگایا، مہاراجہ بتیا نے ان کے پردادا کو بلوا کر مسجد کی امامت پر فائز کیا، اور نرکٹیا گنج کے علاقہ میں مناسب جاگیر بھی عطا کی، مہاراجہ علماء، ادباء اور شعراء کے قدر داں تھے، خصوصاً صوفیاء اور علمائے اسلام سے انہیں بڑی عقیدت تھی۔ انگریزوں کے دور

اور عملداری میں جب مہاراجہ کا اسٹیٹ (Court of Wards) میں آیا' تو ان کے خاندان کی جاگیر ضبط کرلی گئی۔ اور اتنا ستایا گیا کہ موصوف کے خاندان نے اس علاقہ کو چھوڑ کر موضع کوندھیا میں پناہ لی۔ اور تب سے یہ حضرات وہیں سکونت پذیر ہیں۔

حضرت مولانا ارمان نے عربی و فارسی کی ابتدائی کتابیں اپنے بڑے بھائی مولوی آرش حسین پڑھیں۔ پھر مدرسہ اسلامیہ موتیہاری میں داخل ہوئے۔ وہاں فوقانیہ تک تعلیم حاصل کی۔ درجہ بدرجہ تعلیمی مراحل طے کرکے مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ سے فاضل کی سند حاصل کی۔ کچھ دنوں مسجد درگاہ شاہ ازران کے امام بھی رہے۔ کچھ عرصہ وہاں قیام رہا۔ پھر بتیا لوٹ آئے۔ کے آر مشن ہائی اسکول بتیا میں ان کا تقرر بحیثیت ہیڈ مولوی ہوگیا۔ تب سے بتیا ہی میں مقیم ہوگئے۔

مولانا حضرت سید محمد شفیق نقشبندی سندیلویؒ کے مرید تھے۔ ہر وقت اذکار و اشغال میں منہمک رہتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک زمانہ میں عالم استغراق میں اس طرح کھو گئے کہ لوگ انہیں صاحب جنوں سمجھنے لگے' لیکن یہ کیفیت تھوڑے دنوں رہی۔ آہستہ آہستہ عالم سلوک میں داخل ہوکر بالکل نارمل ہوگئے۔

مولانا کو ایام طالب علمی ہی سے شعروسخن سے دلچسپی رہی ہے۔ حضرت نوح ناروی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔

مولانا نے اہل چمپارن میں شعروسخن کی جو لہر دوڑائی' وہ آج تک یادگار ہے۔

۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء میں وفات پائی' آستانہ امینیہ بسوریا میں مدفون ہوئے۔

۳۷۲ مولانا حکیم سید محمد شعیب پھلواروی

مولانا حکیم سید محمد شعیب بن مولانا سید محی الدین احمد رضوی کی ولادت ۲۹ر جمادی الاولیٰ بروز چہار شنبہ ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء کو پھلواری میں ہوئی۔ اس زمانہ میں آپ کے والد مولانا سید محی الدین احمد علی نگر ضلع دربھنگہ اپنی سسرال میں مقیم تھے۔ مکمل آٹھ سال تک آپ علی نگر میں مقیم رہے۔ آپ کے والد نے تعلیم و تربیت کی

جانب توجہ کی، اور ابتدائی تعلیم قرآن مجید اور اردو کی تعلیم حاصل کی۔ پھر ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۱ء میں آپ کے والد وطن لوٹے۔ تو باضابطہ تعلیم و تربیت کی جانب توجہ کی۔ فارسی کی تعلیم والد سے حاصل کی۔ یوسف زلیخا مولانا انس مرحوم سے پڑھی۔ انہیں سے میزان و منشعب پڑھی۔ اسی اثناء حضرت مولانا عبداللہ رام پوریؒ خانقاہ مجیبیہ میں مدرس ہو کر تشریف ہوئے۔ ان سے ارشاد الصرف پڑھی۔ اور انہیں سے صرف و نحو کی تعلیم شرح جامی تک حاصل کی۔ پھر مولانا عبداللہ رام پوریؒ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے، اور ان کی جگہ مولانا عبدالرحمان ناصری گنجیؒ تشریف لائے۔ تو پھر تعلیمی سلسلہ حضرت مولانا عبدالرحمان ناصری گنجی سے شروع ہوا۔ ان سے اور اپنے بڑے بھائی مولانا معین الدین مرحوم سے درسیات کی تکمیل کی۔

مولانا کو خوش نویسی کا شوق بچپن سے تھا۔ چنانچہ حافظ مولوی وسیع الدین ہزاری باغوی سے خوش نویسی سیکھی، نسخ و نستعلیق دونوں ہی میں مہارت حاصل کرلی۔

حضرت پیرو مرشد مولانا شاہ محمد بدرالدینؒ کی نگاہ لطف و کرم آپ کے ساتھ رہی۔ تعلیم کے دوران حضرت نے مولانا ابوالخیر احمد مکی محدثؒ سے حدیث مسلسل بالاولیۃ اور جملہ مرویات حدیث کی اجازت دلوائی۔ حضرت پیرو مرشد اپنی خدمت میں حاضر باش رکھتے۔ اپنی تحریرات کے مسودے صاف کرواتے، جب مولانا شاہ محمد محی الدین کو مکتوبات صدی اور ملفوظات کی تعلیم دینے لگے، تو مولانا کو بھی درس میں شریک فرمایا۔ بالآخر مولانا ۱۰ ربیع الاولی ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء میں ان سے طریقہ قادریہ وارثیہ میں بیعت ہوگئے۔

تمام علوم و فنون میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ طب میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ حکیم وارث حسین منیری ابوالعلائی مقیم پھلواری شریف سے طب کی تعلیم حاصل کی، مولانا کامیاب طبیب کے ساتھ بہتر معلم بھی تھے۔ طبابت کے ساتھ پڑھانے لکھانے کا بھی سلسلہ جاری رہا۔ فارسی و عربی سے خاص مناسبت تھی، معقولات و منقولات بے تکلف پڑھاتے تھے، صرف و نحو کی جزئیات پر کافی عبور حاصل تھا۔

مسائل ہر وقت ذہن میں مستحضر رہتے تھے۔

مولانا شعر و شاعری کا مذاق رکھتے تھے۔ عموماً فارسی میں غزلیں کہتے تھے۔ صاحب تصنیف و تالیف تھے۔ آپ کی مطبوعہ کتاب اعیان وطن علمی حلقوں میں نہایت مقبول ہے۔

۲۹ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۳ء کو فجر کی اذان کے بعد آپ کی وفات ہوئی۔ اور خانقاہ مجیبیہ کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

۳۷۳ مولانا مسعود عالم ندوی

مولانا مسعود عالم ندوی کے والد کا نام عبدالشکور تھا' وہ موضع اوگانواں ضلع پٹنہ (موجودہ ضلع نالندہ) میں ۱۲ محرم ۱۳۲۸ھ مطابق فروری ۱۹۱۰ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صوفی منشی عالم دین اور مدرسہ اسلامیہ بہار شریف میں مدرس تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی' اور تکمیل ندوۃ العلماء میں کی۔ مولانا مسعود عالم کو عربی ادب سے گہری مناسبت اور اس میں پوری قدرت حاصل تھی۔ اردو میں بھی صاحب قلم شمار کئے گئے ہیں۔ تاریخ اسلام پر وسیع نظر رکھتے تھے۔ متعدد کتابوں کے مصنف ہوئے۔ ابتدا میں خدابخش خاں لائبریری پٹنہ میں کٹیلاگر کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ ۱۹۳۲ء سے ۱۹۳۵ء تک لکھنؤ سے عربی ماہانہ الضیاء نکالتے رہے۔ چند برسوں کے بعد مولانا مودودی کی تحریروں سے متاثر ہو کر جماعت اسلامی میں شرکت کی' اور پھر اسی کے ہو کر رہ گئے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان چلے گئے۔ جماعت اسلامی کے مبلغ کی حیثیت سے ممالک اسلامی کا دورہ کیا۔ ۱۶ مارچ ۱۹۵۴ء کو کراچی میں وفات پائی اور قبرستان پنجابی سوداگران دہلی (کراچی) پاکستان میں مدفون ہوئے۔

۳۷۴ مولانا سید مناظر احسن گیلانی

مولانا سید مناظر احسن کے والد کا نام مولانا حافظ ابوالخیر تھا' آپ کی پیدائش

۹ر ربیع الاول ۱۳۱۰ھ؍ ۱۸۹۲ء کو نانیہال موضع استھانواں میں ہوئی۔ مولانا کے دادا مولانا سید محمد احسنؒ اپنے زمانہ کے جید عالم تھے۔ اور آبائی وطن گیلانی کے رہنے والے تھے۔ جو ضلع پٹنہ کا ایک گاؤں ہے۔ یہ گاؤں دسنہ کے قریب دو کوس کے فاصلہ پر ضلع نالندہ کے مشرقی سرحد پر واقع ہے۔ اور اب یہ نالندہ ضلع میں واقع ہے' ابتدائی کتابیں اپنے چچا ابونصر سے پڑھیں۔ ۱۳۲۴ھ؍ ۱۹۰۶ء میں ٹونک جاکر درس نظامی کی ابتدائی کتابیں مولانا برکات احمدؒ سے پڑھیں۔ ۱۳۳۰ھ؍ ۱۹۱۱ء میں دار العلوم دیوبند پہنچے۔ بخاری اور ترمذی حضرت شیخ الہندؒ سے پڑھی۔ صحیح مسلم حضرت علامہ کشمیریؒ سے پڑھی۔ اور اس وقت کے دیگر اساتذہ کسب فیض کیا' ۱۳۳۲ھ؍ ۱۹۱۳ء میں دورہ حدیث کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ فراغت کے بعد القاسم اور الرشید کی ادارت کا کام انجام دیا۔ اس کے بعد عثمانیہ یونیورسٹی میں استاذ کی حیثیت سے حیدر آباد تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کا قیام تقریباً پچیس سال تک رہا۔

مولانا سید مناظر احسنؒ صوبہ بہار کے جید علماء میں سے تھے۔ آپ کے مضامین صدق' معارف' برہان' ترجمان القرآن' دارالعلوم اور الفرقان میں بے شمار ہیں۔ اس کے علاوہ سیرت ابوذرغفاری' کائنات روحانی' الدین القیم۔ النبی الخاتم' تدوین حدیث' تدوین قرآن' اسلام کا نظام تعلیم و تربیت' ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی' سوانح اویس قرنی' ہزار سال پہلے اور سوانح قاسمی نہایت ہی اہم علمی یادگار ہیں۔

مولانا ایک صاحب طرز ادیب اور انشاء پرداز تھے۔ آپ کی مکمل سوانح حیات حیات گیلانی ہے۔

۵ر جون ۱۹۵۶ء؍ ۱۳۷۵ء میں وفات پائی۔ اور آبائی قبرستان گیلان (بہار شریف) میں مدفون ہوئے۔

۳۷۵ مولانا سید مقبول امام آبگلوی

مولانا سید مقبول امام کے والد کا نام قاضی سید مظاہر امام تھا' موضع آبگلہ گیا

کے رہنے والے تھے۔ وہیں ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے' تاریخی نام ابوالجلال بن مظاہر تھا' ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ پھر ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ابتدائی دور میں تعلیم پائی۔ آپ اپنے والد کے خلیفہ و جانشین تھے۔ اور رشد و ہدایت میں معروف رہتے تھے۔

شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ اور مقبولؔ تخلص کرتے تھے۔ مزاج میں سادگی اور بردباری تھی' طبیعت جدت پسند تھی۔ اپنے والد کی اطاعت و فرمابرداری میں زندگی بسر کی۔

۲۵ ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۳ اگست ۱۹۵۶ء میں آ.گلہ میں وفات پائی۔

۲۷۶ مولانا قاری محمد احسن نستوی دربھنگوی

مولانا قاری محمد احسن موضع نستہ ضلع دربھنگہ میں پیدا ہوئے' عربی کی تعلیم مدرسہ امدادیہ دربھنگہ اور دار العلوم دیوبند میں حاصل کی۔ اور فن تجوید و قرأت کی تکمیل کے لئے ایک عرصہ تک مولوی قاری ضیاء الدین اور مولانا قاری عبدالرحمان الہ آبادی کی خدمت میں رہے۔ تقریباً پوری زندگی تجوید ہی کی تعلیم و اشاعت میں گذری' مدرسہ امدادیہ دربھنگہ' مدرسہ خانقاہ کبیریہ سہرام' مدرسہ امدادیہ مراد آباد اور سیوہارہ ضلع بجنور میں اسی فن کے مدرس رہے۔ آخر میں جامع مسجد لہریا سرائے دربھنگہ میں امام مقرر ہوئے۔

نومبر ۱۹۵۷ء میں وفات پائی۔

۲۷۷ مولانا محمد عابد چندی پوری

مولانا محمد عابد چندی پور مالدہ سابق ضلع پورنیہ کے جید عالم و جلیل القدر بزرگ تھے' مولانا کی ولادت اکتوبر ۱۸۶۲ء میں ہوئی' ابتدائی تعلیم مولانا عبدالقادر سے حاصل کی' پھر مولنا حفیظ الدین رحمتہ اللہ علیہ کے زیر نگرانی اعلی تعلیم کی تکمیل ہوئی'

مولنا حفیظ الدین لطیفی رحمانپوری پورینوی کے مشہور خلفاء میں سے تھے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے مکہ شریف میں صحبت یافتہ تھے' اور انہیں کے حزب البحر و دلائل الخیرات وغیرہ کے مجاز بھی تھے۔ تقریباً ۷۰ سال کی عمر میں ۲۸ر ذی قعدہ ۱۳۵۸ھ ر ۱۹۳۹ء میں مدرسہ دار العلوم لطیفی کیہار قائم کیا۔

آپ آخر دم تک پورنیہ' مالدہ اور مغربی دیناجپور کے اطراف میں مشرکانہ اعمال و بدعات کے خلاف جد و جہد کرتے رہے۔ سماجی خرابیوں کو ختم کرنے کے لئے بڑی کوشش کی۔ دینی تعلیم اور اشاعت اسلام کے لئے مدرسے قائم کئے۔ ان میں دارالعلوم لطیفی کیہار اور مدرسہ نوریہ چندی پور قابل ذکر ہیں۔ مدارس اسلامیہ کے علاوہ کئی مساجد کی بنیاد رکھی' آپ کے اسلاف اپنے زمانے کے بڑے علماء اور مشائخ میں سے تھے۔ ہمایون کے زمانے میں خراساں سے ہندوستان آئے' اور چندی پور پہنچ کر قیام پذیر ہوئے۔ مدرسہ دارالعلوم لطیفی کٹھیار کے قیام کے سترہ سال بعد انتقال فرمایا' اس طرح سال وفات ۱۳۷۵ھ ر ۱۹۵۶ء قرار پاتا ہے۔ بعض مضمون کے مطابق ۲ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں وفات پائی۔ اور چندی پور ضلع مالدہ میں مدفون ہوئے۔

۳۷۸ مولانا حکیم محمد اسحاق چمپارنی

مولانا حکیم محمد اسحٰق کے والد کا نام اصغر علی تھا۔ موضع چندن بارہ ضلع مشرقی چمپارن کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم مولانا محمد اسمٰعیل چوکی کتابی چھپروی سے مدرسہ اسلامیہ ڈھاکہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا ریاض احمدؒ سے علوم دینیہ' حکمت و فلسفہ کی تعلیم بتیا میں حاصل کی۔ فراغت کے بعد ٹریننگ کر کے اسکول میں کام کرنے لگے۔ نقشبندیہ سلسلہ کے بزرگ مولانا محمد صدیق سنگدیوی عرف بھیا جی کے مرید تھے

مولانا نے علاقہ میں اصلاحی سرگرمی میں حصہ لیا۔ اور اس سلسلہ میں خوب محنت کی' آج بھی آپ کا نام عزت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ بہت سے بڑے علماء آپ کے شاگرد ہیں ـــــــــ ۱۹۶۰ء میں وفات پائی

۳۷۹ مولانا ابو نعیم محمد مبارک کریم نالندوی

مولانا ابو نعیم محمد مبارک کریم کے والد محترم کا نام عبدالکریم انصاری تھا' آپ کی ولادت بہار شریف میں ہوئی' ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ بہار شریف ضلع نالندہ میں ہوئی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے حضرت مولانا احمد حسن کانپوریؒ کی خدمت میں پہنچے۔ اور تعلیم کی تکمیل کی۔

فراغت کے بعد مدرسہ عالیہ ڈھاکہ اور مدرسہ عالیہ کلکتہ میں مدرس رہے۔ پھر سپرنٹنڈنٹ اسلامک اسٹڈیز بہار و اڑیسہ مقرر ہوئے۔

مولاناؒ ایک جید عالم تھے۔ آپ کے زمانہ میں مدرسہ بورڈ نے تعلیمی معیار کا اچھا نمونہ پیش کیا۔

آج کے درجہ فوقانیہ کو پہلے ملا کہا جاتا تھا۔ ملا کا لفظ اپنے زمانہ میں جس مفہوم میں مستعمل تھا۔ اہل علم سے مخفی نہیں۔ لیکن بعد میں اس کی حیثیت باقی نہ رہی۔ اور یہ لفظ اہانت کے طور پر استعمال ہونے لگا' ایک مجلس میں مولانا مبارک نے اس کی تبدیلی کی تجویز رکھی' اور متبادل نام فوقانیہ پیش کیا۔ جو آج بھی مقبول ہے۔

مولانا مبارک کریم کی وفات ۷۹ ۱۳ھ/۱۹۶۰ء میں ہوئی۔ گنگن دیوان قبرستان میں مزار ہے۔

۳۸۰ مولانا محمد حسن پٹنوی

پٹنہ ضلع میں دانا پور اسٹیشن سے متصل دکھن جانب کی آبادی کھگول کہلاتی ہے' عرصہ دراز سے وہ مسلم شرفاء کا گہوارہ ہے۔ یہاں ایک اہل حدیث خاندان کئی پشتوں سے آباد تھا۔ جو اپنی مذہبی اور علمی خصوصیات کی وجہ سے دور دور مشہور تھا۔ مولانا محمد حسن کا تعلق اس خاندان سے تھا۔ آپ کے والد کا نام حافظ پیر محمد تھا۔ آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ اعلیٰ عربی تعلیم مدرسہ احمدیہ آرہ میں حاصل کی' وہاں مولانا محمد ابراہیمؒ اور دیگر اساتذہ کے علاوہ ہندوستان کے مشہور معروف محدث مولانا

حافظ عبداللہ غازی پوریؒ کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا' درسیات کی تکمیل کے بعد لکھنؤ تشریف لے گئے' اور طب کی تعلیم مکمل کی' مولانا محمد حسنؒ حکیم کے ساتھ ایک مستند جید عالم تھے۔ قرآن' حدیث' فقہ و عربی ادب پر آپ کی بڑی اچھی نظر تھی۔ تعلیم و تدریس سے اچھا شغف تھا۔ آپ کا مطب مذہبی معلومات اور علم و ادب کا سر چشمہ تھا۔ فارسی' عربی' تفسیر' حدیث اور طب پڑھنے والے طلبہ برابر آپ کے درس میں رہتے تھے۔

۱۱جنوری ۱۹۶۱ء میں وفات پائی اور گھگول کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

۳۸۱ مولانا حکیم محمد یحی سہسرامی

مولانا حکیم محمد یحی سہسرامی کے والد شیخ کرامت علی سہسرام کے ممتاز و مشہور کپڑا کے تاجر تھے۔ مولانا محمد یحیؒ نے تعلیم مدرسہ سبحانیہ الہ آباد میں مولانا عبدالکافیؒ سے حاصل کی' فراغت کے بعد لکھنؤ گئے۔ اور فن طب کی تکمیل کی۔ کچھ دنوں تک ریاست کڑا ضلع گیا سے وابستہ رہے۔ آخری عمر میں سہسرام میں طبابت کرتے تھے۔ آپ کا مطب آپ کے مکان محلہ منڈی کشور خاں سہسرام میں تھا۔ بڑے متدین آدمی تھے۔ سہسرام عیدگاہ کے خطیب و امام بھی تھے۔

تقریباً ۱۹۶۳ء میں وفات پائی۔

۳۸۲ مولانا محمد یونس ناڑوی دربھنگوی

مولانا محمد یونس کے والد کا نام مولوی رحمت اللہ تھا' آپ کا وطن ناڑی ضلع دربھنگہ تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد مدرسہ جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد سے فراغت حاصل کی۔ مدرسہ انیس الغرباء بہیرہ ضلع دربھنگہ کی تعمیر و ترقی میں ایک مدت گذار دی' پھر مدرسہ رحمانیہ سوپول دربھنگہ میں ۱۹۵۹ء میں بحیثیت استاذ تشریف لے گئے۔

وعظ و تبلیغ میں کمال حاصل تھا۔ نہایت شستہ اور موثر تقریر کرتے تھے۔

مدرسہ سوپول میں ہی چار سال تعلیمی و تبلیغی خدمت انجام دے کر تقریباً ۴۳-۱۹۴۲ء میں وفات پائی۔

۳۸۳ مولانا محمد ایوب شکروی

مولانا محمد ایوب کے والد کا نام محمد خلیل تھا۔ آپ کے اجداد کراہ الہ آباد سے عذر ۱۸۵۷ء کے بعد منتقل ہو کر شکری ضلع مدھوبنی میں آباد ہو گئے تھے۔ آپ کے والد علاقہ کے مشہور زمینداروں میں سے ایک تھے' اور اطراف میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ مولانا محمد ایوب کی ولادت ۱۸۹۵ء میں شکری میں ہوئی۔ شکری راجہ شکر دیو سنگھ کا دار الخلافہ تھا۔ آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ میں ہوئی' آپ کے استاذ میں مولانا عبدالوہاب بلاسپوریؒ شامل تھے۔ کچھ دنوں تک آپ نے مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں تعلیم حاصل کی' جہاں آپ نے مولانا مقبول احمد خانؒ اور مولانا عبدالحمیدؒ سے اکتساب فیض کیا' کچھ دنوں کے لئے آپ بریلی شریف تشریف لے گئے' اور وہاں بھی تعلیم حاصل کی' آخر میں آپ نے دارالعلوم دیوبند میں اپنی علمی پیاس کو بجھایا۔ اور ۱۹۲۰ء میں فراغت حاصل کی' دیوبند میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور اس وقت کے مشاہیر علماء سے تعلیم حاصل کی۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب سابق مہتمم دار العلوم دیوبند آپ کے ساتھیوں میں سے تھے۔

دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ اپنے آبائی گاؤں شکری میں واقع مدرسہ قدرتیہ میں درس و تدریس کے فرائض انجام دینے لگے' کچھ دنوں بعد آپ مدرسہ فرقانیہ بکھیلا گھاٹ منتقل ہوگئے۔ اور وہاں تدریسی خدمت شروع کی' تقریباً پانچ سال تک وہاں درس و تدریس کی خدمت انجام دے کر طلبہ کی تربیت کی' پھر آپ نے محسوس کیا کہ ایک مدرسہ تک اپنے آپ کو محدود رکھنا مناسب نہیں۔ اس فیصلہ کے بعد آپ مدرسہ چھوڑ کر اصلاح کا کام کرنے لگے۔ آپ کی اصلاحی تحریک کی وجہ سے شکری واطراف میں جہالت کو دور کرنے میں بڑی مدد ملی' اور ایک بڑی تعداد

تعلیم کی طرف مائل ہوئی، اس کے نتیجہ میں ایک نسل تعلیم سے فیضیاب ہو سکی، اللہ نے آپ کو ظریف الطبع بنایا تھا۔ اپنی باتوں سے لوگوں کو مسحور کر دیتے تھے۔ باتوں سے باتیں پیدا کرنا آپ کی انفرادیت تھی۔ مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ اور کثرت سے مطالعہ کرتے تھے۔ مرتے دم تک یہ شوق باقی رہا، آپ کی آنکھ نے ہمیشہ ساتھ دیا، اور بینائی آخر تک باقی رہی۔ آپ نے اپنے پیچھے بے انتہا شاگردوں کو چھوڑا، ان میں مولانا عبدالقدوس مدرس مدرسہ اسلامیہ امانیہ لوام، حکیم نور شکروی، مولانا زین العابدین وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آپ کو شاعری کا بھی ذوق تھا۔ اور عالؔی تخلص کرتے تھے، زیادہ تر نعتیہ اشعار کہتے تھے۔ آپ کے گاؤں میں شعر و شاعری کا اچھا ماحول تھا۔ آپ کے ہم عصر شعراء میں حاجی مدنی نوری، محمد صوفی قادری، حافظ محمد محمود، مولانا عبدالرحمان، مولوی حامد حسین جوش، عبدالعلام ہوش قابل ذکر ہیں۔ اکثر مشاعرہ ہوتا، اطراف و جوانب کے لوگ بڑی تعداد میں شرکت کرتے۔ ان ہی بزرگوں کے طفیل موجودہ نسل میں اب تک ادب و شاعری کا ذوق پایا جاتا ہے۔

آپ نے سیرت کے موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی جو طبع نہ ہو سکی۔ اور اب مسودہ بھی ضائع ہو چکا ہے۔

۱۹۶۵ء میں شکری میں وفات پائی۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔

۳۸۴ مولانا محمد شرف الدین رتھوسوی مدھوبنی

مولانا شرف الدین بن محمد امیرالدین موضع رتھوس پوسٹ کمتول ضلع مدھوبنی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ اعلی تعلیم کے لئے دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے، اور حضرت شیخ الہندؒ اور اس زمانہ کے مشہور علماء سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۳۲ھ ر ۱۹۱۴ء میں فراغت حاصل کی، فراغت کے بعد علاقہ میں تدریسی و اصلاحی خدمت انجام دی۔ ۱۹۳۴ء میں مدرسہ محمود العلوم دملا کے قیام میں بانی کی

حیثیت سے حصہ لیا' اور اس کے ناظم مقرر ہوئے۔ اور اسی میں تدریسی خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ سے علاقہ کے اکثر علماء نے اکتساب علم و فضل کیا۔

مولانا اپنے زمانہ کے جید عالم اور بزرگ تھے۔ آپ کا علمی فیضان جاری ہوا۔ آپ کے مدرسہ نے کافی ترقی کی' جوق در جوق طلبہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آنے لگے۔ اس مدرسہ سے علاقہ کے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا۔ آج بھی مدرسہ جاری ہے اور مولانا محمد ابرار قاسمی اس کے مہتمم ہیں۔ مولانا محمد شرف الدین' مولانا محمد ازہر بانی مہتمم مدرسہ حسینیہ حسین آباد کڈرو' رانچی کے والد محترم تھے۔

مولانا کا وصال تقریباً ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء میں ہوا۔ رتھوس کے قبرستان میں سیلاب کا پانی بھرا ہوا تھا' اس لئے موضع شیول کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ اور یہی آپ کی خواہش بھی تھی۔

۳۸۵ مولانا محمد اسمٰعیل آواپوری

مولانا محمد اسمٰعیل کے والد کا نام شیخ بلٹ تھا' آپ کی پیدائش آواپور ضلع سیتا مڑہی میں ۱۲۹۴ھ ۱۸۷۷ء ہوئی۔۔ ابتدائی تعلیم آواپور میں حاصل کی۔۔۔ حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتی رحؒ کے ہم عصر تھے' دونوں ساتھ ساتھ آواپور تا دیوبند علمی انہماک میں مشغول رہے' اور ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۷ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد وطن ہی میں بچوں کی دینی تعلیم و تربیت میں مشغول رہے' اور ساتھ ہی اپنے گھر کے کاروبار اور کھیتی گرہستی سنبھالتے رہے' آپ کے اندر عالمانہ شان وشوکت ' زہد و عبادت اور عارفانہ طرز زندگی تھی 'کبر و نخوت کا کوئی شائبہ تک نہ تھا' آپ کے صاحبزادہ مولوی انیس الرحمن مدرسہ حنفیہ آرہ کے طالب علم تھے' ان کی ملاقات کے لئے آرہ پہنچے' اور وہیں بیمار ہوگئے' اور وہیں ۱۳۸۵ھ ۱۹۴۰ء وفات پائی اور آرہ ہی میں مدفون ہوئے۔

۳۸۶ مولانا محمد غنی سمریاوی بھاگلپوری

مولانا محمد غنی کے والد کا نام شیخ اصغر علی تھا۔ موضع سمریا ضلع بھاگلپور میں ٦ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۲۱ جون ۱۸۹۳ء بوقت سحر پیدائش ہوئی' ابتدائی تعلیم مولوی محمد اکرام صاحب سے حاصل کی۔ جب حضرت شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ مدرسہ نعمانیہ پورینی میں تشریف لائے' اور اطراف و جوانب میں خبر پھیلی تو مولانا کے والد نے انہیں بھی مدرسہ نعمانیہ میں تعلیم کے لئے بھیجا' اسی زمانہ میں مولانا دیانت احمدؒ بھی چکدریا سے پورینی پہنچے۔ دونوں نے حضرت شیخ الادبؒ سے تعلیم شروع کی' وہاں سات سال تک رہے' پھر حضرت شیخ الادب مدرسہ افضل المدارس شاہجہاں پور تشریف لے گئے' تو یہ دونوں بھی ساتھ گئے۔ جب حضرت شیخ الادب دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے' تو اپنے تمام شاگردوں کو دارالعلوم دیوبند لے گئے۔ ان میں مولانا بھی تھے۔ ۱۳۲۸ء سے ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۵ء تک دار العلوم دیوبند میں رہ کر حضرت شیخ الہندؒ، حضرت علامہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ' علامہ شبیراحمد عثمانیؒ' مفتی عزیز الرحمان، میاں صاحب سید اصغر حسین محدثؒ وغیرہ علماء سے تحصیل علم کیا۔

اکابر کے مشورہ کے مطابق موضع سمریا میں حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ کے نام پر مدرسہ محمودیہ کا قیام عمل میں آیا۔ اس میں مولانا بھی شریک رہے۔ اس مدرسہ کی تعمیر و ترقی میں مولانا محمد غنی' مولانا محمد عبدالحمید' اور مولانا حافظ دیانت احمد نے خوب حصہ لیا' اور مدرسہ کو بام عروج پر پہنچایا' اور تاحیات تینوں حضرات مدرسہ میں ساتھ رہے۔

مولانا سے بڑے بڑے علماء نے فیض حاصل کیا' علاقہ کے اکثر علماء آپ کے شاگرد ہیں۔ مولانا ایک جید عالم تھے۔ ادبی صلاحیت بہت اچھی تھی' عربی ادب کے ایک مسلم استاذ تھے' تعلیم و تربیت سے خوب دلچسپی تھی۔ نہایت ہی خوشخط تھے۔ قرآن کریم کا ایک قلمی نسخہ یادگار ہے۔

آپ کی وفات ٦ اکتوبر ۱۹۲۶ء بروز پنجشنبہ ساڑھے دس بجے دن میں ہوئی۔ اور سمریا کے آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۳۸۷ مولانا محمد سلیمان آسی گاڑھوی

مولانا محمد سلیمان کے والد کا نام محمد سراج الدین بن شیخ محمد یوسف مرحوم تھا' آپ کی ولادت ۱۹۰۰ء میں موضع گاڑھا ضلع سیتا مڑھی میں ہوئی' ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ سے حاصل کی' اور مدرسہ اشرف العلوم کنہواں تشریف لے گئے' یہاں سے مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ گئے' اور دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد پوپری بازار میں روئی کی دوکان کی' اور جمیعۃ علماء اور کانگریس کے سرگرم کارکن رہے۔ شعرو شاعری کا ذوق رکھتے تھے اور آسیؔ تخلص کرتے تھے،مولانا کا روحانی تعلق حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ سے تھا'

۲۷رذی الحجہ ۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۴ر اپریل ۱۹۶۶ء میں آپ کی وفات ہوئی' اور حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ کے مزار مقدس کے جانب مشرق متصل ہی مدفون ہوئے۔

مولانا منیرالدین سیتا مڑھوی

۳۸۸

مولانا منیرالدین کے والد کا نام شیخ فاضل تھا' آپ کی پیدائش اندروا ضلع سیتا مڑھی میں ہوئی' آپ فارسی کے مشہور معروف استاد تھے' حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ کے شاگرد مولانا معین الدین پٹھریاوی مصنف معین اللغات سے کافی استفادہ کیا' فارسی میں خوب مہارت حاصل کی۔ اور مایہ ناز استاد کے مایہ ناز شاگرد ہوئے' آپ ذی قعدہ ۱۳۶۹ھ-۱۹۵۱ء سے ۱۳۸۸ھ-۱۹۶۸ء تک مدرسہ اشرف العلوم کنہواں میں مدرس رہے' اور خوب علمی فیض پہنچایا' آپ حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ سے بڑی

عقیدت رکھتے تھے ' اور آپ کی شان میں کوئی بے ادبی آپ سے برداشت نہیں ہوتی تھی '

مدرسہ اشرف العلوم کنہواں میں درس و تدریس سے منسلک ہونے کی وجہ سے اس زمانہ کے بہت سے علماء نے آپ سے علمی استفادہ کیا۔

آپ کی وفات ۱۳۸۸ھ۔ ۱۹۶۸ء میں ہوئی اور اندروا قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۳۸۹ مولانا محمد سعید چندر سین پوری

مولانا محمد سعید اپنے آبائی گاؤں چندر سین پور' رہیکا ضلع مدھوبنی کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام شیخ تصور علی تھا۔ ابتدائی تعلیم گاؤں میں مولوی محمد حبیب اور مولوی محمد خلیل سے حاصل کی۔ پھر اپنے بھائی مولانا عبدالحفیظ فاضل دارالعلوم دیوبند کے زیر سایہ مدرسہ محمود العلوم دملہ میں فارسی کی تکمیل کی' اور وہیں ابتدائی عربی مولانا محمد ادریس دہلوی' مولانا شرف الدین رتھوسوی اور مولانا قاری محمد زکریا سہارنپوری سے پڑھی۔ اس کے بعد کچھ دنوں اپنے بھائی مولانا عبدالحفیظ کے ساتھ مدرسہ بشارت العلوم کھرایاں پتھرا ضلع دربھنگہ میں رہے۔ یہاں سے مدرسہ امدادیہ دربھنگہ گئے' اور مولانا عبدالوہاب' مولانا عبدالودود' مولانا مفتی عبدالحفیظ' مولانا عبدالرحیم مولانا زکریا' مولانا عبدالواحد' مولانا محمد طیب اور مولانا محمد مرتضیٰ حسن چاند پوری سے مشکوۃ تک تعلیم حاصل کی' آخر میں دار العلوم دیوبند میں دو تین سال رہ کر حضرت مولانا عبدالسمیع رحمتہ اللہ علیہ' مولانا اعزاز علیؒ' علامہ ابراہیم بلیاویؒ اور شیخ الاسلام مولانا حسین احمدمدنیؒ سے تعلیم کی تکمیل کی' اور ۵۸-۱۳۵۷ھ ر ۱۹۳۹ء میں فراغت حاصل کی' مدرسہ بشارت العلوم کھرایاں پتھرا ضلع دربھنگہ میں اپنے برادر بزرگ مولانا عبدالحفیظؒ کے وصال کے بعد مدرسہ کے اہتمام کی ذمہ داری سنبھالی' اور ساتھ ہی درس و تدریس کی خدمت انجام دینے لگے۔ اہتمام اور درس و تدریس کی خدمت بلامعاوضہ

دیتے رہے۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ افتاء کی ذمہ داری بھی آپ ہی پر تھی' اصول و فروع پر گہری نظر تھی۔ آپ کے استاذ حضرت مولانا مفتی عبدالحفیظ استاذ مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ جب کبھی مولانا کے پاس تشریف لاتے' تو ان سے علمی مباحث پر تبادلہ خیال کرتے' اور ان کی رائے کو سراہتے' حضرت مولانا محمد عثمانؒ سابق مہتمم مدرسہ رحمانیہ سوپول بھی آپ کی علمی قابلیت کے معترف تھے۔

مولانا کے شاگردوں کی کثیر تعداد ہے جو اندرون اور بیرون ملک مذہب و ملت کی خدمت میں مصروف ہے' ان میں قاضی شریعت حضرت مولانا محمد عتیق الرحمان قاسمی حسینی چندرسین پوری' حضرت مولانا محمد ازہر قاسمی حسینی مہتمم مدرسہ حسینیہ رانچی' حضرت مولانا زبیر احمد قاسمی چندرسین پوری صدر المدرسین مدرسہ اشرف العلوم کنہواں' حضرت مولانا عبدالحمید نیپالی صدر المدرسین مدرسہ نور الاسلام بلکوا بازار نیپال' حضرت مولانا جمیل احمد قاسمی مبعوث نائجیریا' مولانا عبدا لطاہر قاسمی استاذ جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر قابل ذکر ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی سے بیعت تھے' مولانا ایک جید عالم اور اچھے استاذ تھے۔ درس و تدریس میں خوب مہارت رکھتے تھے۔ جید اور قابل علماء پیدا کئے۔

مورخہ ۲۷ صفر بروز دوشنبہ ۱۳۹۰ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۷۰ء کو طویل علالت کے بعد مدرسہ ہی میں بعد نماز عصر وفات پائی' اور ان کی خواہش کے مطابق بھائی و استاذ کی قبر کے پاس دفن کرنے کے لئے انہیں چندرسین پور لے جایا گیا۔ اور وہیں اپنے بھائی مولانا عبدالحفیظ کی قبر کے پاس مدفون ہوئے۔

۳۹۰ مولانا حکیم محمد ظہیر گیاوی

مولانا سید محمد ظہیر گیاوی کے والد کا نام مولانا سید اصغر حسین تھا' آپ موضع رجہت ضلع گیا کے رہنے والے تھے۔ سال ولادت محرم ۱۳۰۶ھ ر ۱۸۸۸ء ہے' ابتدائی

تعلیم اپنے والد مولانا اصغر حسینؒ سے حاصل کی، پھر مدرسہ احمدیہ آرہ میں داخل ہوئے، بڑے بھائی مولانا شریف حسینؒ کے اچانک انتقال کر جانے کی وجہ سے گیا واپس آگئے۔ یہاں مولانا عبدالغفار، مولانا ضمیرالدین اور مولانا عبدالوہاب منطقی سے تعلیم حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کے لئے دہلی گئے، اور حضرت مولانا عبداللہ غازی پوریؒ سے فیض حاصل کیا۔ درسیات کی تکمیل کے بعد راج شاہی بنگال میں ملازمت کر لی۔ طب کی تعلیم کا خیال ہوا تو لکھنؤ جا کر طب کی تعلیم مکمل کی۔ پھر مدرسہ ریاض العلوم دہلی کے طلب پر وہاں گئے، اور مولانا عبداللہ غازیپوریؒ کے جانشیں ہوئے، پھر وطن واپس ہوئے اور طبابت شروع کر دی۔ علاج و معالجہ کے ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا، ایک کتاب عربی میں غیر مطبوعہ ہے، اور ایک کتاب دستور العلاج فارسی میں منظوم ہے۔ یہ بھی غیر مطبوعہ ہے۔

۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء میں وفات ہوئی۔

۳۹۱ مولانا حکیم محمد جمال اللہ ٹھنگولوی

مولانا حکیم جمال اللہ کا نام حاتم علی بیگ بن صفدر علی بن خیرات علی بن امان علی بن شاہ عبدالحی حسینی بن رضا بیگ تھا، آپ کی ولادت ۲۹ ذی الحجہ یوم دو شنبہ ۱۳۰۷ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۸۱۸ء میں اپنے وطن موضع ٹھنگول نزد نانپور ضلع سیتامڑھی میں ہوئی۔

مولانا حکیم جمال اللہ کی ابتدائی تعلیم اردو فارسی والد ماجد سے، اور گلستاں بوستاں ماموں جان سے اور مثنوی وغیرہ مولانا اظہر حسین ریوڑھاوی سے ہوئی۔ پھر حضرت مولانا محمد علی مونگیری کی صحبت میں پہنچے، اور آپ کے خانقاہ میں رہے، اور

سترہ برس مرشد کی خدمت میں رہ کر علم ظاہری و باطنی میں مشغول رہے، متوسطات کی تعلیم مولانا محمد تجمل حسین اور بعض عربی کی کتابیں اور حکمت کی کتابیں حکیم مولانا نذیر احمد اور حکیم مولانا یعقوب سے پڑھیں ' پیرو مرشد کے وصال کے بعد وطن تشریف لائے ۔ حضرت مونگیری کے وصال کے بعد اپنا تعلق حضرت مولانا محمد عارف ہرسنگھ پوریؒ سے قائم کیا ' اور بقیہ سلوک کی تحصیل کے بعد اجازت و خلافت حاصل کی '

مولانا حکیم جمال اللہ اپنے وقت کے ایک اہم بزرگ تھے ' نہایت ہی صابر و شاکر تھے ' آپ سے علاقہ کے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا۔ تعلیم و تربیت سے بھی دلچسپی تھی ' بچوں کو دینی تعلیم دینا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔

آپ کی وفات ۳۰ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ مطابق ۳ر نومبر ۱۹۷۱ء یوم چہار شنبہ کی شب میں بوقت ایک بجے ہوئی ' اور ٹھنگول قبرستان میں دفن کئے گئے

۳۹۲ مولانا حکیم محمد نعمان دربھنگوی

مولانا حکیم محمد نعمان کے والد کا نام مولوی عبدالرحمان تھا' موضع محمد پور ضلع دربھنگہ کے رہنے والے تھے' آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ امدادیہ میں حاصل کی' اور درسیات کی تکمیل مدرسہ امینیہ دہلی میں کی' درسیات سے فراغت کے بعد طلب علم کے لئے طبی کالج دہلی میں داخل ہوئے۔ اور ۱۹۳۸ء میں طب کی تکمیل کے بعد وطن واپس آئے' اور واپسی کے بعد کنکی بازار دربھنگہ میں مطب کیا۔ بڑے کامیاب طبیب تھے' قومی و ملی کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ دربھنگہ کی سیاست میں کافی دخیل تھے۔ کانگریس پارٹی کے سرگرم رکن تھے۔ حکیم صاحب کے پاس طبی و درسی کتابوں کا بڑا اچھا ذخیرہ تھا' نادر و نایاب کتابیں آپ کے کتب خانہ میں تھیں' آپ کے انتقال

کے بعد کچھ کتابیں مدرسہ امدادیہ دربھنگہ کے کتب خانہ میں دیدی گئیں' اور کچھ کا پتہ نہیں چل سکا۔

۲۹ اگست ۱۹۷۲ء میں وفات پائی۔

۳۹۳ مولانا محی الدین تمنا پھلواری

مولانا محی الدین تمنا کے والد کا نام مولانا شاہ محمد نذیر الحقؒ تھا' ولادت ۲ شوال المکرم ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۸ء کو پھلواری شریف میں ہوئی' کتب درسیہ اپنے والد سے پڑھی۔ ابتدا میں درس و تدریس کا مشغلہ رہا' پھر تصنیفات کی جانب متوجہ ہوئے۔ حکومت حیدر آباد نے وظیفہ مقرر کر دیا۔ مگر ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۷ء سے حیدر آباد کی تباہی کے بعد یہ وظیفہ موقوف ہوگیا۔ پھر ڈھاکہ منتقل ہوگئے' پھلواری سے وطن ترک کر دیا' نہایت بالغ الاستعداد اور کثیرالمطومات تھے۔ شاعری کا ذوق بچپن ہی سے تھا' فن عروض بہت محنت سے اپنے والد سے سیکھا تھا۔ اس فن میں بہت اچھی مہارت تھی' آپ کا کلام فارسی اور اردو دونوں ہی زبانوں میں بہت پختہ اور مقبول ہے۔

شاعری میں آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت ہے' ۲۰ شوال ۹۲ ۱۳ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۷۲ء بروز پیر بوقت شب ۹ بج کر ۵۵ منٹ پر آپ کی وفات ہوئی' اور گلشن اقبال کراچی میں مدفون ہوئے۔

مولانا محمد الٰہی بخش انصاری سیتامڑھوی

مولانا محمد الٰہی بخش انصاری کے والد کا نام جان محمد انصاری تھا۔ جو موضع بندھی (چکنی بندھی) سرسنڈ ضلع سیتامڑھی کے رہنے والے تھے' چکنی بندھی یہ الگ الگ دو بستی نیپال و ہندوستان کے بارڈر پر بالکل قریب قریب آباد ہے' بیچ میں صرف ایک دریا حائل ہے جس پر پل بن گیا ہے۔ جو دونوں کو ایک دوسرے سے ملا دیتا ہے'

اسی گاؤں میں آپ کی ولادت ۱۹۰۲ء میں ہوئی' اسی علاقہ میں تعلیم کا کچھ بھی رواج نہیں تھا' نہ ہی دینی تعلیم کا کوئی انتظام تھا اور نہ دنیاوی تعلیم سے کوئی دلچسپی۔ حضرت مولانا عبد العزیز بسنتیؒ کو جب اس علاقہ کی دینی ابتری کا علم ہوا تو بڑا ہی دکھ ہوا' اور دل تڑپ اٹھا' اور اس سلسلہ میں غور و خوض شروع کیا' چنانچہ آپ نے الٰہی بخش کو مدرسہ اشرف العلوم کنہواں تعلیم کے لئے کھینچا' اور پھر ان پر ایسی محنت کی کہ ان کے ذریعہ آج ہر طرف علم کی روشنی نظر آتی ہے' دینی اور دنیاوی دونوں طرح کے اہل علم کی ایک کثیر تعداد ہے۔

مولانا الٰہی بخشؒ نے ابتداء سے انتہا تک مدرسہ اشرف العلوم کنہواں میں ہی میں تعلیم حاصل کی' نقل کیا جاتا ہے کہ مدرسہ اشرف العلوم میں صرف ایک سال بخاری شریف کی تعلیم ہوئی تھی۔ اور اس درجہ میں صرف دو طالب علم تھے' ان میں سے ایک مولانا الٰہی بخش تھے۔ پھر اس کے بعد انتہائی تعلیم کا کوئی نظم نہ رہا۔ چنانچہ مولانا الٰہی بخش انصاری اس علاقہ کے پہلے عالم تھے۔

آپ نے فراغت کے بعد حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ کے حکم و ایماء پر مدرسہ اشرف العلوم میں ملازمت اختیار کی' پھر درس و تدریس کے سلسلہ میں کئی سال تک بلاسپور ضلع پورنیہ میں رہے' اس کے بعد سرکاری پرائمری اسکول ڈھینگ برگنیاں میں آگئے' اور سرکاری ملازمت اختیار کرلی' یہاں سے تبادلہ ہوگیا تو پرائمری اسکول بھورہا' سیتامڑھی آگئے۔ پھر ہرپور تھانہ بیلسنڈ آپ کا تبادلہ ہوگیا' تو آپ نے استعفادیدیا اور وطن تشریف لے آئے' اور خلق خدا کی رہنمائی میں مشغول ہوگئے۔

آپ حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ سے بیعت ہوئے' آپ اجازت و خلافت

سے نوازے گئے، آپ کے پاس دور دور سے اہل حاجات آتے تھے، کہا جاتا ہے کہ ہمیشہ آپ کی خدمت میں ایک مجمع لگا رہتا تھا، اور آپ بڑی ہی دل سوزی و محنت کے ساتھ دینی فضا اور ماحول بنانے میں اپنے آپ کو مشغول رکھے ہوئے تھے۔

آپ کی وفات ۱۹۷۲ء میں ہوئی

۳۹۵ مولانا محمد نور الہدیٰ نور اصلاحی در بھنگوی

محمد نور الہدیٰ نام، نور تخلص، تاریخی نام مظفر علی ہے، جس سے سال ولادت ۱۳۳۰ھ نکلتا ہے، اس طرح سنہ عیسوی ۱۹۱۱ء ہوتا ہے۔ آپ کے والد کا نام محمد قمرالدین قمر اعظمی ثم در بھنگوی تھا۔ مولد و آبائی وطن حمئی پور ضلع اعظم گڑھ ہے۔ ان کے دادا شیخ منصب علی مرحوم بن شیخ اشرف علی حمئی پور کے ممتاز لوگوں میں تھے، حضرت مولانا کے نانا حکیم شیخ محمد احسن بی اے (علیگ) جونپور کے رہنے والے اور حضرت مولانا شبلی نعمانی کے ارشد تلامذہ میں تھے۔

حضرت مولانا نور الہدیٰ نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن حمئی پور ہی میں حاصل کی۔ مولوی محمد یوسف مرحوم سے اردو فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ ۱۹۱۹ء میں ان کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا، ان کے والد حضرت مولانا قمرالدین انہیں در بھنگہ لے آئے۔ دارالعلوم مشرقیہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ در بھنگہ میں داخل ہوئے۔ جناب حافظ عبدالحمید مرحوم ساکن قلعہ گھاٹ سے حفظ قرآن کی ابتداء فرمائی، لیکن ان کی طویل علالت کے سبب انہیں مدرسہ کی ملازمت سے دست بردار ہونا پڑا۔ ان کی جگہ قاری محمد ابراہیم مرحوم سابق خطیب جامع مسجد باقرگنج لہریا سرائے در بھنگہ نے پر کی، مولانا نے ان سے حفظ کا سلسلہ جاری رکھا، جو وطن جاکر تکمیل کو پہنچا۔ پھر در بھنگہ تشریف لائے۔ دوبارہ مدرسہ حمیدیہ میں داخل ہوئے۔ حضرت مولانا محمد اسحاق خان جالویؒ سے فصول الصیغہ اور آمدنامہ پڑھا۔ انہوں نے وہیں کچھ اسباق حضرت مولانا طٰہٰ الٰہی فکریؒ سے بھی پڑھے تھے، جو ان دنوں مدرسہ میں تھے۔ ۱۹۲۶ء میں مدرستہ الاصلاح سرائے میر

ضلع اعظم گڑھ بھیج دیئے گئے' پھر دینی مدرسہ اٹالہ مسجد جونپور کے استاذ حضرت مولانا دین محمد مرحوم کے حوالہ کئے گئے' جو حضرت مولانا قمر کے جلیس و ہم سبق بھی تھے۔ بعض ابتدائی اور متوسط کتابیں حضرت نور نے انہیں سے پڑھیں' پھر مدرسہ مصباح العلوم چوک الہ آباد میں داخل کئے گئے' جہاں الہ آباد یونیورسٹی کا نصاب جاری تھا' وہاں حضرت مولانا محمد شریف شاگرد رشید حضرت مولانا برکات احمد بہاری ثم ٹونکیؒ سے درس لیتے رہے۔ اور وہیں سے مولوی کے امتحان میں بھی شریک ہوئے۔ ۱۹۲۸ء میں دربھنگہ بلائے گئے' حضرت مولانا عبدالحمیدؒ اور حضرت مولانا مقبول احمد خاںؒ سے معقولات کی بعض اہم کتابیں پڑھیں' ۱۹۲۹ء میں مدرسۃ الاصلاح سرائے میر بھیج دئے گئے۔ وہیں سے ۱۹۳۳ء میں فراغت حاصل کی۔ وہاں ان کے ممتاز اساتذہ میں حضرت مولانا اختر احسن اصلاحیؒ' مولانا محمد شبلی ندوی متکلم' مولانا امین احسن اصلاحی' مولانا سعید احمد ندوی اور مولانا عبدالصمد ندوی کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔ انہیں بزرگان کرام کے فیوض و برکات نے انہیں صحیح معنوں میں اصلاحی بنادیا۔

فراغت کے بعد اپنے اساتذہ کے ایماء پر انہوں نے ۱۹۳۴ء میں مدرسہ الاصلاح کی ملازمت قبول کرلی' اور ۱۹۴۸ء تک وہیں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۹۴۸ء ہی میں حضرت مولانا نور اصلاحی دربھنگہ تشریف لے آئے' اور جامع مسجد کنکی ازار دربھنگہ سے متعلق ہوئے۔ تقریباً سترہ سال مسجد کے خطیب اور امام رہے' سخت علالت کے سبب تقریباً ۱۹۶۸ء میں اپنے فرائض سے سبکدوش ہو کر اپنے مکان محلہ اردو بازار دربھنگہ میں رہنے لگے۔

حضرت نور اصلاحی اپنے تبحر علمی کی وجہ سے امتیازی حیثیتوں کے حامل تھے۔ عالم باعمل ہونے کے ساتھ بلندپایہ خطیب بھی تھے۔ خطابت میں اپنے والد کی سی شان پائی تھی۔

ابتدا ہی سے نور اصلاحی کا ادبی مذاق بہت ستھرا رہا۔ شعر و سخن سے طبعی مناسبت تھی' نور تخلص کرتے تھے۔

۳ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ ر ۲۷ جولائی ۱۹۷۲ء میں انتقال فرمایا' شاہی جامع مسجد قلعہ گھاٹ دربھنگہ کے شمال میں دفن ہوئے۔

مولانا محمد حبیب اللہ مظفرپوری

مولانا محمد حبیب اللہ بن شیخ عنایت حسین کی ولادت ۱۹۰۷ء میں آبائی گاؤں موضع بسنت ضلع مظفرپور میں ہوئی ' ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں ہوئی ' اور جب دس سال کے ہوئے تو حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ اپنے ساتھ رکھنے لگے ' پوپری بازار میں کچھ دنوں زیر تعلیم رہے ' اور جب حضرت بسنتی ۱۳۴۱ھ میں مدرسہ اشرف العلوم کنہواں تشریف لے گئے' تو آپ بھی ہمراہ گئے' اور تعلیم و تعلم میں مشغول رہے ' اور پھر مدرسہ امدادیہ لہریاسرائے دربھنگہ سے فارغ التحصیل ہوکر واپس آئے ' تو حضرت بسنتیؒ کی خدمت میں رہ پڑے ' اور حضرت بسنتیؒ کی زندگی بھر زیر سایہ رہ کر تمام زمین و جائداد اور معاملات کے نگراں اور خادم کی حیثیت سے رہے اور پھر اپنے وطن چلے گئے'

مولانا حضرت بسنتی سے بیعت ہوئے اور تعلیم کی اجازت بھی ہوئی' مرشد کے انتقال کے بعد چند برسوں تک کسی سے تعلق نہ رکھا' اور پھر حضرت حاجی منظور احمد مصر اولیاء سے تعلق استوار فرماکر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مقامات واحسان کی تحصیل میں منہمک ہوئے ' اور اس سلسلہ کی اجازت وخلافت سے نوازے گئے۔ آپ اپنے مرشد کے ساتھ زیادہ رہے '

مولانا حضرت بسنتی کے پروردہ تھے' اس لئے آپ صاحب فیض واقع ہوئے ' آپ سے علاقہ کے لوگوں کو فائدہ پہنچا ' اگر کوئی تعویذ لینے آتا' تو حضرت حاجی صاحب اس کو آپ کے پاس بھیجدیتے'

آپ کی وفات ۶۲ سال کی عمر میں ۸ر اگست ۱۹۷۳ء کو ہوئی' اور بسنت قبرستان میں دفن کئے گئے۔

۳۹۷ مولانا محمد اسمٰعیل رموزی پورنیوی

مولانا محمد اسمٰعیل رموزی بن شیخ انظار علی مسکونہ ملکی' پورنیہ ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے' ابتدائی تعلیم مدرسہ تنظیمیہ بارا عیدگاہ پورنیہ میں حاصل کی' اور مدرسہ عزیزیہ بہار شریف سے فراغت کے بعد مختلف مڈل و ہائی اسکول میں تدریسی خدمت انجام دی۔ دین اور دینی تعلیم سے دلچسپی تھی' اس لئے ہمیشہ مدرسہ سے بھی وابستہ رہے۔ یتیم خانہ ارریہ اور مدرسہ تنظیمیہ باراعیدگاہ میں بھی تعلیمی و تدریسی خدمت انجام دی۔

مولانا محمد اسمٰعیل رموزی پورنیہ کے ملا رموزی تھے۔ انہیں کے اسلوب نگارش کو اپنانے کی کوشش کرتے تھے۔ مسٹر رموزی کے نام سے لکھا کرتے تھے۔

مولانا رموزی بڑے عالم و فاضل' سنجیدہ اور خلیق تھے۔ آپ کے مضامین و مقالات مدینہ بجنور' ہند کلکتہ' اتحاد پٹنہ' کوثر لاہور' آفتاب پورنیہ' آئینہ کشن گنج وغیرہ رسالوں میں چھپتے رہے۔ آپ نے ایک ماہنامہ "طوفان" نکالا۔ لیکن دشواریوں کی وجہ سے بند ہوگیا۔

مولانا رموزی کو تقریر و تحریر پر یکساں عبور تھا۔ اردو زبان و ادب کے علاوہ عربی و فارسی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔

آخر عمر میں مدرسہ تنظیمیہ باراعیدگاہ پورنیہ سے منسلک ہوگئے۔ اور وہاں پرنسپل کی حیثیت سے خدمت کرتے رہے۔

مولانا رموزی کو دینی تعلیم کی ترویج و اشاعت کا بھی جذبہ تھا۔ کئی مدارس کے قیام میں حصہ لیا۔ اور ان کو ابتداء سے تکمیل تک پہنچایا' مدرسہ نورالاسلام اسلام پور' پورنیہ آج بھی دینی خدمت انجام دے رہا ہے۔

مولانا کا ایک ذاتی کتب خانہ تھا۔ جس میں عربی و فارسی کی بہت سی کتابیں تھیں۔ انتقال کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے ایم عمیم اختر نے مدرسہ تنظیمیہ باراعیدگاہ کے حوالہ کردیا۔

مولانا رموزی کو سیاست سے پوری دلچسپی تھی، مختلف سیاسی تحریکوں میں بھی حصہ لیا۔

رموزالصرف عربی کے علاوہ مسلمان چمنی بازار اور قواعد رموزی آپ کی تصنیفات ہیں۔

۱۲/ اگست ۱۹۷۵ء کو ۱۱/ بجے شب میں حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے آپ کی وفات ہوگئی۔

۳۹۸ مولانا ابوالفضل محمد صغیراحمد مظفرپوری

نام صغیر احمد، کنیت ابوالفضل اور والد کا نام نور محمد تھا۔ آپ کی پیدائش ۱۸۹۲ء میں موضع سولی پوسٹ اورائی ضلع مظفرپور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی پر حاصل کی، پھر عربی و فارسی کی تعلیم کے لئے مدرسہ امدادیہ دربھنگہ اس کے بعد مدرسہ جامع العلوم مظفرپور تشریف لے گئے۔ فراغت کے بعد گاؤں کے مکتب میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ پھر ۱۹۲۲ء میں اردو مڈل اسکول اورائی ضلع مظفرپور میں معلم کی حیثیت سے بحال ہوئے، اور ۱۹۶۲ء تک معلمی کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیتے رہے۔ آپ اس ادارہ کے تاسیسی اساتذہ میں سے تھے۔

آپ نے علاقہ کی تعلیمی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اور قرب و جوار کے تقریباً ہر گاؤں میں شبینہ اسکول قائم کیا۔ جمعیۃ العلماء کی سرکردگی میں جنگ آزادی میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لینے والوں میں آپ کا نام سرفہرست تھا۔ آپ علاقائی جمعیۃ العلماء کٹڑا تھانہ مظفرپور کے صدر بھی منتخب ہوئے۔ اپنی حیات تک عیدگاہ و جامع مسجد سولی اورائی ضلع مظفرپور کے بلامعاوضہ امام رہے۔ مولانا صغیر احمد کو عربی و فارسی دونوں زبانوں میں پوری مہارت حاصل تھی، انگریزی بھی بقدر ضرورت جانتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۹۷۵ء میں ہوئی۔

۳۹۹ مولانا محمد عثمان دربھنگوی

مولانا محمد عثمان بن ریاست حسین بن امیر علی خانوادہ شیخ صدیقی سے تعلق رکھتے تھے، قدیم آبائی وطن بھربار بسولی تھا۔ یہ دربھنگہ ضلع کے مشرقی علاقہ سنگھیا تھانہ میں اتر جانب دو تین کلو میٹر پر واقع ہے۔ زمین داروں کے ظلم وجور سے تنگ آکر لوگ گاؤں چھوڑ کر ادھر ادھر مختلف علاقوں اور بستیوں میں منتقل ہونے لگے۔ تو حضرت مولانا کا خاندان بھی اپنے رشتہ داروں کے پاس موضع جمال پور منتقل ہو گیا۔ ان کے پر دادا حاجی منگلی کے ایک رشتہ دار کا گھر گرول تھا۔ اسی نسبت سے گرول میں حاجی منگلی کی آمد و رفت کا سلسلہ قائم ہوا، یہ منی گاچھی سے پورب لوہنا اسٹیشن سے تقریباً ۸ کیلو میٹر جنوب میں واقع ہے، اور دربھنگہ ضلع، بیرڑہ تھانہ اور دھرور پرگنہ میں پڑتا ہے۔ ۲۳ ذی قعدہ ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء کو مولانا محمد عثمان کی ولادت جمال پور میں ہوئی۔ پیدائش کے بعد حضرت مولانا کی والدہ گرول جانے لگیں، تو آپ کی دادی نے پالکی سے آپ کو اپنے پاس رکھ لیا۔ اس طرح آپ کی تربیت دادی کے گھر ہوئی۔

ابتدائی تعلیم گرول میں ایک مکتب میں ہوئی، جو شاہ مکتب کے نام سے مشہور تھا۔ شاہ مکتب میں استاذ گوہر علی اور باسٹھ علی (باسط علی) سے تعلیم حاصل کی۔ ریاست حسین کی ڈائری کے مطابق شاہ مکتب کے طلبہ کی حاضری ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء کے نقشہ میں مولانا محمد عثمان کا نام بھی درج ہے۔ پھر ۱۹۱۶ء میں نام درج نہیں ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد آپ کسی دوسرے تعلیمی ادارہ میں تشریف لے گئے، اور وہ مدرسہ امدادیہ دربھنگہ ہے، جہاں مولانا نے فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی، حضرت مولانا محمود نستوی کا بیان ہے کہ مولانا فارسی میں ان کے ہم سبق تھے۔ اور کتاب غالباً گلستاں بوستاں تھی، مدرسہ امدادیہ میں مولانا محمد عثمان نے حضرت مولانا عبدالوہابؒ، حضرت مولانا عبدالرحیمؒ وغیرہ اساتذہ سے اکتساب علم و فضل کیا۔ پھر ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ دارالعلوم کے تعلیمی ریکارڈ کے مطابق ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء سے ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء تک کے امتحانات میں شریک رہے، اور پھر

۱۳۴۲ھ/۱۹۲۴ء کے امتحان کے نمبرات محفوظ ہیں' درمیان میں ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۳ء میں تاخیر ہو جانے کی وجہ سے داخلہ باقی نہ رہ سکا' اس طرح اس سال کو میرٹھ میں گذار کر ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۴ء میں پھر داخل ہوئے' اور فراغت حاصل کی۔ دارالعلوم میں حضرت مولانا نے حضرت انور شاہ کشمیریؒ' حضرت علامہ شبیراحمد عثمانیؒ (م ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۸) حضرت مولانا اصغر حسینؒ (م ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء)' حضرت مولانا مفتی عزیزالرحمٰنؒ (م ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۹ء)' حضرت مولانااعزاز علیؒ (م ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء)' حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ' حضرت مولانا رسول خان ہزارویؒ' حضرت مولانا عبدالسمیع دیوبندیؒ' جیسے علماء سے علم حاصل کیا۔ مولانا نے سنن ترمذی اور صحیح بخاری حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے پڑھی۔ آپ کے رفقاء درس میں مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ' حضرت مولانا عبدالرحمن ہر سنگھ پوری دربھنگویؒ' حضرت مولانا محمود احمد نستوی دربھنگویؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم سپولوی دربھنگویؒ قابل ذکر ہیں۔

فراغت کے بعد تدریسی خدمات کے لئے مدرسہ اشرف العلوم کنہواں ضلع مظفر پور (موجودہ ضلع سیتامڑھی) تشریف لے گئے۔ وہاں تقریباً ہر چار سال تک تدریسی خدمات سے منسلک رہے' پھر وہاں سے مدرسہ احمدیہ ضلع دربھنگہ (موجودہ ضلع مدھونی) تشریف لے گئے' ۱۹۲۶ء سے ۱۹۲۹ء تک تقریباً چار سال مدرسہ احمدیہ میں تدریسی و دینی خدمات انجام دیئے۔ مدرسہ احمدیہ مدھونی سے اپنے گاؤں گرول تشریف لے آئے۔ یہاں انہوں نے کپڑے کی تجارت پسند کی۔ کچھ دنوں تک یہی مشغلہ رہا' تاہم علم دین کی نشرواشاعت بالکل موقوف نہ ہوئی۔ یہاں بھی درس کا فیض جاری رہا۔ حضرت مولانا شمس الہدیٰ جیسی شخصیت اس درمیان حضرت مولانا سے کسب و علم میں مشغول رہی۔ پھر حضرت مولانا محمد قاسم سپولویؒ کی کوشش سے حضرت مولانا محمد عثمان مدرسہ رحمانیہ سپول تشریف لے گئے۔ ارباب مدرسہ نے بحیثیت مہتمم ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ حضرت مولانا نے ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۵ء میں مدرسہ کے اہتمام کی ذمہ داری سنبھالی۔ اور ساتھ ہی حدیث کی اہم کتابیں آپ ہی درس میں شامل رہیں۔ مشکوۃ

سے صحیح بخاری تک حدیث کی کتابیں باربار پڑھائی۔ اخیر عمر میں سنن ترمذی اور صحیح بخاری آپ سے متعلق رہیں۔ آپ کے زمانہ اہتمام میں مدرسہ رحمانیہ سپول دربھنگہ نے خوب ترقی کی' اور مدرسہ نے اس علاقہ میں بالخصوص اور صوبہ بہار میں بالعموم دین اور دینی علوم کی ترویج و اشاعت میں اہم رول ادا کیا۔ علاقہ کے بہت سے اہم مدارس کے سرپرست بھی رہے۔ مدرسہ رحمانیہ سوپول میں دارالقضاء کا قیام عمل میں آیا' تو ۱۰ر شوال ۱۳۷۸ھ بمطابق ۱۹راپریل ۱۹۵۹ء کو مدرسہ رحمانیہ کے عظیم الشان اجلاس میں قضا کا منصب آپ کے سپرد کیا گیا۔

مولانا محمد عثمانؒ جید عالم تھے۔ آپ کی تدریسی خدمات نہایت ہی اہم ہیں۔ آپ سے بڑے بڑے علماء سے فیضیاب ہوئے۔ ان میں حضرت مولانا محمد طیب کنہواں سیتامڑھی' حضرت مولانا محمد سلیمان آواپوری' حضرت مولانا لطف الرحمن ہرسنگھ پوری حضرت مولانا محمد شمس الہدی سہرساوی' حضرت مولانا محمد عارف صاحب دربھنگوی' مولانا حکیم عبدالمنان ہرسنگھ پوری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

اسلامی عقائد اور چہل حدیث آپ کی علمی یادگار ہے' حضرت مولانا محمد عثمان کی اہم ترین یادگار مدرسہ رحمانیہ سوپول ہے' اس مدرسہ کی تعمیر و ترقی میں آپ نے اپنی پوری زندگی وقف کردی۔ ساتھ ہی علاقہ میں تبلیغی' اصلاحی اور دینی تعلیم کی ترویج و اشاعت میں نہایت ہی اہم رول ادا کیا۔ آپ کی مکمل سوانح تذکرہ مولانا محمد عثمان شائع ہوچکی ہے۔

۱۲ صفر ۱۳۹۷ھ مطابق ۳ فروری ۱۹۷۷ء بروز جمعرات ڈھائی بجے کے قریب دربھنگہ میں وفات پائی۔ جنازہ آبائی وطن گرول لے جایا گیا۔ حضرت مولانا شمس الہدی مہتمم ثانی مدرسہ رحمانیہ سوپول دربھنگہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اور قریب ہی گاؤں کے مشرقی جانب بلند مقام پر واقع قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۴۰۰ مولانا حکیم محمد عثمان نستوی

مولانا محمد عثمان کے والد کا نام شیخ محمد ضمیر الدین تھا۔ آپ موضع نستہ ضلع دربھنگہ میں ۱۸۶۵ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مکان پر حاصل کی، پھر مدرسہ نیازیہ خیر آباد میں منطق و فلسفہ کی تعلیم مولانا عبدالعزیزؒ سے ۳ سال تک حاصل کی۔ پھر فقہ و حدیث کی تعلیم کے لئے دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ ۱۹۲۰ء میں وہاں سے فراغت حاصل کی۔ علم طب کے شوق میں لکھنؤ گئے۔ اور تکمیل الطب کالج سے ۱۹۲۳ء میں فراغت حاصل کی۔ قصبہ بسوان ضلع سیتاپور میں ۱۳ سال تک مطب کرتے رہے، وہاں کافی شہرت حاصل کی۔

کئی رسالے توحید پر تصنیفی یادگار ہیں۔ جو آپ کے برادر زادہ مولانا انیس عالم مفتی نیپال کے پاس محفوظ ہیں۔

۲۲ر ستمبر ۱۹۷۷ء میں وفات پائی۔

۴۰۱ مولانا محمد علی اکبر نگری

مولانا محمد علی کی ولادت بھاگلپور کے محلہ نرگہ (نرغہ) میں ہوئی، آپ کے والد محمد فہیم گرو جی چوکی نعمت پور مہاشے ڈیوڑھی اسکول میں مدرس تھے۔ مولانا نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، پھر نرگہ کے مدرسہ میں داخل کئے گئے، اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے مدرسہ نظامیہ سہرام گئے۔ فراغت کے بعد حسن آباد ڈیوڑھی کے مدرسہ میں ملازمت اختیار کر لی، ۱۹۱۱ء سے ۱۹۲۲ء تک مدرسہ حسن آباد میں رہے۔

آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا، مثنوی مولانا روم اور دیوان حافظ کے آپ گویا حافظ تھے، آپ نے اپنے پسندیدہ اشعار پر مشتمل ایک بیاض یادگار چھوڑی ہے۔ اس میں تقریباً تین ہزار تین سونوے اشعار آپ کے دست خاص کے لکھے ہوئے ہیں۔ آپ نے حضرت سید شاہ اشرف العالم کی مجلسوں میں تربیت پائی۔ مولانا فضل رحمان گنج مراد آبادیؒ سے آپ غائبانہ طور پر مرید تھے۔ مولانا محمد علی مونگیریؒ سے بھی آپ کو بہت عقیدت تھی۔ مولانا سے آپ خط و کتابت بھی کرتے تھے۔ ۱۹۲۲ء میں آپ رشید پور

اکبر نگر کے مدرسہ میں چلے گئے' ۱۹۲۸ء میں مسجد کے احاطہ میں ایک مدرسہ کی تعمیر کرائی۔ آپ کی مکمل سوانح "حضرت مولانا محمد علی اکبر نگری" شائع ہو چکی ہے۔

۸/ اپریل ۱۹۷۷ء وصال فرمایا۔ اور اکبر نگر کی مسجد میں مدفون ہوئے۔

۴۰۲ مولانا محی الدین سمستی پوری

مولانا محی الدین بن عبدالجلیل کی ولادت اپنی نانیہال موضع میش پور ضلع بھاگلپور (حال ضلع سہرسہ) میں سوموار کے دن بعد نماز مغرب ۱۹۲۲ء میں ہوئی۔ آپ کے ماموں جان مولوی نبی جان نے آپ کا نام محی الدین رکھا' اور آپ اسی نام سے مشہور ہوئے۔

آپ کا آبائی مکان موضع چیروتہ' تھانہ بتھان ضلع دربھنگہ (حال ضلع سمستی پور) ہے۔ جو ایک دیہات ہے اور کوسی' کملا بلان دریا کے دہانہ پر واقع ہے۔ آپ کے والد عبدالجلیل معمولی پڑھے لکھے کسان تھے' ان کے دل میں دینی تعلیم دلانے کی خواہش بہت تھی۔ اسی مقصد کے تحت آپ اپنے خاندان کے بزرگ چچا جناب مولوی ریاض الدین کے حوالہ کئے گئے۔ ان سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ آپ شروع سے ذہین وفطین تھے آپ کے شوق تعلیم کو دیکھ کر آپ کے خالو جان حافظ عنایت حسین (الہ آباد میں کپڑے کی تجارت کرتے تھے) آپ کو اپنے ساتھ الہ آباد لے گئے' اور آپ کا داخلہ مدرسہ سبحانیہ الہ آباد میں کرادیا' جہاں آپ نے فارسی کی تکمیل کی' اور تقریباً ۴ سال وہاں رہ کر مزید حصول تعلیم کے لئے مدرسہ تاج المساجد بھوپال تشریف لے گئے۔ آپ نے کچھ عربی کی تعلیم وہاں حاصل کی' تین سال وہاں رہ کر اساتذہ کے مشورہ سے دارالعلوم دیوبند میں ۱۳۶۱ھ/ ۱۹۴۲ء میں داخلہ لیا' اور تقریباً ۷ سال دارالعلوم دیوبند میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھ کر ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۶ء میں فراغت حاصل کی۔ دورہ حدیث حضرت شیخ مدنیؒ سے پڑھا' اور انہیں سے بیعت بھی

آپ کے اساتذہ میں حضرت شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ، حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ، حضرت مولانا محمد ادریسؒ، حضرت مولانا عبدالخالقؒ، حضرت مولانا عبدالودودؒ، مولانا عبدالشکورؒ اور حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے نام قابل ذکر ہیں۔

۱۹۴۶ء میں فراغت کے بعد حضرت شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ نے آپ کو اپنے نام پر قائم کردہ مدرسہ اعزاز العلوم ویٹ ضلع شہر میرٹھ، یوپی میں تدریسی خدمات کے لئے بھیج دیا۔ آپ وہاں بحسن و خوبی تدریسی خدمات انجام دینے لگے، ۱۹۴۶ء ہنگامہ کا زمانہ تھا۔ اس لئے وہاں ایک سال رہ کر اپنے گھر لوٹ آئے۔

۱۹۴۷ء میں مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں حضرت مولانا عبدالرحیمؒ سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے مدرسہ امدادیہ دربھنگہ کے لئے آپ کو منتخب فرمالیا۔ مولانا کی زندگی بھر مدرسہ امدادیہ ہی میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ مدرسہ امدادیہ میں تقریباً تیرہ سال تک تدریسی خدمات انجام دئے۔ مدرسہ امدادیہ سے سبکدوشی کے بعد مدرسہ جامعہ قاسمیہ گیا میں تدریسی خدمات کے لئے تشریف لے گئے۔ جامعہ قاسمیہ میں تقریباً تین سال تک متوسطات تک کی تعلیم دی اور پھر وہاں سے مدرسہ محمود العلوم دملہ ضلع دربھنگہ بہ حیثیت صدر مدرس تشریف لے گئے، اور ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء تک صدر مدرس کے فرائض انجام دیتے رہے۔

۱۹۶۴ء میں حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ رحمانیؒ نے آپ کو جامعہ رحمانی میں تدریسی خدمات کے لئے مدعو کیا۔ لیکن آپ نے معذرت کردی۔

مدرسہ محمود العلوم دملہ کے بعد ۱۱ر مئی ۱۹۶۴ء سے مدرسہ جامع العلوم مظفر پور میں تدریسی خدمات انجام دیئے۔ جامع العلوم میں آپ نے شیخ الحدیث اور قاضی کی حیثیت سے خدمت انجام دی۔ ۱۹۶۴ء سے ۱۹۷۷ء تک تقریباً ۱۳ سال جامع العلوم میں رہے۔

مولانا ایک جید عالم اور بزرگ تھے۔ آپ سے بڑے بڑے علماء نے فیض

حاصل کیا۔ حضرت مولانا عبدالحنان شیخ الحدیث، حضرت مولانا مجاہد الاسلام قاسمی، قاضی شریعت بہار واڑیسہ، مولانا محمد قاسم صاحب شیخ الحدیث مدرسہ رحمانیہ سپول دربھنگہ، مولانا محمد یعقوب قاضی شریعت و مہتمم جامع العلوم مظفرپور وغیرہ آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

آخر وقت میں علاج کے لئے آپ کو دربھنگہ لے جایا گیا وہیں ۱۴ اگست ۱۹۷۷ء کو آپ کی وفات ہوگئی۔ مدرسہ امدادیہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اور دربھنگہ مہراج گنج کے قبرستان میں مولانا عبدالرحیمؒ کے بغل میں دفن کئے گئے۔

۴۰۲ مولانا محمد داؤد کنہوانوی

مولانا محمد داؤد، مولانا اسماعیل موضع اندروا کے صاحبزادے اور بانی مدرسہ اشرف العلوم جناب واعظ الدین گماشتہ کے نواسہ تھے۔ تقریباً ۱۹۱۰ء میں آپ کی پیدائش نانیہال میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اشرف العلوم کنہواں میں حاصل کی، حضرت مولانا عبدالعزیز بستویؒ کے اہم تلامذہ میں سے تھے۔ بلکہ فدائی اور شیدائی تھے۔ مدرسہ اشرف العلوم سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی میں متوسطات تک تعلیم حاصل کی۔ پھر دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ الاسلامؒ کے محبوب نظر رہے۔ حضرت مولانا فخرالحسنؒ کی بھی آپ پر خاص توجہ رہی۔ ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء میں فراغت حاصل کی۔ شوال ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۳ء میں مدرسہ اشرف العلوم کنہواں کے صدر مدرس بنائے گئے۔ محرم ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۰۹ء تک اس عہدہ پر فائز رہے، جمعیۃ العلماء سے گہرا لگاؤ تھا۔ مناظرہ میں ید طولی رکھتے تھے۔ آپ فرائض میں مہارت اور افتاء سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ اللہ نے آپ کو لحن داؤدی عطا کیا تھا۔ مثنوی ایک خاص انداز سے پڑھتے تھے۔ جسے سن کر چلتا آدمی رکنے پر مجبور ہوجاتا تھا۔ تقریباً اٹھارہ سال تک آپ قصبہ کنہواں کے سرپنچ بھی رہے۔

۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء میں ۹ ربیع الاول کو آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ جس کا اثر ہاتھ پاؤں اور زبان پر تھا۔ جس کی وجہ سے چلنا پھرنا اور بولنا موقوف ہوگیا۔ علاج و معالجہ

کے باوجود افاقہ نہ ہوسکا۔

۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء میں آپ کی وفات ہوئی، قدیم قبرستان گمیتھان میں مدفون ہوئے۔

۴۰۴ مولانا مقبول احمد خاں دربھنگوی

مولانا مقبول احمد خاں کے والد کا نام محبوب علی خان مختار تھا۔ مولانا گوڑا کنسی سمری ضلع دربھنگہ اپنے آبائی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ میں داخل ہوئے۔ پھر استاد الاساتذہ حضرت مولانا سید برکات احمدؒ سے ٹونک میں تعلیم حاصل کی، لاہور سے فراغت حاصل کی۔ ریاست ٹونک میں منطق و فلسفہ کے استاذ مقرر ہوئے، والد نے ملازمت پسند نہ کی، ۱۹۰۱ھ میں گھر آکر والد کے مرضی کے مطابق خدمت دینی میں مشغول ہوگئے۔ پھر ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۵ء تک مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ سے وابستہ رہے وہاں علیحدہ ہو کر گھر آئے۔ مولانا عبدالحمیدؒ ساکن راجو دربھنگہ نے مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں قائم کیا۔ تو ان کی درخواست پر ناظم اعلیٰ ہوئے۔ ۱۹۷۴ء میں وہاں سے بھی کنارہ کش ہوگئے۔

مولانا ایک جید عالم اور معقولات کے ماہر تھے۔ حضرت مولانا شاہ قمرالدینؒ اور حضرت مولانا شاہ بدر الدین پھلواریؒ جیسے اکابر علماء کو ان سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

۱۹۷۹ء میں وفات پائی۔

۴۰۵ مولانا مقبول احمد صدیقی دربھنگوی

مولانا مقبول احمد صدیقی ساکن بردی پوڑارئی ضلع دربھنگہ۔ والد کا نام حکیم محمد شفیع تھا، بچپن میں ہی والد کا انتقال ہوگیا، ماں نے پرورش کی، ابتدائی کتابیں مولوی عبدالحکیم ساکن آ ر ئی اور مولانا ع[illegible] قدوس سے پڑھیں۔ پھ[illegible] ستوارہ درر

میں مولوی نذیر احمد دربھنگوی سے تعلیم پائی، اور غازی پور چشمہ رحمت گئے۔ وہاں مولانا شمشاد علی لکھنوی سے اور ان کے وفات کے بعد مولانا عزت اللہ لکھنویؒ سے متوسطات عربی کی کتابیں پڑھیں، اس دوران ۱۹۲۱ء میں الہ آباد بورڈ سے عالم و فاضل امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ پھر رامپور کے مدرسہ عالیہ میں مولانا فضل حق رامپوریؒ سے معقول و منقول کی تعلیم حاصل کی، یہاں حضرت مولانا ابو الوفاء شاہجہاں پوری حضرت مولانا ابوالقاسم شاہجہاں پوری کے ہمدرس رہے۔ یہ دونوں یہاں سے دار العلوم دیوبند گئے۔ اور مولانا مقبول احمد ٹونک جاکر مولانا حکیم سید برکات احمد سے معقولات و منقولات پڑھیں، اور تقریباً پچاس سال تک مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں تدریسی خدمات انجام دیں، بعد میں کچھ دنوں مدرسہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ میں مدرس اول بھی رہے۔ ملی مسائل سے دلچسپی رکھتے تھے۔ جید عالم تھے۔

۳۰ شعبان ۱۴۰۰ھ ر ۱۷ جون ۱۹۸۰ء کو شب دو شنبہ میں وفات پائی۔

۴۰۶ مولانا محمد نور شکروی

مولانا محمد نور کا اصلی وطن معلوم نہیں شکری میں بودوباش اختیار کرلی، نہایت شیریں بیان مقرر تھے، مدرسہ امدادیہ میں تعلیم پائی، لکھنؤ میں حکمت پڑھی، طب میں مولانا نور اللہ رحمانی خلف رشید حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کے ہم درس رہے، حضرت مولانا محمد عثمانؒ سے گہرا لگاؤ تھا، کچھ دنوں مدرسہ رحمانیہ سپول ضلع دربھنگہ کے استاذ رہے،

وفات ۱۹۸۰ء میں ہوئی

۴۰۷ مولانا سید محمد طہٰ الٰہی فکری

مولانا سید محمد طہٰ الٰہی کا تاریخی نام فضیلت ہے، جس سے سال ولادت ۱۳۲۰ھ

حاصل ہوتا ہے یعنی سال عیسوی ۱۹۰۲ء' مولوی سید امیر الحق بن مولوی سید وحید الحق بن مولوی عبدالحق کے فرزند ارجمند' آٹھویں پشت میں ان کا سلسلہ نسب حضرت مخدوم سلطانؒ سے جا ملتا ہے جو حضرت مخدوم یحیٰ منیری سے جزئیت خاص رکھتے تھے۔

حضرت مولانا کے دادا مولوی سید وحید الحق اپنے آبائی وطن کو سیانواں متصل (ایکنگر سرائے) سے آکر موضع بھدول تھانہ ہلسہ ضلع نالندہ (سابق ضلع پٹنہ) میں بس گئے تھے۔ وہیں معقول جائداد حاصل کی۔ ان کی نانیہال بھی بزرگ گھرانے میں تھی' ان کے نانا حضرت سید شاہ مبارک حسین' حضرت مخدوم شیخ شعیبؒ کی اولاد میں تھے' اور شیخ پورہ مونگیر سے منتقل ہوکر محلہ سملی' پٹنہ سیٹی میں آبسے تھے۔ وہیں ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء میں جناب فکری کی پیدائش ہوئی' ان کی نانی نے جو حضرت مظفر شمس بلخی کی اولاد تھیں' ان کی پرورش کی۔

حضرت مولانا کے والد مولوی امیر الحق مرحوم اپنے عہد کے باکمال عالم اور طبیب حاذق تھے۔ دیگر علوم کے علاوہ انہوں نے اپنے چچا حکیم سید سخاوت حسین سے فن طب حاصل کیا تھا۔ انہیں شعر و سخن سے بھی مناسبت تھی۔ امیرؔ تخلص کرتے تھے۔

مولانا طٰہٰ فکری نے ابتدائی تعلیم مولوی علی بخش مرحوم سے مکان ہی پر حاصل کی اور پھر اپنے دادا مولوی وحید الحق کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا' اردو و فارسی کی کتابیں تمام کرکے موضع کمر (سارن) چلے گئے۔ اور اپنے رشتہ کے ماموں قاضی سید علی حسنؒ کے یہاں مقیم ہوئے۔ اور ان کے صاحبزادہ قاضی ظہور حسن رمز کمری کے ساتھ تعلیم شروع کیا۔ اپنے رشتہ کے ایک اور ماموں حضرت مولانا عبدالکریمؒ سے عربی شروع کی۔ شرح جامی' شرح وقایہ' شرح تہذیب وغیرہ مولانا عبدالکریم ہی سے پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ کچھ دنوں مدرسہ محمدی جان پٹنہ سیٹی میں بھی حصول علم میں منہمک رہے۔ انہوں نے وہاں حضرت مولانا عبیداللہ اجمری سے مشکوۃ میبذی وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت مولانا سید محمد محی الدین تمنا عمادی پھلوارویؒ سے سبعہ معلقہ

کی تعلیم اسی مدرسہ میں حاصل کی۔ ۱۹۲۰ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں داخل ہوئے۔ اور حضرت مولانا محمد دیانت حسین دربھنگوی سے ہدایہ' نور الانوار وغیرہ پڑھی۔ تحریک خلافت سے متاثر ہو کر ۱۹۲۱ء میں مدرسہ چھوڑ نکلے۔ کانپور پہنچ گئے۔ مدرسہ الہیات کانپور میں داخلہ لیا۔ حضرت مولانا غلام یحییٰؒ اور حضرت مولانا آزاد سبحانیؒ جیسی شخصیتوں سے فلسفہ' علم کلام' حدیث اور تفسیر پڑھی۔ مناظرہ و تقریر کی تعلیم بھی وہیں حاصل کی۔ جس کی سند "سند دعوت" بعد فراغ حضرت مولانا آزاد سبحانیؒ نے عطا فرمائی' ۱۳۴۲ھ ر ۱۹۲۴ء میں علم کی بے بہا دولت سے مالا مال ہو کر گھر لوٹے۔

فراغت کے بعد ۱۹۲۴ء میں دار العلوم مشرقیہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں بحیثیت مدرس ان کا تقرر ہوا۔ لیکن جلد ہی ۱۹۲۸ء میں مدرسہ الہیات (College Divinity) کانپور میں لکچرر ہوگئے۔ مولانا کی تلون مزاجی نے وہاں بھی انہیں ٹکنے نہیں دیا۔ ۱۹۲۹ء میں پھر دربھنگہ لوٹ آئے' ۱۹۳۱ء میں حضرت مولانا محمد مبین دربھنگوی کے انتقال پر راج ہائی اسکول دربھنگہ میں اردو کے استاذ مقرر ہوئے' اور عرصہ دراز تک درس و تدریس کی خدمت کرنے کے بعد ۱۹۷۲ء میں اپنے فرائض سے سبکدوش ہوئے۔ کچھ دنوں جمشید پور میں خانگی طور پر تدریسی خدمت میں منہمک رہے۔

مولاناؒ کو صحافت سے بھی دلچسپی تھی۔ انہوں نے ۱۹۲۲ء میں ہفت روزہ البدر دربھنگہ کی زمام ادارت سنبھالی' عام شماروں کے علاوہ اس کے دو شاندار نمبر بدر نمبر (بیاد حضرت مولانا سید شاہ محمد بدرالدین بدر پھلواروی) یادگار چھوڑے' ۱۹۲۷ء میں دربھنگہ سے ایک ماہنامہ پروانہ نکالا' پھر ۱۹۲۹ء میں ہفت روزہ سیاست نکالنے کی ٹھانی لیکن نامساعد حالات کے سبب اس کا اجراء نہ ہو سکا۔

مولاناؒ شعر و سخن کا مذاق رکھتے تھے۔ اور فکریؔ تخلص کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۴۰۱ھ ر ۱۹۸۱ء میں ہوئی۔

۴۰۸ مولانا محمود عالم کنہوانوی

مولانا محمود عالم شیخ روزہ صاحب کے گھر تقریباً ۱۳۴۰ھ میں پیدا ہوئے' آپ کا گھر موضع کنہواں کے بڑے گھرانے میں شمار ہوتا تھا۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اشرف العلوم کنہواں میں ہوئی' بلکہ فارسی عربی کی بھی تعلیم یہاں حاصل کیا' آپ حضرات مولانا محمد طیب اور مولانا محمد داؤد کے شاگردوں میں سے تھے' پھر دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے' اور ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۴ء میں فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد چند سال بہار شریف وغیرہ علاقہ میں ملازمت اختیار کی پھر ذیقعدہ ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۵ء میں مدرسہ اشرف العلوم کنہواں میں آپ کی بحالی ہوئی' مکمل ۳۶ سال تک مدرسہ اشرف العلوم کنہواں کے مسند درس پر فائز رہے۔ کثیر تلامذہ نے آپ سے استفادہ کیا' آپ شکم کے مریض رہے۔ آنت میں سراخ ہوگیا' تین چار سال اس میں گذرا' درس و تدریس کا کام جاری رہا۔

بالآخر ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۹۸۱ء میں وفات پائی۔ اور مولوی صداقت حسین صاحب داماد مولانا محمد طیب کنہواوی کے باغ میں مدفون ہوئے۔

۴۰۹ مولانا محمد ہادی حسن سلفی شکرپوری دربھنگوی

مولانا محمد ہادی حسن موضع شکرپور ضلع دربھنگہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے مدرسہ احمدیہ سلفیہ لہریا سرائے دربھنگہ میں داخلہ لیا' ۳۹-۱۹۳۸ء میں دارالعلوم احمدیہ سلفیہ سے فراغت حاصل کی۔ پھر انگریزی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ہومیوپیتھک کی سند حاصل کرکے ہومیوپیتھک کی پریکٹس شروع کی' اور مقامی برانچ پوسٹ آفس کے انچارج رہے' دین سے لگاؤ اور شغف ایام تعلیم ہی سے تھا۔ اس لئے دینی جذبہ کی تسکین کا بہترین موقع ملا۔ لیکن جب دیکھا کہ پوسٹ آفس کا کام دینی کام میں مانع ہو رہا ہے۔ تو اس سے علیحدہ ہو کر عوام کی جسمانی اور روحانی علاج و شفا میں متوجہ ہوگئے۔ پھر آخر میں مکتبہ سلفیہ کی ذمہ داری

سنبھالی، اور دار العلوم ترجمان "الھدیٰ" کی ادارت سے بھی دلچسپی لینے لگے۔

آپکی وفات ۸ نومبر ۱۹۸۲ء یوم دو شنبہ بعد نماز فجر دارالعلوم احمدیہ سلفیہ میں ہوئی۔ جنازہ انکے آبائی وطن و مولد شکر پور لے جایا گیا۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔

۴۱۰ مولانا حافظ محمد افتخار احمد

مولانا حافظ افتخار احمد کے والد کا نام نور محمد تھا۔ آپ مولانا صغیر احمد کے سب سے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۹۱۳ء موضع سولی، مظفرپور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے برادر بزرگ مولانا صغیر احمد سے حاصل کی، پھر پاس کے گاؤں موضع چنڈیسہ میں حفظ مکمل کیا۔ پھر عربی کی تعلیم کے لئے کانپور تشریف لے گئے، اور وہاں مدرسہ جامع العلوم میں کسب علم و فضل کیا، اس کے بعد مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں داخلہ لیا۔ درجہ مولوی تک زیر تعلیم رہے۔ پھر مدرسہ اسلامیہ شمس الھدیٰ پٹنہ کے درجہ عالم میں داخلہ لیا۔ یہاں سے عالم پاس کرنے کے بعد تقسیم ہند سے قبل مشرقی پاکستان تشریف لے گئے۔ وہاں تجارت شروع کی، لیکن تقسیم کے بعد ہندوستان واپس آگئے اور اپنے گاؤں ہی میں کرانہ کی دوکان کھول لی۔ پھر کپڑے کی تجارت شروع کی، اور آخر زندگی تک یہی مشغلہ رہا۔ آپ اپنے بڑے بھائی صغیر احمد کے بعد عیدگاہ و جامع مسجد سولی کے بلامعاوضہ امام بھی رہے۔ آپ ایک اچھے حافظ و قاری اور عالم باعمل کی حیثیت سے معروف تھے۔ حضرت مدنیؒ سے بہت زیادہ عقیدت تھی۔ آپ حضرت مولانا قاضی محمد رئیس سابق استاذ مدرسہ اسلامیہ شمس الھدیٰ پٹنہ کے ہم درس تھے۔

آپ کی وفات ۱۹۸۲ء میں ہوئی۔

۴۱۱ مولانا سید شاہ محمد ابوالقاسم نالندوی

مولانا سید شاہ محمد ابوالقاسم بن سید شاہ ابوالفضل کا آبائی جدی مکان محلہ بڑی درگاہ بہار شریف ضلع نالندہ تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ شمس الھدی پٹنہ کے شعبہ جونیر میں حاصل کی، پھر اعلی تعلیم کے لئے مدرسہ اسلامیہ شمس الھدی پٹنہ

کے شعبہ سینیر میں داخلہ لیا' اور وہیں سے فراغت حاصل کی۔ پھر پرائیویٹ سے میٹرک آئی اور بے اے پاس کیا۔

فراغت کے بعد شعبہ جونیر میں تقرر ہوا' اور ترقی کر کے شعبہ سینیر کے استاذ ہوئے۔ مولانا سید ریاست علی ندوی کے بعد مدرسہ کے پرنسپل ہوئے۔ ۲۸ نومبر ۱۹۵۸ء سے ۳۰ جون ۱۹۶۱ء تک ۲ سال ۸ مہینے ۲ دن پرنسپل رہ کر ریٹائرڈ ہوئے۔ مولانا کے بعد مولانا محمد حفیظ الرحمان پرنسپل ہوئے۔

مولانا ایک جید عالم تھے۔ فارسی میں شاعری کرتے تھے۔ قدیم علماء کے انداز پر سر پر عمامہ باندھتے تھے۔ انگریزی میں بھی خوب مہارت رکھتے تھے' آخری وقت میں مجھے بھی ملاقات و اشعار سننے کا موقع ملا۔ عرفیؔ کے انداز پر فارسی شاعری نے عرفی کی یاد تازہ کر دی۔ مولانا کا بیاض و دیگر کاغذات ضائع ہوگئے

مولانا کے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد سہول عثمانیؒ' حضرت مولانا اصغر حسینؒ حضرت مولانا محمد ظفر الدین قادریؒ' حضرت مولانا سید دیانت حسینؒ وغیرہ جید علماء تھے۔

مولانا شاہ تقی حسن بلخی' مولانا سید شاہ فصیح الحق عمادی اور مولانا سید عبدالغفور وغیرہ آپ کے ہم درس تھے۔

۳ مارچ ۱۹۸۳ء کو وفات پائی' اور شاہ گنج قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۴۱۲ مولانا منور حسین پورنیوی

مولانا منور حسین کے والد کا نام منیرالدین اور دادا کا نام قیام الدین تھا۔ آپ کی ولادت آپ کی نانیہال التاباڑی گاؤں میں ۲۷ یا ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء/۱۳۲۶ھ میں چہار شنبہ کے دن ہوئی۔ پورنیہ ضلع کے کشن گنج سے تقریباً گیارہ بارہ میل اتر پچھم التاباری کے نام کی ایک قدیم اور مشہور بستی ہے' یہی آپ کا مسکن تھا' ابتدائی تعلیم گاؤں کے چند مکتبوں میں حاصل کی۔ فارسی کی تعلیم مولوی عبدالرحیم بردوانی سے حاصل کی۔

۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۲ء میں عربی کی تعلیم کے لئے مدرسہ محمدیہ پورنیہ تشریف لے گئے۔ یہ مدرسہ ضلع پورنیہ و کٹیہار کا عربی درس کا سب سے پہلا مدرسہ ہے۔ وہاں آپ نے

مولانا زبیر احمد دربھنگوی اور مولانا عبدالواحد جونپوری سے تعلیم حاصل کی۔ پھر ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء میں مزید تعلیم کے لئے مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور تشریف لے گئے' ۱۳۳۵ھ/۱۹۳۱ء میں دورہ حدیث کی تکمیل کی' ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء میں فنون کی کتابیں پڑھیں' ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء میں آپ مدرسہ خلیلیہ شاخ مظاہرعلوم میں معین مدرس مقرر کئے گئے۔ ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء تک پورا کھالی بہادر گنج میں تدریسی خدمت انجام دی۔ ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء میں دار العلوم پہنچے اور حضرت شیخ مدنیؒ کی نگرانی میں ان سے اکتساب فیض کیا' دار العلوم سے واپسی کے بعد ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء میں دار العلوم لطیفی کیہار میں بحیثیت قائم مقام صدر مدرس بحال ہوئے۔ اور خوب فیض پہنچایا' آپ نے باضابطہ بیعت حضرت شیخ الاسلام حسین احمد مدنیؒ سے حاصل کی۔ آپ نے پانچ حج کئے۔ حضرت شیخ زکریا سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ سے بھی اجازت و خلافت حاصل کی' مولانا ایک جید عالم دین تھے۔ کئی مدارس قائم کئے' دار العلوم بہادر گنج کو ممتاز مقام حاصل ہے۔ ۱۹۷۹ء میں ارریہ میں مدرسہ دار العلوم رحمانی اور ایک مسجد کی بنیاد ڈالی' اپنے گاؤں رشید پور التا باڑی میں مدرسہ حسینیہ قائم کیا۔

آپ کی مفصل سوانح پور۔نیہ کے دو ولی کتاب ہے جو شائع ہوچکی ہے۔

۱۴ مارچ ۱۹۸۴ء کو وفات پائی۔ اور التاباڑی میں مدفون ہوئے۔

۴۱۳ مولانا محمد سلیمان مظفرپوری

مولانا محمد سلیمان بن عبدالوحید کی پیدائش ۱۹۰۸ء کو موضع ماہ بیگ پورپوسٹ کفین ضلع مظفر پور میں ایک اوسط زمیندار گھرانے میں ہوئی' آپ کے آباء واجداد اورنگزیب کے عہد میں عراق سے ہندوستان تشریف لائے۔ اور تبلیغ اسلام و اشاعت علوم دینیہ پر مامور ہوئے۔ موضع ڈامو ضلع مدھوبنی میں بادشاہ کی جانب سے علمی خدمات کے عوض تقریباً ۵۰ ایکڑ اراضی عنایت ہوئی۔ محنت لگن' دینداری و اسلام کی خدمت کے سبب جلد ہی بادشاہ وقت اورنگزیب نے اس گاؤں پر مالکانہ حقوق کی سند بھی عطا کر دی۔ زمینداری کے اختتام اور زمین پر غاصبانہ قبضہ اور حالات سے مجبور

ہو کر موضع ڈامو کو چھوڑنے پر مجبور ہوگئے۔ بالاخر ڈامو چھوڑ کر موضع ماہ بیگ پور پوسٹ کفین ضلع مظفر پور میں اقامت اختیار کی۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔

ابتدائی تعلیم پڑوس کے گاؤں تیمائی مداری پور میں حاصل کی۔ پھر حصول تعلیم کے لئے پٹنہ تشریف لے گئے۔ اور اپنے ماموں کے پاس گلزار باغ میں تقریباً ۶ ماہ قیام پذیر رہے۔ جب عظیم آباد میں علمی تشنگی نہیں بجھی، تو جونپور تشریف لے گئے۔ اور وہاں ابتداء سے انتہاء تک مروجہ درسی کتابوں کو پڑھا۔ علم طب کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابھی طب کی تکمیل نہیں ہو پائی تھی کہ والد کی علالت کی وجہ سے گھر لوٹ آئے، ناماعد حالات اور والد کی طویل علالت نے مزید تحصیل علم سے باز رکھا۔ کچھ دنوں کے بعد مظفر پور کے ایک حکیم مطیع اللہ کی شاگردی اختیار کی، اور طب میں جو کمی رہ گئی تھی، اسے پورا کیا۔ فراغت کے بعد کئی برسوں تک طبابت بھی کی۔ اچھی خاصی پریکٹس چل رہی تھی کہ تحریک آزادی شروع ہوگئی۔ آپ تن من دھن سے تحریک آزادی میں شامل ہوگئے، اور قرب و جوار کے مسلمانوں کی قیادت سنبھالی۔

برصغیر کے مشہور عالم مولانا حمد اللہ کمال •بی شریف پشاور سے راہ سلوک کے مراحل طے کئے، اور اجازت و خلافت بھی حاصل کی، لیکن کبھی بھی پیری مریدی کو پیشہ نہ بنایا، اور نہ کسی کو حلقہ ارادت میں لائے۔

آپ کو علوم عصریہ میں عموماً اور فارسی میں خصوصاً یدطولیٰ حاصل تھا۔ ہندی کا ستمی سے گہری واقفیت تھی، تقویٰ و دینداری میں ضرب المثل تھے۔ اپنے بچوں کو ہمیشہ تہجد گذاری کی تاکید کیا کرتے تھے۔

۱۹۸۱ء سے بیماری کا سلسلہ شروع ہوا، اور ۱۹۸۵ء میں وفات پائی اور اپنے آبائی گاؤں میں مدفون ہوئے۔

۴۱۴ مولانا شاہ محمد قائم قتیل داناپوری

مولانا شاہ محمد قائم چشتی نظامی قتیل داناپوری ۲۸ جمادی الاولیٰ بروز جمعہ ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء ایک بجے دن کو شاہ ٹولی داناپور میں پیدا ہوئے' والد کا نام سید شاہ محمد حسین قادری اویسی اور دادا کا نام حضرت سید شاہ محمد امین ابوالعلائی تھا۔

اپنے وقت کے بڑے عالم تھے۔ داناپور میں آستانہ چشتیہ نظامیہ محلّہ شاہ ٹولی میں آستانہ کے انیسویں سجادہ نشیں حضرت سید شاہ محمد شرف الدین حسین چشتی نظامی سے ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء میں بیعت ہوئے۔ اور ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء سے آستانہ کی خدمت کرتے رہے۔

فارسی و اردو تصنیفات میں سے ساغر کیف' دیوان فارسی' رباعیات خاص' انتساب الاخیار' اذکارالابرار' خزینہ الانوار' مصلح آخرت' ظہور انوار' سیدالعرب والعجم' ذبح عظیم' تاریخ سلف' تجلیات قتیل وغیرہ مشہور کتابیں ہیں۔

شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے اور صاحب دیوان شاعر تھے۔ قتیؔل تخلص کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۲۷ / جولائی ۱۹۸۵ء کو ہوئی اور خانقاہ شاہ ٹولی داناپور پٹنہ میں مدفون ہوئے۔

۴۱۵ مولانا محمد عیسیٰ فرتاب پورنیوی

نام محمد عیسیٰ' والد کا نام منشی محمد موسیٰ' دادا کا نام محمد علی اور فرتاؔب تخلص کرتے تھے' مولانا کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضؓ پر ختم ہوتا ہے' پورنیہ کے اس خطہ میں کلاہیا شیخ کہتے ہیں۔

ضلع پورنیہ کے درمیانی حصہ میں مسلمانوں کی آبادی جو وسیع و عریض خطے میں پھیلی ہوئی ہے' اسے کلاہیا کہتے ہیں' یہ برادی دکھن میں کٹیہار کے قریب تک اور شمال میں مونگ نیپال تک میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس برادری کے آباؤ اجداد بہار شریف

سے منتقل ہو کر پورنیہ کے صوبہ دار سیف خاں کے عہد یعنی ۱۱۳۲ھ تا ۱۱۶۲ھ مطابق ۱۷۲۲ء تا ۱۷۵۰ء میں کوسی ندی کے کنارے جماعت در جماعت آباد ہونے لگے' اور شہر پورنیہ سے کچھ پورب جانب اپنا مسکن بنالیا' وہ تقریباً بارہ تیرہ گاؤں مثلاً دمکا پترنگا وغیرہ میں آج بھی موجود ہیں۔

مولانا عیسیٰ فرتاب ۲ فروری ۱۹۰۱ء میں ضلع پورنیہ' سب ڈویژن ارریہ' تھانہ ارریہ' پوسٹ رام پور موہن پور' وایا ارریہ کے ایک گاؤں رام پور میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں ارریہ کورٹ سے ۵ کیلو میٹر شمال مشرق اور ارریہ پیرگاچھی سے ۸ کیلو میٹر شمال مغرب میں اور پورنیہ سے ۵۰ کیلو میٹر شمال میں واقع ہے۔

مولانا نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے مکتب میں حاصل کی۔ آپ کی تعلیم و تربیت میں آپ کی والدہ نے خوب حصہ لیا' ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ اسلامیہ کٹھیلا ضلع دربھنگہ میں داخلہ لیا' مدرسہ اسلامیہ کٹھیلا میں آپ نے گلستاں بوستاں وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ وہاں سے آپ کے والد نے مدرسہ اسلامیہ ٹھمریا ڈاک خانہ جوگیارہ ضلع دربھنگہ میں مولانا معین الدین صاحب کی خدمت پہنچادیا' مولانا معین الدین جلالی اپنے وقت کے فارسی زبان کے ماہر اور بلند پایہ انشاء پرداز اور شاعر تھے۔ وہاں تین سال تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے فارسی زبان میں مہارت حاصل کرلی۔ ساتھ ہی ابتدائی عربی کی تعلیم بھی حاصل کی۔ پھر مدرسہ حنفیہ آرہ چلے گئے' وہاں ۱۳۴۴ھ تا ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۶ء تا ۱۹۲۸ء یعنی دو سال تک تعلیم حاصل کی' پھر ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۸ء میں دارالعلوم دیوبند چلے گئے۔ اور وہاں جا کر درسیات کی تکمیل کی' ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۴ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا شیخ الاسلام حسین احمد مدنیؒ' شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ' حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ' مولانا مفتی شفیعؒ' مولانا عبدالسمیعؒ وغیرہ تھے۔ اور حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی سے بیعت ہوئے' دارالعلوم سے فراغت کے بعد مدرسہ محمدیہ پورنیہ میں کچھ دنوں تک درس و تدریس کی خدمت انجام دی' پھر مدرسہ اسلامیہ بوچی

جو رام پور سے ایک کیلو میٹر کی دوری پر ہے۔ استاذ مقرر ہوئے' پھر چھالا مکتب جوارریہ ضلع کی مشہور جگہ ہے' کچھ دنوں تک کام کیا' پھر اپنے گاؤں ہی میں ایک مدرسہ قائم کیا جس کا نام مدرسہ ناشر العلوم رکھا' اور اس میں صدر مدرس کی حیثیت سے کام کیا۔

مولانا کی ایک مطبوعہ مثنوی بوستاں برائے دوستاں ہے' جو مشہور ہے' ان کی خودنوشت سوانح بھی ہے۔ جس سے ان کی زندگی کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔

تین ماہ مسلسل علالت کے بعد ۱۳ر دسمبر ۱۹۸۵ء مطابق ۲۹ر ربیع الاول ۱۴۰۵ھ کو اپنے گاؤں میں وفات پائی' اور وہیں دفن کئے گئے۔

۴۱۶ مولانا محمد میاں قاسمی بیتیاوی چمپارنی

مولانا محمد میاں قاسمی اپنے آبائی وطن بیتیا مغربی چمپارن میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں مدرسہ اسلامیہ بیتیا میں حضرت مولانا ریاض احمدؒ سے حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند گئے' اور وہاں سے فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد ۱۹۴۶ء ہی سے مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) میں حدیث کے استاد کی حیثیت سے خدمت انجام دے رہے تھے۔ انہوں نے اپنی محنت سے علم کے میدان میں ترقی کی' عربی و بنگلہ میں ایم۔ اے کیا' اور ترقی کر کے مدرسہ عالیہ ڈھاکہ میں شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز ہوئے۔

مولانا ایک صاحب تقوی عالم ہونے کے ساتھ حسن اخلاق' سادگی اور جذبہ اخلاق میں شہرت رکھتے تھے۔

بنگلہ دیش میں ان کے شاگردوں کی تعداد کئی ہزار ہے۔ وہ ہر سال اپنے وطن بیتیا مغربی چمپارن تشریف لایا کرتے تھے۔

مولانا کا دسمبر ۱۹۸۶ء میں بس حادثہ میں بنگلہ دیش میں انتقال ہوا۔

۴۱۷ مولانا قاری محمد عثمان بریولوی دربھنگوی

مولانا قاری محمد عثمان کے والد کا نام محمد شہادت علی تھا۔ ان کی پیدائش دربھنگہ ضلع کے موضع بریول میں ایک متوسط مومن خاندان میں ہوئی، موضع بریول دربھنگہ شہر سے پانچ کیلو میٹر پچھم اور مبی سے کچھ دوری پر واقع ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں اور موضع دیکھیار تھانہ کیوٹی ضلع دربھنگہ میں حاصل کی۔ تقریباً سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کرنے کے لئے مدرسہ چشمۂ فیض ململ تشریف لے گئے، حفظ سے فارغ ہوکر میرٹھ تشریف لے گئے، جہاں سے انہوں نے عالم اور فاضل کی سند حاصل کی۔ ۱۹۲۲ء میں حکمت کی سند طبی کالج لکھنؤ سے حاصل کی۔

مولانا قاری محمد عثمان صوبہ بہار کے مشہور عالم تھے۔ شیریں بیانی اور سحرانگیز قرات کے سبب طوطی بہار کے لقب سے نوازے گئے۔

فراغت کے بعد ابتداء میں طبابت کا پیشہ اختیار کیا، جس سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا، لیکن وعظ و نصیحت اور سیاسی مشاغل کی وجہ سے طبابت کے لئے وقت نہیں بچتا تھا، اس لئے اسے ترک کرنا پڑا۔

مولانا سیاست سے بھی شغف رکھتے تھے۔ انہوں نے تحریک خلافت میں بھی حصہ لیا۔ جمعیۃ علماء اور کانگریس کے پلیٹ فارم پر ہمیشہ قائم رہے۔ قاری محمد عثمان کے ایماء پر ہی آل انڈیا مومن کانفرنس کا جلسہ ۱۹۳۶ء میں ضلع اسکول دربھنگہ سے پورب جانب منعقد ہوا، جس کی صدارت جناب خاں بہادر مسٹر جلیل ایڈوکیٹ نے کی۔ اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے قاری صاحب نے بہت کوشش کی، دربھنگہ ضلع کے بہت سے گاؤں کا دورہ کیا۔ قاری صاحب کی اپیل پر بہت سے لوگوں نے مومن کانفرنس میں شرکت کی۔ اور اسی کے نتیجہ میں جمعیۃ علماء نے دربھنگہ الیکشن میں کامیابی حاصل کی۔

قاری صاحب عمر کے آخری حصہ میں اپنی اہلیہ کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔

۴۱۸ مولانا محمد عزیر سلفی مظفرپوری

نام محمد عزیر' والد کا نام مولوی محمد ابراہیم تھا۔ ۱۹۲۵ء میں موضع افضل پور عرف سیمرا ضلع مظفرپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ایک خوشحال فارغ البال اور صاحب حیثیت آدمی تھے۔ لیکن ان کا انتقال ایسے وقت میں ہوا جب کوئی صحیح طور پر جانشین کے لائق نہیں تھا۔ اس لئے سارا سرمایہ غیروں کے دست تصرف میں چلا گیا' جب آپ نے ہوش سنبھالا تو گھر پر ادبار کا سایہ تھا۔ لیکن تحصیل علم کا شوق بچپن سے تھا' اس لئے اپنے ماموں مولانا زین العابدین کے یہاں بسم اللہ کی' پھر آپ کے ماموں مدرسہ اصلاحیہ قصبہ بارہ ضلع غازی پور تعلیم کے سلسلہ میں تشریف لے گئے۔ تو آپ بھی ان کے ساتھ گئے' اور وہاں ان کے ساتھ رہ کر اردو فارسی وغیرہ کی تعلیم حاصل کی' پھر مدرسہ اصلاح المسلمین سنگی مسجد پٹنہ میں داخل ہوگئے۔ اور مولانا عبدالغفار آروی صدر مدرس سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ پھر دارالعلوم احمدیہ سلفیہ میں داخل ہوئے اور ۱۹۴۹ء میں درسیات کی تکمیل کی' آپ کے اساتذہ میں ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی' مولانا مصلح الدین' مولانا محمد اسحاق' مولانا عبیدالرحمان عاقل' مولانا نذیر احمد رحمانی قابل ذکر ہیں' مدرسہ بورڈ کا عالم امتحان ۱۹۴۸ء میں اور ۱۹۵۰ء میں فاضل حدیث امتحان پاس کیا۔

فراغت کے بعد ۱۹۵۰ء سے دارالعلوم احمدیہ سلفیہ میں تعلیمی فرائض انجام دینے لگے۔ خانگی الجھنوں کے باعث درمیان میں ایک سال مجبوراً گھر پر رہنا پڑا۔ لیکن پھر دارالعلوم سے منسلک ہوگئے' شروع میں درس و تدریس کے ساتھ الہدی کے دفتری فرائض بھی انجام دیتے تھے۔

طبیعت میں اصلاح پسندی اور کارکردگی کا جذبہ غالب تھا۔ جوان ہمتی کے ساتھ ہرکام کو انجام دیتے تھے۔

وفات ۲۱ رمضان ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء میں ہوئی۔

قاری صاحب کی زبان نہایت شیریں اور آواز بہت بلند تھی، جلسہ میں دور دور کھڑے سامعین بھی آسانی سے ان کی تقریر سنتے تھے۔ جب کلام پاک کی تلاوت کرتے تو ایک سماں بندھ جاتا تھا۔

قاری صاحب کی وفات ۱۹۸۷ء میں ہوئی، اور اپنے آبائی گاؤں موضع بریول میں مدفون ہوئے۔

۴۱۹ مولانا محمد انیس الرحمٰن قاسمی بستواروی دربھنگوی

مولانا محمد انیس الرحمٰن قاسمی کے والد کا نام عبدالواحد تھا۔ موضع بستوارہ ضلع دربھنگہ میں پیدا ہوئے۔ یہ بستی دربھنگہ شہر سے ۱۳ کیلو میٹر پچھم سمری تھانہ میں واقع ہے۔ ابتدائی تعلیم، حفظ اور عربی کی ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی مولانا حافظ صفی الرحمان بستواروی سے بستوارہ میں حاصل کی۔ پھر دہلی مدرسہ امینیہ گئے، اور وہاں سے ڈابھیل حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی خدمت میں پہنچے۔ اور پھر وہاں سے دارالعلوم دیوبند آئے، دارالعلوم دیوبند ہی سے فراغت حاصل کی۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ اور حضرت مولانا محمد اعزاز علیؒ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔

مولانا ایک جید عالم تھے۔ برہمپور ہائی اسکول میں بحالی ہوئی۔ اور وہیں پوری زندگی درس و تدریس کی خدمت انجام دی۔

مولانا حساس طبیعت و ذہن رکھتے تھے۔ تعلیم سے دلچسپی اور قوم کی اصلاح کی فکر ہمیشہ رہی۔ آپ کا علمی فیض بہت جاری ہوا۔ اس علاقہ میں کثرت سے آپ کے شاگرد ہیں۔

مولانا کا سب سے اہم کارنامہ مدرسہ قاسم العلوم حسینیہ دوگھرا ضلع دربھنگہ کا قیام ہے۔ اس مدرسہ نے علاقہ میں اہم خدمت انجام دی، دوگھرا کے جدید فضلاء اسی مدرسہ کے فیض یافتہ ہیں۔ علاقہ کے مسلمانوں کو اس ادارہ سے بہت فائدہ حاصل ہوا۔ آج بھی اس کا فیض جاری ہے۔ بہار مدرسہ ایجوکیشن بورڈ سے عالم آنرز تک

ملحق ہے۔

مولانا ایک علمی شخصیت کے حامل تھے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے خاص تعلق رکھتے تھے۔ مدرسہ کے نام میں دونوں بزرگوں کی شمولیت اس کی غمازی کرتی ہے۔

ملازمت ہی کے دوران ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۷ء بمطابق یکم ربیع الاول ۱۴۰۸ء بروز یکشنبہ بوقت ایک بجے دن وفات پائی۔ نماز جنازہ مولانا حافظ محمد شمس الہدی دوگھروی نے پڑھائی، اور بستوارہ میں مدفون ہوئے۔

۴۲۰ مولانا حافظ شاہ محمد حنیف مظفرپوری

مولوی حافظ شاہ محمد حنیف کے والد کا نام نور محمد تھا۔ آپ کی پیدائش موضع بھمن گواں تھانہ کٹرہ ضلع مظفرپور میں ہوئی۔ آپ کے ابتدائی حالات اور تحصیل علم کی تفصیل کچھ زیادہ معلوم نہ ہو سکی، آپ کی کتاب انتباہ الطالبین سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ آپ نے حفظ کلام اللہ کے بعد مولوی درجہ تک تعلیم بنارس میں حاصل کی۔ اور گھریلو مصروفیات کی وجہ سے تعلیم ترک کرکے درس و تدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔ آپ زمانہ طالب علمی میں ہی حضرت حافظ شاہ عبدالحمید پانی پتی ثم بنارسی سے شرف بیعت حاصل کی۔ اور اس کی تکمیل حضرت شاہ محمد تیغ علی مظفرپوری سے کی، اور انہیں سے خلافت حاصل کی، آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ شیخ کے پاس گذرا، اور مدرسہ حلیمیہ انوارالعلوم سرکانہی شریف میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ زندگی کے آخر ایام میں سرکانہی شریف سے متصل نور اللہ پور بنکرا جو شہر مظفرپور سے آٹھ کیلو میٹر پورب واقع ہے، کو اپنا مستقر بنایا، اور یہیں درس و تدریس کے ساتھ ساتھ رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کی تصانیف میں سے انتباہ الطالبین، ہدایۃ المریدین، اعزاز قادری اور انوار قادری قابل ذکر ہیں۔

آپ کی وفات ۲۳ اگست ۱۹۸۷ء کو ۹۷ سال کی عمر میں اپنے آبائی وطن بھمن گواں ضلع مظفرپور میں ہوئی، اور وہیں مدفون ہوئے۔

۴۲۱ مولانا معظم حسین قاسمی

مولانا سید معظم حسین قاسمی کا آبائی وطن بہار شریف کے شمال میں واقع گاؤں سلطان پور موڑا ہے۔ مولانا کی پیدائش نانیہال اوکھدی ڈاکخانہ بربیگھہ ضلع مونگیر میں ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۴ھ/ ۹ اپریل ۱۹۳۰ء کو ہوئی۔ آپ کا تاریخی نام سید معظم حسین ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے ایک رشتہ کے ماموں مولوی نور مرحوم سے حاصل کی۔ پھر اپنے بڑے بھائی مولانا سید فصیح احمدؒ کے ساتھ ریاض المدارس سرونج ریاست ٹونک گئے، اور وہیں تکمیل حفظ کے بعد تجوید کی مشق کی، اور عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ مدرسہ اسلامیہ ریڑھی تاج پور ضلع سہارنپور میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند گئے، اور دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد حیدر آباد چلے گئے، اور اے ایم بی مشن اسکول شمس آباد دکن میں بحیثیت اردو ٹیچر بحال ہوئے۔ پھر جامع مسجد گول کنڈہ دکن میں بحیثیت امام و خطیب مقرر ہوئے۔ پھر ۱۹۵۴ء تک انجمن اسلامیہ ہائی اسکول کھام گاؤں مہاراشٹر میں بحیثیت معلم دینیات خدمات انجام دیتے رہے، ۱۷ اپریل ۱۹۵۵ کو مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں آپ کی تقرری ہوئی۔ آپ جید عالم اور مدرسہ کے سینئر استاذ تھے۔ وفات کے وقت وائس پرنسپل تھے۔

مولانا نے طبیعت بھی موزوں پائی تھی، شاعری بھی کرتے تھے۔ ان کی شاعری میں روانی اور برجستگی کا عنصر غالب ہے۔

آپکا وصال پٹنہ میں دوران ملازمت ۲۹ دسمبر ۱۹۸۶ء کو ہوا۔ اور شاہ گنج کے قبرستان میں دفن کیئے گئے۔

۴۲۲ مولانا محمد عتیق الرحمٰن چندرسین پوری

مولانا محمد عتیق الرحمٰن بن مولانا عبدالحفیظ قاسمی بشارتی کی پیدائش اپنے آبائی گاؤں موضع چندرسین پور ضلع مدھوبنی کے ایک علمی گھرانے میں مورخہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۶ء کو ہوئی۔ آپ کے والد مولانا عبدالحفیظ قاسمی بشارتی ایک جید عالم تھے،

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور حضرت مولانا محمد ادریس دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ اور تصوف میں حضرت مولانا محمد بشارت کریم گڑھولویؒ (م ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۶ء) کے تربیت یافتہ تھے۔

مولانا محمد عتیق الرحمٰن صرف تین سال کے تھے کہ والد کا وصال ہوگیا۔ آپ کے چچا حضرت مولانا محمد سعید قاسمی حسینیؒ نے اپنے یتیم بھتیجے کی ہر طرح کفالت کی، جب ہوش سنبھالا تو تعلیم و تربیت کے لئے ماموں حضرت مولانا امیر حسن (جو بستی ہی میں پرائمری اسکول میں معلم تھے) کے سپرد کئے گئے۔ اور چند برسوں میں وہاں کی تعلیم مکمل کرلی۔ ثانوی تعلیم کے لئے آپ کے چچا حضرت مولانا محمد سعید (۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۰ء) اپنے ہمراہ مدرسہ بشارت العلوم کھرایاں پتھرا لے گئے جہاں وہ مہتمم اور صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز تھے، انہوں نے اپنی نگرانی میں اپنے ہی زیر درس رکھ کر فارسی و عربی کے علاوہ تفسیر وفقہ کی مشہور و متداول کتابیں جلالین و ہدایہ تک پڑھا کر تکمیل کے لئے دارالعلوم دیوبند بھیجا۔ وہاں دو سال رہ کر ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء میں فراغت حاصل کی۔ دورہ حدیث شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے پڑھا۔

فراغت کے بعد درس و تدریس کے فرائض اپنے چچا حضرت مولانا محمد سعیدؒ کے زیر نگرانی مدرسہ بشارت العلوم کھرایاں پتھرا ضلع دربھنگہ میں دینے لگے۔ اور درس و تدریس میں طلبہ کے درمیان مقبول رہے۔ مدرسہ کے درس و تدریس اور انتظام و انصرام کے علاوہ افتاء کا کام بھی آپ ہی انجام دیتے تھے، فقہی بصیرت رکھتے تھے۔ فتوی نویسی کا بہترین شعور پایا تھا۔

حضرت مولانا محمد سعیدؒ کے وصال کے بعد مدرسہ کے اہتمام کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی گئی۔ اور باضابطہ مہتمم بنا دیئے گئے۔ آپ اپنے چچا کے سچے وارث اور جانشین ثابت ہوئے۔ اور مدرسہ کے انتظام و انصرام کو عمدہ طور پر انجام دیا

۱۹۸۱ء میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے، اور حج کے سلسلہ میں نام و نمود سے دور رہ کر اسلاف کے طریقہ پر سفرحج کے لئے روانہ ہوئے۔

۲۰؍ ۲۱ مارچ ۱۹۸۷ء کو مدرسہ بشارت العلوم کے زیر اہتمام حضرت امیر شریعت مولانا سید منت اللہ رحمانی کی صدارت میں عظیم الشان حفظ شریعت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ اسی کانفرنس میں حضرت امیر شریعت نے آپ کو منصب قضاء کے لئے متعین کیا۔

مولانا نے تقریباً ۳۵ سال تدریسی خدمات انجام دیئے' اس طویل عرصہ میں آپ کے فیض یافتہ تلامذہ کی فہرست طویل ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت تھے۔ طبیعت میں تواضع' انکساری' سادگی اور گمنامی تھی۔

عیدالاضحیٰ کی تعطیل میں مدرسہ سے وطن مالوف تشریف لے گئے۔ بقرعید کی نماز ادا کی۔ دوسرے دن سے طبیعت بگڑنے لگی۔ گیسٹرک کا عارضہ تھا' جس سے قلب متاثر ہوتا تھا۔ دواؤں سے عارضی افاقہ ہوتا تھا۔ لیکن پورا فائدہ نہ ہوتا تھا۔ اسی طرح وقت گذرتا گیا' اور اسی میں آپ کی وفات ہوگئی۔

مولانا نے تصنیف و تالیف کے ساتھ شعر و شاعری کا بھی ذوق پایا تھا۔ ان کے کلام میں سلاست' لطافت اور برجستگی پورے طور ہے۔ اکثر ان کی تصنیف نظم ہی میں ہے۔ اور قلمی ہے۔ ان میں ایثار السنن مع حاشیہ افکارالحسن' العقائد الحادی ترجمہ منظوم اردو عقیدۃ الطحاوی' یاد حرم منظوم اردو' مسائل روزہ منظوم' علامات قیامت منظوم' گلہائے رنگارنگ مجموعہ کلام' پردہ کتاب وسنت کی روشنی میں قابل ذکر ہیں۔

۹ ربیع الاول بروز جمعہ ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو بوقت مغرب وصال ہوا۔ مولانا اہل اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی' اور اپنے آبائی گاؤں کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۴۲۳ مولانا مفتی محمود احمد نستوی

مولانا مفتی محمود احمد کے والد کا نام عبدالصمد ڈپٹی صاحب بن یاد علی تھا' جو حاجی منور علی خلیفہ شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے بھائی تھے۔ مولانا اپنے آبائی وطن موضع نستہ ضلع دربھنگہ میں ۲۰ نومبر ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر مدرسہ

امدادیہ دربھنگہ میں حاصل کی، پھر امروہہ میں ایک سال رہ کر مشکوۃ، بیضاوی وغیرہ پڑھی۔ وہاں سے دارالعلوم دیوبند جاکر دورہ حدیث سے فراغت حاصل کی۔ اور مزید دو سال رہ کر وہ کتابیں پڑھیں، جو پہلے رہ گئی تھی۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، علامہ شبیراحمد عثمانیؒ، مولانا سید اصغر حسین دیوبندیؒ، علامہ ابراہیم بلیاویؒ وغیرہ سے تعلیم کی تکمیل کی، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سے خاص تعلق تھا۔ حضرت مولانا اصغر حسینؒ بہت چاہتے تھے۔

مفتی عتیق الرحمان عثمانی، مولانا حفظ الرحمان، مولانا ابوالوفا شاہجہاں پوری دورہ کے خاص رفقاء درس تھے۔ حضرت مولانا محمد عثمان، مولانا عبدالرحمان اور مولانا محمود احمد نے دارالعلوم دیوبند سے میوات کا تبلیغی دورہ کیا۔ اور مسلمانوں کی اصلاح کی۔ فراغت کے بعد دارالعلوم دیوبند میں تدریسی خدمات کی دعوت دی گئی، مگر انہوں نے اپنا طبعی میلان نہ پانے کی باعث وہاں اس خدمت سے وابستہ نہ ہوسکے، ملحقہ مدارس میں رہنا بھی پسند نہ تھا۔ اس لئے مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ اور مدرسہ عزیزیہ بہار شریف کی دعوت بھی قبول نہ کی۔ بہار آکر سب سے پہلے مدرسہ احمدیہ مدھوبنی پھر مدرسہ اسلامیہ آدا پور ڈھاکہ چمپارن، مدرسہ محمودالعلوم دملہ، مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ، مدرسہ جامع العلوم مظفرپور میں درس و افتاء کی خدمات انجام دیئے، امارت شرعیہ کے قاضی کی حیثیت سے مدرسہ محمودالعلوم دملہ میں ذمہ داری بحسن و خوبی نبھائی۔ مدرسہ امدادیہ میں بھی آپ قاضی رہے۔

۲۹ مئی ۱۹۸۸ء میں وفات پائی۔

۴۲۴ مولانا محمد ابو بکر قاسمی نالندوی

آپ کا نام محمد ابوبکر اور والد کا نام مولانا حکیم وصی احمد تھا۔ ۲ر ستمبر ۱۹۲۸ء کو محلہ سلیم پور پوسٹ سوہ سرائے ضلع نالندہ (سابق ضلع پٹنہ) میں پیدا ہوئے۔ سوہ سرائے بہار شریف کا ایک محلہ ہے۔ ابتدائی اور ثانوی تعلیم مدرسہ قاسم العلوم و الخیرات، مدرسہ اسلامیہ بہار شریف اور مدرسہ کانپور میں حاصل کی۔ پھر دارالعلوم

دیوبند میں داخلہ لیا' اور وہیں سے فراغت حاصل کی۔ دارالعلوم میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ اور حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ وغیرہ جید اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ فراغت کے بعد مختلف مدارس میں درس و تدریس کی خدمت انجام دی۔ مدرسہ قاسم العلوم حسینیہ دوگھرا ضلع دربھنگہ میں بھی استاد رہے۔ آپ کے شاگردوں میں بڑے جید علماء ہیں۔ حضرت مولانا سے مجھے بھی تعلیم حاصل کرنے کا فخر ہے۔ مدرسہ قاسم العلوم حسینیہ دوگھرا کی ملازمت کے درمیان ہی مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں بحالی ہوگئی اور مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ تشریف لے آئے۔ ستمبر ۱۹۸۶ء کو اپنے عہدہ سے سبکدوش ہوئے۔

۲۷ فروری ۱۹۸۹ء آپ کی وفات ہوئی اور سوہ ڈیہہ قبرستان (بہار شریف) میں مدفون ہوئے۔

۴۲۵ مولانا محمد ایوب اسلام پوری مدھوبنی

مولانا محمد ایوب کے والد کا نام مولانا الحاج عبدالحئی تھا۔ آپ کا آبائی وطن موضع مصرولیا ٹولہ اسلام پور اندھرا ٹھاری ضلع مدھوبنی تھا۔ آپ کی پیدائش ۱۹۰۳ء میں ہوئی' ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ پھر مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ گئے۔ اور وہاں کے اساتذہ سے کسب علم و فضل کیا' پھر وہاں سے مدرسہ شاہی مراد آباد گئے۔ اور وہاں کے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ حضرت شیخ فخرالدین احمدؒ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ پھر مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور گئے۔ اور تکمیل کے لئے دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ اور وہیں سے فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بہت دنوں تک موضع نرھیا کے مدرسہ میں درس و تدریس کی خدمت انجام دیا۔ وہاں عبدالحئی پیامی ایم ایل اے وغیرہ نے آپ سے تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد راج نگر ہائی اسکول میں اسسٹنٹ ٹیچر کی حیثیت سے آپ کی بحالی ہوگئی۔ اسی اثنا ۱۹۴۰ء میں آپ کے والد حج کے لئے تشریف لے گئے' آپ بھائی بہن میں تنہا تھے۔ اکیس بیگہ زمین تھی۔ گھر پر کوئی نہیں تھا۔ اس لئے اپنے والد کی جگہ

بھوپٹی مڈل اسکول میں چلے آئے۔ اور وہیں عرصہ تک درس و تدریس کی خدمت انجام دیتے رہے۔

مولانا ایک جید عالم تھے۔ جس وقت دار العلوم دیوبند سے تشریف لائے۔ اس زمانہ میں اتنے بڑے عالم بہت کم تھے۔ علاقہ میں آپ کا نام فخر سے لیا جاتا تھا۔ پوری برادری و علاقہ میں معزز تھے۔ فارغ البال تھے۔ ایکس بیگہ زمین میں ہر فصل ملاکر پانچ سومن اناج ہوتا تھا۔ ساتھ ہی ملازمت تھی' پوری برادری کے صدر تھے۔ ہر جگہ پنچایت میں شرکت کرتے' لوگ آپ کے فیصلہ کو قبول کرتے۔ فیصلہ میں قرآن و حدیث کی پوری رعایت کرتے تھے۔ ہندو مسلمان سبھی آپ کو اپنا پنچ تسلیم کرتے تھے۔

مولانا اسلاف کے نمونہ تھے' مڈل اسکول سے وابستہ رہتے ہوئے بھی اصلاح معاشرہ کی جد و جہد میں مصروف رہے' حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ کے ہم درس تھے' اور آپ ہی سے مرید تھے' مولانا رحمانی جب بھی اس علاقہ میں تشریف لائے' تو اسلام پور' مولانا محمد ایوب کے گھر ضرور تشریف لے جاتے' مولانا رحمانی سے خط و کتابت بھی رکھتے تھے۔

مولانا محمد ایوب کو مدرسہ رحمانیہ سوپول اور مدرسہ رحمانیہ یکہتہ سے قلبی لگاؤ تھا۔ مولانا ممتاز علی پرنسپل مدرسہ رحمانیہ یکہتہ اکثر و بیشتر ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ مولانا محمد ایوبؒ کے پاس احادیث و تفاسیر کی بہت سی کتابیں تھیں۔ ان تمام کتابوں کو مدرسہ رحمانیہ یکہتہ کی لائبریری میں دیدی

مولانا محمد ایوب مدرسہ تسیاہی ضلع مدھوبنی کے بہت دنوں تک صدر رہے۔ اس مدرسہ میں دو پختہ کمرہ کی تعمیر اپنے اخراجات سے کرائی۔ ۱۸ کٹھہ زمین قبرستان کے لئے وقف کیا' چار کٹھہ زمین مسجد اور ڈھائی کٹھہ زمیں عیدگاہ کے لئے وقف کیا۔

مولانا ۱۹۶۵ء میں اپنی اہلیہ کے ہمراہ حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔

مولانا کی وفات ۱۲ ستمبر ۱۹۸۹ء کو ہوئی' اور اپنے آبائی گاؤں میں موضع مصرولیا میں مدفون ہوئے۔

۴۲۶ مولانا محمد عبداللہ ادیب بہاری

حضرت مولانا ابو العلاء محمد عبداللہ ادیب بن حافظ لیاقت حسین کا وطن اصلی موضع مولانا ڈیہہ ضلع نالندہ ہے' جو بہار شریف سے جانب جنوب چند میل پر واقع ہے' آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ عزیزیہ بہار شریف (درس نظامی) میں مولانا ابراہیم دھنچوہی اور مولانا انوار اعظمی وغیرہ سے ہوئی۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے دیوبند تشریف لے گئے۔ اور دار العلوم دیوبند میں داخلہ لے کر وہاں کے اساتذہ سے اکتساب علم و فضل کیا۔ آپ کا دور حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا دور تھا۔ حضرت شاہ صاحب کی شاگردی نے آپ میں کمال پیدا کر دیا۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد مدرسہ وحیدیہ آرہ میں استاذ کی حیثیت سے تدریسی خدمات انجام دیئے۔ پھر مدرسہ عزیزیہ بہار شریف میں سنیئر عربی استاذ کی حیثیت سے تشریف لائے' اور پوری زندگی اسی ادارہ میں خدمات انجام دیئے۔

حضرت مولانا اپنے وقت کے مشہور اور جید عالم تھے۔ آپ کے علم کا شہرہ تھا۔ ہر کوئی آپ کے علم و فضل کا معترف تھا' بہتیرے علماء نے آپ سے علم و فضل حاصل کیا۔

علم البلاغت میں ایک رسالہ علمی یادگار ہے۔

مولانا کی وفات ۱۹۹۰ء میں ہوئی' اور محلہ بارہ دری بہار شریف میں آپ کا مزار ہے۔

۴۲۷ مولانا حکیم محمد یوسف پھلواروی

مولانا حکیم محمد یوسف کے والد کا نام مولانا حکیم محمد شعیب تھا' آپ کے والد اعیان وطن ' تجلیات انوار (قلمی) حدیقۃ الازہار (قلمی) جیسی کتابوں کے مصنف تھے۔ مولانا حکیم محمد یوسف خانقاہ مجیبیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۹۱۳ھ میں پیدا ہوئے' اور مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں تعلیم پاکر ۱۹۳۳ء میں فارغ ہوئے' طبی کالج میں

طب کی تعلیم حاصل کرکے ۱۹۴۰ء میں طب کی سند حاصل کی۔ بسلسلہ طبابت وملازمت جون ۱۹۵۰ء سے شہر گیا میں مقیم تھے۔ گیا کی مسجد میں امامت بھی کرتے تھے، اور رشد ہدایت کا شغل بھی جاری تھا۔

مولانا حکیم محمد یوسف شعر وشاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے۔ اور یوسفؔ تخلص کرتے تھے۔

وفات ۱۱؍ مئی ۱۹۹۰ء کو ہوئی اور خانقاہ مجیبیہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۴۲۸ مولانا محمد محسن احمد ندوی

مولانا محمد محسن احمد ندوی کی پیدائش ایک علمی خانوادہ میں ہوئی۔ والد کا نام شیخ انظار علی مرحوم ہے، مورخہ ۱۲؍ نومبر ۱۹۲۸ء میں ایک چھوٹی سی بستی "ملکی" ضلع پورنیہ بہار میں پیدا ہوئے۔ علمی ماحول میں پرورش ہوئی۔ مدرسہ تنظیمیہ میں ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۹۴۴ء میں بغرض تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخل ہوئے۔ چونکہ بچپن ہی میں والد کے سایہ عاطفت سے محروم ہوگئے تھے۔ انہوں نے بڑے بھائی کی سرپرستی میں تعلیم حاصل کی۔ دوران تعلیم ندوۃ العلماء کی جمیعۃ الاصلاح کے تمام شعبوں کے سرپرست رہے۔ بلکہ فضیلت کے سال ۱۹۵۲ء میں ناظم اعلیٰ جمیعۃ الاصلاح اور جنرل سکریٹری فٹ بال اور والی بال تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ حضرت مولانا محمد عمران خان ندوی ازہری مہتمم تھے۔

ندوہ سے فراغت کے بعد قوم و ملت کی خدمت کو انہوں نے اپنی زندگی کا شیوہ بنایا۔ مختلف تحریکوں سے وابستہ ہوگئے۔ ۵۳ء میں مدرسہ تنظیمیہ بارا عیدگاہ پورنیہ میں بحیثیت مدرس بحال ہوئے۔ اپنی گوناگوں صلاحیتوں کی بنا پر جلد ہی علاقہ میں چھاگئے۔ عربی ادب کا بہترین ذوق تھا۔ نہایت عمدہ خطیب تھے۔ ۶۴ء سے ۷۵ء تک جمیعۃ العلماء ہند ضلع پورنیہ کے صدر رہے۔ ان کے مستعفی ہونے کے بعد پورنیہ میں جمیعۃ العلماء کا کام اچھی طرح نہ چل سکا۔

مولانا کے بڑے لڑکے مولانا محمد شبیر عالم ندوی، صاحب الفقہ المیسر استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے داماد ہیں اور مدرسہ تنظیمیہ میں ادب عربی کے استاذ ہیں۔

مولانا کی وفات شکر کی بیماری کی وجہ سے ۴ر دسمبر ۱۹۹۰ء کو منگل کے دن فجر کے وقت ہوئی۔

۴۲۹ مولانا محمد سالم توحیدی سمستی پوری

نام محمد سالم توحیدی اور سالمؔ تخلص تھا۔ دادا کا نام محمد توحید تھا۔ اسی مناسبت سے توحید میں یاء نسبتی لگا کر اپنے نام کے ساتھ توحیدی لکھتے تھے۔ وطن مالوف شاہ پور بگھونی تھا جو سمستی پور ضلع کی معروف بستی ہے' آپ کا خاندان شاہ پور بگھونی میں نہایت معزز و موقر سمجھا جاتا ہے۔ دینی و دنیوی حیثیتوں سے یہ خاندان نور علی نور ہے۔

آپ کی پیدائش ۱۹۰۵ء میں بمقام شاہ پور بگھونی ہوئی' والد کا نام شیخ مولوی عبدالرحیم عرف ڈمری بابو ہے جو حضرت مولانا محمد قاسم سیف بنارسی کے جلیس و ہم مکتب تھے۔ پانچ برس کی عمر میں بغرض تعلیم مقامی مدرسہ اسلامیہ بھگونی میں داخل کئے گئے' جب نوشت و خواند میں معمولی صلاحیت پیدا ہوگئی تو حافظ خانہ میں داخل ہو کر کلام پاک حفظ کرنا شروع کر دیا۔ اسی زمانہ میں جناب حافظ محمد یونس مرحوم بگھونوی کی بڑی شہرت تھی۔ دور دراز کے طالب علم بلکہ بعض حفاظ بھی جناب حافظ مرحوم کے حلقہ شاگردی میں داخل ہونے کو موجب خیروبرکت سمجھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے قلیل مدت میں قرآن پاک حفظ کر ڈالا۔ اکثر سالانہ امتحان میں اول نمبر لائے۔ بعدہ ۱۳۳۶ھ میں جامع کمالات صوری و معنوی حاوی علوم عقلی و نقلی الحاج حضرت مولانا محمد محمود عالم صدرالمدرسین مدرسہ اسلامیہ بھگونی کے روبرو زانوے شاگردی تہہ کیا' اور جامع ترمذی شریف تک پڑھ کر دارالتکمیل مظفر پور میں جاکر جامع کمال علامہ بے مثال الحاج مولانا عبدالنور سے پھر ترمذی کا اعادہ کیا۔ پھر کچھ دنوں مدرسہ ندوۃ العلماء لکھنؤ جاکر تعلیم حاصل کی' پھر واپس آکر ۲۰ اپریل ۱۹۲۹ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں عالم سال ثانی تک کی تعلیم حاصل کی' اس وقت مدرسہ کے پرنسپل حضرت مولانا الحاج محمد سہول بھاگلپوریؒ اور اہم استاذ مولانا اصغر حسین

بہاری تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد محلّہ باقر گنج پٹنہ میں ۱۹۳۰ء میں مدرسہ توحیدیہ کا سنگ بنیاد رکھا' آپ کی غیر معمولی صلاحیت' طریقہ تعلیم کی بدولت کچھ ہی عرصہ میں دو سو سے زیادہ لڑکے مدرسہ میں داخل ہوگئے جس کی وجہ سے سات مدرسین کا اضافہ کرنا پڑا' پھر کچھ دنوں تک اس کے ناظم اعلیٰ رہ کر بعض چند مجبوریوں کے تحت اس سے الگ ہوگئے' یہ مدرسہ باقر پٹنہ میں بی این کالج کے سامنے والی گلی میں بشکل مڈل اسکول آج بھی موجود ہے۔

آپ کو شاعری کا شوق طالب علمی کے زمانہ سے ہی تھا۔ اپنے دور کے بڑے شاعروں میں شمار ہوتے تھے۔ ۱۹۲۴ء سے آپ نے شاعری شروع کی۔ ایک اندازے کے مطابق آپ کے اشعار کی تعداد پچیس ہزار سے کم نہ ہوگی۔ منظر نگاری میں اچھا ملکہ ملا تھا۔

برسوں ہدیٰ ڈائجسٹ کے مضمون نگار رہے۔ آپ نے بہت کتابیں لکھی ہیں

(۱) ان میں حیات اسلاف (زیر طبع)

(۲) ملک اور جہیز (۳) مسلمان اور شادی منظوم (۴) وہابی تحریک (۵) خواص الادویہ منظوم (۶) تعلیمات اسلامی کافی مشہور ہیں۔

سرکار سے آپ کو شاعری کی بنیاد پر انعام بھی ملا تھا۔

۲۰ر جنوری ۹۰ء کو مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ آپ کی قبر شاہ پور بھگونی کے قبرستان میں ہے۔

۴۳۰ مولانا محمود عالم داؤد پوری سمستی پوری

مولانا محمود عالم داؤد پوری کے والد کا نام منشی عبدالحفیظ تھا۔ مولانا کی ولادت ۱۹۰۵ء میں داؤد پور میں ہوئی۔ آپ کے آباء و اجداد بیرون ملک سے ہجرت کر کے چھ سو سال قبل اسی گاؤں میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ عوام میں آپ ملاجی کے نام سے مشہور تھے۔ یہ خطاب آپ کو دوران تعلیم دیوبند ہی میں ملا تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے والد سے حاصل کر کے تحصیل علم کے لئے بانکی پور اور وہاں سے پھلواری

شریف گئے۔ جہاں عربی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر سمستی پور ہی میں مولانا منظور پھلواروی سے تحصیل علم کرنے لگے۔ پھر مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ میں داخلہ لیا۔ ۸ صفر ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء کو دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ جہاں ۴ سال رہ کر فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ سے فضیلت کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۳۰ء میں مبارک پور سمری بختیار پور سہرسہ کے ایک مدرسہ میں صدر مدرس کی حیثیت سے درس وتدریس کی خدمت انجام دیا۔ ۱۹۳۶ء میں ترہت اکاڈمی سمستی پور میں ہیڈ مولوی کی حیثیت سے بحال ہوئے۔ اور وہیں سے ۱۹۷۲ء میں ہیڈ مولوی کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے۔ اسکول سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد مختلف مدارس میں درس و تدریس کا کام انجام دیا۔

آپ اپنے وقت کے بڑے عالم' مفتی و پرہیزگار تھے۔ مطالعہ کا حال یہ تھا کہ سالوں بھر رات کے ۲ بجے بیدار ہو کر تہجد کے بعد مطالعہ کتب میں مشغول ہوجاتے۔ لوگوں کا اندازہ ہے کہ ان کے وقت میں ان سے زیادہ زبانی احادیث یاد رکھنے والے بہت کم لوگ تھے۔ سماجی اور عوامی کاموں سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ کوئی پنچایت مولانا کے بغیر نہیں ہوتی تھی' آپ کے اساتذہ میں مولانا سید حسین احمد مدنیؒ' مولانا انور شاہ کشمیریؒ' مولانا ابراہیم بلیاویؒ' وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

آپ کے ساتھیوں میں سید شاہ عون احمد قادری' مولانا حکیم ابو طلحہ محمد پور کراڑی' مولانا اختر کیفی اور مولانا لطف الرحمان ہرسنگھ پوری قابل ذکر ہیں' مولانا لطف الرحمان نے جو خطبات رحمانی لکھا ہے' اس کی تصحیح مولانا موصوف نے کی۔

مولانا نے جنگ آزادی میں خوب حصہ لیا' لیکن پوشیدہ طور پر' کیوں کہ آپ سرکاری ملازم تھے' تقسیم ہند کے سخت مخالف تھے۔

۲۲ر نومبر ۱۹۹۰ء کو اپنے خاندان کے لوگوں سے بات کرتے ہوئے وفات پائی۔

۴۳۱ مولانا سید منت اللہ رحمانی مونگیری

مولانا سید منت اللہ رحمانی مشہور معروف علمی خانوادے سے وابستہ تھے' حضرت مولانا محمد علی مونگیری جو علمی حلقے میں معروف مشہور ہیں' وہ آپ کے والد ماجد تھے،مولانا ۹ جمادی الثانی ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنا علمی سفر مونگیر سے شروع کیا۔ چار سال دارالعلوم ندوۃ العلماء میں رہے۔ پھر دارالعلوم دیوبند گئے' دارالعلوم دیوبند سے تعلیم کی تکمیل کی۔

اللہ نے کام کا شعور روز اول سے ہی عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ علماء دیوبند کی قیادت میں آزادی ملک کی تحریک میں آپ بھی دیگر علماء کے دوش بدوش چلتے رہے۔ یہاں تک کہ ۱۹۳۲ء میں تحریک آزادی کے سلسلہ میں گرفتاری بھی دی' اور جیل بھی گئے۔ ۱۹۳۴ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی' ۱۹۳۵ء میں جمعیۃ علماء بہار کے سکریٹری منتخب ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں بہار اسمبلی کے رکن بھی منتخب ہوئے۔ لیکن اس کے ساتھ طریقت کی طرف سے بھی بے اعتنائی نہیں برتی۔ اور اپنے والد حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ سے بیعت بھی ہوئے۔ لیکن اس راہ میں تکمیل آپ کو مولانا محمد عارت ہرسنگھ پوریؒ سے حاصل ہوئی' آپ کے بڑے بھائی مولانا سید شاہ لطف اللہ کا انتقال ہوا' تو آپ خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۵ء میں جامعہ رحمانی کے نام سے بند مدرسہ کا احیاء کیا' ۱۹۵۵ء میں آپ کو دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوری کا رکن منتخب کیا گیا۔

۱۹۷۲ء میں آپ کے مساعی جمیلہ کے بدولت بمبئی میں آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کنونشن منعقد ہوا۔ اور پھر ۱۹۷۲ء میں حیدر آباد میں بورڈ کا اجلاس ہوا' جس میں آپ کو جنرل سکریٹری منتخب کیا گیا' آپ نے آخر دم تک اس پلیٹ فارم سے مسلم مسائل کو سلجھانے کی کوشش کی' جو قابل قدر اور قابل تحسین ہے۔ ۲۴ مارچ ۱۹۵۷ء میں آپ امیر شریعت منتخب کئے گئے۔ آپ کے زمانہ میں امارت شرعیہ نے کافی ترقی کی۔

مولانا جیدعالم اور صاحب فہم و فراست کے حامل قائد تھے۔ آپ کی علمی یادگار میں مندرجہ ذیل اہم کتابیں ہیں :

مکاتیب گیلانی، یونیفارم سول کوڈ، مسلم پرسنل لا، قانون شریعت کے مقاصد، متبنی بل کی کہانی، فیملی پلاننگ، ایڈیشن آف چلڈرن بل اور دی پلان آف ریلیجس سیکوریٹی۔ آپ کی مفصل سوانح بھی طبع ہوچکی ہے۔

مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۹۱ء کی شب میں نماز تراویح کے دوران دل کا دورہ پڑنے سے اچانک انتقال ہوگیا۔ مولانا سید نظام الدین ناظم امارت شرعیہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اپنے والد محترم حضرت مولانا محمد علی مونگیری کے جوار میں مدفون ہوئے۔

مولانا محمد یونس آواپوری

مولانا محمد یونس، حضرت مولانا عبدالعزیز بستویؒ کے ماموں حافظ محمد جان آواپوری کے ہونہار فرزند تھے، آپ کی ابتدائی تعلیم اپنے والد سے ہوئی، پھر مسلم اردو مڈل اسکول آواپور میں ماسٹر محمد ابراہیم آواپوری، ماسٹر محمد جان کیول پوری سے پانچ درجہ تک تعلیم حاصل کرکے ابتدائی فارسی و عربی کی تعلیم حضرت مولانا محمد سلیمان آواپوری بانی و استاذ مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد سیتا مڑھی سے پڑھ کر مدرسہ اشرف العلوم قلی بازار کانپور میں حضرت مولانا محمد عثمان خاں اعظمی بانی مدرسہ سے ثانوی عربی تک تعلیم حاصل کرکے جامع العلوم جامع مسجد پٹکاپور کانپور میں متوسطات کی کتابیں پڑھیں، اور درس نظامی کی آخری تعلیم کے لئے مدرسہ تکمیل العلوم احاطہ کمالی خاں میں داخلہ لے کر باقی ماندہ کتب درسیات و معقولات و منقولات کی خواندگی کے بعد حضرت مولانا مفتی سعید احمد لکھنوی شیخ الحدیث مدرسہ سے صحاح ستہ کتابیں پڑھ کر

شعبان ۵۹ ۱۳ھ ۱۹۳۹ء میں فارغ ہوئے'

فراغت کے بعد آپ کے مشفق استاد حضرت شیخ الحدیث نے آپ کو تکمیل العلوم میں ہی عربی مدرس بنا لیا' ۵۹ ۱۳ھ ۱۹۳۹ء تا ۷۲ ۱۳ تک تدریسی خدمات میں مشغول رہے' ساتھ ہی پولس لائن کی ۱۹۵۲ء میں امامت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ ۷۳ ۱۳ھ/ ۱۹۵۳ء تا ۷۵ ۱۳ھ/ ۱۹۵۵ء اپنے وطن آواپور میں رہے' کچھ عرصہ جناب سیٹھ خلیل احمد موضع چتوار پور ضلع سمستی پور اور موضع کچھی پور سیتا مڑھی میں اپنے شاگرد مولوی عبدالجبار صاحب کے دروازہ پر بچوں کو تعلیم دیتے رہے۔ دوبارہ کانپور تشریف لے گئے ' اور ۷۶ ۱۳ھ/ ۱۹۵۹ء تا ۸۲ ۱۳ھ/ ۱۹۶۲ء ادارہ دینیات جوہی کالونی رہ کر گھر آگئے' اور تیسری دفعہ ۹۹ ۱۳ھ/ ۱۹۷۹ء تا ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء ادارہ دینیات کی درخواست اور خواہش پر مدرسہ اصلاح العلوم عالم گنج فتح پور' یوپی کی خدمت منظور فرما کر عالم گنج میں ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء تا ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء میں حیات مدرسہ سے منسلک رہے۔

آپ کا انتقال شب ۳۰ ر رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۶ ر اپریل ۱۹۹۱ء کو عالم گنج فتح پور' یوپی میں ہوگیا۔۔۔ اور آپ کی نشاندھی کے مطابق مدرسہ کے متصل مشرقی دروازہ بجانب شمال مدفون ہوئے۔

۴۲۳ مخدوم بہار مولانا حافظ محمد طیب کنہواوی

مخدوم بہار مولانا حافظ محمد طیب کی پیدائش کا سال ۱۳۰۱ھ ر ۱۸۰۱ء جائے ولادت قصبہ کنہواں ضلع سیتامڑھی ہے۔ آپ کی نانیہال موضع بترہ ضلع سیتا مڑھی ہے۔ ابتداء میں والد نے تعلیم کے لئے اسکول میں بھیجا۔ چند سال آمد و رفت کا سلسلہ رہا' مگر خاطر خواہ فائدہ نظر نہیں آیا' تو گاؤں کے محمد علی میاں جی کے پاس دینی تعلیم کا آغاز ہوا۔ حضرت شاہ حافظ محمد عیسیٰ سے ناظرہ اور حفظ قرآن پاک کی تکمیل فرمائی' پھر

ابتدائی فارسی حضرت مولانا جمال احمد کیماویؒ سے اور بعد قیام مدرسہ اشرف العلوم حضرت مولانا صوفی رمضان علیؒ سے پڑھا' ان کی وفات کے بعد حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتی سے پڑھا' مختصرالمعانی تک کی تعلیم مدرسہ اشرف العلوم میں حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ حنفیہ آرہ تشریف لے گئے۔ جہاں حضرت مولانا محمد مسلم جونپوریؒ شیخ الحدیث تھے۔ وہیں سے ۱۳۴۸ھ ر ۱۹۳۰ء فراغت پائی۔

اللہ نے آپ کو عمر طویل نصیب فرمائی' اس لئے آپ کی خدمت کا دائرہ وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ مجموعی طور پر پچاس سال تدریس و نظامت کی خدمت مدرسہ اشرف العلوم کنہواں ضلع سیتا مڑھی میں انجام دیا۔ اور تقریباً دس سال رام پور بیریا کیسریا چمپارن میں قیام فرمایا' بہت سے مدارس اور مساجد آپ کے دست مبارک سے قائم ہوئے۔ علاقہ کے اصلاحی کام اور اسلامی بیداری میں بھی پیش پیش رہے۔

آپ کی مکمل سوانح حیات طیبہ وار واح طیبہ کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

۱۴۰۴ھ میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ جو مرض الوفات ثابت ہوا۔ ۸ جمادی الاخر ۱۴۱۱ھ ر ۱۹۹۱ء کو شب جمعہ میں برین ہیمبرج ہوگیا۔ غشی کی حالت رہا کرتی تھی۔ ۱۴ جمادی الاخر ۱۴۱۱ھ ر ۱۹۹۱ء بروز بدھ وفات پائی۔ ۱۵ جمادی الاخری ۱۴۱۱ھ ر ۳ جنوری ۱۹۹۱ء کو تجہیز و تکفین عمل میں آئی' اشرف العلوم کنہواں کے مخصوص قبرستان مزار طیبی میں دفن کئے گئے۔

۴۳۴ مولانا محمد قاسم سوپولوی در بھنگوی

حضرت مولانا محمد قاسم سوپول ضلع دربھنگہ کے محلہ شیخ پورہ میں پیدا ہوئے جب مدرسہ رحمانیہ سوپول کا افتتاح محلہ شیخ پورہ میں ہوا' اور علوم عربیہ کے مایہ ناز استاذ عارف باللہ حضرت مولانا عارف ہرسنگھ پوریؒ مسند درس پر جلوہ افروز ہوئے' تو حضرت مولانا محمد قاسم کو عربی علوم کے طالب علم کی حیثیت سے سب سے پہلے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ انہوں نے یہاں کافیہ تک تعلیم حاصل کی۔ پھر بعض سہولتوں کی بنا پر

حضرت مولانا ادریس کے مدرسہ محمود العلوم موضع دملہ ضلع مدھوبنی میں تعلیم حاصل کرنے لگے۔ اور وہاں سے مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں داخل ہوئے، حضرت مولانا عبدالوہابؒ، حضرت مولانا عبدالرحیمؒ اور حضرت مولانا عبدالودودؒ سے علمی استفادہ کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، اور وہیں سے فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد مدرسہ رحمانیہ سوپول کی خدمت میں مشغول ہوگئے، ساتھ ہی سوپول کی میڈل اسکول میں تعلیمی خدمت پیش کی۔ بعد میں اسکول سے درس و تدریس کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ اور مدرسہ رحمانیہ کی خدمت اور عوامی فلاح و بہبود کے لئے خاص ہو کر رہ گئے۔ مولانا تحریک آزادی کے ایک سرگرم مجاہد تھے۔ کئی مرتبہ جیل گئے، پہلی مرتبہ میں تین سال تک جیل میں زندگی گذاری، مولانا محمد قاسم ایک عرصہ تک مدرسہ رحمانیہ کے سکریٹری اور صدر مدرس بھی رہے۔ آپ نے حضرت مولانا عثمان کو مدرسہ رحمانیہ سوپول کی خدمت کے لئے بلایا۔

مولانا ۱۷ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو پانچ بج کر دس منٹ پر مغرب کی اذان سے کچھ پہلے وفات پائی۔ حضرت مولانا محمد شمس الہدیٰ مہتمم مدرسہ رحمانیہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور سوپول میں دفن کئے گئے۔

۴۳۵ مولانا محمد حسین بہاری

مولانا محمد حسین بہاری ضلع مظفر پور (حال ضلع سیتامڑھی) کے ایک گاؤں شیخ سبھیا میں ۱۳ شوال ۱۳۲۳ھ ر ۱۹۰۵ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں بڑے بھائی ابوبکر سے حاصل کی۔ پھر مدرسہ اسلامیہ ڈھاکہ مشرقی چمپارن اور اس کے بعد دارالعلوم مئو میں مختصر المعانی تک پڑھا۔ وہاں خاص طور پر مولانا کریم بخش سنبھلیؒ (م ۱۳۶۲ھ ر ۱۹۴۳ء) سے استفادہ کا موقع ملا۔ اور ان سے مروجہ علوم و فنون کی متعدد کتابیں پڑھیں۔ پھر سنبھل مراد آباد گئے۔ اور وہاں سے مظاہر العلوم سہارنپور تشریف

لے گئے۔ اور وہاں کئی سال تک تعلیم حاصل کی۔ وہاں موقوف علیہ تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۶/ اپریل ۱۹۲۷ء کو دار العلوم دیوبند میں دورہ حدیث میں داخلہ لیا، اور دوسرے سال ۱۹۲۸ء میں دار العلوم دیوبند سے فارغ ہوئے، حدیث کی اکثر کتابیں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے پڑھیں۔

فراغت کے بعد مدرسہ شاہ بہلول سہارنپور میں درس بخاری سے تدریسی خدمات کا آغاز کیا۔ ایک سال بعد مدرسہ اشرفیہ راندیر (سورت) گئے۔ اور دو سال تک درسیات کا فیض پہنچا کر مدرسہ صدیقیہ پھاٹک حبش خاں تشریف لائے اور مسلسل چودہ سال تک تدریسی خدمت انجام دی۔ ۱۹۴۷ء میں آزادی کے بعد بھڑکے فرقہ وارانہ فساد میں مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ نے دو سپاہیوں کے ہمراہ آپ کو مظفر پور پہنچنے کی سہولت فراہم کی۔ آپ نے گھر آکر یہاں مدرسہ مدنی قائم کیا اور کچھ دنوں بعد ۱۹۴۸ء میں دار العلوم دیوبند سے ایسے وابستہ ہوئے کہ آخیر دم تک حدیث، تفسیر، فقہ اور مختلف علوم و فنون کے درس سے طلبہ کو مستفیض کرتے رہے۔ دار العلوم دیوبند میں درجات علیا اور حدیث و تفسیر کے استاذ رہے۔ منطق و فلسفہ آپ کا خاص موضوع تھا۔ اور شیخ المنطق والفلسفہ کے لقب سے نوازے گئے۔

دار العلوم دیوبند کے بہت سے اساتذہ کرام کو آپ سے علمی اکتساب کی نسبت حاصل تھی۔ اس لئے ان کے ساتھ آپ کا نہایت مشفقانہ برتاؤ ہوتا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت ہوئے، دار العلوم دیوبند میں ۴۵ سال تک تدریسی خدمت انجام دی۔ اس لئے آپ کے تلامذہ کی تعداد بے شمار ہے۔ بڑے بڑے علماء اور فضلاء مشائخ اور خطباء کو آپ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔

حضرت مولانا بہاری جید عالم اور شفیق استاذ تھے، بغیر مطالعہ تعلیم و تدریس کو آپ ناروا سمجھتے تھے، علمی دنیا میں آپ کی شہرت رہی اور ہمیشہ عزت و احترام سے آپ کا نام لیا جاتا رہا۔

آپ علامہ بہاری، فخر بہار، مولانا بہاری اور ملا بہاری کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کے یہ القاب آپ کے نام سے زیادہ مقبول و مشہور رہے۔

حضرت مولانا نہایت خاکسار، متواضع اور حلیم الطبع نام و نمود اور شہرت سے دور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ علمی اعتبار سے بلند مقام رکھنے کے باوجود کوئی علمی یادگار نہیں۔ علمی یادگار کے طور پر اپنے ہزاروں تلامذہ کو چھوڑ گئے۔ جو آپ کی یاد تازہ کرتے رہیں گے۔

حضرت مولانا بہاری پر دار العلوم دیوبند میں تدریسی خدمت کے درمیان ہی فالج کا حملہ ہوا، اور ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۱ء سے ۱۲ جنوری ۱۹۹۲ء بمطابق ۶ رجب ۱۴۱۳ھ بروز یکشنبہ تک صاحب فراش رہنے کے بعد صبح ۱۱ بج کر ۵ منٹ پر وفات پائی۔ اور اپنی تمنا کے مطابق مزار قاسمی میں مدفون ہوئے۔

مولانا حافظ محمد طیب خان کماوی

مولانا محمد طیب خاں کے والد کا نام عبدالرحیم خاں تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے، مولانا حافظ محمد طیب خاں بن عبد الرحیم بن فخرالدین خان بن غلام حیدر خان بن عنایت احمد خان بن نہال احمد خان آپ کی ولادت بمقام کما ضلع سیتامڑھی نانا دوست محمد خان کے یہاں نانیہال میں ہوئی، آپ کا آبائی وطن موضع کھر تھا، تھانہ بیلسنڈ ضلع سیتامڑھی تھا، آپ کے والد موضع کما ہی میں مستقل طور پر سکونت اختیار کرلیا تھا۔

آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ نور العلوم کما میں کافیہ تک ہوئی، اس کے بعد ۱۳۵۲ء/۱۹۳۳ء میں جامع العلوم مظفر پور تشریف لے آئے، اور شرح جامی سے مشکوۃ تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۳۵۶ء/۱۹۳۷ء میں دارالعلو دیوبند میں داخل ہوکر شرح جامی کی جماعت میں شریک ہوئے ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء میں دارالعلوم سے فارغ التحصیل

ہوئے ۱۹۴۲ء میں ملک میں اندولن تھا' اور یہ شعبان کا مہینہ تھا' لہٰذا امتحان ملتوی ہوکر محرم ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۲ء میں ہوا۔

فراغت کے بعد ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۲ء سے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۴ء تک دلی میں رہ کر تجارت و تعلیم میں مشغول رہے۔ اور پھر مدرسہ قاسمیہ گیا کی ملازمت اختیار کرکے گیا تشریف لے آئے' اور ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء تک یہاں درس و تدریس میں مشغول رہے' اور اس کے بعد محرم ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء سے مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد سیتامڑھی کی تدریسی خدمات میں مشغول ہوئے۔ اور یہاں سے ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء میں اپنے وطن موضع کما کے مدرسہ نورالعلوم میں بحیثیت مدرس تشریف لے آئے،درس تدریس اور وعظ و نصیحت کے ذریعہ لوگوں کو فائدہ پہنچانے لگے' ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء میں مدرسہ رحمانیہ مسول سیتامڑھی کی تدریسی خدمات منظور فرماکر مسند درس پر رونق افروز ہوئے' اور دو سال یہاں رہ کر ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء میں دوبارہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد سیتامڑھی آگئے' اور یہاں سے اسی سال دوبارہ مدرسہ قاسمیہ گیا تشریف لے گئے' اور شعبان ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء تک یہاں رہ کر گھر تشریف لے آئے' اور پھر جب حضرت مولانا حافظ محمد طیب ناظم مدرسہ اشرف العلوم کنہواں نے آپ کی خدمت اشرف العلوم کے لئے چاہی' تو آپ نے لبیک کہہ کر شوال ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء میں مدرسہ اشرف العلوم کی تدریسی و تعلیمی خدمات پر مامور ہوگئے' آپ نے یہاں چند برسوں تک صدر مدرسی کے فرائض منصبی کو بحسن و خوبی سنبھالا' اور جب بھی ضرورت پڑتی رہی' آپ صدر مدرس کی جگہ کام کرتے رہے'

وقتاً فوقتاً دوسرے صدر المدرسین کی بحالی آپ پر قطعاً شاق

نہ گذرتا تھا' بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ اس منصب سے الگ ہو جایا کرتے تھے' اور فرماتے تھے کہ حضرت نے تو سب کو خدمت کے لئے بلایا ہے' جب جیسی ضرورت ہوتی ہے' اس کو انجام دیتا ہوں' خدمت خدمت ہے' منصب کی حرص بری چیز ہے'

مولانا ایک جید عالم اور شفیق استاذ تھے' علم حدیث میں مہارت رکھتے تھے'

آپ کی تصنیفات و تالیف غیر مطبوعہ موجود ہیں' اگر طبع ہوجائے' تو علمی دنیا میں ایک عظیم و انوکھا کارنامہ سامنے آئے ـــ آپ نے بڑی محنت و عرق ریزی سے کئی ہزار اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل جوامع الکلم الطیب کلاں تصنیف فرمائی' جس میں صحاح ستہ' دار قطنی' دارمی' مسند امام اعظم وغیرہ سے بلا سند مع حوالہ باب درج کیا اور اسی سے حروف تہجی کے اعتبار سے جوامع الکلم الطیب الکنور کی ترتیب دی ہے جس میں سترہ ہزار احادیث ہیں جو فقہ حنفی کی موئد ہیں' یہ آپ کی وسعت نظر اور شغف بالحدیث کا آئینہ دار ہے۔ اس کے علاوہ اشرف التعریف' اطیب البیان شرح دیوان متنبی' اطیب الدراسہ شرح حماسہ بھی آپ کی تصنیف ہے جو غیر مطبوعہ شکل میں موجود ہے'

آپ زمانہ طالب علمی میں ہی ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء میں حضرت مولانا وارث حسین لکھنوی مجاز و خلیفہ حضرت مولانا گنگوہیؒ سے بیعت ہوگئے' اور جب ان کا انتقال ہوگیا اور آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے تو اپنے شفیق استاد حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء میں باضابطہ ربط و تعلق رکھ کر تعلیم و تربیت حاصل کی

۱۷ر جمادی الاولی ۱۴۱۴ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۹۳ء کی شب ۸ بجکر ۱۵ر منٹ پر آپ کی وفات ہوئی' اور مرزا طیبی میں حضرت مخدوم بہار کے پورب بغل میں دفن کئے گئے'

۴۳۷ مولانا محمد ادریس ذکا گڑھولوی

مولانا محمد ادریس ذکا' حضرت مولانا محمد بشارت کریم کے خلف رشید تھے' آپ کی پیدائش گڑھول شریف ضلع سیتا مڑھی میں ہوئی' ابتدائی تعلیم اپنے والد سے گھر پر حاصل کی۔ پھر حضرت مولانا ریاض احمد چمپارنیؒ سے تعلیم پائی۔ حضرت مولانا ریاض احمدؒ نے دو سال گڑھول میں قیام کرکے ان کے علمی سفر کو آگے بڑھایا' پھر مدرسہ عزیزیہ بہار شریف ساتھ لیتے گئے۔ اس کے بعد مولانا جمیل احمدؒ سے درسیات کی تکمیل کی۔ فراغت کے بعد تیس سال سے زائد عرصہ تک مدرسہ جامع العلوم مظفرپور میں درس و افتاء کی خدمت انجام دی۔ بہت دنوں تک صدر مدرس اور ناظم تعلیمات بھی رہے۔

مولانا جید عالم تھے' آپ کا علمی فیضان جاری ہوا' جامع العلوم مظفرپور میں تدریسی خدمات کے دوران بے شمار علماء نے آپ سے استفادہ کیا۔

شاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے۔ تاریخ گوئی میں بھی مہارت تھی۔ طویل ترین عربی نعتیہ کلام اور تاریخ گوئی کے اشعار کا ایک بیاض ضائع ہوگیا۔ اور دوسرا محفوظ ہے یہ ان کے پاکیزہ ذوق کی علامت ہے۔

نحو میں خلاصہ النحو اور حضرت مولانا محمد بشارت کریمؒ کے حالات و مکاتیب کا مجموعہ بنام جنت الانوار آپ کی تالیف ہے۔

آپ کی وفات ۱۳ جنوری ۱۹۹۳ء کو مدرسہ جامع العلوم مظفرپور میں ہوئی' جنازہ گڑھول شریف لایا گیا' اور اپنی وصیت کے مطابق گڑھول شریف میں مدفون ہوئے۔

۴۳۸ مولانا حکیم منظر الحسن گاڑھوی سیتامڑھی

مولانا حکیم منظر الحسن بن مولانا محمد سلیم ساکن گاڑھا تھانہ پوپری ضلع سیتامڑھی کی پیدائش ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۲ء میں ہوئی۔ ۶ سال کی عمر ہوئی' تو آپ کے والد کا انتقال ہوگیا' آپ کی تربیت آپ کے چھوٹے چچا محمد عیسیٰ مرحوم نے اپنی اولاد کی طرح

کی۔ آپ نے عربی کی تعلیم حضرت مولانا عبدالعزیز بستی رحؒ اور مولانا محمد سلیمان آداپوری مدظلہ سے حاصل کی۔ پھر علوم مشرقیہ کی تکمیل کے لئے کانپور کا سفر کیا۔ وہیں آپ مروجہ نصاب کے مطابق علوم مشرقیہ کی تعلیم مکمل کی۔ اور طب کی بھی تکمیل کی۔ تکمیل طب کے بعد اپنے چچا مولوی محمد تسلیم مرحوم کے قائم کردہ وارثی دواخانہ پوپری بازار میں باضابطہ مطب قائم کرکے خلق خدا کی خدمت کرنے لگے۔

مولانا کو سیاست سے بھی دلچسپی تھی۔ تحریک آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ تھانہ کانگریس کمیٹی اور جمعیتہ علماء کے عرصہ تک سکریٹری رہے۔ اور ملک و ملت کی خدمت کرتے رہے۔ دولت تو نہیں مگر عزت' نیک نامی اور شہرت خوب پائی' پوپری میں کوئی بڑا سے بڑا سیاسی لیڈر یا مذہبی رہنما آتا' آپ سے ان کی ملاقات ضرور ہوتی۔ ۱۹۵۲ء میں جامع مسجد پوپری بازار کے احاطہ میں مدرسہ عزیزیہ جامع مسجد پوپری بازار کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا گیا' آپ باضابطہ عوام کی رائے سے اس کے سکریٹری منتخب کئے گئے۔

آپ کو امارت شرعیہ اور حضرت امیر شریعت مولانا سید منت اللہ رحمانی سے غایت درجہ تعلق تھا' ۱۹۵۷ء میں آپ کی دعوت پر اس علاقہ میں حضرت امیر شریعت رابع پہلی دفعہ چار روزہ دورہ پر تشریف لائے۔ اور آپ کے مرتب کردہ مرکزی مقام پر خطاب فرمایا' اس پورے سفر میں آپ حضرت امیر شریعت کے ساتھ رہے۔ آپ کی قائدانہ صلاحیت کو دیکھ کر حضرت امیر شریعت نے آپ کو مرکزی دفتر امارت شرعیہ پھلواری شریف میں بلوالیا' چند سال آپ امارت کے دفتر میں شعبہ تنظیم سے متعلق رہے۔ پھر خرابی صحت کی بنا پر گھر تشریف لے آئے۔ حضرت امیر شریعت نے آپ کو مرکزی امارت شرعیہ کی شوریٰ کا رکن بھی بنا دیا تھا۔ ایک عرصہ تک آپ امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ میں باضابطہ شرکت فرماتے رہے۔ جب سفر کے لائق نہ رہے' تو حضرت امیر شریعت نے آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا محمد بنی اختر مظاہری کو سیتامڑھی ضلع کی نمائندگی کے لئے شوریٰ کا رکن نامزد کیا۔ وہ اب تک اس ذمہ داری

کو بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔

آخری دو سال کے ایام میں آپ مستقل بیمار رہے۔ بالآخر ۲۲ جون ۱۹۹۳ء کی رات کو وفات پائی۔

۴۲۹ مولانا حکیم محمد اسرار الحق دربھنگوی

مولانا حکیم محمد اسرار الحق کے والد کا نام مولوی محمد یوسف نعمانی تھا' جو چشمہ رحمت عربک کالج غازی پور سے سند یافتہ اور مولانا شمشاد لکھنوی کے تلمیذ رشید تھے' آپ کی پیدائش ضلع دربھنگہ کی مشہور و معروف بستی بردی پور میں ۲۲ر جنوری ۱۹۲۲ء بروز جمعرات بوقت صبح صادق ہوئی' آپ نے ابتدائی تعلیم مولانا عبدالقدوس بردیپوری سے حاصل کی' پھر دار العلوم مشرقیہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں اپنے ماموں مولانا مقبول احمد صدیقیؒ سے تعلیم حاصل کی' ۱۹۴۳ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ' پٹنہ میں داخل ہوئے' اور ۱۹۵۰ء میں فاضل امتحان میں شرکت کر کے اول پوزیشن حاصل کی' تعلیم ہی کے دوران ۱۹۴۷ء میں گورنمنٹ طبی کالج سے طب کی تعلیم حاصل کی'

فراغت کے بعد ۱۹۵۰ء تا ۱۹۶۰ء پورنیہ ضلع کے تعلیمی اداروں میں مختلف حیثیتوں سے کام کرتے رہے' ۱۹۷۰ء میں' پٹنہ گورنمنٹ طبی کالج میں پروفیسر کے عہدہ پر بحال ہوئے۔۔۔ اس کے علاوہ مختلف تنظیموں سے وابستہ رہنے کے بعد ۹ر فروری ۱۹۸۴ء میں اپنے عہدہ سے سبکدوش ہوئے۔

مولانا عالم باعمل اور اچھے حکیم تھے۔۔ تصنیف و تالیف کا ذوق تھا' دریا پور قطب الدین لین' پٹنہ میں قیام پذیر تھے'۔۔۔ آپ کی تصانیف میں

تسہیل الدراری، تاریخ اطبائے بہار جلد اول، جلد دوم، رسالۂ غناء وسماع، اور حضرت مولانا رسولنما بنارسی اور ان کے معاصرین قابل ذکر ہیں۔

آپ کی وفات ۶ ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۸ مئی ۱۹۹۴ء بروز بدھ بوقت ۱۱ بجے دن میں چند ماہ کی علالت کے بعد ہوئی۔

۴۴۰ مولانا سید معین الدین ندوی

نام معین الدین، والد کا نام سید وزیر خاں تھا۔ آپ کا آبائی وطن شیخ پورہ ضلع مونگیر تھا، اپنی نانیہال استھانواں ضلع نالندہ میں تقریباً ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوئے۔ ایک سال کے ہوئے ہی تھے کہ والد کا وصال ہوگیا۔ نانی محترمہ نے پرورش و پرداخت کی۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی پر حاصل کی، پھر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخلہ لیا۔ ۱۹۰۸ء میں نانی کے ساتھ حج کو گئے۔ ۱۹۰۹ء میں حرمین کی زیادت کے بعد نانی کا وصال ہوگیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۹ سال کی تھی، ۱۹۱۱ء میں عالم کا امتحان دیا، اور درجہ اول سے کامیابی حاصل کی۔ عربی تعلیم سے فراغت کے بعد انگریزی کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور اس میں مہارت حاصل کی۔ پھر ندوۃ المصنفین سے منسلک ہوگئے۔ ندوۃ المصنفین سے آپ کی دو اہم کتابیں خلفائے راشدین اور مہاجرین شائع ہوئیں۔ پھر مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں استاذ کی حیثیت سے بحالی ہوئی، اور پرنسپل کے عہدہ پر بھی فائز ہوئے۔ ۵ نومبر ۱۹۳۴ء سے ۱۳ اپریل ۱۹۴۱ء تک پرنسپل کے عہدہ پر فائز رہے۔

وفات کا سال معلوم نہ ہوسکا۔

۴۴۱ مولانا محمد رکن الدین دانا سہسرامی

مولانا حکیم محمد رکن الدین کے والد کا نام مولوی عبدالحافظ تھا، آپ سہسرام ضلع شاہ آباد (موجودہ ضلع رہتاس) کے رہنے والے تھے، ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی، پھر سہسرام کے شاہی مدرسہ خانقاہ میں ہوئی، ۱۳۱۸ھ میں ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخل

ہوئے، مسلسل چھ سال وہیں رہ کر درسیات کی تکمیل کی، ۱۳۲۳ھ میں ندوہ کا آخری امتحان ہوا، جس میں اول آئے، دارالعلوم میں آپ نے مولانا محمد فاروق چڑیا کوٹیؒ اور مولانا مفتی عبداللطیف سنبھلیؒ سے تعلیم حاصل کی، آخر میں آپ نے مولانا حفیظ اللہ تلمیذ رشید حضرت مولانا عبدالحئی فرنگی محلیؒ سے تعلیم حاصل کی۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فراغت کے بعد آپ مدرسہ نظامیہ فرنگی محل میں مدرس مقرر ہوگئے۔ انہیں ایام میں طب کی تعلیم حاصل کی۔ اور طب کے مختلف امتحانات پاس کئے، اور سند حاصل کی، پھر وہاں سے وطن واپس آئے، اور قصبہ بھبھوا ضلع شاہ آباد میں مطب کیا، پھر کلکتہ تشریف لے گئے، کچھ دنوں کے بعد کشن گنج پورنیہ میں مطب کھولا، اور طبابت کے سلسلہ میں کشن گنج میں مقیم ہوگئے، اور وہاں کی ادبی سرگرمیوں میں چہل پہل پیدا کردی، ایک انجمن ترقی اردو قائم کی، مولوی سلیمان وکیل کو انجمن کا سکریٹری بنایا، اور مشاعروں کا سلسلہ شروع ہوا۔

مولانا شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے، اور داناؔ تخلص کرتے تھے۔

آپ کی متعدد تصانیف ہیں، منطق و فلسفہ میں دو رسالے، المنطق اور الفلسفہ عام طور پر مقبول ہوئے، تحفہ احسان میں پورنیہ کے شعراء کے حالات ہیں، ۱۹۵۵ء میں ان کی عمر ستر سال کی تھی۔

وفات کا سال معلوم نہ ہوسکا

۴۴۲ مولانا مظہر علی عظیم آبادی

شیخ عالم مظہر علی حنفی، عظیم آبادی ایک مشہور عالم تھے۔ انہیں فقہ، اصول اور عربی ادب میں مہارت حاصل تھی۔ پوری عمر عظیم آباد میں تدریسی خدمت کے ذریعہ اپنا فیض جاری رکھا، ان سے بہت سارے علماء نے علم حاصل کیا۔ ان میں شیخ محمد سعید بن واعظ مصنف قسطاس البلاغۃ قابل ذکر ہیں۔

سال وفات معلوم نہیں

۴۴۳ مخدوم شاہ محمد علی فردوسی منیری

حضرت مخدوم شاہ محمد علی فردوسی منیری بن حضرت مخدوم شاہ دولت منیری نے اپنے والد سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اور اپنے ہی والد سے خلافت و بیعت کیا۔ اور اجازت بڑے بھائی حضرت شاہ محمد ماہروؒ سے حاصل تھی، اپنے بڑے بھائی کے وصال کے بعد مسند سجادگی پر جلوہ افروز ہوئے۔ عرصہ تک آپ کے رشد و ہدایت کا دریا موجیں مارتا رہا، منیر میں وفات پائی، اور اپنے برادر محترم کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ سال وفات معلوم نہیں

۴۴۴ مولانا سید محمد حسن مونگیری

مولانا سید محمد حسن کے والد کا نام منشی غلام یحیٰ تھا۔ وہ موضع مظفرہ متصل بیگوسرائے ضلع مونگیر (حال ضلع بیگوسرائے) کے رہنے والے تھے، اور انگریزی حکومت میں ناظر کے منصب پر سرفراز تھے۔ ملازمت کے سلسلہ میں ایک عرصہ تک پورنیہ میں رہے۔ جوانی ہی میں موضع مظفرہ سے خضرچک آکر مقیم ہوگئے تھے۔ خضرچک شمالی مونگیر میں ایک گاؤں ہے۔ انہوں نے اپنے صاحبزادہ مولانا محمد حسن کی تعلیم پر دل کھول کر خرچ کیا، مولانا نے ابتدائی تعلیم کلکتہ میں اور انتہائی تعلیم دلی میں حاصل کی۔ اور حضرت مولانا شاہ عبدالغنی محدث دہلویؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ آپ ہی نے الیانع الجنی فی اسانید شیخ عبدالغنی لکھی، ہندوستان سے علوم مروجہ کی فراغت کے بعد مکہ معظمہ چلے گئے، اور وہاں کے شیوخ سے استفادہ کیا، اور مسلسل سات سال تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے۔ اور مسجد حرام میں درس دیتے رہے۔ وہیں سے کتابیں جمع کرنا شروع کیں۔ حجاز کے کتب خانوں میں جو نایاب کتابیں تھیں، ان کی نقلیں کرائیں، اور مطبوعہ کتابیں بازار سے لیں۔ جب ہندوستان واپس

آئے' تو ایک قیمتی کتب خانہ بھی اپنے ساتھ لائے۔ جسے اپنے مکان واقع خضر چک ضلع مونگیر میں مرتب کیا' اور سجایا' ایک روایت کے مطابق کتب خانہ میں کتابوں کی تعداد تقریباً تیس ہزار تھی' ۱۹۰۰ء میں یہ کتب خانہ برباد کر دیا گیا۔

وفات کی تاریخ معلوم نہ ہو سکی۔

۴۴۵ مولانا سید شاہ محمد ابوالبرکات اسلام پوری

مولانا سید شاہ محمد ابوالبرکات بن سید شاہ محمد عبدالقادر خانقاہ اسلام پور کے سجادہ نشین اور حضرت صوفی منیریؒ کے پوتے تھے۔ سال ولادت ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۸۹۸ء تھا' عربی متوسطات تک تعلیم حضرت مولانا حکیم محمد رفیق شہباز پوریؒ مقیم اسلام پور سے اور کچھ اپنے چچا حکیم سید شاہ محمد عمر عامر اسلام پوری سے حاصل کی۔ کتب بینی سے دلچسپی تھی' اور ضروری کتابوں کا اچھا خاصہ ذخیرہ آپ کے پاس موجود تھا۔

شاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ مشربؔ تخلص کرتے تھے۔ عرفان اسلام پوری سے تلمذ حاصل تھا۔

وفات کا سال معلوم نہ ہو سکا۔

۴۴۶ مولانا سید محمد محمود باروی

مولانا حافظ سید محمد' محمودؔ تخلص خلف مولوی حکیم سید زین العابدین بن مولوی سید رحمت علی' ۱۸۹۲ء میں بمقام بارو ضلع مونگیر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر مختلف اساتذہ سے ہوئی' حفظ قرآن مجید بھی وطن ہی میں کیا۔ پھر مدرسہ عالیہ کلکتہ میں داخل ہوئے۔ پانچ سال تک یہاں تعلیم حاصل کرنے کے بعد حدیث' تفسیر اور فقہ کی تکمیل کے لئے دیوبند گئے۔ اور دار العلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان دوران تعلیم ہی دیا' دیوبند سے فراغت کے بعد بی این کالج پٹنہ میں آئی اے میں تھے کہ مدرسہ عالیہ کلکتہ میں اردو فارسی مدرس کی حیثیت سے بحال ہو گئے' ۱۹۱۹ء سے

۱۹۴۷ء تک مدرسہ عالیہ کلکتہ میں ہیڈ مولوی کے عہدہ پر فائز رہے۔ تقسیم ہند کے بعد کھلنا ضلع اسکول میں تبادلہ ہوگیا' اور یہاں دو برس خدمت انجام دینے کے بعد ۱۹۴۹ء میں ریٹائرڈ ہوئے' کھلنا ہی میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہوگئے۔ تعلیم و تدریس کی مصروفیت کے باوجود تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ چنانچہ آپ کی تصانیف میں شمع کے پروانے' جامع القواعد' انتخاب مضامین' اصناف سخن وغیرہ کتابیں ہیں۔

شعرو شاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ اور محمودؔ تخلص کرتے تھے۔

وفات کی تاریخ معلوم نہیں

۴۴۷ مخدوم شاہ مبارک مصطفیٰ فردوسی منیری

حضرت مخدوم شاہ مبارک بن مخدوم شاہ مصطفیٰ منیری بن مخدوم شاہ جلال منیری' حضرت شاہ دولت منیری کے نواسے اور آپ کے بھائی حضرت مخدوم شاہ جلال منیری کے پوتے تھے۔ آپ مرید و خلیفہ حضرت مخدوم شاہ محمد علی فردوسی منیری کے ہیں حضرت مخدوم شاہ دولت منیریؒ اور حضرت مخدوم شاہ فرید الدین احمد محمد ماہرو منیریؒ نے بھی آپ کے لئے اجازت نام لکھ کر رکھ دیا تھا۔ آپ کو حضرت سید شاہ نعمت اللہ فیروز پوری سے بھی اجازت حاصل تھی' آپ سے اس سلسلہ کی بہت اشاعت ہوئی۔ آپ اپنے وقت کے قطب یگانہ تھے۔

آپ کا وصال ۲۱ ربیع الاول کو ہوا۔ اور آپ کا مزار چھوٹی درگاہ منیر شریف میں ہے۔

۴۴۸ مولانا حکیم محمد یٰسین آروی

مولانا شیخ عالم فقیہ محمد یٰسین بن ناصر علی حنفی غیاثپوری ثم آروی ایک مشہور عالم تھے۔ ۱۲ شوال ۱۲۸۰ھ/ ۱۸۶۳ء میں آرہ میں پیدا ہوئے' درسی کتابیں اپنے والد سے' مولانا سعادت حسین بہاری' مولانا وحید الحق استھانوی اور مولانا فدا حسین

دربھنگوی سے آرہ میں پڑھیں، پھر کلکتہ کا سفر کیا، اور شیخ سعادت حسین سے حدیث کا علم حاصل کیا، اور ان کے ساتھ بہت زمانہ تک رہے۔ پھر لکھنؤ کا سفر کیا، اور علامہ عبدالحئی بن عبدالحلیم لکھنویؒ سے تعلیم حاصل کر کے فراغت حاصل کی۔ اور طب کی تعلیم حکیم عبدالعلی بن ابراہیم لکھنویؒ سے حاصل کی، پھر اپنے شہر آرہ لوٹے، اور درس و تدریس شروع کیا، ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ ان میں سے معین المجالس، مختصر فی الطب فارسی میں، رسالہ فی جہرالتامین و سرہ فی الصلوۃ، تنبیہ الشیاطین اور مناقب ابو حنیفہ قابل ذکر ہیں۔

وفات کا سال معلوم نہ ہو سکا۔

۴۴۹ مولانا مطیع الرحمٰن ہرلٹھوی دربھنگوی

مولانا مطیع الرحمان کے والد کا نام مولوی محمد سلیم تھا، آپ کا وطن موضع ہرلٹھ ضلع دربھنگہ تھا۔ یہ گاؤں سوپول بازار کے قریب ہے، مدرسہ سبحانیہ الہ آباد سے فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد ہومیوپیتھک کی پریکٹس کی۔ پھر کپڑے کی دوکان کی، فارسی کی صلاحیت اچھی تھی، اور خوش الحان تھے، مولانا محمد قاسم سپولوی کے جیل جانے کے دوران عارضی استاذ کی حیثیت مدرسہ رحمانیہ سوپول میں بحال ہوئے، کچھ برسوں تک مدرسہ قاسم العلوم حسینیہ مقام و پوسٹ دوگھرا ضلع دربھنگہ میں تعلیم دی۔ مجھے بھی مدرسہ قاسم العلوم حسینیہ دوگھرا میں حضرت مولانا سے تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ دوگھرا کے بعد مدرسہ فرقانیہ بکھیا گھاٹ میں تعلیم دی، آخر میں گھر رہ کر گاؤں کی سیاست میں دلچسپی لی۔ مکھیا بنے اور عوام کی خدمت کی مولانا کی۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

۴۵۰ مولانا محمد گلزار علی عظیم آبادی

شیخ فاضل محمد گلزار علی بن روشن علی بن لطف علی نگرنسوی عظیم آبادی

(نانندوی) ایک صالح عالم تھے، تقریباً ۱۲۳۷ھ ر ۱۸۲۱ء میں پیدا ہوئے۔ نحو کی تعلیم مولانا یعقوب باڑھویؒ سے حاصل کی، پھر لکھنؤ کا سفر کیا، اور اکثر درسی کتابیں مولانا ولی اللہ لکھنویؒ سے پڑھیں، پھر کلکتہ کا سفر کیا، اور قاضی فضل الرحمان بردوانی اور مفتی وارث علی صاحب گنجی سے تعلیم حاصل کی، اور حدیث کی تعلیم شیخ ابراہیم بن مدین اللہ نگر نہسویؒ سے حاصل کر کے عظیم آباد واپس ہوئے، اور درس و تدریس کا کام شروع کیا، ان سے بہت سے علماء نے علم حاصل کیا، ان کے بہت سے رسالے ہیں جیسا کہ تذکرۃ النبلاء میں مذکور ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں

۴۵۱ مولانا حکیم محمد ظہور آروی

مولانا حکیم محمد ظہور آرہ کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ احمدیہ آرہ میں حاصل کی۔ عربی کی ابتدائی کتابیں مولانا عبدالنور دربھنگویؒ مدرس مدرسہ احمدیہ آرہ سے پڑھی، پھر انتہائی درسی کتابیں معقولات و منقولات، اصول فقہ، احادیث، تفاسیر وصحاح ستہ وغیرہ مولانا عبداللہ محدث غازی پوریؒ سے پڑھیں، فراغت کے بعد ایک برس چھپرہ کے موضع رائے پور میں تدریسی خدمت انجام دی۔ پھر والد کے مشورہ سے دہلی چلے گئے۔ اور مدرسہ طبیہ جو آج کل طبی کالج کے نام سے مشہور ہے۔ طب کی تکمیل کی۔ فراغت کے بعد مطب شروع کیا۔ فن طب پڑھانے کا شوق رہا۔ اور ہمیشہ طلبہ طب کے درس میں شامل رہے۔

حکیم صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ۱۸ ستمبر ۱۹۶۱ء کا خط تاریخ اطبائے بہار میں درج ہے۔ اس وقت ان کی عمر ۸۲، ۸۳ سال کی تھی۔

وفات کا سال معلوم نہ ہو سکا۔

۴۵۲ شیخ مصطفیٰ جمال الحق پورینوی

شیخ مصطفیٰ جمال الحق کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت عثمان بن عفانؓ

سے ملتا ہے۔ آپ کے آباء و اجداد عرب سے روم آئے۔ چوتھی پشت میں حضرت مخدوم شیخ بخشی روم سے دہلی تشریف لائے' اور حضرت نظام الدین اولیاءؒ سے بیعت ہوئے' اور سکلائی ضلع بارہ بنکی سے تحصیل علم کے لئے جونپور تشریف لائے' جونپور میں کچھ دنوں قیام پذیر رہنے کے بعد پنڈوہ تشریف لائے' اور وہاں حسب حکم مخدوم نور قطب عالم پورنیہ شہر کے شمال کی جانب قصبہ کے متصل چمنی بازار میں سکونت پذیر ہوئے' زندگی کے آخری لمحہ تک درس و تدریس پندو وعظ کرتے رہے۔

آپ نے بچپن میں حضرت شیخ محمدؒ سے بیعت کی تھی' آپ کو اجازت و خلافت حضرت قیام الدین بن قطب الدین سے بھی ملی تھی' آپ کے تین صاحبزادے شیخ نور سعید' شیخ نور رشید اور شیخ محمد ولید تھے' شیخ سعید عابد و زاہد متقی و پرہیزگار تھے' ان کا مزار چمنی بازار ہی میں ہے' شیخ نور محمد قطب الاقطاب مشہور ہوئے۔ شیخ محمد ولید کو والد ہی سے خرقہ خلافت ملا۔ ان کا مزار بھی چمنی بازار میں ہے۔

آپ کا سال وفات معلوم نہیں۔ البتہ آپ کا انتقال چمنی بازار میں ہوا' اور یہیں مدفون ہوئے۔

۴۵۳ مولانا حکیم محمد یعقوب آروی

مولانا حکیم محمد یعقوب کا آبائی وطن ضلع آرہ بھوجپور تھا۔ لیکن موضع کٹرہ ضلع گیا' میں سکونت اختیار کرلی' آپ نے مدرسہ سبحانیہ الہ آباد میں مشہور عالم مولانا عبدالکافیؒ سے درسیات کی تعلیم حاصل کی۔ اور الہ آباد ہی میں طب کی تعلیم حاصل کی الہ آباد میں حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ محرک امارت شرعیہ بہار اڑیسہ (م ۱۹۴۰ء) اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ (م ۱۹۵۸ء) آپ کے ساتھ تھے۔ پھر وہاں سے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ وہیں سے فراغت حاصل کرکے وطن واپس لوٹے موضع کٹرہ ضلع گیا میں طبابت کرنے لگے' اور بستی کی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ اور مدرسہ میں عربی پڑھنے والے طلبہ کو بھی تعلیم

دیتے تھے۔

اسی بستی میں آپ کی وفات ہوئی' سال وفات و پیدائش معلوم نہیں۔

۴۵۴ مولانا حکیم مہر علی سہسرامی

مولانا حکیم مہر علی کے والد کا نام شیخ جمن تھا۔ محلہ نورن گنج سہسرام میں مقیم تھے۔ حکیم صاحب کی تاریخ پیدائش کا علم نہیں ہوسکا' آپ بڑے ذکی' طباع اور اعلیٰ مرتبت انسان تھے۔ فارسی و عربی کی رسمی تعلیم کے بعد فن طب کی طرف مائل ہوئے' یہ اس زمانہ کی بات ہے جب کہ عام طور پر عام دین ہی ماہر طبیب ہوتے تھے۔ عربی تعلیم کہاں حاصل کی' اور کن اساتذہ سے حاصل کی' اس کا علم نہیں' البتہ اتنا معلوم ہے کہ طب استاذ زمانہ حکیم محمد سجاد گیاوی سے حاصل کیا۔ اور مجربات سجاد کے نام سے ایک تالیف کی' اس کتاب سے آپ کے بہت سے تلامذہ نے فائدہ حاصل کیا۔ مجربات سجاد کو حاذق ضیائی سہسرامی نے ۱۹۰۰ء میں ان کے صاحبزادے حکیم اشرف حسین مرحوم کے پاس دیکھا تھا۔

مولانا حکیم مہر علی کا ذاتی کتب خانہ سہسرام اور رام نگر (بنارس) میں تھا۔ یہ نادر و قیمتی کتب خانہ امتداد زمانہ کے سبب محفوظ نہ رہا۔ کچھ کتابیں اب تک رام نگر میں محفوظ ہیں۔ ۱۹۲۰ء تک ان کے باحیات رہنے کے ثبوت ملتے ہیں۔

سال وفات معلوم نہیں۔

۴۵۵ شیخ مبارک بن مصطفیٰ منیری

شیخ مبارک بن مصطفیٰ بن جلال بن عبدالملک ہاشمی منیری شیخ ابو یزید بن عبدالملک فردوسی کے نواسہ تھے۔ منیر میں پیدا ہوئے' اور وہیں پرورش پائی اور اپنے ماموں علی بن ابو یزید سے علم و فضل حاصل کی۔ اور سلسلہ اویسیہ کو اپنے دادا اور اپنے ماموں محمد سے حاصل کیا۔ اور شیخ نعمت اللہ فیروز پوریؒ کی صحبت اختیار کی' اور

ان سے علم باطنی حاصل کیا' یہاں تک کہ شیخ کامل ہو گئے۔ ان سے شیخ ہدایت اللہ بن اشرف منیریؒ اور دوسرے لوگوں نے علم و فضل حاصل کیا۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

۴۵۶ مولانا محی الدین بہاری

شیخ عالم کبیر علامہ محی الدین بن عبداللہ بہاری اپنے زمانے کے مشہور فقیہ تھے بہار کے قرب و جوار میں پیدا ہوئے' اور وہیں پرورش ہوئی اور قرآن حفظ کیا۔ اس وقت ان کی عمر ۹ سال تھی۔ پھر اپنے والد محترم سے تعلیم شروع کی' اور فراغت حاصل کی' اس وقت اس کی عمر ۱۷ سال تھی۔ پھر درس و تدریس کا کام شروع کیا' اور ایک مدت تک درس و تدریس میں منہمک رہے' پھر دہلی آئے تو شاہجہاں بن جہانگیر دہلوی نے اپنے لڑکے اورنگزیب کے لئے معلم بنا لیا۔ ان کی تعلیم و تربیت میں ۱۲ سال مشغول رہے۔ علم طریقت شیخ حیدر سے حاصل کیا' جو علامہ وحید الدین گجراتی کے پوتا تھے' ان کے شہر گئے اور زہد عبادت میں مشغول ہوگئے۔ اور ملا موہن کے نام سے پکارے جاتے تھے' قافیہ پر فارسی میں غیر منصرف کی بحث تک ان کا حاشیہ ہے۔ جس سے ان کی علمی صلاحیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ سید غلام علی بلگرامی نے ماثرالکرام میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

شیخ غلام ارشد جونپوری نے گنج ارشدی میں لکھا ہے کہ وہ شیخ محمد افضل جونپوریؒ کے شیخ تھے' اور جونپور ایک مرتبہ آئے' اور شیخ محمد افضل کے پاس تشریف لے گئے' اس وقت شیخ افضل درس دے رہے تھے' تو انہوں نے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا تو علامہ محی الدین نے انہیں اپنی موجودگی میں پڑھانے کا حکم دیا' تاکہ شیخ محمد رشید کے استعداد کا امتحان لیا جائے' جو شیخ محمد افضل کی خدمت میں رہ کر تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ پھر ان کے ساتھ مذاکرہ میں مشغول ہوگئے' محمد رشید غصہ ہو رہے تھے' ان کی طرف سے شیخ محمد افضل نے دیکھا تو وہ خاموش ہوگئے۔

۱۰۶۸ھ ر ۱۶۵۸ء میں وفات پائی، جیسا کہ مآثر الکرام میں لکھا ہے، بختاور خان نے مراۃ العالم میں لکھا ہے کہ ان کی وفات جلوس عالمگیر کے سال اول میں ہوئی۔ اور جلوس عالمگیری کا سال ۱۰۸۴ھ ر ۱۶۷۳ء ہے۔

۴۵۷ شیخ محمد بن ابراہیم بہاری

شیخ محمد بن ابراہیم بن احمد بن الحسن العمری البلخی البہاری درویش کے ساتھ مشہور تھے۔ مشائخ فردوسیہ میں سے ایک تھے۔ بہار میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش و پرداخت ہوئی۔ اپنے والد اور اپنے بھائی محمود سے علم حاصل کیا۔ اور ایک مدت تک ان دونوں کے ساتھ رہے۔ پھر شیخ کے عہدہ تک پہنچے۔ ان سے شیخ بڈھن اور دوسرے حضرات نے تحصیل علم کیا۔ــــــ وفات کا سال معلوم نہیں۔

۴۵۸ مولانا سید محمد رحمت علی باروی

مولانا سید رحمت علی آبائی وطن مکامہ کے قریب موضع دریا پور تھا، ایام طفلی میں والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا، انیسوین صدی کے اوائل میں ہجرت کرکے موضع بارو تشریف لائے، وہاں آپ کی خالہ فرخندہ خاتون کی سسرال تھی، آپ ان ہی کے زیر سایہ رہنے لگے طبیعت کا میلان مذہب کی طرف تھا، دہلی جاکر علم دین حاصل کیا، مولانا کو خالہ کی طرف سے زمینداری ملی، جس کو انہوں نے اور بڑھایا، اور آپ کا شمار رئیسوں میں ہونے لگا۔ آئینہ ترہت مولفہ بہاری لال فطرت میں آپ کا تذکرہ تفصیل سے موجود ہے آپ بڑے متقی وپرہیزگار تھے،

آپ مشہور عالم دین اور مشہور و معروف بزرگ تھے، علماء و صوفیاء کی آمد و رفت آپ کے یہاں برابر ہوتی رہتی تھی، علمی تذکرے اور مباحثے

ہوتے رہتے تھے۔

وفات کا سال معلوم نہیں

۴۵۹ مولانا شاہ محمد سفیر الحق پھلواروی

مولانا حافظ شاہ محمد سفیر الحق، آپ پھلواری کے شرفائے نامی تھے، عالم، فاضل قاری ہونے کے سوا، تصوف اور معرفت میں یکتائے روزگار تھے، ارباب سلوک اور مریدان باصفا اکثر کشف و کرامات کو آپ کی طرف منسوب کرتے تھے، شاعری میں اپنے وقت کے طوطی بنگالہ تھے، ہمیشہ ان کے شاگردوں کا مجمع رہتا تھا،

ابتداء میں امجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ کی سرکار میں کسی معزز عہدہ پر ممتاز ہوئے، شاہی فرمائش سے آپ نے ایک مثنوی "نصیب نامہ" کے نام سے فارسی میں کہی، جو تقریباً ہزار شعر کی ہوگی، علم حساب میں ید طولی حاصل تھا، اور رسالہ تسہیل الحساب آپ کی تالیف ہے، خواجہ وزیر برق، آفتاب الدولہ قلق کے دوستوں میں تھے، اور وہ ان کے زہد، علم و فضل کی وجہ سے بڑی عزت کرتے تھے،

تلاوت قرآن مجید کرتے ہوئے وفات پائی، ایک دیوان فارسی اور ایک دیوان اردو آپ کی یادگار ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

۴۶۰ مولانا حکیم سید محمد ریاصت حسین بھوجپوری

مولانا حکیم سید محمد ریاضت حسین کے والد کا نام سید اقبال حسین تھا آپ کا

وطن جین پور ضلع شاہ آباد (موجوہ ضلع بھوجپور) تھا' آپ نے حدیث فقہ' اور اصول فقہ کی تعلیم مولانا عبداللہ غازی پوریؒ سے حاصل کی' فارسی کی تعلیم مولانا عبدالاحد شمشاد لکھنوی سے اور طب کی تعلیم مولانا حکیم بدرالدین بنارسیؒ سے حاصل کی' فارسی و عروض کی بقیہ کتابیں مولانا محمد خلیل حسن ظاہر بنارسی سے پڑھیں اور سندین حاصل کیں' بیعت جدامجد مولانا سید شاہ ولایت حسینؒ سے حاصل کی'

آپ کے مورث اعلی مولانا سید شاہ شفیع احمدؒ عرب سے ہندوستان آئے اپنے وقت کے باعمل عالم تھے۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

۴۶۱ مولانا محمد یونس دربھنگوی

مولانا محمد یونس بن مولوی رحمت ساکن ناری ضلع دربھنگہ مدرسہ جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد سے فارغ تھے' مدرسہ انیس الغرباء بھیرہ ضلع دربھنگہ کی تعمیرو ترقی میں ایک مدت گذار دی ماسٹر محمد سلیم صاحب کے بعد مدرسہ رحمانیہ سپول ضلع دربھنگہ فارسی کے ماہر استاذ کی ضرورت پیش آئی حضرت مولانا محمد عثمانؒ نے اس خلاء کو پر کرنے کے لئے مولانا محمد یونس کا انتخاب کیا' غالباً ۱۹۵۹ء میں وہ مدرسہ آئے' اور تین چار سال تعلیمی و تبلیغی خدمات انجام دے کر اس دنیا سے رخصت ہوگئے' وعظ و تبلیغ میں کمال حاصل تھا' نہایت شستہ اور موثر تقریر کرتے تھے' اور علاقہ میں تقریری پروگرام میں مدرسہ کی جانب سے حصہ لیتے تھے' مدرسہ کیلئے مالیات کی فراہمی سے بڑی دلچسپی تھی۔

وفات کا سال معلوم نہیں۔

۴۶۲۔ منشی محمد کرامت حسین تمنا دلشاد پوری

منشی محمد کرامت حسین کے والد کا نام شیخ بخش علی تھا' آپ مولانا محمد تصدق حسین مشتاق دلشاد پوری کے بڑے بھائی تھے۔ موضع دلشاد پور علاقہ کدوہ ضلع پورنیہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا مولانا جمال الدین نے ضلع پورنیہ کے دلشاد پور گاؤں میں آکر اقامت اختیار کرلی تھی۔ آپ کا مشغلہ ہمیشہ درس و تدریس رہا۔ اپنے گھر سے چند میل پچھم موضع سنوریا کے زمیندار کے یہاں بچوں کو پڑھاتے تھے۔ ۲ یا ۳ سال تک موضع برپوکھر میں رہے۔

مولانا کرامت حسین شاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ اور تمنؔا تخلص کرتے تھے۔ آپ ایک پرگوشاعر تھے۔ فارسی اور اردو دنوں زبانوں میں طبع آزمائی کی ہے۔ بوستاں سعدی کا مسدس موسوم بہ "مسدس بوستان" لکھ کر آپ نے شہرت حاصل کی۔ آپ کی دوسری کتاب "شگوفہ تمنا" میلاد کے موضوع پر ہے۔ بوستاں مسدس ۱۳۱۳ھ ر ۱۸۹۵ء میں لکھی گئی۔

مسدس بوستان کے مطابق ۱۳۱۳ھ ر ۱۸۹۵ء میں باحیات تھے' سال وفات معلوم نہیں۔ البتہ وفات دلشاد پور میں ہوئی۔ اور مزار دلشاد پور کے عام قبرستان میں ہے۔

باب ن

۴۶۳ مولانا نورالحق تپاں پھلواروی

مولانا نورالحق تپاں پھلواروی، مولانا شاہ عبدالحق بن تاج العارفین شاہ محمد مجیب اللہؒ کے صاحبزادے تھے، آپ کی ولادت ۱۱۵۶ھ/ ۱۷۴۳ء میں ہوئی۔ کتب درسیہ مولاناوحیدالحق ابدالؒ سے تمام کیا۔ بیعت، اجازت و خلافت اپنے جد امجد حضرت تاج العارفینؒ (۱۱۷۳ھ/ ۱۷۵۹ء) سے حاصل ہوئی۔ اثنائے تعلیم ظاہری و مشق سلوک ہی کے زمانہ میں حضرت تاج العارفین نے آپ کو حضرت شاہ غلام نقشبندؒ کی وفات کے بعد ۱۱۷۳ھ/ ۱۷۵۹ء میں سجادہ عمادیہ پر جانشیں کردیا تھا۔ آپ سے سجادہ عمادیہ کو بہت ترقی ہوئی۔ سیکڑوں افراد آپ کے چشمہ علم و عرفاں سے سے سیراب ہوئے۔

سلسلہ مجیبیہ کے تمام اذکار و اشغال آپ نے جمع فرمائے ہیں اور ضمناً پیران سلسلہ کا تذکرہ بھی لکھا ہے۔ اس مجموعہ کا نام انوارالطریقت رکھا ہے۔ اوراد و اعمال کی ایک دوسری کتاب بھی مدون فرمائی ہے۔ جس کا نام تبلیغ الحاجات الی مجیب الدعوت ہے۔ یہ دونوں کتابیں خانقاہ عمادیہ منگل تالاب پٹنہ سیٹی میں موجود ہیں۔ بچپن ہی سے شاعری کا مذاق تھا، تپاںؔ تخلص کرتے تھے۔ طبیعت نزاکت پسند اور خیالات بلند تھے۔ آپ کا دیوان دو جلدوں میں دست خاص کا لکھا ہوا خانقاہ منگل تالاب پٹنہ سیٹی میں موجود ہے۔ قصائد و مراثی کے چند اجزاء دست خاص کے لکھے ہوئے نیز تصوف و ملفوظات کے چند رسالے کتب خانہ مجیبیہ میں بھی موجود ہے۔

۴ شعبان ۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۸ء میں پٹنہ میں بمکان میراشرف کشمیری آپ نے انتقال فرمایا اور جنازہ خانقاہ پھلواری میں لاکر حضرت لعل میاں کے پہلو میں پورب جانب دفن کئے گئے۔

۴۶۴ مولانا نثار علی جعفری پھلواروی

مولانا نثار علی جعفری کے والد کا نام مولانا عبدالغنی جعفری پھلورویؒ تھا۔ ۱۱۸۰ھ/ ۱۷۶۶ء میں ولادت ہوئی۔ کتب درسیہ والد سے تمام کیں۔ آپ کا مبلغ علم

بہت بلند تھا۔ آپ جید عالم تھے، تحصیل فراغت کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۱۲۲۲ھ/ ۱۸۰۸ء میں بردوان میں اپنے والد کی جگہ پر مفتی عدالت ہوئے، پھر ڈپٹی کلکٹر کے عہدہ پر مامور ہوئے، اور خان بہادر کا خطاب ملا۔ آپ حضرت مخدوم شاہ حسینؒ سے بیعت تھے۔ تعلیم و تربیت باطن بھی انہیں سے پائی۔

آپ کی وفات بردوان میں ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۳ء میں ہوئی۔ بردوان میں مدفون ہوئے۔

۴۶۵ مولانا شاہ نعمت اللہ پھلواروی

مولانا شاہ محمد نعمت اللہ پھلواروی، حضرت مولانا شیخ مجیب اللہ پھلوارویؒ کے صاحبزادے تھے۔ ۴ محرم ۱۱۶۰ھ/ ۱۷۴۷ء میں ولادت ہوئی۔ درسیات مولانا شاہ وحید الحق ابدالؒ سے پڑھیں۔ ۱۱۷۷ھ/ ۱۷۶۳ء میں بتاریخ ۲۹ رمضان اپنے والد حضرت تاج العارفین شیخ مجیب اللہ پھلوارویؒ سے بیعت ہوئے۔ اور پھر انہیں سے اجازت و خلافت حاصل ہوئی۔ آپ نے خانقاہ مجیبیہ کی حیثیت کی پوری پابندی کی۔ جس کی وجہ سے آپ کی مقبولیت کافی رہی۔ اور خانقاہ نے بھی خوب ترقی کی۔ آپ کے خلفاء و مجاز میں ممتاز علماء کرام ہیں۔

مکمل پچپن سال منصب سجادگی اور خدمت خلق انجام دینے کے بعد ۸۸ سال کی عمر میں ۲۹ شعبان روز پنجشنبہ ۱۲۴۷ھ/ ۱۸۳۱ء میں رحلت فرمائی، اور اپنے والد حضرت تاج العارفین شیخ شاہ مجیب اللہ پھلوارویؒ کے مزار کے پائیں میں مدفون ہوئے۔

۴۶۶ مولانا نوازش علی پھلواروی

مولانا نوازش علی کے والد کا نام مولانا عبدالعلی جعفریؒ تھا۔ ولادت ۲ ذی قعدہ ۱۱۹۴ھ/ ۱۷۸۰ء میں ہوئی۔ کتب درسیہ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی منعمی سے تمام کیں،

اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔ درس و تدریس کا مشغلہ برابر رہا۔ کچھ دنوں آپ الہ آباد میں سر رشتہ دار ہوئے۔ پھر چنار گڑھ میں ڈپٹی کلکٹر مقرر ہو کر تشریف لائے گئے۔ اور پوری عمر اس خدمت سے وابستہ رہے۔ اور درس کا مشغلہ بھی جاری رہا۔ آپ کے تلامذہ میں آپ کے علاتی بھانجے مولوی محمد صفی تھے۔ ان کے علاوہ چنار گڑھ اور الہ آباد میں بھی آپ کے تلامذہ تھے۔ آپ نے جو دولت حاصل کی' اس سے خلق کی خدمت کرتے تھے۔ نہایت سخی وجواد تھے' آپ کو چنار گڈھ میں کسی نے زہر دے دیا تھا۔ اس میں موت واقع ہو گئی۔

۲۸ ذی قعدہ ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۳ء میں وفات پائی۔

۴۶۷ مولانا شاہ نصیر الحق عظیم آبادی

مولانا شاہ نصیر الحق' مولانا شاہ ظہور الحقؒ کے صاحبزادے تھے' ۳ جمادی الاخر ۱۲۱۹ھ / ۱۸۰۴ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں اپنے والد سے پڑھیں۔ والد کے وصال کے بعد لکھنؤ تشریف لے گئے اور بقیہ درسی کتابیں مفتی ظہور اللہ فرنگی محلیؒ اور مرزا حسن علی لکھنوی سے سند حدیث کے ساتھ تمام کیں۔ ۲ ربیع اولال ۱۲۳۲ھ / ۱۸۲۷ء میں اپنے والد سے بیعت ہوئے۔ اسی وقت اجازت و خلافت سے سرفراز کئے گئے۔ آپ کی تربیت مولانا محمد صفی بن شاہ وجہ اللہ نے کی' اپنے والد کی انتقال کے بعد سجادہ عمادیہ پر جانشین کئے گئے۔ آپ نے درس و تدریس اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ صدہا آپ کے چشمہ علم سے سیراب ہوئے۔

۲۸ شوال ۱۲۶۰ھ / ۱۸۴۴ء میں رحلت فرمائی' اور پھلواری میں حضرت شاہ غلام نقشبند کے پائیں مزار مدفون ہوئے۔

۴۶۸ مولانا شاہ نور العین پھلواروی

مولانا شاہ نور العین' حضرت مولانا شاہ ابوالحسن فرد قادریؒ کے صاحبزادے تھے' آپ کی ولادت ۱۱ ذی الحجہ یوم یکشنبہ ۱۲۳۶ھ / ۱۸۲۱ء میں ہوئی' درسیات کی تکمیل مولانا شاہ حسین سے کی' ۱۲۵۶ھ / ۱۸۴۰ء اپنے والد سے بیعت کی' ۱۲۵۶ھ مطابق ۱۸۴۰ء میں

آپ کے والد حضرت فردؔ نے جمیع سلاسل کی اجازت و خلافت سے ممتاز فرمایا۔ اور والد کے بعد سجادہ مجیبیہ سے سرفراز ہوئے' بہت پر جوش اور مغلوب الحال بزرگ تھے' شعر و سخن کا اچھا ذوق تھا۔ نورؔ تخلص کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۲۶ر ربیع الثانی ۱۳۶۸ھ ر ۱۹۵۱ء میں ہوئی۔

۴۶۹ شیخ نجابت احمد نگر نہسوی

شیخ فاضل نجابت احمد بن تلطف حسین بن روشن علی صدیقی نگر نہسوی عظیم آبادی (نالندوی) مشہور عالم تھے۔ ۱۲۰۲ھ ر ۱۷۸۷ء میں پیدا ہوئے' مولانا ابراہیم بن مدین اللہ نگر نہسویؒ اور حاجی ہدایت اللہ گیلانیؒ سے علم حاصل کیا۔ فراغت کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہوئے' ان سے بہت سے علماء نے علم حاصل کیا۔ آپ صالح' متقی و پرہیزگار تھے۔

۱۴ر رجب ۱۲۹۱ھ ر ۱۸۷۵ء میں وفات پائی۔ جیسا کہ تذکرۃ النبلاء میں ہے

۴۷۰ مولانا ناطق بھاگلپوری

آپ حضرت مولانا قاضی فائق قدس سرہ کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ آپ کا سن پیدائش ۱۲۲۳ھ/۱۸۰۸ء عمر شریف ۷۰ برس سے زائد تھی (عیسوی سن تقویم سے نکالا گیا ہے) آپ متبحر عالم دین بھی تھے اور منصفی کے عہدے پر فائز۔۔ ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء میں مدھے پورہ سے سیوان تبادلہ ہوا' جہاں آپ نے اپنے ذاتی خرچ سے کورٹ کمپاؤنڈ میں ایک مسجد تعمیر کرائی جو منصفی مسجد کی حیثیت سے مشہور ہے۔ وہاں کچھ جائیداد خرید کر مسجد کے نام وقف کردی۔ پھر آپ نے بھاگل پور میں اپنے دولت کدہ کے سامنے ایک مسجد تعمیر کرائی۔ موصوف خود بھی قطعات تاریخ کہنے میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی تصنیف لطیف "سعید الکلام" میں فارسی مکتوبات منظوم اور منثور پیش کئے ہیں۔ ان میں مختلف علوم و فنون کے ماہرین کے نام مکتوبات ہیں نیز

مختلف مروجہ علوم وفنون مثل حکمت، نجوم، رمل، جفر وغیرہ پر تفصیلی معلومات ہیں بزرگان دین رحمہم اللہ کے تذکرے بھی ہیں۔ "حدیقہ شہبازی" مولفہ خواجہ محمد شاہ شہرت عظیم آبادی جو حضرت سلطان العارفین حضرت مولانا شہباز محمد قدس سرہ اور خانوادہ شہبازیہ کے بزرگوں کے احوال پر مشتمل ہے۔ اس میں بھی آپکا قطعہ تاریخ ہے سعید الکلام ۱۲۸۲ھ میں مطبوعہ نایاب کتاب ہے، جس کی فوٹو کاپی خدا بخش آرینٹل لائبریری میں پروفیسر ایس ایم رافق نے فراہم کی ہے تاکہ اہل علم اس کا مطالعہ کرسکیں۔ اسس ی یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ ڈنڈ کھورہ۔ مظفر پور۔ بھاگل پور۔ سیوان۔ رام نگر۔ انکشا گنج۔ کھگڑا وغیرہ مقام پر آپ کا قیام رہا اور سب قطعات تاریخ آپ نے ایک ہی نظم میں یکجا کردیئے ہیں۔

آپ تقریباً ۶۵ سال کی عمر شریف میں حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کا وصال ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء میں ہوا۔ مزار مبارک آستانہ قدم رسول پاک کے اندر واقع ہے جہاں آپ کے جد اعلیٰ حضرت مولانا عاقل قدس سرہ (سجادہ ششم ۱۱۴۰ھ) کے مزار مبارک کے قلب پر نقش قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم نصب ہے جے شہنشاہ فرخ سیر نے آپ کی نذر کیا تھا۔

بکانن فرانس۔ مارٹن۔ اولڈھام۔ جے ایس جھا وغیرہ نے لکھا ہے کہ آپ تمام حضرات کو "مولوی" کہا جاتا ہے اور مکانات کو "مدرسہ" جہاں طلبا کو مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

۴۰۱ مولانا حکیم ناصر علی غیاثپوری آروی

شیخ فاضل ناصر علی غیاثپوری ثم آروی علم طب میں مشہور تھے۔ غیاثپور ضلع عظیم آباد (پٹنہ) میں پیدا ہوئے۔ مختصرات مولوی علی اعظم پھلواروی سے پڑھیں۔ پھر علم کے لئے سفر شروع کیا۔ اور تمام درسی کتابیں مولانا عبدالحلیم بن امین اللہ انصاری لکھنوی رحمہ سے پڑھیں۔ اور طب کی تعلیم حکیم ابراہیم بن یعقوب حنفی لکھنوی رحمہ سے

حاصل کی، اور ان کے ساتھ ایک زمانہ تک رہے، پھر اپنے وطن لوٹے اور آرہ میں سکونت اختیار کی، اور وہاں درس و افادہ کا سلسلہ شروع کیا۔

ان کی بہت سی کتابیں ہیں۔ ان میں سے ناصر الابرار، عناصر الشہادتین۔ عناصر البرکات، عناصر الطب، اربعۃ عناصر فی اللغۃ، مفردات ناصری، ناصر المعالجین فی الطب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

ماہ صفر ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء میں آرہ میں وفات پائی۔

۴۰۲ مولانا شاہ نعمت اللہ مجیب پھلواروی

مولانا شاہ نعمت اللہ مجیب، مولانا شاہ احمد مصطفیٰؒ کے فرزند تھے۔ ۲۸ محرم الحرام ۱۲۴۹ھ/ ۱۸۳۳ء میں پیدائش ہوئی۔ درسیات متوسطات تک مولانا ہادی بن مولانا احمدیؒ سے پڑھیں۔ اور بقیہ نصف درسیات مولانا محمد حسین بن شیخ العالمین شاہ محمد نعمت اللہؒ سے تمام کیں۔ ۱۲۶۳ھ/ ۱۸۴۷ء میں شاہ ابوالحسن فردؒ سے بیعت کی۔ تعلیم و تربیت اجازت و خلافت مولانا ہادی سے تھی۔

درس و تدریس کا مشغلہ تھا۔ آپ کے تلامذہ میں مولانا منظور احمد بن مولانا انور احمد قابل ذکر ہیں۔

مولانا شاہ نعمت اللہ مجیبؒ نے ۷ شوال ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۹۰ء میں رحلت فرمائی۔ اور مقبرہ جنیدیہ سے پورب مدفون ہوئے۔

۴۰۳ مولانا شاہ نذیر الحق عمادی

مولانا شاہ محمد نذیر الحق کے والد کا نام شاہ سفیر الحق اور دادا کا نام مولانا شاہ محمد ظہور الحق تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۵۹ھ/ ۱۸۴۳ء میں ہوئی، ابتدائی کتابیں نانا قاضی سید مخدوم عالم اور اپنے والد سے پڑھیں، بقیہ درسیات اپنے چچا مولانا شاہ محمد علی امیر الحق سے پڑھیں۔ بیعت و اجازت و خلافت مولانا شاہ عبدالغنیؒ سے تھی، اور اپنے چچا مولانا شاہ محمد علی امیر الحق کی طرف سے بھی مجاز سلاسل تھے شاعری کا ذوق رکھتے

تھے۔ فائز تخلص کرتے تھے۔ فارسی کلام بہت ہی پاکیزہ ہوتا تھا۔ آپ کا غیر مطبوعہ دیوان موجود ہے۔

۱۳ محرم ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں وفات پائی' اور حضرت شاہ غلام نقشبندؒ کے مزار کے قریب مدفون ہوئے

۴۷۴ مولانا حکیم نصیر الحق عظیم آبادی

شیخ فاضل نصیر الحق بن محمد حسین عظیم آبادی مشہور عالم وطبیب تھے۔ عظیم آباد میں پیدا ہوئے۔ اور یہیں پرورش و پرداخت ہوئی۔ علامہ عبداللہ بن عبد الرحیم غازی پوریؒ' قاضی بشیرالدین عثمانی قنوجیؒ' شیخ عبدالحئی بن عبدالحلیم لکھنویؒ سے تعلیم حاصل کی۔ پھر دہلی کا سفر کیا' اور شیخ نذیر حسین محدث دہلویؒ سے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ اور طب کی تعلیم حکیم عبدالمجید بن محمود شریفی دھلویؒ سے حاصل کی' پھر اپنے وطن واپس لوٹے' اور علاج و معالجہ شروع کیا' اور اس سلسلہ میں مرجع خلائق ہوگئے۔

۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں وفات پائی۔

۴۷۵ مولانا سید نذر الرحمٰن عظیم آبادی

مولانا حافظ سید نذر الرحمٰن کے والد کا نام سید تجمل حسین اور دادا کا نام سید تفضل حسین تھا۔ آبائی مقام کربگیہ پٹنہ میں تھا۔ آپ نے حافظ عالم علی ساکن محلہ لودی کٹرہ سے حفظ کی تکمیل کی' اور تجوید و سند حدیث مولانا عبدالرحمٰن پانی پتیؒ سے حاصل کی۔ اور بقیہ فیض اپنے نانا مولانا محمد سعیدؒ سے حاصل کیا۔ اور خلافت و اجازت بھی انہیں سے حاصل کیا۔ سفر حج کے درمیان مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے علماء کرام سے بھی فیضیاب ہوئے۔

آپ کو شاعری کا عمدہ ذوق تھا۔ فارسی و اردو دونوں میں آپ کا کلام مقبول تھا۔ آپ کا ایک دیوان "نظم دلفریب" کے نام سے شائع ہوچکا ہے۔

آپ کی وفات ۲۵ صفر ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء کو ہوئی۔

۴۷۶ مولانا نورالحق نورپورینوی

مولانا نور الحق نور جھل جھلی تھانہ بہادر گنج میں پیدا ہوئے' عمر کا زیادہ حصہ تکیہ لطیفیہ گانگی میں حضرت مولانا شرف الدین کی صحبت میں گذارا۔ آپ مولانا کے داماد تھے۔

شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ نوؔر تخلص کرتے تھے' آپ کا دیوان بھی ہے' اس میں ۱۰۰ سے زیادہ اردو غزلیں ہیں۔

چالیس سال کی عمر میں ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۰ء میں وفات پائی اور تکیہ لطیفیہ کے احاطہ میں مدفون ہوئے۔

۴۷۷ مولانا نورالحسن پھلواروی

حضرت مولانا نور الحسن پھلواروی بن مولانا حکیم محمد مخدوم محی الدین ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۲ء میں پھلواری شریف میں پیدا ہوئے' آپ ایک جید عالم دین' صاحب تقوی و طہارت بزرگ' اور تجربہ کار قاضی تھے۔ تعلیم پھلواری میں حضرت مولانا عبدالوہابؒ سے حاصل کی۔ اور سلسلہ منعمیہ کے مشہور بزرگ مولانا وحیدالحقؒ سے سلسلہ مذکورہ کی اجازت و خلافت حاصل کی' درس حدیث و تعلیم قرآن آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ جو زندگی کے آخری ایام تک جاری رہا۔ دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف کے قاضی سب سے پہلے آپ ہی مقرر ہوئے' اور زندگی کے آخری لمحات تک آپ نے اپنی خدا داد قابلیت' معاملہ فہمی اور بے لاگ و صحیح فیصلوں سے دارالقضاء کا اعتماد قائم کیا۔ مسلم اور غیر مسلم سب آپ سے فیصلہ کراتے تھے۔ بہار و اڑیسہ کے علاوہ پنجاب سے بھی بہت سے مقدمات فیصلہ کے لئے آئے۔

۳ / رمضان ۱۳۲۵ھ / ۱۹۵۶ء کو آپ کی وفات ہوئی' اور پھلواری میں مدفون ہوئے

مولانا سید نثار احمد انوری دربھنگوی

مولانا سید نثار احمد بن میر ضمیرالدین بن بہادر کی پیدائش تقریباً ۱۸۰۳ء میں موضع بھگوتی پور، تھانہ سنگھوارہ ضلع دربھنگہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر مولانا نظام الدین سے حاصل کی۔ پھر موضع استوہ میں کا ئُتھی ہندی اور اردو کی تعلیم حاصل کی، پھر موضع نستہ میں مولانا مفتی محمود کے والد عبدالصمد ڈپٹی صاحب سے تعلیم حاصل کی۔ اور اپنے ساتھی مولانا نظام و مولانا حافظ دوست محمد وغیرہ کے ساتھ مئو گئے۔ وہاں دارالعلوم مئو میں داخلہ لیا۔ پھر وہاں سے بنارس اور سہارنپور گئے۔ سہارنپور میں مدرسہ مظاہر العلوم میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ اور وہاں کے اساتذہ سے اکتساب علم و فضل کیا۔ آپ کے اساتذہ میں اس دور کے جید علماء ہیں۔ ان میں سے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۵۲ھ) حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (م ۱۳۶۹ھ)، حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ، حضرت مولانا سید اصغر حسین محدث دیوبندیؒ (م ۱۳۶۴ھ) وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے خاص رابطہ تھا۔ اسی مناسبت سے انوری لکھا کرتے تھے۔

آپ کے ساتھیوں میں مولانا مفتی محمود احمد نستوی (م ۱۹۸۸ء) مولانا مقبول احمد صدیقی (م ۱۹۸۰ء) مولانا مقبول خاں (م ۱۹۷۹ء) مولانا فصیح احمد استھانوی (م ۱۹۶۹ء) قابل ذکر ہیں۔

فراغت کے بعد مدرسہ مظاہرالعلوم سہارنپور میں درس و تدریس کی خدمت انجام دی، تقریباً ۶ سال تک وہاں تدریسی خدمت سے منسلک رہے، پھر والد صاحب کی خواہش کے مطابق وہاں سے گھر آئے، ادھر مدرسہ احمدیہ مدھونی کے اراکین کی طرف سے تقاضہ ہونے لگا، چنانچہ جب مولانا گھر تشریف لائے، تو مدرسہ احمدیہ سے ایک فرستادہ آیا، اور مولانا کو مدھونی لے گیا، اس طرح ۱۹۶۵ء میں مدرسہ احمدیہ مدھونی میں درس و تدریس کی خدمت میں مشغول رہے، اسی درمیان مدرسہ اسلامیہ

آوا پور ڈھاکہ چمپارن تشریف لے گئے' وہاں صرف ایک سال رہے' چھ سال مدرسہ احمدیہ میں گذارا' ملی تنظیم سے بھی دلچسپی رکھتے تھے' امیر شریعت رابع کے انتخاب میں حصہ لیا' اور نو منتخب ممبران پر مشتمل کمیٹی میں شامل ہوکر امیر شریعت کا انتخاب کیا' مولانا نے تحریک آزادی میں بھی حصہ لیا' کانگریس کا خوب کام کیا' ہری ناتھ مشر وغیرہ لیڈران آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا کرتے تھے' اور خوب عزت و احترام کیا کرتے تھے' مولانا ان ہی لیڈران کے ساتھ سیاست میں سرگرم رہے' مولانا جید عالم تھے' خوب عمدہ علمی تقریر کیا کرتے تھے' عوام و خواص میں خوب مقبول تھے۔

مولانا کا انتقال ۷ ستمبر ۱۹۶۱ھ کو بھگوتی پور میں ہوا اور وہیں کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۴۷۹ مولانا نور الحسن سنگھا چوروی

مولانا نور الحسن کا وطن موضع سنگھا چوری ضلع مظفر پور (موجودہ سیتامڑھی) تھا جہاں آپ کی پیدائش چودھویں صدی کے اوائل میں ہوئی' ابتداء میں میٹرک تک اسکول میں تعلیم حاصل کی۔ پھر دینی تعلیم کا شوق ہوا۔ چنانچہ مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے دربھنگہ گئے' اور وہاں سے مدرسہ سلطانیہ الہ آباد اور پھر دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ اور وہیں سے ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۰۸ء میں فراغت حاصل کی' آپ حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتی کے ساتھیوں میں سے تھے۔ انتہائی قابل اور صاحب صلاحیت تھے۔ فارسی میں عدیم النظیر تھے۔ آپ نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی زیارت کی مدرسہ رحمانیہ مسول ضلع سیتا مڑھی کے بانی تھے۔ ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۶ء میں مدرسہ رحمانیہ قائم کیا۔ آپ کے معاون جناب حافظ محمد اسماعیل کنہوانؒ (۱۲۹۲ھ) تھے آپ نے حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ کے ہمراہ چند سال دوکان بھی چلایا۔ آپ حضرت بسنتیؒ کے خلیفہ اور جانشین ہوئے' مدرسہ اشرف العلوم کنہواں کے سرپرست رہے۔

آپ کے صاحبزادے مولوی محفوظ الحسن کے مطابق ۱۹۶۴ء یا ۱۹۶۵ء میں وفات پائی۔

۴۸۰ مولانا نجیب اشرف ندوی

مولانا پروفیسر محمد نجیب اشرف ندوی کا اصل وطن دیسنہ ہے، ان کے والد ڈاکٹر سید محمد مبین دیسنہ کے باشندہ تھے۔ لیکن اپنے پیشہ کے سلسلہ میں سابق صوبہ متوسط کے ضلع چاندہ کے ایک مقام آرموری میں سکونت پذیر تھے۔ یہ مقام اب ریاست مہاراشٹر میں واقع ہے۔ مولانا اسی مقام پر یکم نومبر ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ پھر دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ بھیج دیا گیا، جہاں انہوں نے ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۳ء تک تعلیم حاصل کی، اسی زمانہ میں مولانا شبلی نعمانیؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ وہاں سے فراغت کے بعد اپنے وطن چلے آئے، اور انگریزی تعلیم شروع کی، ۱۹۱۷ء میں میٹرک، ۱۹۲۰ء میں آئی اے پاس کیا، پھر تحریک آزادی سے منسلک ہوگئے۔ ۱۹۲۱ء میں دار المصنفین اعظم گڈھ چلے گئے۔ اور علمی خدمت میں مشغول ہوگئے۔ ۱۹۲۴ء میں بی۔ اے کلکتہ یونیورسٹی سے پاس کیا، اور اس کے دو سال بعد ایم اے پاس کیا۔ ۱۹۳۰ء میں گجرات کالج احمد آباد میں فارسی لکچرر کی جگہ بحالی ہوئی، وہاں سے ان کا تبادلہ اسماعیل کالج اندھیری بمبئی میں ہوگیا، ۱۹۵۵ء میں اپنی ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔

مولانا ندوی کا پہلا علمی کارنامہ رقعات عالمگیری کی تدوین و ترتیب ہے، آپ کے مضامین مختلف رسالوں میں شائع ہوئے، تقریباً سترہ سال تک نوائے ادب کے ایڈیٹر رہے۔

۵ر ستمبر ۱۹۶۸ء کو انتقال ہوا، ارلا قبرستان (اندھیری بمبئی) میں مدفون ہوئے۔

۴۸۱ مولانا سید شاہ نظام الدین پھلواروی

مولانا سید شاہ نظام الدین پھلواروی بن سید شاہ بدر الدین قادریؒ کی ولادت ۲۲ صفر ۱۳۱۴ھ ر ۱۸۹۶ء کو ہوئی۔ آپ نے درسیات اپنے منجھلے بھائی مولانا شاہ محمد قمر الدینؒ کے ساتھ مولانا عبدالعزیز ا مجھریؒ، مولانا عبدالحمیدؒ اور مولانا مقبول احمد خانؒ سے

تمام کیں۔ تکمیل درسیات کے بعد ۱۳۳۹ھ ر ۱۹۲۰ء میں جلسہ دستار بندی میں ایک کثیر اجتماع میں دستار بندی ہوئی، جس میں مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ اور خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کے علماء شریک تھے۔

بیعت تعلیم و تربیت باطنی، اجازت و خلافت سب کچھ اپنے والد سے حاصل کی۔ آپ نے تحصیل علم سے فراغت کے بعد اپنے آبائی مسند درس کو فروغ دیا۔ اور پورے انہماک کے ساتھ درس و تدریس میں مشغول ہوگئے۔ آپ کے پاس طلبا کا اچھا مرجوعہ ہوا، اور کثرت سے صوبہ اور غیرصوبہ کے طلبہ شریک درس ہوئے۔ تدریس کے ساتھ اپنے علم و تحقیق کے اعتبار سے بھی ممتاز تھے۔ آپ کے مضامین کچھ رسالوں میں شائع ہوتے رہے۔ احتیاط الظہر کے عدم جواز پر پوری تحقیق سے ایک بسیط فتوی لکھا جو رسالہ کی شکل میں ہے۔

آپ کی وفات ۶ر جمادی الاولی شب پنجشنبہ ۱۴۰۲ھ ر ۱۹۸۲ء کو ہوئی۔

۴۸۲ مولانا سید نور اللہ رحمانی

مولانا سید نور اللہ رحمانی حضرت مولانا محمد علی مونگیری کے صاحبزادے تھے۔ اور حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ کے اپنے بھائی تھے۔ ان کی پیدائش ۱۳۲۵ھ ر ۱۹۰۷ء میں ہوئی، دار العلوم ندوۃ العلماء میں چار سال تعلیم پائی۔ پھر دار العلوم دیوبند گئے۔ اور دو سال بعد طب کی طرف متوجہ ہوگئے اور لکھنؤ جا کر طب کی تعلیم مکمل کی، فراغت کے بعد مطب بھی کیا، لیکن اس میں ان کی طبیعت نہیں لگی۔ اور مطب چھوڑ دیا، اس وقت سے زندگی کے آخری لمحات تک مختلف کاموں پر پورے جوش و خروش کے ساتھ مشغول رہے۔ ایک عرصہ دراز تک جمعیۃ العلماء بہار کے صدر رہے۔ اور ۲۱ سال تک بہار کونسل کے ممبر رہے، ہمیشہ کانگریس کے ہم خیال اور جانے پہچانے رکن تھے۔ جنتا دور میں کانگریس چھوڑ دی، اور جنتا پاٹی میں شریک ہوگئے، اور جنتا رہنماؤں کے تعاون سے مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کے چیرمین ہوئے، تقریباً

سوا برس چیئرمین کے فرائض انجام دیتے رہے، پھر اس سے علیحدگی ہوگئی۔ کاؤنسل کے ممبر ہی کے زمانہ میں انہوں نے گویا مونگیر چھوڑ دیا۔ برسوں میں کبھی کبھی مونگیر جاتے۔ زندگی کا بڑا حصہ پٹنہ میں گذارا۔

پٹنہ ہی میں ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۹ء وفات پائی۔

شیخ نور محمد پٹنوی

شیخ نور محمد نقشبندی پٹنوی ایک مشہور عالم دین تھے، اس وقت کے مشہور اساتذہ سے تعلیم حاصل کی، پھر مختلف شہروں کا سفر کیا، اور مختلف شیوخ سے ملاقات کی، یہاں تک کہ شیخ احمد بن عبداللہ سرھندیؒ کی خدمت میں پہنچے، اور ان کی صحبت اختیار کرلی۔ اور ان سے علم طریقت حاصل کیا، اور ایک زمانہ تک ان کے ساتھ اذکار و اشغال میں منہمک رہے، اور معرفت سے وافر حصہ حاصل کیا۔ اور شیخ نے انہیں خلیفہ بنالیا۔ اور پٹنہ شہر کے لئے رخصت کیا۔ گنگا ندی کے کنارے سکونت اختیار کر لی، اور وہیں ایک مسجد بنائی، ان سے بہت لوگوں نے کسب فیض کیا، جیسا کہ زبدۃ المقامات میں ہے۔

وفات کا سال معلوم نہیں

مولانا سید شاہ نور الحسن امیتھوی

مولانا سید شاہ نور الحسن، سید شاہ اجمل حسین کے تیسرے فرزند تھے۔ آپ موضع امیتھوا ضلع گیا کے رہنے والے تھے، شاہ نور الحسن اپنے زمانہ کے جید عالم قادر رقم، منکسر مزاج، مخیر اور بے لوث تھے۔ جس نے جو مانگا بے تامل دے دیا کرتے تھے، درس و تدریس کا مشغلہ تھا۔ اور اپنے بھائیوں کی تصنیفات کو نقل کرنا ان کی عادت ثانیہ تھی، آپ کے منجھلے بھائی صاحب دل تھے۔ بیعت و خلافت بھی انہیں سے حاصل تھی۔

مولانا نور الحسن مخطوطات اور تحریرات خطاطی کا اعلیٰ نمونہ تھے۔
شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے اور نورؔ تخلص کرتے تھے۔
تاریخ ولادت و وفات معلوم نہیں۔

۴۸۵ مولانا نور احمد ڈیانوی

شیخ عالم محدث نور احمد بن گوہر علی بن مہر علی ڈیانوی ایک مشہور عالم تھے۔ ۹ ذی الحجہ ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۷ء عظیم آباد میں پیدا ہوئے۔ مولوی عبدالحکیم شیخپوری سے مختصرات تک تعلیم حاصل کی، اور تمام درسی کتابیں مولانا لطف علی بہاریؒ سے پڑھیں۔ اور ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء میں حجاز کا سفر کیا، حج و زیارت کی۔ اور سید احمد بن زینی دحلان شافعی مکی سے حدیث کی سند حاصل کی۔ جب ہندوستان واپس آئے۔ تو شیخ نذیر حسین محدث دہلویؒ کی صحبت اختیار کی، اور ان سے حدیث کی تعلیم حاصل کی، اور شیخ احمد علی بن لطف اللہ سہارنپوریؒ اور شیخ قاضی حسین بن محسن یمانیؒ سے بھی حدیث کی تعلیم حاصل کی، آپ نہایت ہی ذکی و ذہین تھے۔ اور اعلیٰ علمی شان رکھتے تھے۔
تاریخ وفات معلوم نہیں۔

۴۸۶ شیخ نظام الدین منیری

شیخ نظام الدین منیری، شیخ قطب الدین عمری جونپوریؒ کے بھانجے تھے۔ آپ نے حضرت شیخ سے علم و فضل حاصل کیا۔ ان کا ایک عمدہ قصیدہ ہے۔ اس میں صراط مستقیم کی تشریح کی ہے۔ جس کی تصنیف ۹۸۰ھ میں کی ہے، آپ کی قبر ذخیرہ میں ہے۔ جو عظیم آباد اور منیر کے درمیان ہے۔ جیسا کہ اصول مقصود میں ہے
وفات کا سال معلوم نہیں

باب و
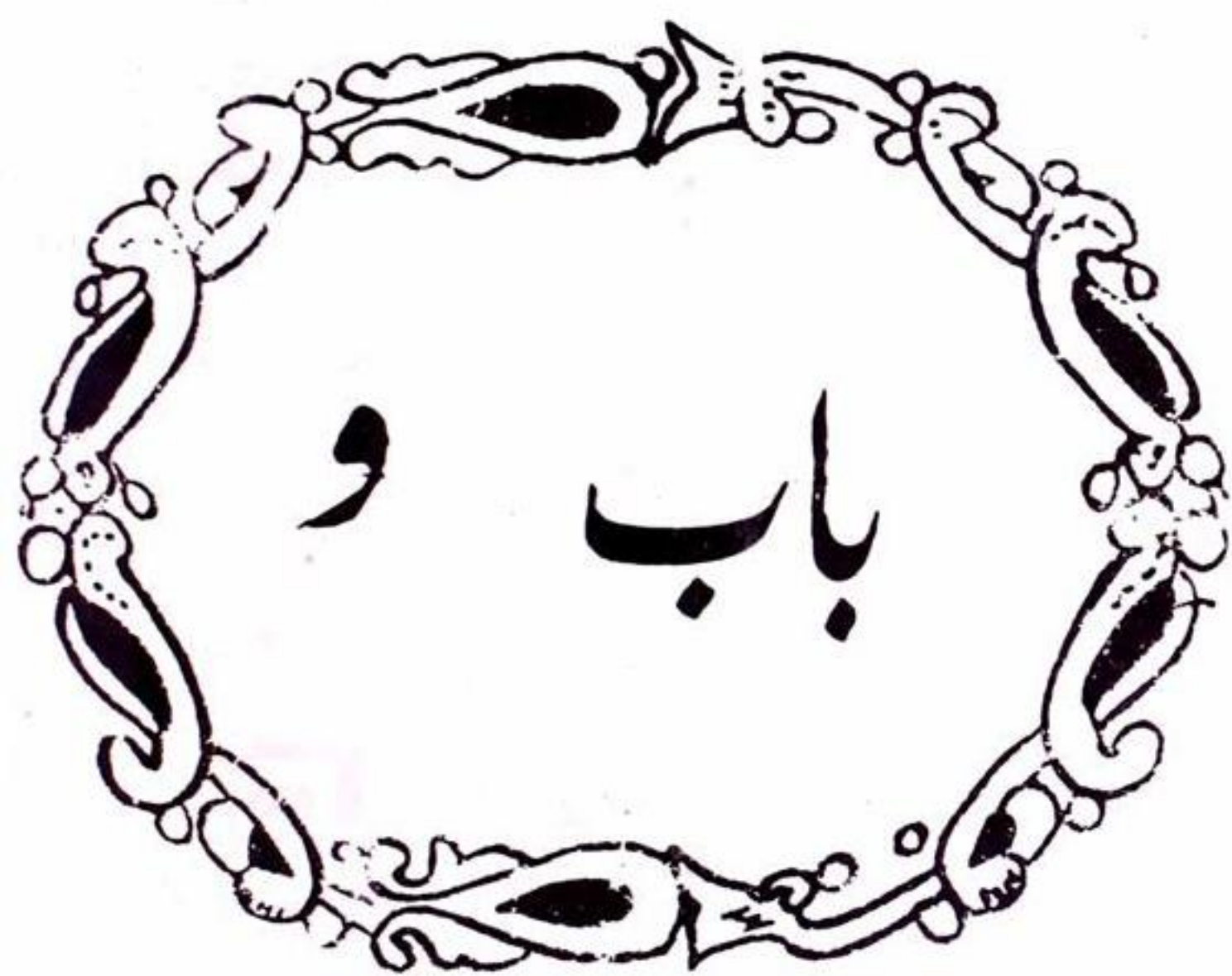
۴۸۷ مولانا وجیہ الحق پھلواروی

شیخ فاضل وجیہ الحق بن امان اللہ بن محمد امین بن جنید بن اسماعیل پھلواروی، عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ پھلواری میں پیدا ہوئے۔ اور بعض درسی کتابیں اپنے والد سے پڑھیں۔ اور اکثر کتابیں شیخ مخدومؒ سے پڑھیں۔ شیخ مخدومؒ نے ۱۱۴۳ھ مطابق ۱۷۳۰ء میں انہیں اجازت دی۔ اور علم حدیث شیخ محمد عتیق بن عبدالسمیع بہاریؒ سے حاصل کیا' ان سے مشکوۃ المصابیح اور صحیحین پڑھیں۔ اور انہوں نے تمام کتابوں کی اجازت عطا فرمائی' پھر غازی پور طلب رزق کے لئے سفر کیا۔ اور وہاں بہت زمانہ تک رہے' پھر اپنے شہر واپس لوٹ آئے۔ اور درس و تدریس اور افادہ کا کام شروع کیا۔ ان سے ان کے لڑکے وحید الحق نے علم حاصل کیا۔ ان کے مصنفات میں نزہتہ السا لکین مشہور ہے۔ جو عبادت کی فضیلت میں ہے۔

۱۱۵۰ھ / ۱۷۳۷ء میں وفات پائی۔ جیسا کہ حدیقیہ الازہار میں ہے۔

۴۸۸ مولانا وحید الحق محدث پھلواروی

ملا وحید الحق اپنے دور کے ممتاز علماء میں ہوئے ہیں۔ ۱۱۲۴ھ / ۱۷۱۲ء میں پیدا ہوئے۔ پھلواری شریف میں تعلیم و تربیت ہوئی۔ بعض درسی کتابیں اپنے والد محترم ملا وجیہ الحقؒ سے اور بقیہ کتابیں اپنے ماموں شیخ معین جعفریؒ سے پڑھیں۔ سند حدیث اپنے والد محترم سے حاصل کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہوگئے۔ بڑے متقی آدمی تھے۔ فقراء کا لباس پہنتے تھے۔ اور چٹائی پر بیٹھتے تھے۔ ان کی شاگردوں کی تعداد زیادہ تھی' جن میں مولانا احمدی' علی اکبر' مفتی عبدالغنی' شیخ نورالحق' شیخ نعمت اللہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کی کچھ علمی یادگار بھی ہیں۔ جن میں ہدایتہ الفقہ' تعلیمات بیضاوی' تحقیق الایمان' زاد الاخرۃ اور ذکر الصلوۃ قابل ذکر ہیں۔ حدیث میں شمائل ترمذی کی تعلیقات اہم ہیں۔

۲۴ صفر ۱۲۰۰ھ / ۱۷۸۵ء میں رحلت فرمائی' اور باغ مجیبی میں مدفون ہوئے۔

۴۸۹ مولانا ولایت علی صادق پوری

مولانا ولایت علی کے والد کا نام مولانا فتح علیؒ تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۰۵ھ ر ۱۷۹۰ء میں ہوئی۔ چار برس کی عمر میں مکتب میں بٹھائے گئے' پھر آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو درس دینا شروع کیا۔ بارہ برس کی عمر میں مختصرات سے فراغت حاصل کی۔ پھر ایک نہایت مشہور و معروف استاذ رمضان علی کی خدمت میں آپ کو بھیج دیا گیا' مزید علوم کی تحصیل کے لئے لکھنؤ مولانا محمد اشرف علیؒ استاذ معقول و منقول کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ اور تقریباً چار سال ان کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ آپ کے لکھنؤ کے قیام کے زمانہ میں حضرت مولانا سید احمد بریلویؒ لکھنؤ میں رونق افروز ہوئے۔ چنانچہ مولانا اشرف' حضرت سید صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ ان کے ساتھ مولانا ولایت علیؒ بھی گئے۔ مولانا ولایت علی حضرت سید صاحب سے بیعت ہوگئے۔ اور مولانا ولایت علی کا رنگ بدل گیا۔ اور اپنے مرشد کے ساتھ رہنے لگے' چنانچہ آپ بریلی قیام کے دوران مولانا اسماعیل شہیدؒ کی جماعت میں بھرتی تھے۔ اور انہیں سے حدیث بھی پڑھا کرتے تھے۔ مولانا ولایت علی ہی کی تحریک پر آپ کے گھر کے تمام لوگ' حضرت سید بریلویؒ سے بیعت ہوئے۔ جب جہاد کے لئے سید صاحب ملک خراسان روانہ ہوئے۔ تو ان کے ساتھ مولانا ولایت علی بھی تشریف لے گئے۔ حضرت سید صاحبؒ نے مولانا ولایت علی کو شاہ زماں والی کابل اور اس کے وزیر دوست محمد خان کے پاس خط لے کر بھیجا۔ مولانا نے نہایت ہی خوش اسلوبی سے سفارت کا کام انجام دیئے۔ اور آپ وہاں سے کامیاب واپس آئے۔ پھر حضرت سید صاحب نے مولانا ولایت علی کو خلافت دے کر جنوب ہند کی ہدایت کے لئے مامور کیا۔ مولانا نے بمبئی اور حیدر آباد وغیرہ کے علاقہ میں کارہائے نمایاں انجام دیئے' حضرت سید صاحبؒ کی شہادت کے بعد اپنے وطن عظیم آباد واپس لوٹے۔ اور پٹنہ اور اس کے اطراف میں تبلیغ دین کی خدمت انجام دینے لگے۔ پھر سرحدی علاقہ

مقام ستھانہ تشریف لے گئے۔

اور وہیں ماہ محرم ۱۲۶۹ھ / ۱۸۵۲ء میں وفات پائی اور مقام ستھانہ میں مدفون ہوئے۔

۴۹۰ شیخ وصی احمد پھلواروی

شیخ فاضل وصی احمد بن مصطفےٰ بن شمس الدین بن عبدالحئی بن مجیب اللہ پھلواروی ایک مشہور عالم تھے۔ ذی الحجہ ۱۲۲۴ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مولانا شیخ ابوالحسنؒ اور احمد بن شیخ نعمت اللہؒ سے تعلیم حاصل کی۔ اور حدیث کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، اور طریقت کی تعلیم اپنے نانا شیخ نعمت اللہؒ اور اپنے ماموں شیخ ابوترابؒ سے حاصل کرنے کے بعد پھلواری میں سکونت پذیر ہوگئے۔ وہ ایک اچھے شاعر تھے۔ فارسی اور اردو میں ان کا دیوان ہے۔ وصیؔ تخلص کرتے تھے۔ آپ نے اپنی وفات سے چند دن پیشتر اپنی وفات کا مادہ تاریخ لکھ کر قلمدان میں رکھ دیا تھا۔ وہ یہ ہے "عاشق صادق حبیب خدا" آپ کے اردو وفارسی کلام کا مجموعہ کلیات مولانا وصی احمد کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

۲ ربیع الاول ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء کو وفات پائی

۴۹۱ شیخ شاہ ولایت علی اسلام پوری

شیخ شاہ ولایت علی قادری ابوالعلائی جعفری بن سید کریم بخش بن سید میر علی ۱۲۲۷ھ / ۱۸۵۲ء میں قصبہ اسلام پور میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تعلیم و تربیت نانا حضرت شاہ ہدایت علی بلخی فردوسی کی نگرانی میں شروع ہوئی۔ اور انہیں کی فیض صحبت نے آپ کو کامل بنادیا۔ ۱۲۲۷ھ / ۱۸۱۲ء میں سلسلہ قادریہ میں نانا سے بیعت حاصل کی۔ اس وقت کی عام روش کے مطابق فارسی کی پوری استعداد رکھتے تھے۔ اور آپ نے نانا سے بیعت صرف دس سال کی عمر میں کی تھی، جب گیارہ سال کے ہوئے تو علوم

باطنی کی تعلیم کے لئے حضرت مخدوم یحیٰ علی نو آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے' اور اکتساب طریقہ ابوالعلائیہ میں مشغول ہوئے۔ اور میدان تصوف میں خوب ترقی کی۔ آپ سے عوام و خواص کو خوب فائدہ پہنچا۔ آپ کے مرید بہار' شیخپورہ' نوادہ' پٹنہ' گیا اور اس کے اطراف میں کثرت سے ہیں۔

محرم ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء میں وفات ہوئی۔ اور حضرت شاہ ہدایت علی کے مزار کے پاس مدفون ہوئے۔

۴۹۲ مولانا حکیم شاہ واعظ دیوری گیاوی

مولانا حکیم شاہ واعظ کے والد کا نام شاہ کریم تھا' ولادت ۱۲۱۹ھ / ۱۸۰۴ء کو ہوئی' آپ سادات دیورہ پرگنہ ارول ضلع گیا کی اولاد سے تھے۔ آپ کے دادا شاہ درگاہی اپنے وقت کے اولیاء کاملین میں سے تھے۔ موضع دیورہ' شیرگھاٹی اور پٹنہ صاد تپور کے اکثر باشندے آپ کے مرید تھے۔ حکیم مولانا شاہ واعظ محلہ ننموھیہ پٹنہ میں رہتے تھے' آپ نے درسیات کی تعلیم مولانا انور علی صدر اعلی ساکن آرہ ضلع شاہ آباد (موجودہ ضلع بھوجپور) سے حاصل کی تھی۔ معقول و منقول دونوں میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ شعر و شاعری کا ذوق بہت عمدہ تھا۔ والد کے انتقال کے بعد مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہوئے۔

۴ شوال ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء کو وفات پائی۔

۴۹۳ مولانا حکیم وصی الدین بھاگلپوری

مولانا حکیم وصی الدین کے والد کا نام شیخ محمد پیر علی تھا۔ موضع ہرنا بزرگ ضلع بھاگلپور آپ کا وطن تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر حاصل کی۔ پھر موضع پورینی ضلع بھاگلپور میں مولانا اعزاز علیؒ سے تعلیم پائی۔ شاہجہاں پور کے مدرسہ سے فراغت حاصل کی۔ طب کے شوق میں دہلی گئے۔ اور ۱۹۱۴ء میں مدرسہ طبیہ کالج گلی قاسم جان

دہلی میں داخلہ لیا۔ اور ۱۴ مارچ ۱۹۱۸ء کو فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد وطن واپس آئے اور عرصہ دراز تک اپنے گاؤں ہرنابزرگ میں مطب کرتے رہے۔

۱۹۴۹ء میں وفات پائی۔

۴۹۴ مولانا حکیم واجد علی شائق سہرامی

مولانا واجد علی کے والد کے نام شیخ شجاعت علی انصاری تھا۔ محلہ بارہ دری ضلع سہرام (موجودہ ضلع رہتاس) کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت فرخند علی بانی مدرسہ خیریہ نظامیہ سہرام کے چچا زاد بھائی تھے۔ علوم دینیہ کی تکمیل مدرسہ سبحانیہ الہ آباد اور طب کی تکمیل لکھنؤ سے کی۔ بڑے وضعدار اور خود دار آدمی تھے۔ طبیعت بڑی قناعت پسند بھی۔ طب کی عربی کتابوں پر بڑی دسترس تھی، مسلم لیگ کے سرگرم کا رکن تھے۔ ۱۹۵۲ء تک باحیات تھے۔ اس وقت ان کی عمر ۸۰ سال تھی۔ اس حساب سے ان پیدائش تقریباً ۱۸۷۳ء میں ہوئی۔ شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ اور شائق تخلص کرتے تھے۔

وفات کا سال معلوم نہیں

باب ۵

۴۹۵ شیخ ہدایت اللہ منیری

شیخ ہدایت اللہ بن اشرف بن محمود بن الجلال بن عبدالملک ہاشمی منیری، فردوسی سلسلہ کے شیخ تھے۔ شیخ مبارک بن مصطفیٰ منیری اور شیخ احمد بن محمد بن منور بن ابی یزید (م۱۱۰۵ھ) اور شیخ احمد اللہ چندھوری سے علم حاصل کیا، اور شیخ مبارک کے بعد مسند پر بیٹھے۔

۹ رجب ۱۱۲۸ھ/ ۱۷۱۵ء میں وفات پائی

۴۹۶ مولانا حکیم ہدایت اللہ خان عظیم آبادی

مولانا حکیم ہدایت اللہ خان کے والد کا نام مولوی حاجی احمد اللہ خان تھا۔ محلّہ عالم گنج بنگال ٹولی ضلع پٹنہ کے رہنے والے تھے، ۱۸۸۰ء کو ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن عظیم آباد پٹنہ میں حاصل کی۔ آپ کے والد مولانا احمد اللہ خانؒ بڑے دین دار عالم تھے۔ کٹھان پوکھر ضلع دمکا میں مدرس اول اور مہتمم تھے، آپ نے ان سے درسیات کی تکمیل کی، پھر سہارنپور تشریف لے گئے، اور مدرسہ مظاہرالعلوم سہارنپور سے فراغت حاصل کی۔ پھر طب کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء میں فراغت کے بعد وطن واپس آئے اور محلّہ عالم گنج بنگال ٹولہ میں مطب کرتے تھے۔

بڑے منکسر المزاج، خوش اخلاق، پابند شرع بزرگ تھے۔ صبر وقناعت کا یہ حال تھا کہ قوت لایموت سے زیادہ کسی چیز کا خیال آپ کے دل میں کبھی نہ آیا۔ بڑے غریب پرور مسکین نواز ہمدرد تھے۔

مئی ۱۹۵۲ء میں وفات پائی۔

۴۹۷ مولانا ہدایت اللہ صادقپوری

آپ کے والد کا نام مولانا ولایت علی تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۲۴ھ/ ۱۸۰۹ء میں ہوئی، آپ نے درسی کتابیں مختصرات تک متفرق طور پر پڑھیں۔ آخر میں مولوی لطافت

حسین ساکن دیوان محلہ سے پڑھی' آپ نہایت نرم دل' رقیق القلب اور کریم النفس تھے۔ غرباء مساکین کی خوب مدد کرتے تھے۔ لوگوں کی رنجش اور برائیوں کی حسنات سے جواب دیتے تھے۔ آپ کی عمر تقریباً ۴۵ برس ہوئی ہوگی کہ ہیضہ کی بیماری میں ۱۲۶۹ھ/ ۱۸۵۳ء میں رحلت فرمائی

باب ی

۴۹۸ شیخ یحیٰ منیری
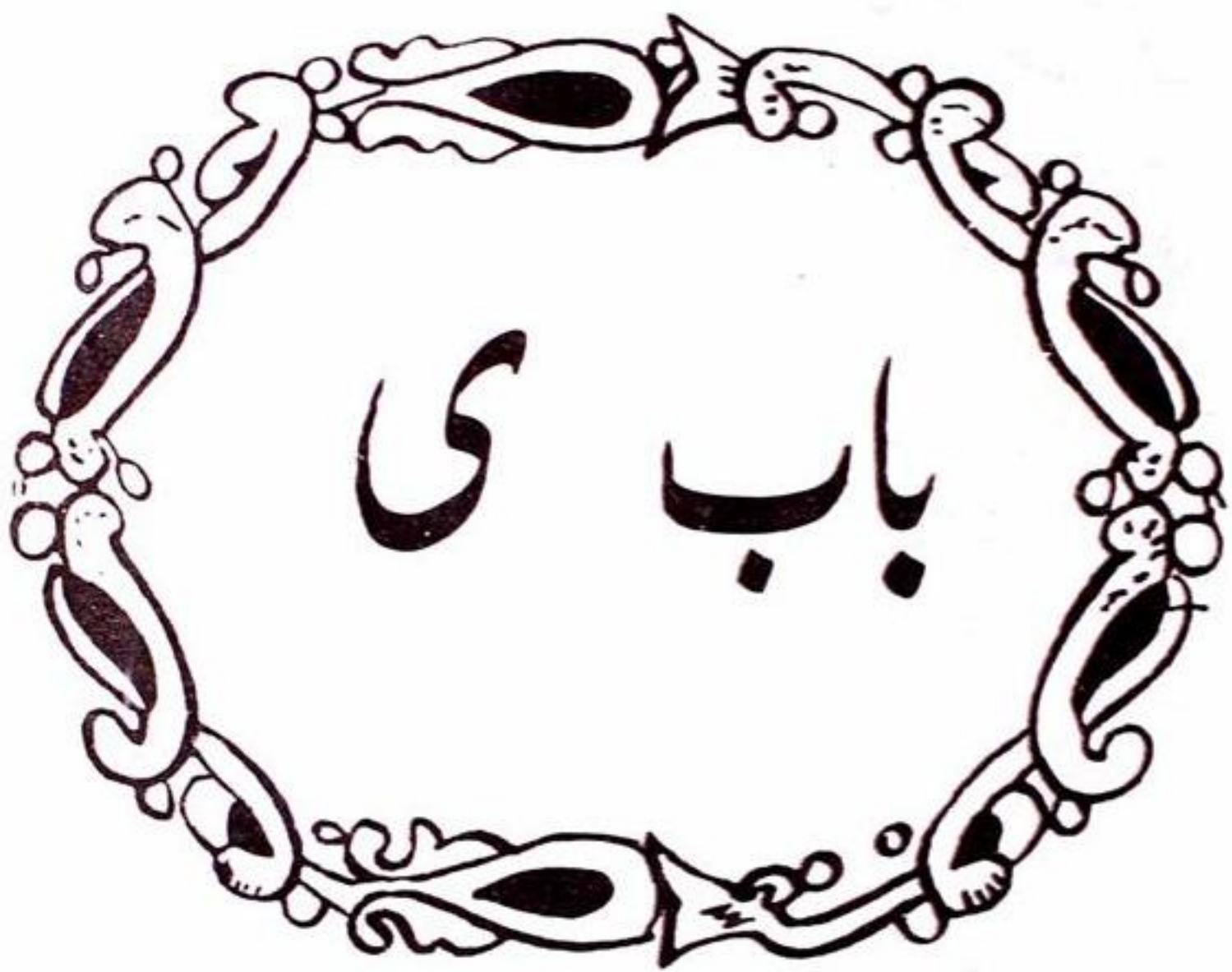
آپ حضرت مخدوم امام تاج فقیہ کے بڑے صاجزادے مخدوم شاہ اسرائیل منیری کے صاجزادے تھے۔ آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے' سلطان مخدوم شاہ یحیٰ منیری بن مخدوم شاہ اسرائیل منیری بن امام محمد تاج فقیہ بن مولانا ابوبکر بن مولانا ابوالفتح

آپ کی ولادت ۵۷۲ھ میں بیت المقدس کے قصبہ قدس خلیل میں ہوئی۔ اور چار سال کی عمر میں اپنے دادا کے ساتھ منیر شریف آئے۔ اور وہاں کے مشہور بزرگ حضرت مخدوم شاہ رکن الدین مرغیلانی منیری سے علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ اور حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی سے بیعت حاصل کی۔ اور پیرو مرشد سے ہی علوم باطنی کی تکمیل ہوئی۔ اور اجازت نامہ بھی حاصل ہوا۔

آپ کے چشمہ فیض سے ایک عالم سیراب ہوا۔ اور آپ کی بزرگی کا شہرہ تمام ہندوستان میں ہوا۔ آپ کا مزار منیر شریف میں ہے۔ اور آج بھی مرجع خلائق ہے۔ آپ حضرت مخدوم شرف الدین احمد کے والد محترم ہیں۔ آپ کی ایک کتاب معراج نامہ ہے۔ آپ خلیفہ الحاکم بامراللہ کے معاصر تھے۔ جو ۶۶۳ھ میں تھا۔ اس وقت ہندوستان میں سلطان ناصرالدین کا زمانہ تھا۔

آپ کا وصال ایک سوستر سال کی عمر میں روز پنجشنبہ ۱۱ شعبان وقت ظہر ۶۹۰ھ/۱۲۹۱ء بمقام خانقاہ منیرشریف میں ہوا' مخدوم مادہ تاریخ وصال ہے' آپ کا مزار منیر شریف میں ہے۔

۴۹۹ مولانا یحیٰ علی صادقپوری

مولانا یحیٰ علی کے والد کا نام مولوی محمد الٰہی بخش تھا۔ آپ مولانا احمد اللہؒ و مولانا فیاض علیؒ کے بھائی تھے۔ مولانا فیاض علیؒ سے تقریباً دس برس چھوٹے تھے' اس طرح آپ کی پیدائش ۱۲۳۵ھ/ ۱۸۱۹ء میں ہوئی ہوگی' آپ نے درسیات مولانا فیاض علیؒ سے پڑھی۔ پھر اپنے بڑے بھائی مولانا احمد اللہؒ سے مکمل کی۔ اور سند حدیث مولانا

ولایت علیؒ سے حاصل کی۔ خلافت بھی مولانا ولایت علی سے حاصل ہوئی۔ مولانا ولایت علی کے خلیفہ بھی تھے۔ شب و روز اپنے مرشد کی خدمت میں رہے۔

آپ ایک جید عالم تھے۔ مسائل جزئیہ فقیہ بھی نیز حدیث پر آپ کی گہری نظر تھی، مناسخہ میں بھی آپ کو مہارت حاصل تھی۔ مولانا ولایت علیؒ کے ساتھ جہاد میں بھی شریک ہوئے۔ جہاد سے واپسی کے بعد تقریباً دو سال اپنے مکان محلّہ صحاد تپور پٹنہ میں مقیم رہے۔ اور حسب دستور درس و تدریس، وعظ ونصیحت اور مشاہدہ و مراقبہ میں مشغول رہے۔ پھر جب مولانا ولایت علیؒ نے افغانستان کا سفر دوبارہ کیا، تو آپ بھی ان کے ہمراہ گئے۔ پھر صاد تپور واپس لوٹے۔ اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

۱۲۸۰ھ / ۱۸۶۳ء میں گرفتار کرکے انبالہ جیل میں بھیج دئے گئے، پہلے آپ کو پھانسی کا حکم ہوا، پھر منسوخ کرکے کالا پانی میں حبس دوام کا حکم ہوا۔

۲۰ فروری ۱۸۶۸ء میں جزیرہ انڈمان ہی میں وفات پائی۔ اور وہیں کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۵۰۰ حکیم مولانا یحیٰ مونگیری

مولانا یحیٰ موضع لکھمنیاں ضلع مونگیر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ پھر طلب علم کے لئے سفر کیا اور دارالعلوم دیوبند پہنچے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ منطق و فلسفہ مولانا عبدالماجد مکیؒ سے پڑھی، مولانا عبدالماجدؒ خیرآبادی خاندان کے مشہور تلامذہ میں سے تھے۔ مولانا مناظر احسن دیوبند میں آپ کے ہم سبق تھے، اور آپ کی علمی لیاقت کے معترف تھے۔ آپ کے معاصر میں مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا فخرالدین احمدؒ بھی تھے۔ آپ مولانا محمد علی مونگیریؒ سے بیعت تھے۔ مولانا مونگیری آپ پر بہت مہربان تھے۔

مولانا بلند پایہ شاعر، طبیب حاذق، عالم با عمل، صوفی کامل بزرگ تھے، اور طبیب، عالم اور بزرگ کی حیثیت سے بہار کے اکثر اضلاع، بھاگلپور، پورنیہ، مونگیر

وغیرہ میں مشہور تھے۔ آپ دلی کے ٹکسالی زبان بولتے تھے۔ گاؤں کے لوگ آپ پر طنز کرتے تھے۔ لیکن مولانا ان کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ مولانا عبدالرشید رانی ساگری کا بیان ہے کہ مولانا یحیٰی صاحب دیوبند میں ہم سے ایک درجہ آگے تھے۔ دار العلوم میں مولانا کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ طلبہ کے علاوہ اساتذہ بھی آپ سے متاثر تھے۔ اور آپ کی قدر کرتے تھے۔ فراغت کے بعد حضرت شیخ الہندؒ کے مشورہ سے گلاؤ ٹھی کہ مدرسہ میں درس و تدریس کے لئے گئے۔ وہیں آپ نے طب پڑھی، اور دلی کی ممتاز شخصیتوں سے اس فن کی تکمیل کی، اور اس میں کمال حاصل کیا۔

مولانا خط نسخ کے ماہر تھے۔ آپ کو طبابت کے علاوہ درس وتدریس کا بھی شوق تھا۔ آپ کو مولانا محمد علی مونگیریؒ سے خلافت و اجازت حاصل تھی۔ لیکن کسی کو مرید نہیں کرتے تھے۔ مولانا طبابت کیا کرتے تھے، طبیعت میں انتہائی درجہ کا توکل تھا۔ کل کے لئے رکھنے کے قائل نہیں تھے۔ آپ مرض الموت میں گرفتار ہوئے اور عرصہ دراز تک بیمار رہے۔ روزانہ دوا کے لئے تیس چالیس روپے کی ضرورت ہوتی تھی۔ اور علاج کے مطابق مریضوں سے آپ کو رقم مل جایا کرتی تھی۔ یہاں تک کہ وفات کے ایک دن پہلے آپ کو ستر روپے مریض سے آئے تھے۔

اپنے وطن لکھمنیاں میں ۱۹۴۸ء وفات پائی۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔

۵۰۱ مولانا حکیم یوسف حسن خاں سوری

مولانا یوسف حسن خاں، والد کا نام الٰہی بخش خاں سوری رحمانی، راجگیر سے متصل موضع بڑاکر ضلع نالندہ میں ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولانا الٰہی بخش خاں سوری بڑے جید عالم تھے۔ عربی فارسی زبان و ادب میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ ان کا شمار اپنے وقت کے بڑے علماء میں ہوتا تھا۔

مولانا یوسف حسن خاں سوری نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، قرآن حفظ کیا۔ پھر عربی فارسی کی تعلیم شروع کی۔ درسیات کی کتابیں متوسطات تک

اپنے والد سے پڑھیں۔ ۱۹۱۲ء میں حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ نائب امیر شریعت بہار واڑیسہ سے حدیث' فقہ اور عربی ادب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ استاذ القراء قاری عبدالرحمان مکیؒ سے علم تجوید پڑھا۔ پھر درسیات کی تکمیل اپنے والد سے کی۔ پھر دہلی تشریف لے گئے۔ اور ۲۳ جولائی ۱۹۱۳ء میں فراغت حاصل کی۔ جلسہ دستار بندی میں اکابر علماء کے علاوہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ بھی شریک تھے۔ حضرت تھانویؒ نے دستار فضیلت اپنے ہاتھ سے باندھا' اور سند فراغت اپنے ہاتھ سے عطا کی۔ پھر آپ نے طب کی جانب توجہ کیا' اور تین برسوں تک طب کی تعلیم حاصل کی۔ اور تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے وطن آئے' ۱۹۱۸ء میں بہار شریف ضلع نالندہ میں مطب شروع کیا۔ اور اس میں کامیاب رہے۔ ۱۹۳۵ء میں حکومت نے ڈسٹرکٹ بورڈ کی ڈسپنسری کے معائنہ کے لئے آپ کو انسپکٹر مقرر کیا۔

۱۹۴۸ء میں انجمن اطباء صوبہ بہار کے نائب صدر منتخب ہوئے' اور انجمن اطباء ضلع نالندہ کے صدر بھی مقرر کئے گئے۔ گورنمنٹ طبی کالج پٹنہ کی گورننگ باڈی کے عرصہ تک ممبر رہے۔ ۱۹۱۹ء میں حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ سے بیعت کی' اور آخر دم تک خانقاہ رحمانی سے تعلق باقی رکھا۔

مولانا حکیم کی حیثیت سے زیادہ مشہور تھے۔ اور طب میں مہارت رکھتے تھے آپ کی کئی تصنیفات ہیں۔ ان میں سے فرمانبردار عورت' اور سرمایۂ صحت قابل ذکر ہیں۔

۱۲ فروری ۱۹۸۱ء کو ۸۸ برس کی عمر میں بہار شریف میں وفات پائی۔

وفیات تذکرہ علمائے بہار

1- شیخ احمد ابن یحیٰ منیری ۷۸۲ھ / ۱۳۸۰ء

2- شیخ ابراہیم احمد بہاری ۹۱۴ھ / ۱۵۰۸ء

3- شیخ ابویزید منیری ۱۱۱۷ھ / ۱۷۰۶ء

4- مولانا شاہ انعام الدین پھلواروی ۱۱۴۷ھ / ۱۷۳۴ء

5- ملا امیراللہ منیراللہ پھلواروی ۱۱۶۸ھ / ۱۷۵۴ء

6- مولانا شاہ احمد عبدالحیٔ پھلواروی ۱۱۹۳ھ / ۱۷۷۹ء

7- مولانا شاہ احمد عبدالحق پھلواروی ۱۱۹۹ھ / ۱۷۸۵ء

8- مولانا امیرالحسن قادری پشتوی ۱۲۲۸ھ / ۱۸۱۳ء

9- مولانا امین اللہ عظیم آبادی ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۸ء

10- مولانا حکیم سید احمد اشرف رضوی ۱۲۳۸ھ / ۱۸۲۳ء

11- شیخ ابراہیم بن برکت عظیم آبادی ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء

12- مولانا احمدی پھلواروی ۱۲۵۱ھ / ۱۸۳۶ء

13- مولانا سید احمد یعقوب پھلواروی ۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۸ء

14- مولانا شاہ احمد حسین سہسرامی ۱۲۵۴ھ / ۱۸۳۸ء

15- مولانا امام شاہ دربھنگوی ۱۲۵۹ھ / ۱۸۴۳ء

16- مولانا انور علی آروی ۱۲۶۲ھ / ۱۸۴۶ء

17- مولانا سید شاہ ابوالحسن فرد پھلواروی ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۹ء

18- شیخ ابوتراب پھلواروی ۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۳ء

19- مولانا ابوالحیات پھلواروی ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء

20- مفتی احسان علی پھلواروی ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۵ء

21- قاضی اسد علی قاضی دولت پوری ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء

22-	شیخ ابوالحیات پھلواروی	۱۲۷۶ھ/ ۱۸۶۰ء
23-	مولانا ابراہیم مدین اللہ نگر نہسوی	۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۴ء
24-	مولانا قاضی اشرف علی پھلواروی	۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۴ء
25-	مولانا آل احمد پھلواروی	۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۹ء
26-	مولانا احمد اللہ صادق پوری	۱۲۹۸ھ/ ۱۸۸۰ء
27-	مولانا امیرالحق عظیم آبادی	۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۴ء
28-	شیخ سید شاہ امجد حسین حسینی منیری	۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۵ء
29-	مولانا سید ابو ظفر ندوی دسنوی	۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء
30-	مولانا سید احمد صوفی	۱۳۱۳/ ۱۸۹۰ء
31-	مولانا حکیم سید ابوالبرکات استھانوی	۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۱ء
32-	مولانا ابو محمد ابراہیم آروی	۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء
33-	شاہ امین احمد اسلام پوری	۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۳ء
34-	شیخ محمد اشرف ڈیانوی	۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء
35-	مولانا اشرف علی صادق پوری	۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء
36-	مولانا سید شاہ امجد حسین عظیم آبادی	۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۷ء
37-	مولانا اشرف عالم بھاگلپوری	۱۹۱۹ء
38-	شیخ شاہ ابوالمظفر فریدالدین احمد منیری	۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء
39-	مولانا امجد علی صادق پوری	۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۳ء
40-	شیخ شاہ احتشام الدین حیدر منیری	۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۵ء
41-	مولانا ابوالخیر قاضی بہراوی دربھنگوی	۱۳۶۸ھ/ ۱۹۳۸ء
42-	مولانا اصغر حسین بہاری	۱۹۳۸ء
43-	مولانا اسحاق سیتامڑھوی	۱۳۶۸ھ/ ۱۹۳۹ء
44-	مولانا ابو سلمہ شفیع احمد نالندوی	۱۹۵۸ء

45۔ مولانا سید شاہ الیاس بہاری ۱۹۷۰ء

46۔ مولانا مفتی ظہور احمد نستوی ۱۹۶۸ء

47۔ مولانا حکیم سید احمد حسین مونگیری ۱۹۷۲ء

48۔ مولانا حکیم ارادت حسین صاد تپوری ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء

49۔ مولانا احمد یحیٰ گرڑوی دربھنگوی ۱۹۷۵ء

50۔ مولانا حکیم ابو نصر مونگیری ۱۹۷۶ء

51۔ مولانا سید احمد اللہ ندوی ۱۹۷۷ء

52۔ مولانا ابوالقاسم فیضی امگاوی ۱۹۸۲ء

53۔ مولانا سید ابوالقاسم دربھنگوی ۱۹۸۳ء

54۔ مولانا ابوالحسنات سید طٰہٰ کمال ندوی ۱۹۸۳ء

55۔ مولانا شاہ امان اللہ قادری پھلواروی ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۴ء

56۔ مولانا انوار احمد سوپولوی ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۲ء

57۔ مرزا ابراہیم عظیم آبادی نامعلوم

58۔ شیخ احمد بن محمد بہاری نامعلوم

59۔ مولانا شاہ الیاس مونگیری نامعلوم

60۔ مولانا احسن اللہ بھاگلپوری نامعلوم

61۔ شیخ ابوالفتح منیری نامعلوم

62۔ مولانا امان اللہ عظیم آبادی نامعلوم

63۔ مولانا شاہ ابوالبرکات محمد فائض نامعلوم

64۔ شیخ احمد بن محمد بہاری نامعلوم

65۔ مولانا اکبر علی صاد تپوری نامعلوم

66۔ مولانا سید اقبال حسین گیاوی نامعلوم

67۔ مولانا حکیم ابو نعمان لعل زمان سہرامی نامعلوم

باب ب

68- شیخ بدھن منیری — ۹۶۰ھ / ۱۵۵۲ء

69- مولانا سید شاہ بدرالدین پھلواروی — ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء

70- مولانا حکیم سید برکات احمد — ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء

71- مولانا حکیم بدیع الزماں قمر نعمانی سہرامی — ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۷ء

باب ت

72- شیخ تقی الدین مسوی پورینوی — ۸۰۲ھ / ۱۳۹۹ء

73- مولانا تصدق حسین عظیم آبادی — ۱۲۶۸ھ / ۱۸۵۱ء

74- مولانا تجمل حسین دسنوی بہاری — ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۴ء

75- مولانا تصدق حسین مشتاق پورینوی — ۱۹۳۵ء

باب ج

76- مولانا جان علی عظیم آبادی — ۱۲۶۷ھ / ۱۸۵۱ء

77- مولانا سید جواد علی پھلواروی — ۱۲۸۷ھ / ۱۸۷۰ء

78- مولانا جمیل احمد بہاری مظفرپوری — ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۴ء

79- مولانا جمال احمد خستہ کیماوی — ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء

80- مولانا شاہ جعفر پھلواروی — ۱۹۸۲ء

81- مخدوم شاہ جلیل الدین احمد منیری — نامعلوم

باب ح

82- شیخ حبیب اللہ بہاری — ۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۶ء

83۔	شیخ سید حبیب اللہ پشتوی	۱۱۴۰ھ / ۱۷۲۷ء
84۔	شیخ حسن علی عظیم آبادی	۱۲۲۴ھ / ۱۸۰۹ء
85۔	مولانا مخدوم شاہ حسن علی	۱۲۲۴ھ / ۱۸۰۹ء
86۔	شیخ حسین بن علی عظیم آبادی	۱۲۵۵ھ / ۱۸۳۹ء
87۔	مولانا حمید عظیم آبادی	۱۲۶۳ھ / ۱۸۴۷ء
88۔	مولانا حکیم حسن علی حسن سہسرامی	۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء
89۔	مولانا حسن پھلواروی	۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء
90۔	مولانا حفیظ الدین پورینوی	۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء
91۔	مولانا حامد حسین مجاہد گیاوی	۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۱ء
92۔	مولانا سید حکیم علی اظہر چھپروی	نامعلوم
93۔	شیخ حسن رضا عظیم آبادی	نامعلوم
94۔	قاضی حیات مزید پھلواروی	نامعلوم
95۔	مولانا سید حبیب اللہ گیاوی	نامعلوم

باب خ

96۔	مولانا خواجہ بہاری	۱۰۶۰ھ / ۱۶۵۰ء
97۔	مخدوم شاہ خلیل الدین احمد منیری	نامعلوم
98۔	مولانا حکیم شیخ خیرات علی دربھنگوی	نامعلوم

باب د

99۔	مخدوم شاہ دیوان دولت منیری	۱۰۱۷ھ / ۱۶۰۸ء
100۔	مخدوم شاہ دولت علی منیری	۱۱۹۷ھ / ۱۷۸۳ء
101۔	مولانا حکیم داؤد عیسی پوری	۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء

102- سید شاہ دولت علی منیری — ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۷ء

103- مولانا دیانت حسین دربھنگوی — ۱۹۴۷ء

104- مولانا حافظ دیانت احمد بھاگلپوری — ۱۳۹۰ھ / ۱۹۶۷ء

105- شیخ داؤد علی عظیم آبادی — نامعلوم

باب ر

106- شیخ رضی الدین بھاگلپوری — ۱۰۹۶ھ / ۱۶۸۵ء

107- شاہ ابوالفتح رشید اللہ علی احمد منیری — ۱۲۰۱ھ / ۱۷۸۶ء

108- مولانا رحم علی پھلواروی — ۱۲۲۹ھ / ۱۸۱۳ء

109- مولانا رعایت علی پھلواروی — ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء

110- مولانا سید رکن الدین پھلواروی — ۱۲۸۷ھ / ۱۸۷۰ء

111- مولانا رحیم اللہ عظیم آبادی — ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء

112- مولانا رفیع الدین شکرانوی — ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء

113- مولانا شاہ رئیس العالم بھاگلپوری — ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء

114- مولانا شاہ رحمت اللہ احقر مظفرپوری — ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۲ء

115- مولانا صوفی رمضان علی آواپوری — ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۲ء

116- مولانا سید شاہ رکن الدین ندوی — ۱۹۴۳ء

117- مولانا ریاض احمد چمپارنی — ۱۹۶۲ء

118- مولانا ریاست علی ندوی — ۱۹۶۷ء

119- مولانا رشید بھاگلپوری — ۱۹۷۲ء

120- شیخ رکن الدین منیری — نامعلوم

121- مولانا رکن الدین بہاری — نامعلوم

باب ز

122۔	مولانا زکریا محمودی دربھنگوی		۱۹۶۱ء
123۔	مولانا زاہد بن محمد بہاری		نامعلوم

باب س

124۔	شیخ سلیمان لنگر زمین کاکوی	۷۶۶ھ	۱۳۶۷ء
125۔	شیخ سراج الدین اخی سراج	۷۵۷ھ	۱۳۵۶ء
126۔	مولانا سیلمان منیری	۱۱۰۱ھ	۱۶۸۹ء
127۔	شیخ سلیم اللہ نگر نہسوی	۱۱۹۱ھ	۱۷۷۷ء
128۔	مولانا محمد سعید گیاوی	۱۱۹۴ھ	۱۷۸۰ء
129۔	مولانا سعید حسرت عظیم آبادی	۱۳۰۴ھ	۱۸۸۶ء
130۔	سید شاہ سعیدالدین احمد منیری	۱۳۴۱ھ	۱۹۲۱ء
131۔	مولانا شاہ سلیمان قادری پھلواروی	۱۳۵۴ھ	۱۹۳۵ء
132۔	مولانا سید سلیمان اشرف بہاری	۱۳۵۸ھ	۱۹۳۹ء
133۔	مولانا سعادت حسین بہاری	۱۳۶۰ھ	۱۹۴۱ء
134۔	مولانا سید سلیمان ندوی		۱۹۵۳ء
135۔	مولانا پروفیسر سعید رضا دسنوی		۱۹۴۲ء
136۔	مولانا حکیم سلمان کریمی گڑھولوی	۱۴۰۶ھ	۱۹۸۶ء
137۔	مولانا سید سیف الدین احمد پورینوی		نامعلوم

باب ش

138۔	قاضی شہاب الدین پیر جگجوت	۷۶۶ھ	۱۳۶۷ء
139۔	مخدوم شاہ شعیب فردوسی	۸۲۴ھ	۱۴۲۱ء

140- مولانا شہباز محمد بھاگلپوری ۱۰۵۰ھ / ۱۶۴۰ء

141- مولانا شاہ شمس الدین الفرح پھلواروی ۱۲۲۸ھ / ۱۸۱۳ء

142- مولانا شعیب الحق بہاری ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۳ء

143- مولانا شاہ محمد شرف الدین پھلواروی ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء

144- مولانا شمس الحق ڈیانوی ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء

145- مولانا شاہ شرف الدین پورینوی ۱۳۶۹ھ / ۱۹۴۹ء

146- مولانا شمس الحق سلفی ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۲ء

147- مخدوم میر شمس الدین مارزندانی نامعلوم

148- مولانا شائق احمد عثمانی بھاگلپوری نامعلوم

149- مولانا شہاب الدین احمد نامعلوم

باب ظ

150- مولانا ظہیر احسن شوق نیموی ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء

151- مولانا ظفرالدین بہاری ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء

152- سید ظریف عظیم آبادی نامعلوم

باب ع

153- شیخ علاء الدین علاء الحق پنڈوی ۸۰۰ھ / ۱۳۹۷ء

154- شیخ عبدالشکور منیری ۱۰۹۵ھ / ۱۶۸۴ء

155- مولانا عمادالدین پھلواروی ۱۱۲۴ھ / ۱۷۱۲ء

156- سید عبدالهادی عظیم آبادی ۱۱۶۹ھ / ۱۷۵۵ء

157- قاضی عبداللہ عظیم آبادی ۱۲۲۳ھ / ۱۸۰۸ء

158- مولانا عبدالعلی جعفری پھلواروی ۱۲۲۷ھ / ۱۸۱۲ء

159-	مولانا شاہ عبدالغنی پھلواروی	۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۷ء
160-	مولانا عبدالعلی صادقپوری	۱۲۴۵ھ/ ۱۸۲۹ء
161-	مولانا شاہ عبدالمغنی پھلواروی	۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء
162-	مولانا عنایت علی صادقپوری	۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۸ء
163-	مولانا علی وارث پھلواروی	۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۹ء
164-	مولانا علیم الدین نگرنہسوی	۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۸ء
165-	مولانا سید عبدالرحمٰن مظفرپوری	۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء
166-	مولانا عبدالغنی بہاری	۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء
167-	مولانا عبدالغفار نشتر مہدانوی	۱۸۹۷ء
168-	مولانا عبدالباری عظیم آبادی	۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء
169-	مولانا عبداللہ صادقپوری	۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء
170-	مولانا حکیم عبدالحمید صادقپوری	۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء
171-	مولانا عبدالحئ ذبیح دربھنگوی	۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء
172-	قاضی عبدالوحید عظیم آبادی	۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء
173-	مولانا عبداللہ بایزیدپوری گیاوی	۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء
174-	مولانا حکیم علی نعمت پھلواروی	۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۳ء
175-	مولانا عین الحق پھلواروی	۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء
176-	مولانا عبدالشکور عرشی پٹنوی	۱۹۱۴ء
177-	مولانا عبدالوحید رحیم آبادی	۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء
178-	مولانا عبدالغفار سرحدی گیاوی	۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء
179-	مولانا عبدالوہاب سرہدوی بہاری	۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء
180-	مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی دربھنگوی	۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۸ء
181-	مولانا عبدالحکیم صادقپوری	۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۸ء

182۔ مولانا عبدالقیوم صادقپوری — ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۲ء

183۔ مولانا عبدالرحیم صادق پوری — ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۳ء

184۔ مولانا ابوالحسنات عبدالشکور ندوی — ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء

185۔ مولانا حکیم عبداللطیف سہرامی — ۱۹۲۶ء

186۔ مولانا حکیم عبدالغفور رمضانپوری — ۱۳۴۸ھ / ۱۹۲۹ء

187۔ مولاناعبدالحمید راجوی دربھنگوی — ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۳ء

188۔ مولانا عبدالحلیم ناظم پیغمبرپوری — ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء

189۔ مولانا عبدالحفیظ چندرسین پوری — ۱۳۵۸ھ / ۱۹۳۸ء

190۔ مولانا حکیم عبدالحلیم طیب آروی — ۱۹۴۰ء

191۔ مولانا حکیم عبدالرحمٰن ڈمرانوی — ۱۹۴۴ء

192۔ عبدالماجد بھاگلپوری — ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۵ء

193۔ مولانا حکیم عبدالاحد جالوی دربھنگوی — ۱۳۴۶ھ / ۱۹۴۷ء

194۔ مولانا ابوالبرکات عبدالرؤف داناپوری — ۱۹۴۸ء

195۔ مولانا عبدالوہاب دربھنگوی — ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء

196۔ مولانا عبدالعزیز بسنتی مظفرپوری — ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء

197۔ مولانا عبدالحمید مظفرپوری — ۱۹۵۲ء

198۔ مولانا حکیم عبدالصمد علی ہادی سملوی — ۱۹۵۶ء

199۔ مولانا حافظ عبدالمنان گیاوی — ۱۹۵۶ء

200۔ مولانا ۔ لحفیظ نالندوی — ۱۹۵۷ء

201۔ مولانا سید عبدالمجید مضطر مظفرپوری — ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۷ء

202۔ مولانا عبدالحمید بھاگلپوری — ۱۳۷۹ھ / ۱۹۶۰ء

203۔ مولانا عبدالودود محی الدین نگری سمستی پوری — ۱۹۶۰ء

204۔ مولانا عبدالرحیم دربھنگوی — ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء

205۔ مولانا مفتی عبدالحفیظ سدھولوی
۱۳۷۸ھ / ۱۹۶۱ء

206۔ مولانا عبدالخالق دیکھیاروی
۱۹۶۱ء

207۔ مولانا حکیم عبدالواجد بھوجپوری
۱۹۶۲ء

208۔ مولانا عطاء مولیٰ دوگھروی دربھنگوی
۱۹۶۳ء

209۔ مولانا حکیم عبدالحلیم مظفرپوری
۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۴ء

210۔ مولانا عبدالعزیز بیراری
۱۹۶۶ء

211۔ مولانا علیم الدین سوزاں سہرامی
۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۶ء

212۔ مولانا عبدالرشید رانی ساگری
۱۳۸۹ھ / ۱۹۶۹ء

213۔ مولانا عبدالرشید فوقانی نیموی
۱۹۷۱ء

214۔ مولانا عبدالصمد رحمانی مونگیری
۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء

215۔ مولانا عبدالخبیر صادق پوری
۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء

216۔ مولانا حکیم عبدالواسع گیاوی
۱۹۷۴ء

217۔ مولانا شاہ عزالدین پھلواروی
۱۹۷۷ء

218۔ مولانا عثمان غنی دیوری
۱۹۷۷ء

219۔ مولانا عمیس اختر مظفرپوری
۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء

220۔ مولانا عبیدالرحمٰن عاقل رحمانی دربھنگوی
۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء

221۔ مولانا عین الحق سلفی
۱۹۸۲ء

222۔ مولانا عبدالرحمٰن ہرسنگھ پوری
۱۹۸۲ء

223۔ مولانا حافظ عبدالرشید سمستی پوری
۱۹۸۳ء

224۔ مولانا عبدالعلیم آسی دربھنگوی
۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء

225۔ مولانا عبدالعزیز گاڑھوی
۱۹۸۳ء

226۔ مولانا عبدالرحیم دوگھروی
۱۹۸۵ء

227۔ مولانا عبدالرشید بیلیساوی
۱۹۸۸ء

نمبر	نام	ہجری	عیسوی
228۔	مولانا عبداللہ حامی چمپارنی	۱۴۱۴ھ	۱۹۹۴ء
229۔	مولانا عبدالحفیظ حافظ ململی		۱۹۹۴ء
230۔	مولانا عبدالمقیت شمس نیموی	نامعلوم	
231۔	مولانا صوفی عبدالرحمٰن سلفی رجواروی	نامعلوم	
232۔	مولانا عبدالوہاب آروی	نامعلوم	
233۔	مولانا عبدالباقی جمال پوری دربھنگوی	نامعلوم	
234۔	مولانا عصمت اللہ عظیم آبادی	نامعلوم	
235۔	مولانا عبدالحفیظ علوی	نامعلوم	
236۔	مولانا عبدالسلام بھاگلپوری	۱۰۵۵ھ	۱۶۴۵ء
237۔	مولانا عبدالمنان ہرسنگھ پوری	نامعلوم	
238۔	مولانا سید عبدالغفور استھانوی	نامعلوم	
239۔	مولانا عبدالوحید ثاقب پورنیوی	نامعلوم	
240۔	مولانا شاہ عبدالغنی کاکوی	نامعلوم	
241۔	مولانا عبدالسبحان بہاری	نامعلوم	
242۔	مولانا عارف گیاوی	نامعلوم	
243۔	مولانا شاہ عبدالغنی محی الدین نگری	نامعلوم	
244۔	مولانا عزیزاللہ عظیم آبادی	نامعلوم	
245۔	مولانا عبدالشکور منیری	نامعلوم	
246۔	مولانا سید علی احمد دربھنگوی		نامعلوم
247۔	مولانا حکیم عبدالشکور اوگانوی	۱۳۶۷ھ	۱۹۴۷ء
248۔	مولانا حکیم علی نعمت پھلواروی	۱۳۳۱ھ	۱۹۱۳ء

باب غ

249- شیخ غلام نقشبند پھلواروی ۱۱۷۳ھ/ ۱۷۵۹ء

250- شیخ غلام یحیٰ بہاری ۱۱۸۰ھ/ ۱۷۶۶ء

251- قاضی غلام یحیٰ باڑھوی بہاری ۱۱۸۶ھ/ ۱۷۷۲ء

252- مفتی غلام مخدوم پھلواروی ۱۲۱۹ھ/ ۱۸۰۴ء

253- مولانا غلام مجتبیٰ دربھنگوی ۱۲۲۸ھ/ ۱۸۱۳ء

254- مولانا غلام سرور سروش دربھنگوی ۱۲۳۸ھ/ ۱۸۲۲ء

255- مولانا غلام مصطفیٰ فخر سہرامی ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۵۰ء

256- مولانا سید شاہ غلام نجف قادری ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء

257- مولانا غلام حسین بہاری نامعلوم

258- مولانا مفتی غلام سبحان بہاری نامعلوم

باب ف

259- مخدوم شاہ فریدالدین طویلہ بخش ۷۹۸ھ/ ۱۳۹۵ء

260- مخدوم شاہ فریدالدین ماہرومنیری ۱۰۳۱ھ/ ۱۶۲۱ء

261- مولانا فضل اللہ بہاری ۱۱۸۲ھ/ ۱۷۶۸ء

262- مولانا فصیح الدین پھلواروی ۱۱۹۱ھ/ ۱۷۷۷ء

263- مولانا فرحت حسین صادقپوری ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۷ء

264- شیخ شاہ فرزند علی منیری ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء

265- مولانا فضل حسین مہدانوی ثم مظفرپوری ۱۹۰۸ء

266- مولانا سید فصیح احمد استھانوی ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء

267- مولانا فیض الرحمٰن فیض دربھنگوی ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء

268- مولانا سید فضل اللہ مونگیری ۱۹۷۹ء

269۔	مولانا قاری فخرالدین گیاوی		۱۹۸۵ء
270۔	مولانا فضل کریم قادری فیض پوری		۱۹۹۰ء
271۔	مولانا فدا حسین دربھنگوی	نامعلوم	
272۔	مولانا فیاض علی صاد تپوری	نامعلوم	
273۔	مولانا فضل القدیر اختر رانی ساگری	نامعلوم	
274۔	شیخ فضل اللہ بہاری	نامعلوم	

باب ق

275۔	سید شاہ قطب الدین منیری	۱۲۸۱ھ /	۱۸۶۴ء
276۔	مولانا شاہ قمرالدین پھلواروی	۱۳۷۶ھ /	۱۹۵۶ء
277۔	مولانا قمرالحسن نالندوی	۱۴۰۴ھ /	۱۹۸۴ء
278۔	شیخ قطب الدین منیری	نامعلوم	

باب ک

279۔	مولانا کمال الدین علی پھلواروی	۱۲۷۲ھ /	۱۸۵۵ء
280۔	مولانا کمال علی پوری عظیم آبادی	۱۳۲۴ھ /	۱۹۰۶ء
281۔	سید کمال الدین عظیم آبادی	نامعلوم	

باب ل

282۔	مخدوم شاہ لطف اللہ منیری	۱۱۷۰ھ /	۱۷۵۶ء
283۔	مولانا شاہ لطف اللہ مونگیری		۱۹۴۲ء
284۔	مولانا لطف الرحمٰن ہرسنگھ پوری		۱۹۸۸ء

باب

م

285- مولانا مظفر بلخی — ۷۸۸ھ / ۱۳۸۶ء

286- شیخ محمد بن العلاء منیری — ۸۹۴ھ / ۱۳۸۶ء

287- مخدوم شیخ احمد چرم پوش — ۹۱۴ھ / ۱۵۰۸ء

288- شیخ محمد بن ابو یزید منیری — ۱۰۳۱ھ / ۱۶۲۱ء

289- مولانا شاہ محمد امین اسرار الرحمٰن پھلواروی — ۱۱۰۲ھ / ۱۶۹۰ء

290- شیخ محمد جعفر حسینی پٹنوی — ۱۱۰۵ھ / ۱۶۹۳ء

291- مولانا شاہ سید محمد ابراہیم دربھنگوی — ۱۲۲۸ھ / ۱۸۱۳ء

292- شیخ محمد باقر حسینی پٹنوی — ۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۶ء

293- قاضی محب اللہ بہاری — ۱۱۱۹ھ / ۱۷۰۷ء

294- شیخ معین الدین منیری — ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۸ء

295- شیخ محمد اسلم پٹنوی — ۱۱۳۸ھ / ۱۷۲۵ء

296- مولانا شاہ محمد امان اللہ پھلواروی — ۱۱۳۹ھ / ۱۷۲۶ء

297- مولانا محمد عتیق بہاری — ۱۱۴۹ھ / ۱۷۳۶ء

298- ملا مبین نقشبندی پھلواروی — ۱۱۵۴ھ / ۱۷۴۱ء

299- مخدوم شاہ مبارک منیری — ۱۱۵۹ھ / ۱۷۴۶ء

300- شیخ محمد بن عنایت اللہ منیری — ۱۱۵۹ھ / ۱۷۴۶ء

301- ملا محمد معین جعفری پھلواروی — ۱۱۶۸ھ / ۱۷۵۴ء

302- مولانا مبین الدین پھلواروی — ۱۱۶۸ھ / ۱۷۵۴ء

303- شیخ محمد مخدوم پھلواروی — ۱۱۷۳ھ / ۱۷۵۹ء

304- مولانا شاہ محمد منعم قادری — ۱۱۸۵ھ / ۱۷۷۱ء

305- شیخ مجیب اللہ پھلواروی — ۱۱۹۱ھ / ۱۷۷۷ء

306- شاہ محمد آیت اللہ جوہری پھلواروی — ۱۲۱۰ھ / ۱۷۹۴ء

307۔ مفتی محمد افضل پھلواروی ۱۲۱۸ھ/ ۱۸۰۳ء

308۔ مفتی محمد برکت عظیم آبادی ۱۲۲۰ھ/ ۱۸۰۵ء

39۔ مولانا سید محمد صلاح خاموش دربھنگوی ۱۲۲۸ھ/ ۱۸۱۳ء

310۔ مولانا شاہ محمد ظہور الحق پھلواروی ۱۲۳۴ھ/ ۱۸۱۸ء

311۔ خواجہ سید شاہ محمد مبارک حسین منیری ۱۲۳۶ھ/ ۱۸۲۰ء

312۔ مولانا شاہ محمد علی پھلواروی ۱۲۴۴ھ/ ۱۸۲۸ء

313۔ مولانا سید شاہ محمد علی اکبر پھلواروی ۱۲۴۷ھ/ ۱۸۳۱ء

314۔ شیخ مصطفیٰ پھلواروی ۱۲۴۹ھ/ ۱۸۳۳ء

315۔ مولانا شاہ محمد امام پھلواروی ۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء

316۔ مولانا سید شاہ محمد بہرام دربھنگوی ۱۲۵۹ھ/ ۱۸۴۳ء

317۔ مولانا محمود علی پھلواروی ۱۲۶۳ھ/ ۱۸۴۷ء

318۔ مخدوم سید مظہر ولی بہاری ۱۲۶۴ھ/ ۱۸۴۸ء

319۔ مولانا محی الدین پھلواروی ۱۲۶۴ھ/ ۱۸۴۸ء

320۔ مولانا مصطفیٰ شیر دسنوی ۱۲۶۷ھ/ ۱۸۵۱ء

321۔ مفتی محمدی عظیم آبادی ۱۲۶۹ھ/ ۱۸۵۲ء

322۔ مولانا محمد عیسیٰ پھلواروی ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۳ء

323۔ مولانا محمد علی سجاد پھلواروی ۱۲۷۱ھ/ ۱۸۵۴ء

324۔ مولانا شاہ محمد ہادی پھلواروی ۱۲۷۱ھ/ ۱۸۵۴ء

325۔ مولانا محمد وارث پھلواروی ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۵ء

326۔ مولانا سید منیر حسین برق دربھنگوی ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۷ء

327۔ مولانا محمد طالع جعفری پھلواروی ۱۲۷۵ھ/ ۱۸۵۸ء

328۔ مولانا محمد حسین پھلواروی ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء

329۔ مولانا شیخ محمد نور علی محدث سہرامی ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۴ء

330۔	مولانا شاہ محمد علی حبیب نصر پھلواروی	۱۲۹۵ھ/	۱۸۷۸ء
331۔	مولانا محمد یقین صادق پوری	۱۳۰۳ھ/	۱۸۸۶ء
332۔	مولانا محمد سعید عظیم آبادی	۱۳۰۴ھ/	۱۸۸۷ء
333۔	مولانا محمد حسن ذبیح صاد قپوری	۱۳۰۷ھ/	۱۸۸۹ء
334۔	مولانا محمد احسن گیلانی	۱۳۱۲ھ/	۱۸۹۴ء
335۔	مولانا محمد یحی پھلواروی	۱۳۱۷ھ/	۱۸۹۹ء
336۔	مولانا محمد اسحاق خان جالوی	۱۳۱۸ھ/	۱۹۰۰ء
337۔	مولانا حاجی منور علی نستوی دربھنگوی	۱۳۱۸ھ/	۱۹۰۰ء
338۔	مولانا حکیم محمد علی صادق، سہرامی	۱۳۱۹ھ/	۱۹۰۱ء
339۔	مولانا سید محمد نذیر حسین محدث مونگیری	۱۳۲۰ھ/	۱۹۰۲ء
340۔	مولانا سید مرشد حسن ہمتی پوری	۱۳۲۳ھ/	۱۹۰۵ء
341۔	مولانا سید شاہ محمد اکبر ابوالعلائی داناپوری	۱۳۲۷ھ/	۱۹۰۹ء
342۔	مولانا حکیم محمد قادر بخش سہرامی	۱۳۲۷ھ/	۱۹۱۰ء
343۔	مولانا محمد شہاب الدین کیرانوی ثم سہرامی	۱۳۲۸ھ/	۱۹۱۰ء
344۔	مولانا محمد معشوق کشش پھلواروی	۱۳۳۳ھ/	۱۹۱۴ء
345۔	مولانا حکیم محمد ابن الحسن سہرامی		۱۹۱۶ء
346۔	مولانا مقصود عالم شکروی دربھنگوی	۱۳۳۵ھ/	۱۹۱۶ء
347۔	مولانا شاہ محمد معین الدین آروی	۱۳۳۸ھ/	۱۹۱۹ء
348۔	مولانا حکیم سید شاہ محمد عمر عامر اسلام پوری	۱۳۳۸ھ/	۱۹۱۹ء
349۔	مولانا حکیم محمد مرتضیٰ حسین سہرامی		۱۹۲۵ء
350۔	مولانا محمد سلیم گاڑھوی	۱۳۴۶ھ/	۱۹۲۷ء
351۔	مولانا سید محمد علی مونگیری	۱۳۴۶ھ/	۱۹۲۷ء
352۔	مولانا حکیم سید شاہ محمد رفیق شہبازپوری	۱۳۵۰ھ/	۱۹۳۱ء

353۔ مولانا محمد بشارت کریم گڑھولوی ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء

354۔ مولانا سید محمد ضمیرالحق قیس آروی ۱۹۳۵ء

355۔ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء

356۔ مولانا قمرالدین قمراعظمی ثم دربھنگوی ۱۳۶۱ھ/ ۱۹۴۲ء

357۔ مولانا شاہ محمد حبیب الحق پھلواروی ۱۳۶۱ھ/ ۱۹۴۲ء

358۔ مولانا ابوالفضل محمد عباس پھلواروی ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء

359۔ مولانا محمد حسن مصطفیٰ شفق گیاوی ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء

360۔ مولانا محمد عارف ہرسنگھ پوری ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۴ء

361۔ مولانا شاہ محمد محسن داناپوری ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۴ء

362۔ مولانا معین الدین پٹھریاوی دربھنگوی ۱۹۴۴ء

363۔ مولانا محمد ادریس دلوی دربھنگوی ۱۹۴۴ء

364۔ مولانا قاری مقصود عالم چمپارنی ۱۹۴۵ء

365۔ مولانا شاہ محمد قاسم عثمانی اورنگ آبادی ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۶ء

366۔ مولانا محی الدین قادری پھلواروی ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء

367۔ مولانا حکیم مسیح الزمان سہرامی ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء

368۔ مولانا محمد خیرالدین گیاوی ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۷ء

369۔ مولانا محمد سہول عثمانی بھاگلپوری ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء

370۔ مولانا سید محمد ابراہیم ندوی کسمری ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۰ء

371۔ مولانا سید محمد عبدالحکیم بیتیاوی ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء

372۔ مولانا حکیم سید محمد شعیب پھلواروی ۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۳ء

373۔ مولانا مسعود عالم ندوی ۱۹۵۴ء

374۔ مولانا سید مناظراحسن گیلانی ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء

375۔ مولانا سید مقبول امام آبگلوی ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء

376۔ مولانا قاری محمد احسن نستوی ۱۹۵۶ء

377۔ مولانا محمد عابد چندی پوری ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء

378۔ مولانا حکیم محمد اسحاق چمپارنی ۱۹۶۰ء

379۔ مولانا ابو نعیم محمد مبارک کریم نالندوی ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۶۰ء

380۔ مولانا محمد حسن پٹنوی ۱۹۶۱ء

381۔ مولانا محمد یحی سہرامی ۱۹۶۳ء

382۔ مولانا محمد یونس ناڑوی دربھنگوی ۱۹۶۳ء

383۔ مولانا محمد ایوب شکروی ۱۹۶۵ء

384۔ مولانا محمد شرف الدین رتھوسوی ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء

385۔ مولانا محمد اسمٰعیل آواپوری ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء

386۔ مولانا محمد غنی سمریاوی بھاگلپوری ۱۹۶۶ء

387۔ مولانا محمد سلیمان آسی گاڑھوی ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۶ء

388۔ مولانا منیرالدین سیتامڑھوی ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء

389۔ مولانا محمد سعید چندر سین پوری ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء

390۔ مولانا حکیم محمد ظہیر گیاوی ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء

391۔ مولانا حکیم جمال اللہ ٹھنگولوی سیتامڑھوی ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء

392۔ مولانا حکیم محمد نعمان دربھنگوی ۱۹۷۲ء

393۔ مولانا محی الدین تمنا پھلواروی ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء

394۔ مولانا محمد الٰہی بخش انصاری سیتامڑھوی ۱۹۷۲ء

395۔ مولانا محمد نورالہدی نور اصلاحی دربھنگوی ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء

396۔ مولانا محمد حبیب اللہ مظفرپوری ۱۹۷۳ء

397۔ مولانا محمد اسمٰعیل رموزی پورنیوی ۱۹۷۵ء

398۔ مولانا ابوالفضل محمد صغیراحمد مظفرپوری ۱۹۷۵ء

399۔ مولانا محمد عثمان دربھنگوی ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء

400۔ مولانا حکیم محمد عثمان نستوی ۱۹۷۷ء

401۔ مولانا محمد علی اکبرنگری ۱۹۷۷ء

402۔ مولانا محی الدین سمستی پوری ۱۹۷۷ء

403۔ مولانا محمد داؤد کنہانوی ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء

404۔ مولانا مقبول احمد خان دربھنگوی ۱۹۷۹ء

405۔ مولانا مقبول احمد صدیقی دربھنگوی ۱۹۸۰ء

406۔ مولانا محمد نور شکروی ۱۹۸۰ء

407۔ مولانا سید محمد طٰہ الٰہی فکری ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء

408۔ مولانا محمود عالم کنہانوی ۱۹۸۱ء

409۔ مولانا محمد ہادی حسن سلفی دربھنگوی ۱۹۸۲ء

410۔ مولانا حافظ محمد افتخار احمد مظفرپوری ۱۹۸۲ء

411۔ مولانا سید شاہ محمد ابوالقاسم نالندوی ۱۹۸۳ء

412۔ مولانا منور حسین پورنوی ۱۹۸۴ء

413۔ مولانا محمد سلیمان مظفرپوری ۱۹۸۵ء

414۔ مولانا شاہ محمد قائم قتیل داناپوری ۱۹۸۵ء

415۔ مولانا محمد عیسیٰ فرتاب پورنوی ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء

416۔ مولانا محمد میاں قاسمی چمپارنی ۱۹۸۶ء

417۔ مولانا محمد عزیز سلفی مظفرپوری ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء

418۔ مولانا قاری محمد عثمان بریولوی دربھنگوی ۱۹۸۷ء

419۔ مولانا محمد انیس الرحمٰن بستاروی ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۷ء

420۔ مولونا حافظ شاہ محمد حنیف مظفرپوری ۱۹۸۷ء

421۔ مولانا معظم حسین قاسمی ۱۹۸۷ء

422۔ مولانا محمد عتیق الرحمٰن چندر سین پوری ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء

423۔ مولانا مفتی محمود احمد نستوی ۱۹۸۸ء

424۔ مولانا محمد ابوبکر قاسمی نالندوی ۱۹۸۹ء

425۔ مولانا محمد ایوب اسلام پوری ۱۹۸۹ء

426۔ مولانا عبداللہ ادیب بہاری ۱۹۹۰ء

427۔ مولانا حکیم محمد یوسف پھلواروی ۱۹۹۰ء

428۔ مولانا محسن ندوی پورنیوی ۱۹۹۰ء

429۔ مولانا محمد سالم توحیدی سمستی پوری ۱۹۹۰ء

430۔ مولانا محمود عالم داؤد پوری سمستی پوری ۱۹۹۰ء

431۔ مولانا سید منت اللہ رحمانی مونگیری ۱۹۹۱ء

432۔ مولانا محمد یونس آواپوری ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء

433۔ مولانا محمد طیب کنہوانوی ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء

434۔ مولانا محمد قاسم سپولوی دربھنگوی ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء

435۔ مولانا محمد حسین بہاری ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء

436۔ مولانا حافظ محمد طیب خان کماوی ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء

437۔ مولانا محمد ادریس ذکاء گڑھولوی ۱۹۹۳ء

438۔ مولانا حکیم منظر الحسن گاڑھوی ۱۹۹۳ء

439۔ مولانا حکیم محمد اسرار الحق دربھنگوی ۱۹۹۴ء

440۔ مولانا سید معین الدین ندوی نامعلوم (متوفی ۱۹۷۴ء)

441۔ مولانا محمد رکن الدین دانا سہرامی نامعلوم

442۔ مولانا مظہر علی عظیم آبادی نامعلوم

443۔ مخدوم شاہ محمد علی فردوسی منیری نامعلوم

444۔ مولانا سید محمد حسن مونگیری نامعلوم

445- مولانا سید شاہ محمد ابوالبرکات اسلام پوری — نامعلوم

446- مولانا سید محمد محمود باروی — نامعلوم

447- مخدوم شاہ مبارک مصطفیٰ فردوسی منیری — نامعلوم

448- مولانا حکیم محمد حسین آروی — نامعلوم

449- مولانا مطیع الرحمٰن ہرسٹھوی دربھنگوی — نامعلوم

450- مولانا محمد گلزار علی عظیم آبادی — نامعلوم

451- مولانا حکیم محمد ظہور آروی — نامعلوم

452- شیخ مصطفیٰ جمال الحق پورنیوی — نامعلوم

453- مولانا حکیم محمد یعقوب آروی — نامعلوم

454- مولانا حکیم مہر علی سہرامی — نامعلوم

455- شیخ مبارک بن مصطفیٰ منیری — نامعلوم

456- مولانا محی الدین بہاری — نامعلوم

457- شیخ محمد بن ابراہیم بہاری — نامعلوم

458- مولانا سید محمد رحمت علی باروی — نامعلوم

459- مولانا محمد سفیرالحق پھلواروی — م ۲۰ شعبان ۱۲۷۷ھ/ ۱۸۶۰ء

460- مولانا حکیم سید محمد ریاضت حسین بھوجپوری — ۱۲۷۷ھ/ ۱۸۶۰ء

461- مولانا محمد یونس دربھنگوی — م ۶۳-۱۹۶۲ء

462- منشی کرامت حسین تمنا دلشادپوری — نامعلوم

باب ن

463- مولانا نورالحق پھلواروی — ۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۸ء

464- مولانا نثار علی جعفری پھلواروی — ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۳ء

465۔	مولانا شاہ نعمت اللہ پھلواروی	۱۲۴۷ھ / ۱۸۳۱ء
466۔	مولانا نوازش علی پھلواروی	۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۳ء
467۔	مولانا شاہ نصیرالحق عظیم آبادی	۱۲۶۰ھ / ۱۸۴۴ء
468۔	مولانا شاہ نورالعین پھلواروی	۱۲۶۸ھ / ۱۸۵۱ء
469۔	شیخ نجابت احمد نگری نسوی	۱۲۹۱ھ / ۱۸۷۵ء
470۔	مولانا ناطق بھاگل پوری	۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء
471۔	مولانا حکیم ناصر علی غیاث پوری آروی	۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء
472۔	مولانا شاہ نعمت اللہ مجیب پھلواروی	۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء
473۔	مولانا شاہ نذیرالحق عمادی	۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء
474۔	مولانا حکیم نصیرالحق عظیم آبادی	۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء
475۔	مولانا سید نذر الرحمٰن عظیم آبادی	۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء
476۔	مولانا نورالحق نور پورنوی	۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۰ء
477۔	مولانا قاضی سید شاہ نورالحسن پھلواروی	۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء
478۔	مولانا سید نثار احمد انوری	۱۹۶۱ء
479۔	مولانا نورالحسن سنگھاچوڑوی	۱۹۶۴ء
480۔	مولانا نجیب اشرف ندوی	۱۹۶۸ء
481۔	مولانا سید شاہ نظام الدین پھلواروی	۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء
482۔	مولانا سید نوراللہ رحمانی	۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۹ء
483۔	شیخ نور محمد پشتوی	نامعلوم
484۔	مولانا سید شاہ نورالحسن امیتھوی	نامعلوم
485۔	مولانا نور احمد ڈیانوی	نامعلوم
486۔	شیخ نظام الدین منیری	نامعلوم

باب واوٌ

487۔	مولانا وجیہ الحق پھلواروی	۱۱۵۰ھ/	۱۷۳۷ء
488۔	مولانا وحید الحق محدث پھلواروی	۱۲۰۰ھ/	۱۷۸۵ء
489۔	مولانا ولایت علی صاد تپوری	۱۲۶۹ھ/	۱۸۵۲ء
490۔	شیخ وصی احمد پھلواروی	۱۲۹۳ھ/	۱۸۷۶ء
491۔	شیخ شاہ ولایت علی اسلام پوری	۱۳۰۰ھ/	۱۸۸۲ء
492۔	مولانا حکیم شاہ واعظ دیوری گیاوی	۱۳۰۲ھ/	۱۸۸۵ء
493۔	مولانا حکیم وصی الدین بھاگلپوری		۱۹۴۹ء
494۔	مولانا حکیم واجد علی شائق سہسرامی		نامعلوم

باب ہ

495۔	شیخ ہدایت اللہ منیری	۱۱۲۸ھ/	۱۷۱۵ء
496۔	مولانا حکیم ہدایت اللہ خان عظیم آبادی		۱۸۵۲ء
497۔	مولانا ہدایت اللہ صاد تپوری	۱۲۶۹ھ/	۱۸۵۳ء

باب ی

498۔	شیخ یحیٰ منیری	۶۹۰ھ/	۱۲۹۱ء
499۔	مولانا یحیٰ علی صاد تپوری		۱۸۶۸ء
500۔	مولانا حکیم یحیٰ مونگیری		۱۹۴۸ء
501۔	مولانا حکیم یوسف حسن خان سوری		۱۹۸۱ء

تقویم ہجری و عیسوی

ہجری	مہینہ	عیسوی	ہجری	مہینہ	عیسوی
۱۰۰۱	ستمبر	۱۵۹۲	۱۱۰۴	ستمبر	۱۶۹۲
۱۰۰۲	ستمبر	۱۵۹۳	۱۱۰۵	اگست	۱۶۹۳
۱۰۰۳	ستمبر	۱۵۹۴	۱۱۱۰	جولائی	۱۶۹۸
۱۰۰۴	اگست	۱۵۹۵	۱۱۲۰	مارچ	۱۷۰۸
۱۰۰۵	اگست	۱۵۹۶	۱۱۳۰	دسمبر	۱۷۱۷
۱۰۰۶	اگست	۱۵۹۷	۱۱۴۰	اگست	۱۷۲۷
۱۰۰۷	جولائی	۱۵۹۸	۱۱۵۰	مئی	۱۷۳۷
۱۰۰۸	جولائی	۱۵۹۹	۱۱۶۰	جنوری	۱۷۴۷
۱۰۰۹	جولائی	۱۶۰۰	۱۱۷۰	ستمبر	۱۷۵۶
۱۰۱۰	جولائی	۱۶۰۱	۱۱۸۰	جون	۱۷۶۶
۱۰۲۰	مارچ	۱۶۱۱	۱۱۹۰	فروری	۱۷۷۶
۱۰۳۰	نومبر	۱۶۲۰	۱۲۰۰	نومبر	۱۷۸۵
۱۰۴۰	جولائی	۱۶۳۰	۱۲۰۱	اکتوبر	۱۷۸۶
۱۰۵۰	اپریل	۱۶۴۰	۱۲۰۲	اکتوبر	۱۷۸۷
۱۰۶۰	جنوری	۱۶۵۰	۱۲۰۳	اکتوبر	۱۷۸۸
۱۰۷۰	ستمبر	۱۶۵۹	۱۲۴۰	ستمبر	۱۷۸۹
۱۰۸۰	مئی	۱۶۶۹	۱۲۰۵	ستمبر	۱۷۹۰
۱۰۹۰	فروری	۱۶۷۹	۱۲۰۶		۱۷۹۱
۱۱۰۰	اکتوبر	۱۶۸۸	۱۲۰۷		۱۷۹۲
۱۱۰۱	اکتوبر	۱۶۸۹	۱۲۰۸		۱۷۹۳
۱۱۰۲	ستمبر	۱۶۹۰	۱۲۰۹		۱۷۹۴
۱۱۰۳	ستمبر	۱۶۹۱	۱۲۱۰	جولائی	۱۷۹۵

ہجری	مہینہ	عیسوی	ہجری	مہینہ	عیسوی
۱۲۱۱		۱۷۹۶	۱۲۳۴		۱۸۱۸
۱۲۱۲		۱۷۹۷	۱۲۳۵	اکتوبر	۱۸۱۹
۱۲۱۳		۱۷۹۸	۱۲۳۶		۱۸۲۰
۱۲۱۴		۱۷۹۹	۱۲۳۷		۱۸۲۱
۱۲۱۵	مئی	۱۸۰۰	۱۲۳۸		۱۸۲۲
۱۲۱۶		۱۸۰۱	۱۲۳۹		۱۸۲۳
۱۲۱۷		۱۸۰۲	۱۲۴۰	اگست	۱۸۲۴
۱۲۱۸		۱۸۰۳	۱۲۴۱		۱۸۲۵
۱۲۱۹		۱۸۰۴	۱۲۴۲		۱۸۲۶
۱۲۲۰	اپریل	۱۸۰۵	۱۲۴۳		۱۸۲۷
۱۲۲۱		۱۸۰۶	۱۲۴۴		۱۸۲۸
۱۲۲۲		۱۸۰۷	۱۲۴۵	جولائی	۱۸۲۹
۱۲۲۳		۱۷۰۸	۱۲۴۶		۱۸۳۰
۱۲۲۴		۱۸۰۹	۱۲۴۷		۱۸۳۱
۱۲۲۵	فروری	۱۸۱۰	۱۲۴۸		۱۸۳۲
۱۲۲۶		۱۸۱۱	۱۲۴۹		۱۸۳۳
۱۲۲۷	جنوری	۱۸۱۲	۱۲۵۰	مئی	۱۸۳۴
۱۲۲۸	جنوری	۱۸۱۳	۱۲۵۱		۱۸۳۵
۱۲۲۹	دسمبر	۱۸۱۳	۱۲۵۲		۱۸۳۶
۱۲۳۰	دسمبر	۱۸۱۴	۱۲۵۳		۱۸۳۷
۱۲۳۱		۱۸۱۵	۱۲۵۴		۱۸۳۸
۱۲۳۲	نومبر	۱۸۱۶	۱۲۵۵	مارچ	۱۸۳۹
۱۲۳۳		۱۸۱۷	۱۲۵۶		۱۸۴۰

ہجری	مہینہ	عیسوی	ہجری	مہینہ	عیسوی
۱۲۵۷		۱۸۴۱	۱۳۰۵	ستمبر	۱۸۸۷
۱۲۵۸		۱۸۴۲	۱۳۰۶	ستمبر	۱۸۸۸
۱۲۵۹		۱۸۴۳	۱۳۰۷	اگست	۱۸۸۹
۱۲۶۰	جنوری	۱۸۴۴	۱۳۰۸	اگست	۱۸۹۰
۱۲۶۱		۱۸۴۵	۱۳۰۹	اگست	۱۸۹۱
۱۲۶۲		۱۸۴۶	۱۳۱۰	جولائی	۱۸۹۲
۱۲۶۳		۱۸۴۷	۱۳۱۱	جولائی	۱۸۹۳
۱۲۶۴		۱۸۴۸	۱۳۱۲	جولائی	۱۸۹۴
۱۲۶۵	نومبر	۱۸۴۸	۱۳۱۳	جون	۱۸۹۵
۱۲۶۶		۱۸۴۹	۱۳۱۴	جون	۱۸۹۶
۱۲۶۷		۱۸۵۱	۱۳۱۵	جون	۱۸۹۷
۱۲۶۸		۱۸۵۱	۱۳۱۶	مئی	۱۸۹۸
۱۲۶۹		۱۸۵۲	۱۳۱۷	مئی	۱۸۹۹
۱۲۷۰	اکتوبر	۱۸۵۳	۱۳۱۸	مئی	۱۹۰۰
۱۲۷۵	اگست	۱۸۵۳	۱۳۱۹	اپریل	۱۹۰۱
۱۲۸۰	جون	۱۸۶۳	۱۳۲۰	اپریل	۱۹۰۲
۱۲۹۰	مارچ	۱۸۷۳	۱۳۲۱	مارچ	۱۹۰۳
۱۲۹۵	جنوری	۱۸۷۸	۱۳۲۲	مارچ	۱۹۰۴
۱۳۰۰	نومبر	۱۸۸۲	۱۳۲۳	مارچ	۱۹۰۵
۱۳۰۱	نومبر	۱۸۸۳	۱۳۲۴	فروری	۱۹۰۶
۱۳۰۲	اکتوبر	۱۸۸۴	۱۳۲۵	فروری	۱۹۰۷
۱۳۰۳	اکتوبر	۱۸۸۵	۱۳۲۶		۱۹۰۸
۱۳۰۴	ستمبر	۱۸۸۶	۱۳۲۷		۱۹۰۹

ہجری	مہینہ	عیسوی	ہجری	مہینہ	عیسوی
۱۳۲۸		۱۹۱۰	۱۳۶۱	جنوری	۱۹۴۲
۱۳۲۹		۱۹۱۱	۱۳۶۲	جنوری	۱۹۴۳
۱۳۳۰		۱۹۱۱	۱۳۶۳	دسمبر	۱۹۴۳
۱۳۳۱		۱۹۱۲	۱۳۶۴	دسمبر	۱۹۴۴
۱۳۳۲		۱۹۱۳	۱۳۶۵	دسمبر	۱۹۴۵
۱۳۳۳		۱۹۱۴	۱۳۷۰	اکتوبر	۱۹۵۰
۱۳۴۰		۱۹۲۱	۱۳۷۵	اگست	۱۹۵۵
۱۳۵۰	مئی	۱۹۳۱	۱۳۸۰	جون	۱۹۶۰
۱۳۵۱	مئی	۱۹۳۲	۱۳۹۰	مارچ	۱۹۷۰
۱۳۵۲	اپریل	۱۹۳۳	۱۳۹۵	جنوری	۱۹۷۵
۱۳۵۳	اپریل	۱۹۳۴	۱۴۰۰	نومبر	۱۹۷۹
۱۳۵۴	اپریل	۱۹۳۵	۱۴۰۵	ستمبر	۱۹۸۴
۱۳۵۵	مارچ	۱۹۳۶	۱۴۰۶		۱۹۸۵
۱۳۵۶	مارچ	۱۹۳۷	۱۴۰۷		۱۹۸۶
۱۳۵۷	مارچ	۱۹۳۸	۱۴۰۸		۱۹۸۷
۱۳۵۸	فروری	۱۹۳۹	۱۴۰۹		۸۹_۸۸
۱۳۶۰	جنوری	۱۹۴۱			

ماخذ

1 شیخ احمد ابن یحیٰ منیری — آپ مخدوم الملک مخدوم جہاں اور شرف الدین احمد بہاری کے لقب سے مشہور تھے۔
نزہتہ الخواطر جلد ۲ ص ۱۶، آثار منیر ۱۳، احوال و آثار شیخ شرف احمد منیری (قلمی)نزہتہ الخواطر میں تاریخ وفات ۶ شوال ۷۷۲ھ درج ہے
جب کہ آپ کی وفات ۷۸۲ھ کو ہوئی جیسا کہ ترجمہ مکتوبات صدی میں مذکور ہے،

2 شیخ ابراہیم احمد بہاری — نزہتہ الخواطر جلد ۴ ص ۱

3 شیخ ابویزید منیری — نزہتہ الخواطر جلد ۵ ص ۳۵

4 مولانا شاہ انعام الدین پھلواروی — اعیان وطن ص ۱۲۲

5 ملا امراللہ منیراللہ پھلواروی — اعیان وطن ص ۳۵۱

6 مولانا شاہ احمد عبدالحیٔ پھلواروی — اعیان وطن ص ۳۳۸، آثار کاکو ص ۱۹۶

7 مولانا شاہ احمد عبدالحق پھلواروی — اعیان وطن ص ۲۹۸

8 مولانا امیرالحسن قادری پٹنوی — انوار ولایت ۱۱۹

9 مولانا امین اللہ عظیم آبادی — نزہتہ الخواطر جلد ۷ ص ۸۵

10 مولانا حکیم سید احمد اشرف رضوی — اعیان وطن ص ۳۱۶

11 شیخ ابراہیم بن برکت عظیم آبادی نزہتہ الخواطر جلد ۷ ص ۴

12 مولانا احمدی پھلواروی — اعیان وطن ص ۶۳

13 مولانا سید احمد یعقوب پھلواروی — اعیان وطن ص ۳۱۷

14 مولانا شاہ احمد حسین سہرامی — تاریخ سہرام ص ۱۱۷

15 مولانا امام شاہ دربھنگوی — تذکرہ بزم شمال ص ۸۲ آئینہ مبارک ص ۲۷۵

16 مولانا انور علی آروی — تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۵ ص ۲۰۶

17 مولانا سید شاہ ابوالحسن فرد پھلواروی اعیان وطن ص ۲۷۴، تاریخ اطبائے بہار جلد اول ص ۶، نزھتہ الخواطر جلد ۷ ص ۶

18 شیخ ابوتراب پھلواروی نزھتہ الخواطر جلد ۷ ص ۹، اعیان وطن ۲۸۳

19 مولانا ابوالحیات پھلواروی نزھتہ الخواطر جلد ۷ ص ۱۳، اعیان وطن ۲۹۰

20 مفتی احسان علی پھلواروی نزھتہ الخواطر جلد ۷ ص ۱۱

21 قاضی اسد علی قاضی دولت پوری آثار کاکو ص ۱۹۶

22 شیخ ابوالحیات پھلواروی اعیان وطن ص ۲۹۰

23 مولانا ابراہیم مدین اللہ نگر نہسوی نزھتہ الخواطر جلد ۷ ص ۵

24 مولانا قاضی اشرف علی پھلواروی اعیان وطن ص ۱۰۹

25 مولانا آل احمد پھلواروی نزھتہ الخواطر جلد ۷ ص ۲ اعیان وطن ص ۲۸۵

26 مولانا احمد اللہ صاد قپوری حدیقتہ الازہار قلمی ص ۱۰۵، الدرالمنثور، تذکرہ علمائے صادق پور ص ۴۳

27 مولانا امیرالحق عظیم آبادی نزھتہ الخواطر جلد ۸ ص ۷۵

28 شیخ سید شاہ امجد حسین حسینی منیری آثار منیر ص ۶۴

29 مولانا سید ابو ظفر ندوی دسنوی تاریخ بارہ گاواں ص ۳۹

30 مولانا سید احمد صوفی الدرالمنثور تذکرہ علمائے صادق پور ص ۲۷

31 مولانا حکیم سید ابوالبرکات استھانوی تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۲ ص ۳۰

32 مولانا ابو محمد ابراہیم آروی نزھتہ الخواطر جلد ۸ ص ۴، علامہ شوق نیموی حیات و خدمات ص ۳۰، رفیق علمائے بہار نمبر ص ۲۳

33 شاہ امین احمد اسلام پوری انوار ولایت ۱۲۱

34 شیخ محمد اشرف ڈیانوی نزھتہ الخواطر جلد ۸ ص ۴۰۸

35 مولانا اشرف علی صادقپوری — نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۵۶ الدر المنثور تذکرہ علمائے صادق پور ص ۹۴

36 مولانا سید شاہ امجد حسین عظیم آبادی — تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۶ ص ۴۳

37 مولانا اشرف عالم بھاگلپوری — رفیق تذکرہ علمائے بہار نمبر ص ۴۲

38 شیخ شاہ ابوالمظفر فریدالدین احمد منیری — آثار منیر ص ۷۰

39 مولانا امجد علی صادقپوری — حدیقتہ الازہار قلمی جلد ۲ ص ۱۱۸، الدر المنثور ص ۱۱۷

40 شیخ شاہ احتشام الدین حیدر منیری — آثار منیر ص ۷۰

41 مولانا ابوالخیر قاضی بہراوی دربھنگوی — علامہ شوق نیموی حیات و خدمات ص ۹۶، تذکرہ بزم شمال

42 مولانا اصغر حسین بہاری — الشمس ص ۵۱

43 مولانا اسحاق سیتامڑھوی — ارواح طیبہ ص ۱۵۸

44 مولانا ابو سلمہ شفیع احمد نالندوی — نقیب ۵ جنوری ۱۹۸۸

45 مولانا سید شاہ الیاس بہاری — تاریخ اطبائے بہار جلد ۱ ص ۱۳۰

46 مولانا مفتی ظہور احمد نستوی — تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۴۲۵

47 مولانا حکیم سید احمد حسین مونگیری — تاریخ اطبائے بہار جلد ۱ ص ۹۷

48 مولانا حکیم ارادت حسین صادقپوری — الدر المنثور ص ۲۸۴، حدیقتہ الازہار قلمی جلد ۳ ص ۱۶۵

49 مولانا احمد یحیٰ گرڑوی دربھنگوی — تذکرہ مولانا محمد عثمان ۴۳۴، مولانا محمد فاروق گرڑوی

50 مولانا حکیم ابو نصر مونگیری — تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۷۰

51 مولانا سید احمد اللہ ندوی — تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۶۶

52 مولانا ابوالقاسم فیضی امگاوی ہفت روزہ الہدیٰ و ریکارڈ ابنائے قدیم مدرسہ احمدیہ سلفیہ دربھنگہ

53 مولانا سید ابوالقاسم دربھنگوی الشمس ص ۲۶۔ اشعار بھی نقل کئے گئے ہیں

54 مولانا ابوالحسنات سید طہ کمال ندوی الشمس ص ۶۰

55 مولانا شاہ امان اللہ قادری پھلواروی تاریخ اطبائے بہار جلد ا ص ۲۰۲، اعیان وطن ص ۱۰۲

56 مولانا انوار احمد سوپولوی نقیب ۲۹ جون ۹۳

57 مرزا ابراہیم عظیم آبادی نزہتہ الخواطر جلد ۷ ص ۸

58 شیخ احمد بن محمد بہاری نزہتہ الخواطر جلد ۵ ص ۶۸

59 مولانا شاہ الیاس مونگیری تاریخ اطبائے بہار جلد دوم ص ۶۰

60 مولانا احسن اللہ بھاگلپوری مولانا شہباز محمد ۸۹

61 شیخ ابوالفتح منیری نزہتہ الخواطر جلد ۴ ص ۱۲

62 مولانا امان اللہ عظیم آبادی الدر المنثور ص ۳۰

63 مولانا شاہ ابوالبرکات محمد فائض حدیقتہ الازہار قلمی جلد ۳ ص ۱۷۱، الدر المنثور ۷ ۳۳

64 شیخ احمد بن محمد بہاری نزہتہ الخواطر جلد ۴ ص ۲۶

65 مولانا اکبر علی صادقپوری الدر المنثور ص ۷۹

66 مولانا سید اقبال حسین گیاوی تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۵۹

67 مولانا حکیم ابو نعمان لعل زمان سہرامی تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۱۸۴ حاشیہ

باب ب

68 شیخ بدھن منیری نزہتہ الخواطر جلد ۴ ص ۵۲، تذکرہ علمائے ہند ۱۳۹، مجلہ مدرسہ کنونش ص ۴۶، حدیقتہ الازہار قلمی ص ۲۷

69 مولانا سید شاہ بدرالدین پھلواروی اعیان وطن ص ۶۸

70 مولانا حکیم سید برکات احمد تاریخ اطبائے بہار جلد اول ص ۱۱، مجلہ مدرسہ کنونش ص ۴۷، تذکرہ علمائے اہل سنت جلد ۱ ص ۷۰

71 مولانا حکیم بدیع الزماں قمر نعمانی سہرامی تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۲۷

باب ت

72 شیخ تقی الدین مسوی پورنوی آئینہ پورنیہ نقیب ۱۷ فروری ۱۹۹۲ء

73 مولانا تصدق حسین عظیم آبادی نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۱۰۹، ہندوستانی تفسیریں اور ان کی عربی مفسرین ص ۳۳۲

74 مولانا تجمل حسین دسنوی بہاری تذکرہ مولانا شاہ تجمل حسین دسنوی، رفیق علمائے بہار نمبر ص ۳۸

75 مولانا تصدق حسین مشتاق پورنوی انسان پورنیہ نمبر ص ۴۲، تحقیقی مقالہ مولانا تصدق حسین احوال و آثار از خواجہ عبدالباری استاذ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی پٹنہ

باب ج

76 مولانا جان علی عظیم آبادی نزہتہ الخواطر جلد ۷ ص ۱۱۵

77 مولانا سید جواد علی پھلواروی اعیان وطن ص ۴۴

78 مولانا جمیل احمد بہاری مظفرپوری تذکرہ مولانا محمد عثمان ۴۲۸، مولانا محمد ظفیرالدین سابق استاذ مدرسہ عزیزہ بہار شریف

79 مولانا جمال احمد خستہ کمیاوی مولانا محمد زبیر قاسمی شیخ الحدیث مدرسہ اشرف العلوم کنہواں و ارواح طیبہ ص ۱۰۵

80 مولانا شاہ جعفر پھلواروی رفیق علمائے بہار نمبر ص۱۵۸

81 مخدوم شاہ جلیل الدین احمد منیری آثار منیر ص ۱۳

باب ح

82 شیخ حبیب اللہ بہاری نزہتہ الخواطر جلد ۶ ص ۶۰

83 شیخ سید حبیب اللہ پٹنوی نزہتہ الخواطر جلد ۶ ص ۶۱

84 شیخ حسن علی عظیم آبادی نزہتہ الخواطر جلد ۷ ص ۱۳۹

85 مولانا مخدوم شاہ حسن علی انوار ولایت ص ۱۱۵

86 شیخ حسین بن علی عظیم آبادی نزہتہ الخواطر جلد ۷ ص ۱۴۳

87 مولانا حمید عظیم آبادی حدیقتہ الازہار قلمی ص ۱۳، الدر المنثور ص ۳۶۷

88 مولانا حکیم حسن علی حسن سہرامی تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۸۷

89 مولانا حسن پھلواروی نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۱۰۶

90 مولانا حفیظ الدین پورنوی تذکرہ بزم شمال ص ۲۰۱، انسان پورنیہ نمبر ۱۹۵۵

91 مولانا حامد حسین مجاہد گیاوی نقیب ۱۷ اگست ۹۴

92 مولانا سید حکیم علی اظہر چھپروی رفیق علمائے بہار نمبر ص ۳۶

93 شیخ حسن رضا عظیم آبادی نزہتہ الخواطر جلد ۶ ص ۶۴

94 قاضی حیات مزید پھلواروی اعیان وطن ص ۲۱

95 مولانا سید حبیب اللہ گیاوی رفیق علمائے بہار نمبر ص ۱۳۹

باب خ

96 مولانا خواجہ بہاری حدائق الحنفیہ ص ۴۳۲، تذکرہ علمائے ہند فارسی ص ۵۸

97 مخدوم شاہ خلیل الدین احمد منیری آثار منیر ص ۱۴

98 مولانا حکیم شیخ خیرات علی دربھنگوی تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۹۷

باب د

99 مخدوم شاہ دیوان دولت منیری آثار منیر ص ۵۰

100 مخدوم شاہ دولت علی منیری آثار منیر ص ۵۸

101 مولانا حکیم داؤد عیسی پوری تاریخ اطبائے بہار جلد اول ص۹

102 سید شاہ دولت علی منیری آثار منیر ص ۷۳

103 مولانا دیانت حسین دربھنگوی تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۴۴۴، الشمس ص ۵۰

104 مولانا حافظ دیانت احمد بھاگلپوری اقتباس مضمون حضرت مولانا عبدالحمید بھاگلپوری حیات و کارنامے از مولانا مظفرالحق ندوی، تفصیل مولانا عبدالحمید بھاگلپوری میں ملاحظہ کریں۔

105 شیخ داؤد علی عظیم آبادی نزھتہ الخواطر جلد۶ ص ۸۳

باب ر

106 شیخ رضی الدین بھاگلپوری نزھتہ الخواطر جلد ۵ ص ۱۴۹

107 شاہ ابوالفتح رشید اللہ علی احمد منیری آثار منیر ص ۵۹

108 مولانا رحم علی پھلواروی اعیان وطن ص ۳۸

109 مولانا رعایت علی پھلواروی اعیان وطن ۳۳

110 مولانا سید رکن الدین پھلواروی اعیان وطن ۳۴۷

111 مولانا رحیم اللہ عظیم آبادی نزہتہ الخواطر جلد۷ ص ۱۷۴

112 مولانا رفیع الدین شکرانوی مکاتیب گیلانی ص ۳۷۶

113 مولانا شاہ رئیس العالم بھاگلپوری حضرت مولانا شہباز محمد ص ۲۰

114 مولانا شاہ رحمت اللہ احقر مظفرپوری تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد اول ص ۲۴' تذکرہ بزم شمال ص ۲۲۹

115 مولانا صوفی رمضان علی آواپوری ارواح طیبہ ص۳۷' مولانا محمد زبیر قاسمی شیخ الحدیث مدرسہ اشرف العلوم کنہواں

116 مولانا سید شاہ رکن الدین ندوی تاریخ اطبائے بہار جلد۲ ص ۱۴۴

117 مولانا ریاض احمد چمپارنی تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۲۲۳' مولانا عبدالحق چمپارنی

118 مولانا ریاست علی ندوی الشمس ص۵۸' بزم رفتگان جلد۲ میں مولانا کے صاحبزادے سید ارشد علی کا مکتوب نقل کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق آپ کی وفات ۱۴ نومبر ۷۶ بروز اتوار بوقت سوا نو بجے دن ہوئی موت حرکت قلب بند ہونے پر ہوئی' ہماری زبان وفیات مشاہیر بہار از ڈاکٹر شاہد اقبال

119 مولانا رشید بھاگلپوری پروفیسر غفار صدیقی شعبہ فارسی پٹنہ یونیورسٹی

120 شیخ رکن الدین منیری نزہتہ الخواطر جلد۴ ص ۱۱۶

121 مولانا رکن الدین بہاری نزہتہ الخواطر جلد۲ ص ۴۳' آثار منیر ص ۵۹

باب ز

122 مولانا زکریا محمودی دربھنگوی مکاتیب گیلانی ص ۸۷

123 مولانا زاہد بن محمد بہاری نزہتہ الخواطر جلد۲ ص۱۶ سیرت الشرف

باب س

124 شیخ سلیمان لنگر زمین کاکوی آثار کاکو ص ۸۹

125 شیخ سراج الدین اخی سراج آثار کاکو

126 مولانا سلیمان منیری نزہۃ الخواطر جلد ۶ ص ۱۰۰

127 شیخ سلیم اللہ نگر نہسوی نزہۃ الخواطر جلد ۶ ص ۱۰۱

128 مولانا محمد سعید گیاوی الدر المنثور ص ۲۵

129 مولانا سعید حسرت عظیم آبادی الدر المنثور ص ۲۵

130 سید شاہ سعید الدین احمد منیری آثار منیر ص ۱۷

131 مولانا شاہ سلیمان قادری پھلواروی نزہۃ الخواطر جلد ۸ ص ۱۴۹، اعیان وطن ۳۶۹

132 مولانا سید سلیمان اشرف بہاری فقیہ اسلام ص ۲۶۱، تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۱۰۰

133 مولانا سعادت حسین بہاری نزہۃ الخواطر جلد ۸ ص ۱۵۸

134 مولانا سید سلیمان ندوی حیات سلیمان مکمل سوانح، نزہۃ الخواطر جلد ۸ ص ۱۶۳، تاریخ بارہ گاواں، پرانے چراغ ص ۱۹، رفیق علمائے بہار نمبر ص ۱۰۱، وفیات مشاہیر بہار ہماری زبان از ڈاکٹر شاہد اقبال

135 مولانا پروفیسر سعید رضا دسنوی مکاتیب گیلانی ص ۳۱۸،

136 مولانا حکیم سلمان کریمی گڑھولوی اقباس مضمون مولانا باقی باللہ کریمی

137 مولانا سید سیف الدین احمد پورنوی انسان، پورنیہ نمبر ص ۴۳، تذکرہ بزم شمال اس میں اشعار بھی ہیں

باب ش

138 قاضی شہاب الدین پیر جگجوت آثار کاکو ص ۲۲، نزہۃ الخواطر جلد ا

ص۴۰، رفیق علمائے بہار

139 مخدوم شاہ شعیب فردوسی نزہتہ جلد۲ ص ۴۳، آثار منیر حاشیہ ص ۷۹ اشراف عرب ص۴۳۶

140 مولانا شہباز محمد بھاگلپوری حضرت مولانا شہباز محمد سوانح، نزہتہ الخواطر

141 مولانا شاہ شمس الدین الفرح پھلواروی اعیان وطن، ص۳۳۹، نزہتہ جلد ۷ ص ۲۴۳

142 مولانا شعیب الحق بہاری نزہتہ الخواطر جلد ۷ ص ۲۱۱

143 مولانا شاہ محمد شرف الدین پھلواروی نزہتہ الخواطر جلد۸ ص ۸۸، اعیان وطن ص ۶۸

144 مولانا شمس الحق ڈیانوی رفیق علماء بہار نمبر ص۵۰، نزہتہ الخواطر جلد۸ ص۱۷۹، الشیخ شمس الحق حیاتہ و اعمالہ

145 مولانا شاہ شرف الدین پورینوی انسان، پورنیہ نمبر، تذکرہ بزم شمال اس میں اشعار بھی نقل کئے گے ہیں

146 مولانا شمس الحق سلفی خود نوشت حالات برائے الھدی

147 مخدوم میر شمس الدین مارزندانی آثار منیر ص ۱۷

148 مولانا شائق احمد عثمانی بھاگلپوری تذکرہ مشاہیر علمائے دارالعلوم دیوبند

149 مولانا شہاب الدین احمد مولانا شہباز محمد ص ۸۰

باب ظ

150 مولانا ظہیر احسن شوق نیموی علامہ شوق نیموی حیات و خدمات مکمل سوانح اس کتاب میں ادبی جائزہ بھی ہے، ماہنامہ بحث و نظر، تاریخ اطبائے بہار جلد اول ۱۶۸، نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۲۰۶، نزہتہ الخواطر میں سال وفات ۱۳۲۵ھ درج ہے صحیح سال وفات ۱۳۲۲ ہے مولانا نیموی کے لڑکے مولانا عبدالرشید فوقانی نے نقیب ۲۰ شعبان

۷۹-۱۳ء میں علامہ نیموی کی حیات پر ایک مضمون لکھا ہے جس میں سال وفات ۱۳۲۲ھ لکھا ہے۔

151 مولانا ظفر الدین بہاری — فقیہ اسلام ۳۳۸' الشمس ص ۴۶ شوق نیموی حیات و خدمات ص ۲۷

152 سید ظریف عظیم آبادی — نزہتہ الخواطر جلد ۶ ص ۱۲۱

باب ع

153 شیخ علاء الدین علاء الحق پنڈوی — آئینہ پورنیہ' نقیب ۱۷ فروری ۹۴

154 شیخ عبدالشکور منیری — نزہتہ الخواطر جلد ۵ ص ۲۲۶' حدیقتہ الازہار ص ۷۳

155 مولانا عمادالدین پھلواروی — نزہتہ الخواطر ص ۱۹۱' ح اعیان وطن ص ۱۶۱

156 سید عبدالہادی عظیم آبادی — نزہتہ الخواطر جلد ۶ ص ۱۷۵

157 قاضی عبداللہ عظیم آبادی — نزہتہ الخواطر جلد ۷ ص ۳۱۷

158 مولانا عبدالعلی جعفری پھلواروی — اعیان وطن ص ۳۳

159 مولانا شاہ عبدالغنی پھلواروی — نزہتہ الخواطر جلد ص ۳۱۱' اعیان وطن ص ۳۷

160 مولانا عبدالعلی صاد تپوری — الدر المنثور ص ۳۷

161 مولانا شاہ عبدالمغنی پھلواروی — نزہتہ الخواطر جلد ۷ ص ۳۱۱

162 مولانا عنایت علی صاد تپوری — الدر المنثور ص ۱۸۵' حدیقتہ الازہار قلمی ص ۱۳۹

163 مولانا علی وارث پھلواروی — اعیان وطن ص ۴۴

164 مولانا علیم الدین نگر نہسوی — نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۳۳۳

165 مولانا سید عبدالرحمٰن مظفرپوری — تذکرہ بزم شمال ۳۲' اس میں اشعار

بھی منقول ہیں

166 مولانا عبدالغنی بہاری نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۲۷۲

167 مولانا عبدالغفار نشتر مہدانوی رفیق علمائے بہار نمبر ص ۲۲، جامعہ ۱۹۲۴ء، قولی تنظیم ۱۵ جون ۹۲ مضمون مہدانواں علمائے صادقپو کا وطن ڈاکٹر شاہد اقبال

168 مولانا عبدالباری عظیم آبادی نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۲۱۳

169 مولانا عبداللہ صادقپوری نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۲۹٦، الدر المنثور

170 مولانا حکیم عبدالحمید صادقپوری الدر المنثور، ص ۸۱۱، نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۲۲٦، اس میں اشعار بھی منقول ہیں، حدیقتہ الازہار قلمی ص ۱۰۷

171 مولانا عبدالحیٔ ذبیح دربھنگوی تذکرہ بزم شمال ص ۱۰٦، تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۵ ص ۱۳۸ اشاعر بھی نقل کئے گئے ہیں

172 قاضی عبدالوحید عظیم آبادی رفیق علمائے بہار نمبر تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۵ ص ۱۳۸ اشعار بھی نقل کئے گئے ہیں

173 مولانا عبداللہ بایزیدپوری گیاوی نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۲۹۵

174 مولانا حکیم علی نعمت پھلواروی اعیان وطن ص ۲۹۲

175 مولانا عین الحق پھلواروی نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۳۳۷

176 مولانا عبدالشکور عرشی پشتوی علامہ شوق نیموی حیات و خدمات ص ۹۰، تذکرہ بزم شمال ص ۱۹۷، اس کتاب کی طباعت کا سال ۱۹۸٦ء ہے اشعار بھی منقول ہیں

177 مولانا عبدالوحید رحیم آبادی علامہ شوق نیموی ص ۹۰، تذکرہ بزم شمال ص ۱۹۷، اس کتاب کی طباعت کا سال ۱۹۸٦ء ہے اشعار کا نمونہ بھی ہے

178 مولانا عبدالغفار سرحدی گیاوی درس حیات قاری فخرالدین گیاوی ص ۳۱

179 مولانا عبدالوہاب سرہدوی بہاری نزہتہ الخواطر جلد ۸ ۳۱٦، نزہتہ الخواطر میں سرہندی تحریر ہے، یہ کتابت کی غلطی ہے اس گاؤں کا سرہدہ ہے جو

نالندہ ضلع میں واقع ہے۔

180 مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی دربھنگوی نزہتہ الخواطر جلد ۸ ۲۵۶' رفیق علمائے بہار نمبر ص ۵۵

181 مولانا عبدالحکیم صادقپوری نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۲۳۳' الدر المنثور ص ۹۴' حدیقتہ الازہار ص ۱۱۱

182 مولانا عبدالقیوم صادقپوری الدر المنثور ص ۱۱۵' حدیقتہ الازہار جلد ۲ ص ۱۱۷

183 مولانا عبدالرحیم صادق پوری نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۲۴۹' الدر المنثور ص ۲۲۲' رفیق علمائے بہار نمبر ص ۶۱

184 مولانا ابوالحسنات عبدالشکور ندوی تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۵ ص ۱۰۵ اشعار بھی منقول ہیں

185 مولانا حکیم عبداللطیف سہرامی تاریخ اطبائے بہار جلد ص ۲۴۵

186 مولانا حکیم عبدالغفور رمضانپوری نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۲۷۱' تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۱۳۲ بہار میں اردو نثر کا ارتقاء ۱۸

187 مولاناعبدالحمید راہنوی دربھنگوی احمد سعید بن مولانا عبدالحمید بن مولانا عبدالحمید تذکرہ بزم شمال ۳۱۲

188 مولانا عبدالحلیم ناظم پیغمبرپوری تذکرہ شمال ص ۲۷۹' دربھنگہ جے نگر روڈ سے پورب نومیل شمال کی دوری پر پیغمبر پور گاؤں آباد ہے۔ اشعار بھی نقل کئے گئے ہیں

189 مولانا عبدالحفیظ چندرسین پوری مولانا محمد عتیق الرحمن مرقومہ ۱۵ر رمضان ۱۴۰۸ھ

190 مولانا حکیم عبدالحلیم طیب آروی تاریخ اطبائے بہار جلد اول ص ۴۸

191 مولانا حکیم عبدالرحمن ڈمرانوی تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۱۵۶

192 عبدالماجد بھاگلپوری نزہۃ الخواطر جلد ۸ ص ۳۰۰

193 مولانا حکیم عبدالاحد جالوی دربھنگوی تذکرہ مشاہیر علماء دیوبند، تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۲۰۵، مولانا مجاہد الاسلام قاسمی تذکرہ مشاہیر علماء میں سال فراغت ۱۳۲۰ھ درج ہے

194 مولانا ابوالبرکات عبدالرؤف داناپوری تاریخ اطبائے بہار جلد ۱ ص ۷۲، وفیات مشاہیر بہار، ہماری زبان یکم مئی ۱۹۹۳ء

195 مولانا عبدالوہاب دربھنگوی مشاہیر علمائے ارالعلوم دیوبند

196 مولانا عبدالعزیز بستی مظفرپوری مولانا زبیر احمد قاسمی شیخ الحدیث مدرسہ اشرف العلوم کنہواں، ارواح طیبہ سوانح

197 مولانا عبدالحمید مظفرپوری مولانا عبدالقیوم سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ و مولانا محمد سعید احمد استاذ مدرسہ

198 مولانا حکیم عبدالصمد علی ہادی سملوی تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۲۷۸

199 مولانا حافظ عبدالمنان گیاوی تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۴ ص ۲۷۹ اشعار بھی منقول ہیں

200 مولانا عبدالحفیظ نالندوی مکاتیب گیلانی ص ۳۱۸

201 مولانا سید عبدالمجید مضطر مظفرپوری تذکرہ شمال ص ۲۸۱، اشعار بھی منقول ہیں مظفرپور علمی و ثقافتی مرکز ص ۴۳

202 مولانا عبدالحمید بھاگلپوری مرتب مولانا مظفرالحق ندوی

203 مولانا عبدالودود محی الدین نگری سمستی پوری مرسلہ مولانا وصی احمد مدرسہ اسلامیہ شاہ پور بگھونی سمستی پور

204 مولانا عبدالرحیم دربھنگوی تذکرہ مشاہیر علماء دارالعلوم دیوبند، نقیب ۳۰ جنوری ۱۹۸۹ء

205 مولانا مفتی عبدالحفیظ سدھولوی تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۴۴۳، تذکرہ

206 مولانا عبدالخالق دیگھیاروی — مولانا محمد علی دوگھروی، محمد ضیاء الحسن ضیاء

207 مولانا حکیم عبدالواجد بھوجپوری — تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۱۵۴

208 مولانا عطاء مولی دوگھروی دربھنگوی — مولانا محمد ادریس دوگھروی

209 مولانا حکیم عبدالحلیم مظفرپوری — تاریخ اطبائے بہار جلد ۱ ص ۱۵۳

210 مولانا عبدالعزیز بیراری — تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۲۰۷، روداد شاعرہ بمبئی، مولانا سمیع اللہ رامپوری استاذ مدرسہ اسلامیہ رام پور

211 مولانا علیم الدین سوزاں سہرامی — تذکرہ بزم شمال ص ۴۳۲، تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۲ ص ۱۷۰، اشعار بھی نقل کئے گئے ہیں۔

212 مولانا عبدالرشید رانی ساگری — تذکرہ مولانا عبدالرشید رانی ساگری

213 مولانا عبدالرشید فوقانی نیموی — علامہ شوق نیموی حیات و خدمات ص ۸۳

214 مولانا عبدالصمد رحمانی مونگیری — تذکرہ مولانا محمد عثمان ۴۲۲، امارت شرعیہ دینی جد و جہد کا روشن باب، رفیق علمائے بہار نمبر، موخرالذکر کتاب میں تاریخ وفات ۴ مئی درج ہیں، اول راجح ہے

215 مولانا عبدالخبیر صاد تپوری — رفیق تذکرہ علمائے بہار نمبر ص ۱۰۳، تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۱۴۳، الدر المنثور ص ۱۰۳

216 مولانا حکیم عبدالواسع گیاوی — تاریخ اطبائے بہار جلد ص ۱۶۰

217 مولانا شاہ عزالدین پھلواروی — الشمس ص ۵۶

218 مولانا عثمان غنی دیوری — رفیق علماء بہار نمبر ۱۵۶

219 مولانا عمیس اختر مظفرپوری — ہفت روزہ الہدی ۱۹۰۰ وریکارڈ ابنائے قدیم مدرسہ احمدیہ سلفیہ دربھنگہ

220 مولانا عبیدالرحمٰن عاقل رحمانی دربھنگوی — تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۴۳۳، رفیق علمائے بہار نمبر ص ۱۵۹

221 مولانا عین الحق سلفی ہفت روزہ الہدی ۱۹۰۰ء و ریکارڈ ابنائے قدیم مدرسہ احمدیہ سلفیہ دربھنگہ

222 مولانا عبدالرحمٰن ہرسنگھ پوری تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۳۹۹

223 مولانا حافظ عبدالرشید سمتی پوری مرسلہ مولانا وصی احمد مدرسہ اسلامیہ شاہ پور بھگونی سمتی پور

224 مولانا عبدالعلیم آسی دربھنگوی تذکرہ بزم شمال ص ۵۲۷، تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۶ ص ۵۱ اشعار بھی نقل کئے گئے ہیں

225 مولانا عبدالعزیز گاڑھوی مولانا ظفیرالحق شاگرد مولانا عبدالعزیز و استاذ مدرسہ عزیزیہ پوپری بازار

226 مولانا عبدالرحیم دوگھروی تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۴۲۹، احمد سجاد بن مولانا عبدالرحیم ذاتی معلومات

227 مولانا عبدالرشید بلیباوی مولانا عبدالغفور انصاری بقلم عقیل احمد آسی

228 مولانا عبداللہ حامی چمپارنی مولانا ابوالنعمان قاسمی مدرس مدرسہ مقاصد العلوم جونیروا مشرقی چمپارن

229 مولانا عبدالحفیظ حافظ ململی نقیب ۱۰ فروری ۱۹۹۲ء

230 مولانا عبدالمقیت شمس نیموی تذکرہ مسلم شعراء بہار جلد ۶ ص ۲۰۹، اشعار بھی منقول ہیں

231 مولانا صوفی عبدالرحمٰن سلفی رجواروی ہفت روزہ الہدی ۱۹۰۰ء و ریکارڈر ابنائے قدیم مدرسہ احمدیہ سلفیہ دربھنگہ

232 مولانا عبدالوہاب آروی تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۲۵۲

233 مولانا عبدالباقی جمال پوری دربھنگوی تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۸۴

234 مولانا عصمت اللہ عظیم آبادی نزہۃ الخواطر جلد ۶ ص ۱۸۱

235 مولانا عبدالحفیظ علوی — تذکرہ مشاہیر علماء دارالعلوم دیوبند

236 مولانا عبدالسلام بھاگلپوری — مولانا شہباز محمد ص ۸

237 مولانا عبدالمنان ہرسنگھ پوری — تذکرہ مولانا محمد عثمان ۴۰۶

238 مولانا سید عبدالغفور استھانوی — تذکرہ مسلم شعراء بہار جلد ۲ ص ۲۳۰
اشعار بھی منقول ہیں۔

239 مولانا عبدالوحید ثاقب پورنیوی — رخت سفر خود نوشت سوانح مع ترمیم۔
یہ کتاب ثاقب کا شعری مجموعہ

240 مولانا شاہ عبدالغنی کاکوی — آثار کاکو ص۱۲۱

241 مولانا عبدالسبحان بہاری — نزہۃ الخواطر جلد۸ ص۲۵۲

242 مولانا عارف گیاوی — الدر المنثور ص۱۸

243 مولانا شاہ عبدالغنی محی الدین نگری — جنۃ الانوار حاشیہ ص ۳۵

244 مولانا عزیزاللہ عظیم آبادی — نزہۃ الخواطر جلد۶ ص ۱۷۷

245 مولانا عبدالشکور منیری — آثار منیر ص۸۴، اشراف عرب ص۴۳۳

246 مولانا سید علی احمد دربھنگوی — تذکرہ بزم شمال

247 مولانا حکیم عبدالشکور اوگانوی — تاریخ بارہ گانواں ص ۴۸

248 مولانا حکیم علی نعمت پھلواروی — اعیان وطن ص ۲۹۱

باب غ

249 شیخ غلام نقشبند پھلواروی — اعیان وطن ص ۱۲۱، نزہۃ الخواطر جلد۶
ص۲۱۵

250 شیخ غلام یحی بہاری نزہۃ الخواطر جلد۶ ص ۱۵

251 قاضی غلام یحی باڑھوی بہاری — حدیقۃ الازہار قلمی ۷۶

252 مفتی غلام مخدوم پھلواروی — حضرت شاہ آیت اللہ جوھری ص۶۷

253 مولانا غلام مجتبیٰ دربھنگوی آئینہ مبارک ص ۲۷۵' تذکرہ بزم شمال ص۷۵' اشعار بھی منقول ہیں

254 مولانا غلام سرور سروش دربھنگوی تذکرہ بزم شمال ص ۷۶' اشعار کا نمونہ بھی ہے

255 مولانا غلام مصطفیٰ فخر سہرامی تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۳ ص ۱۹۴' اشعار بھی ہیں

256 مولانا سید شاہ غلام نجف قادری مجلّہ کریم کانفرنس ص ۲۱

257 مولانا غلام حسین بہاری نزہۃ الخواطر جلد ۷ ص ۳۵۲'

258 مولانا مفتی غلام سبحان بہاری نزہۃ جلد ۷ ص ۳۵۴

باب ف

259 مخدوم شاہ فریدالدین طویلہ بخش آثار منیر ص ۶۶

260 مخدوم شاہ فریدالدین ماہرو منیری آثار منیر ص ۵۱

261 مولانا فضل اللہ بہاری نزہۃ الخواطر جلد ۴ ص۲۵۸

262 مولانا فصیح الدین پھلواروی اعیان وطن ص ۱۱۵' نزہۃ الخواطر

263 مولانا فرحت حسین صادقپوری نزہۃ الخواطر جلد۷ ص ۳۷۰' الدرالمنثور ص۱۹۷

264 شیخ شاہ فرزند علی منیری آثار منیر ص ۶۸

265 مولانا فضل حسین مہدانوی ثم مظفرپوری نزہۃ جلد۵ ص ۳۶۰' مظفرپور علمی وثقافتی مرکز ص ۷۴' قومی تنظیم ۱۵ جون ۹۲' مضمون مہدانواں علمائے صادق پور کا وطن ڈاکٹر شاہد اقبال

266 مولانا سید فصیح احمد استھانوی نقیب مصلح امت نمبر ۳۰ مارچ ص۷۰' تاریخ بارہ گانواں ص۲۱

267 مولانا فیض الرحمٰن فیض دربھنگوی تذکرہ بزم شمال ۴۷۵، اشعار بھی منقول ہیں

268 مولانا سید فضل اللہ مونگیری مکاتیب گیلانی ص ۱۴۱ عربی و اسلامی علوم بہار میں ص ۱۳۹

269 مولانا قاری فخرالدین گیاوی نورایماں۔ تعارف، تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۳ ص ۲۰۷، اشعار بی منقول ہیں

270 مولانا فضل کریم قادری فیض پوری مجلّہ فضل کریم کانفرنس ۹۲

271 مولانا فدا حسین دربھنگوی نزہتہ جلد ۸ ص ۳۵۹، حضرت حاجی امداد اللہ اور ان کے خلفاء ص ۱۲۷

272 مولانا فیاض علی صادقپوری الدرالمنثور ص ۶۰، نزہتہ جلد ۷ ص ۳۸۰

273 مولانا فضل القدیر اختر رانی ساگری تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد اول ۴۳، اشعار بھی ہیں

274 شیخ فضل اللہ بہاری نزہتہ الخواطر جلد ۴ ص ۲۵۸

باب ق

275 سید شاہ قطب الدین منیری آثار منیر ص ۶۱

276 مولانا شاہ قمرالدین پھلواروی اعیان وطن ص ۱۰۳، تذکرہ مولانا محمد عثمان

277 مولانا قمرالحسن نالندوی مولانا محمد بہاء الدین رحمانی استاذ مدرسہ اسلامیہ تھانہ مسجد باڑھ، ضلع پٹنہ

278 شیخ قطب الدین منیری اعیان وطن ۱۰۳

باب ک

279 مولانا کمال الدین علی پھلواروی اعیان وطن ص ۳۴

280 مولانا کمال علی پوری عظیم آبادی نزہۃ الخواطر جلد ۸ ص ۴۵۳

281 سید کمال الدین عظیم آبادی نزہۃ الخواطر جلد ۶ ص ۲۴۳

باب ل

282 مخدوم شاہ لطف اللہ منیری آثار منیر ص ۵۸

283 مولانا شاہ لطف اللہ مونگیری مکاتیب گیلانی ص ۸۸

284 مولانا لطف الرحمٰن ہرسنگھ پوری دیباچہ سیرت حبیب خدا ص ۴ تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۴۰۴

باب م

285 مولانا مظفر بلخی تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۴ ص ۱۹۴

286 شیخ محمد بن العلاء منیری نزہۃ الخواطر جلد ۳ ص ۱۴۷، ان کی بنیا بسارھ ویشالی گڈھی میں ہے، پہلے یہ جونپور میں شامل تھا۔ اب یہ علاقہ ویشالی ضلع میں ہے۔

287 مخدوم شیخ احمد چرم پوش حاشیہ وسیلہ شرف ص ۲۸، تحقیقی مقالہ سوانح و آثار شیخ شرف الدین احمد منیری (قلمی) ص ۲۷۶ اس قلمی نسخہ میں تاریخ وفات ۷۷۲ھ درج ہے۔ اول راجح اس لئے مخدوم یگانہ سے سال وفات نکلتا ہے۔

288 شیخ محمد بن ابو یزید منیری نزہۃ الخواطر جلد ۵ ص ۳۲۹

289 مولانا شاہ محمد امین اسرار الرحمٰن پھلواروی اعیان وطن ص ۵۶

290 شیخ محمد جعفر حسینی پٹنوی قومی تنظیم ۲۰ اکتوبر ۹۳، مضمون حضرت میر سید محمد جعفر پٹنوی از فضل حق، نزہۃ الخواطر جلد ۵ ص ۱۰۹

291 مولانا شاہ سید محمد ابراہیم۔دربھنگوی آئینہ مبارک ص ۲۷۴، مطبوعہ ۱۹۰۸ء

292 شیخ محمد باقر حسینی پٹنوی — نزہۃ الخواطر جلد۶ ص ۲۸۹

293 قاضی محب اللہ بہاری — نزہۃ الخواطر جلد ۶ ص ۲۵۰' حدائق الحنفیہ ص ۴۵۰' بحث و نظر' تذکرہ علمائے ہند

294 شیخ معین الدین منیری — نزہۃ الخواطر جلد۶ ص ۳۷۴

295 شیخ محمد اسلم پٹنوی — نزہۃ الخواطر جلد ۶ ص ۲۷۳

296 مولانا شاہ محمد امان اللہ پھلواروی — اعیان وطن ص۵۶' نزہۃ الخواطر جلد۶ ص۳۴۰' معارف جلد ۲۲ شمارہ ۶

297 مولانا محمد عتیق بہاری — نزہۃ الخواطر ص۳۳۰' حدیقۃ الازہار' ص۴۲' معارف جلد ۲۲ شمارہ ۶

298 ملا مبین نقشبندی پھلواروی — نزہۃ الخواطر جلد۷ ص۴۰۳' اعیان وطن ص۳۲

299 مخدوم شاہ مبارک منیری — نزہۃ الخواطر جلد۵ ص ۳۲۱

300 شیخ محمد بن عنایت اللہ منیری — نزہۃ الخواطر جلد۶ ص ۳۴۳

301 ملا محمد معین جعفری پھلواروی — اعیان وطن ص۳۷

302 مولانا مبین الدین پھلواروی — نزہۃ الخواطر جلد۶ ص ۳۴۶

303 شیخ محمد مخدوم پھلواروی — نزہۃ الخواطر جلد۶ ص ۳۰۲

304 شیخ منعم بن امان اللہ بہاری — انوار ولایت ص ۱۱۱' نزہۃ الخواطر جلد۶ ص ۳۷۵

305 شیخ مجیب اللہ پھلواروی — نزہۃ الخواطر جلد۶ ص۲۴۹' اعیان وطن ص ۲۴'

306 شاہ محمد آیت اللہ جوہری پھلواروی — شاہ آیت اللہ جوہری حیات و خدمات مکمل سوانح' اعیان وطن ص۶۰' حسینا بھگوان پور (مظفر پور) اسٹیشن سے پورب اور اتر سمت سادات کی بستی ہے۔

307 مفتی محمد افضل پھلواروی نزہۃ جلد ۷ ص ۳۲۹

308 مفتی محمد برکت عظیم آبادی نزہۃ الخواطر جلد ۷ ص۴۳۱

309 مولانا سید محمد صلاح خاموش دربھنگوی تذکرہ بزم شمال ص ۴۷' عربی و فارسی بہار کا حصہ ۱۴۰ موخر الذکر کتاب میں سال وفات ۱۲۲۸ مطابق ۱۸۱۲ء لکھا ہے جبکہ تذکرہ بزم شمال میں ۱۸۱۳ مذکور ہے۔ تقویم کے اعتبار سے ۱۸۱۳ ہی صحیح ہے اسی اعتبار سے سال ولادت کے تقریبی تعین میں ۱۷۴۲ درج ہے۔ جب کہ ۱۷۴۳ ہونا چاہئے۔

310 مولانا شاہ محمد ظہور الحق پھلواروی نزہۃ الخواطر جلد۷ ص ۲۲۶' اعیان وطن ص ۳۰۱

311 خواجہ سید شاہ محمد مبارک حسین منیری آثار منیر ص ۶۰

312 مولانا شاہ محمد علی پھلواروی اعیان وطن ص ۳۴۰

313 مولانا سید شاہ محمد علی اکبر پھلواروی اعیاون وطن ص ۱۰۸

314 شیخ مصطفیٰ پھلواروی نزہۃ الخواطر جلد۷ ص ۴۸۲

315 مولانا شاہ محمد امام پھلواروی نزہۃ الخواطر جلد۷ ص ۴۳۰' اعیان وطن ص ۲۸۵

316 مولانا سید شاہ محمد بہرام دربھنگوی تذکرہ بزم شمال ص۸۱' آئینہ ترھت ص ۹۶

317 مولانا محمود علی پھلواروی اعیان وطن ص ۲۰۶

318 مخدوم سید مظہر ولی بہاری انوار ولایت ص۱۱۸

319 مولانا محی الدین پھلواروی اعیان وطن ص ۳۴۵

320 مولانا مصطفیٰ شیر دسنوی حاشیہ تاریخ اطبائے بہار جلد ۳ ص ۸۷

321 مفتی محمدی عظیم آبادی نزہۃ الخواطر جلد ۷ ص۴۳۲

322 مولانا محمد عیسیٰ پھلواروی اعیان وطن ص ۳۵

323 مولانا محمد علی سجاد پھلواروی نزہتہ الخواطر جلد ۷ ص ۳۳۲' اعیان وطن ص ۲۹۴

324 مولانا شاہ محمد ہادی پھلواروی نزہتہ الخواطر جلد ۷ ص۵۲۹' اعیان وطن ص ۶۵

325 مولانا محمد وارث پھلواروی اعیان وطن ص ۷۴،۳' نزہتہ جلد ۷ ص ۲۲۹

326 مولانا سید منیر حسین برق دربھنگوی تذکرہ بزم شمال ص ۸۶' آئینہ ترہت ص۷۲ اشعار بھی نمونہ کے طور پر پیش کئے گئے ہیں۔

327 مولانا محمد طالع جعفری پھلواروی اعیان وطن ص ۴۳

328 مولانا محمد حسین پھلواروی اعیان وطن ص ۲۹۶

329 مولانا شیخ محمد نور علی محدث سہرامی علامہ شوق نیموی ص ۲۸' معارف جلد ۲۹ شمارہ ۲۵۰

330 مولانا شاہ محمد علی حبیب نصر پھلواروی نزہتہ الخواطر جلد ۷ ص ۳۳۱' اعیان وطن ص ۲۷۷

331 مولانا محمد یقین صادق پوری الدر المنثور ص ۴۳' حدیقتہ الازہار ص ۱۱۲

332 مولانا محمد سعید عظیم آبادی نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۴۳' الدر المنثور ص ۳۸۳

333 مولانا محمد حسن ذبیح صادقپوری نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۱۲۱' الدر المنثور ص ۲۰۹

334 مولانا محمد احسن گیلانی نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۳۰۷

335 مولانا محمد یحیی پھلواروی اعیان وطن ص ۲۹۱

336 مولانا محمد اسحاق خان جالوی مولانا عبدالواسع ضیا جالوئ

337 مولانا حاجی منور علی نستوی دربھنگوی تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۱۹' تذکرہ آئینہ مبارک

338 مولانا حکیم محمد علی صادق سہرامی تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۲۴۶

339 مولانا سید محمد نذیر حسین محدث مونگیری الحیات بعد الممات سوانح، حدیقتہ الازہار جلد ۳ ص ۳۰۱، رفیق علمائے بہار نمبر ۲۶

340 مولانا سید مرشد حسن ہمتی پوری تذکرہ بزم شمال ص ۱۰۶، محلہ قاضی محمد عظیم راج دربھنگہ کے صدر دروازہ کے متصل جنوب و مشرق میں آباد تھا، قلعہ کے تعمیر کے وقت اس حصہ کو راج نے خرید لیا۔ اب وہاں پورا علاقہ راج کمپاؤنڈ میں داخل ہے، فی الحال محلہ مذکورہ محلہ کی حیثیت سے نظر نہیں آتا۔ تاریخ اطبائے بہار جلد اول ص ۴۵ میں سال وفات ۱۳۰۰ھ کے بعد درج ہے تفصیل اوپر مذکور ہے۔

341 مولانا سید شاہ محمد اکبر ابوالعلائی داناپوری تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد اول ص ۸۳، اشعار بھی منقول ہیں

342 مولانا حکیم محمد قادر بخش سہرامی نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۳۷۰، تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۱۷۱ تاریخ اطبائے بہار میں سال وفات ۱۳۲۷ درج ہے جب کہ نزہتہ الخواطر میں ۱۳۳۷ اور حضرت حاجی امداداللہ اور ان کے خلفاء میں سال وفات ۱۳۲۵ھ ہے۔ موخر الذکر کتاب میں مذکور ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ سے بیعت ہوئے تاریخ سہرام ص ۱۱۷، میں بھی سال وفات ۱۳۳۷ درج ہے، اور مادہ تاریخ فا جمع یوم منادی المناد من مکان قریب درج ہے اور یہی راجح ہے اور مادہ تاریخ ما ستمع یوم ینادی المناد من مکان قریب درج ہے۔ اور یہی صحیح ہے۔

343 مولانا محمد شہاب الدین کیرانوی ثم سہرامی تاریخ سہرام ص ۱۲۶

344 مولانا محمد معشوق کشش پھلواروی اعیان وطن ص ۲۹۵

345 مولانا حکیم محمد ابن الحسن سہرامی تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۲۶۵

346 مولانا مقصود عالم شکروی دربھنگوی مولانا عالمگیر شبنم مدرسہ قدرعیہ شکری

347 مولانا شاہ محمد معین الدین آروی تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۱۸۳

348 مولانا حکیم سید شاہ محمد عمر عامر اسلام پوری تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۱۹۳، تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۲ ص ۱۳ انوار ولاویت ص ۱۸

349 مولانا حکیم محمد مرتضیٰ حسین سہرامی تاریخ اطبائے بہار جلد ۶ ص ۲۴۳

350 مولانا محمد سلیم گاڑھوی مولانا محمد نبی اختر مظاہری استاذ مدرسہ عزیزیہ پوپوری بازار سیتا مڑھی

351 مولانا سید محمد علی مونگیری سیرت مولانا محمد علی مونگیری، تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۴۱۸، نقیب ۲۵ اپریل ۸۸

352 مولانا حکیم سید شاہ محمد رفیق شہبازپوری مسلم شعرائے بہار جلد ۲ ص ۴۶ اشعار بھی منقول ہیں

353 مولانا محمد بشارت کریم گڑھولوی جنۃ الانوار سوانح، تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۴۲۰

354 مولانا سید محمد ضمیرالحق قیس آروی تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۱۴۴، تقویم کے مطابق ۱۲۸۰ مطابق ۱۸۶۳ء ہے۔

355 مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد حیات سجاد، محاسن سجاد، رفیق تذکرہ علماء بہار نمبر ص ۸۷

356 مولانا قمرالدین قمراعظمی ثم دربھنگوی تذکرہ بزم شمال ص ۱۲ اشعار بھی منقول ہیں

357 مولانا شاہ محمد حبیب الحق پھلواروی اعیان وطن ص ۳۰۳

358 مولانا ابوالفضل محمد عباس پھلواروی تذکرہ مولانا محمد عثمان، اعیان وطن ص ۳۰۳، امارت شرعیہ دینی جد و جہد ۱۷۵

359 مولانا محمد حسن مصطفیٰ شفق گیاوی تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۲ ص ۲۸۱، یادگار وطن ص ۱۸، علامہ شوق نیموی حیات و خدمات ص ۸۸

360 مولانا محمد عارف ہرسنگھ پوری کلید معارف، تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۲۱۱

361 مولانا شاہ محمد محسن داناپوری تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۴ ص ۱۲۹ اشعار بھی نقل کیے گئے ہیں

362 مولانا معین الدین پٹھریاوی دربھنگوی حافظ عبدالقیوم شاگرد مولانا معین الدین، ارواح طیبہ میں مولانا عبدالعزیز کا شاگرد نقل کیا گیا ہے۔

363 مولانا محمد ادریس دلوی دربھنگوی تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۴۲۱، مضمون حضرت مولانا محمد ادریس دلوی از امتیاز احمد لیمی

364 مولانا قاری مقصود عالم چمپارنی مولانا ابوالنعمان قاسمی مدرسہ مقاصد العلوم جونیئر مشرقی چمپارن

365 مولانا شاہ محمد قاسم عثمانی اورنگ آبادی رفیق علمائے بہار نمبر ص ۹۵

366 مولانا محی الدین قادری پھلواروی محی الملۃ والدین سوانح، تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۱۹۳، اعیان وطن ص ۹۸

367 مولانا حکیم مسیح الزمان سہرامی تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۱۸۴

368 مولانا محمد خیرالدین گیاوی درس حیات ص ۱۴۱

369 مولانا محمد سہول عثمانی بھاگلپوری مکاتیب گیلانی ص ۴۹، تذکرہ مشاہیر علمائے دارالعلوم دیوبند، الشمس مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی و ریکارڈ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی پٹنہ

370 مولانا سید محمد ابراہیم ندوی کسمری ندیم گیا، بہار نمبر ۱۹۴۰ء ص ۳۰۳، تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۵ ص ۳۱، تذکرہ بزم شمال ص ۳۵۴، اشعار بھی نقل کیے گئے ہیں

371 مولانا سید محمد عبدالحکیم بیتیاوی تذکرہ بزم شمال ص ۳۵۹ اشعار بھی نقل کیے گئے ہیں

372 مولانا حکیم سید محمد شعیب پھلواروی تاریخ اطبائے بہار جلد، ص ۸۴،

اعیان وطن ۳۳۰

373 مولانا مسعود عالم ندوی مکاتیب گیلانی ص ۲۷۸، پرانے چراغ ۳۱۷، تاریخ بارہ گانواں

374 مولانا سید مناظر احسن گیلانی رفیق علمائے بہار نمبر ص ۴۰، پرانے چراغ ص ۴۳، تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۴۱۷، نزہۃ الخواطر، تذکرہ مشائخ دیوبند، ہماری زبان وفیات مشاہیر بہار

375 مولانا سید مقبول امام آبگلوی تذکرہ مسلم شعرائے بہار حصہ ۲۰۹ اشعار بھی منقول ہیں

376 مولانا قاری محمد احسن نستوی مکاتیب گیلانی ص ۹۱

377 مولانا محمد عابد چندی پوری پورنیہ کے دور لی ص ۳۶

378 مولانا حکیم محمد اسحاق چمپارنی تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۶۴

379 مولانا ابو نعیم محمد مبارک کریم نالندوی مولانا محمد ظفیر الدین سابق استاذ مدرسہ عزیزیہ بہار شریف

380 مولانا محمد حسن پٹنوی تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۸۵

381 مولانا محمد یحیی سہرامی تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۲۵۷

382 مولانا محمد یونس ناڑوی دربھنگوی تذکرہ مولانا محمد عثمان

383 مولانا محمد ایوب شکروی ماسٹر مجیب الرحمن

384 مولانا محمد شرف الدین رتھوسوی مولانا محمد ازہر بانی مہتمم مدرسہ حسینہ کڈروا رانچی بقلم مولانا محمد عبد الخالق

385 مولانا محمد اسمٰعیل آواپوری ارواح طیبہ ص ۳۳

386 مولانا محمد غنی سرپاوی بھاگلپوری مولانا محمد مستغنی پرنسپل مدرسہ محمودیہ سرپا، بھاگلپور

387 مولانا محمد سلیمان آسی گاڑھوی ارواح طیبہ ص ۳۹

388 مولانا منیرالدین سیتامڑھوی ارواح طیبہ ص ۴۴

389 مولانا محمد سعید چندر سین پوری مولانا محمد عتیق الرحمان بشارتی مولانا محمد عثمان ص ۴۲۷ اس کتاب میں نام سعید احمد درج ہے۔ جبکہ صحیح نام محمد سعید ہے

390 مولانا حکیم محمد ظہیرگیاوی تاریخ اطبائے بہار ص ۱۸

391 مولانا حکیم جمال اللہ ٹھنگولوی سیتامڑھوی ارواح طیبہ جلد اول ص ۱۹۵

392 مولانا حکیم محمد نعمان دربھنگوی تاریخ اطبائے بہار جلد اول ص ۴۴

393 مولانا محی الدین تمنا پھلواروی اعیان ون ص ۳۰۵

394 مولانا محمد الٰہی بخش انصاری سیتامڑھوی ارواح طیبہ ص ۱۵۱

395 مولانا محمد نورالہدیٰ نور اصلاحی دربھنگوی تذکرہ بزم شمال ص ۳۴۳ اشعار بھی منقول ہیں

396 مولانا محمد حبیب اللہ مظفرپوری ارواح طیبہ ص ۱۳۱

397 مولانا محمد اسمٰعیل رموزی پورنیوی انسان پورنیہ نمبر ص ۴۵

398 مولانا ابوالفضل محمد صغیراحمد مظفرپوری مولانا محمد سعید احمد مدرس مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ

399 مولانا محمد عثمان دربھنگوی تذکرہ مولانا محمد عثمان مکمل سوانح

400 مولانا حکیم محمد عثمان نستوی تاریخ اطبائے بہار جلد اول ص ۳۸

401 مولانا محمد علی اکبرنگری سوانح تذکرہ مولانا محمد علی اکبر نگری، رفیق علماء بہار نمبر ص ۶۱

402 مولانا محی الدین ہمتی پوری مولانا محمد طفیل و تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۴۳۷، ماسٹر تقی الدین بن مولانا محی الدین

403 مولانا محمد داؤد کنہوانوی ارواح طیبہ ص ۵۳، مولانا محمد زبیر قاسمی شیخ الحدیث مدرسہ اشرف العلوم کنہواں

404 مولانا مقبول احمد خان دربھنگوی تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۴۲۹

405 مولانا مقبول احمد صدیقی دربھنگوی تذکرہ مولانا محمد عثمان ۴۴۲' حاشیہ تاریخ اطبائے بہار ص ۶۵

406 مولانا محمد نور شکروی تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ق۳۶

407 مولانا سید محمد طہٰ الٰہی فکری تذکرہ بزم شمال ص ۵۱۶ اشعار بھی منقول ہیں

408 مولانا محمود عالم کنہوانوی مولانا محمد زبیر قاسمی شیخ الحدیث مدرسہ اشرف العلوم کنہواں

409 مولانا محمد ہادی حسن سلفی دربھنگوی ہفت روزہ الہدی وریکارڈ ابنائے قدیم مدرسہ احمدیہ سلفیہ دربھنگہ

410 مولانا حافظ محمد افتخار احمد مظفرپوری مولانا محمد سعید احمد مدرس مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی پٹنہ

411 مولانا سید شاہ محمد ابوالقاسم نالندوی صاحبزادہ مولانا شاہ محمد ابوالقاسم نالندوی و ریکارڈ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی پٹنہ

412 مولانا منور حسین پورنیوی پورنیہ کے دوولی ص ۲۷

413 مولانا محمد سلیمان مظفرپوری مولانا عبدالقیوم سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی پٹنہ و مولانا محمد سعید احمد مدرس مدرسہ

414 مولانا شاہ محمد قائم قتیل داناپوری تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۴ ص۱۲۹ اشعار بھی منقول ہیں

415 مولانا محمد عیسی فرتاب پورنیوی تھیس محمد شبلی نعمانی' تحقیقی مقالہ مولانا محمد عیسی فرتاب پورنیوی

416 مولانا محمد میان قاسمی چمپارنی نقیب ۲۶' جنوری ۸۷

417 مولانا محمد عزیز سلفی مظفرپوری مضمون قاری محمد عثمان' قومی تنظیم بموقع وفات

418 مولانا قاری محمد عثمان بریلوی دربھنگوی ہفت روزہ الہدی و ریکارڈ مدرسہ احمدیہ سلفیہ دربھنگہ

419 مولانا محمد انیس الرحمٰن ستواروی مولانا محمد ادریس و ذاتی معلومات

420 مولونا حافظ شاہ محمد حنیف مظفرپوری مظفرپور علمی وثقافتی مرکز ص ۷۰

421 مولانا معظم حسین قاسمی الشمس ص ۷۱ و ذاتی معلومات

422 مولانا محمد عتیق الرحمٰن چندرسین پوری مولانا اہل اللہ مدرسہ بشارت العلوم کھرایا پتھر، دربھنگہ

423 مولانا مفتی محمود احمد نستوی تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۴۲۵ نقیب ۲۰ جون ۸۸

424 مولانا محمد ابوبکر قاسمی نالندوی الشمس ص ۴۷

425 مولانا محمد ایوب اسلام پوری تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۴۴۰

426 مولانا عبداللہ ادیب بہاری مولانا محمد ظفیرالدین سابق مدرس مدرسہ عزیزیہ بہار شریف

427 مولانا حکیم محمد یوسف پھلواروی تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۵ ص ۲۴۴

428 مولانا محسن ندوی پورنوی محمد ناصر حسین

429 مولانا محمد سالم توحیدی سمتی پوری مرسلہ مولانا وصی احمد مدرس مدرسہ اسلامیہ شاہ پور بگھونی سمتی پوری

430 مولانا محمود عالم داؤد پوری سمتی پوری مرسلہ مولانا وصی احمد مدرس مدرسہ اسلامیہ شاہ پور بگھونی

431 مولانا سید منت اللہ رحمانی مونگیری نقیب ۱۰ جون ۹۱، نقیب ۱۸، اپریل ۹۱، تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۴۳۱

432 مولانا محمد یونس آواپوری ارواح طیبہ ص ۲۷

433 مولانا محمد طیب کنھوانوی ارواح طیبہ ص ۲۵۱

434 مولانا محمد قاسم سپولوی در بھنگوی تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۲۳۱

435 مولانا محمد حسین بہاری تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۴۳۵، نقیب بموقع وفات

436 مولانا حافظ محمد طیب خان کماوی ارواح طیبہ ۳۱۸

437 مولانا محمد ادریس ذکاء گڑھولوی تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۴۴۱، سنگم ۲۰ فروری ۹۳

438 مولانا حکیم منظرالحسن گاڑھوی مولانا نبی اختر مظاہری، استاذ مدرسہ عزیزیہ پوپری بازار، سیتا مڑھی ارواح طیبہ

439 مولانا حکیم محمد اسرار الحق در بھنگوی تاریخ اطبائے بہار تعارف مصنف، قومی تنظیم، ۸ جون ۹۴

440 مولانا سید معین الدین ندوی الشمس ۵۵، بزم رفتگان جلد ۲ ص ۱۹۶ میں تاریخ وفات ۱۳ دسمبر ۱۹۷۴ء روز جمعہ درج ہے۔

441 مولانا محمد رکن الدین دانا سہرامی تاریخ اطبائے بہار جلد اول ص ۱۳۶، قومی تنظیم

442 مولانا مظہرعلی عظیم آبادی نزہتہ الخواطر جلد ۷ ص ۴۸۴

443 مخدوم شاہ محمد علی فردوسی منیری آثار منیر ص ۵۲

444 مولانا سید محمد حسن مونگیری مکاتیب گیلانی ص ۳۷۴

445 مولانا سید شاہ محمد ابوالبرکات اسلام پوری تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۴ ص ۱۷۵، اشعار بھی منقول ہیں

446 مولانا سید محمد محمود باروی اشراف عرب ص ۴۰۶، تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۴ ص ۱۳۶، شراف عرب میں سال ولادت ۱۸۹۲ درج ہے۔

447 مخدوم شاہ مبارک مصطفیٰ فردوسی منیری آثار منیر ص ۵۳

448 مولانا حکیم محمد یسین آروی نزہۃ الخواطر جلد۸ ص ۴۶۱

449 مولانا مطیع الرحمٰن ہر یٹھوی دربھنگوی تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۳۶۵

450 مولانا محمد گلزار علی عظیم آبادی نزہۃ الخواطر جلد ۷ ص ۴۲۳

451 مولانا حکیم محمد ظہور آروی نزہۃ الخواطر جلد ۷ ص ۴۲۳

452 شیخ مصطفیٰ جمال الحق پورنیوی انسان پورنیہ نمبر

453 مولانا حکیم محمد یعقوب آروی تاریخ اطبائے بہار جلد۲ ص ۲۴۳

454 مولانا حکیم مہر علی سہرامی تاریخ اطبائے بہار

ص ۲۴۳

455 شیخ مبارک بن مصطفیٰ منیری آثار منیر ص ۵۳

456 مولانا محی الدین بہاری نزہۃ الخواطر جلد۵ ص ۴۰۰

457 شیخ محمد بن ابراہیم بہاری نزہۃ الخواطر جلد ۴ ص ۲۸۳

458 مولانا سید محمد رحمت علی باروی اشراف عرب' تذکرہ بزم شمال

459 مولانا محمد سفیرالحق پھلواروی خمخانہ جاوید جلد۴ ص ۲۱۶

460 مولانا حکیم سید محمد ریاضت حسین بھوجپوری تاریخ اطبائے بہار جلد اول ص ۲۰

461 مولانا محمد یونس دربھنگوی تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۲۶۷

462 منشی محمد کرامت حسین تمنا دلشادپوری تیس احوال و آثار مولانا تصدق حسین ص ۶۴' تذکرہ بزم شمال ص ۲۴۴' انسان پورنیہ نمبر

باب ن

463 مولانا نورالحق پھلواروی اعیان وطن ص ۲۹۹' نزہۃ الخواطر جلد ۷ ص ۵۴

464 مولانا نثار علی جعفری پھلواروی اعیان وطن ص ۳۸

465 مولانا شاہ نعمت اللہ پھلواروی اعیان وطن ص ۳۵۵' نزہتہ الخواطر جلد ۷ ص ۵۰۶

466 مولانا نوازش علی پھلواروی اعیان وطن ص ۳۳۰

467 مولانا شاہ نصیرالحق عظیم آبادی نزہتہ الخواطر جلد ۷ ص ۵۰۱' اعیان وطن ص ۳۰۲

468 مولانا شاہ نورالعین پھلواروی اعیان وطن ص ۲۷۷

469 شیخ نجابت احمد نگری نسوی نزہتہ الخواطر جلد ۷ ص ۴۹۵

470 مولانا ناطق بھاگل پوری مرسلہ پروفیسر محمد رافق شعبہ فیزیکس' مارواڑی کالج' بھاگلپور

471 مولانا حکیم ناصر علی غیاث پوری آروی نزہتہ الخواطر جلد ص ۴۹۰

472 مولانا شاہ نعمت اللہ مجیب پھلواروی اعیان وطن ص ۳۵۴

473 مولانا شاہ نذیرالحق عمادی اعیان وطن ص ۳۰۵

474 مولانا حکیم نصیرالحق عظیم آبادی نزہتہ الخواطر جلد۸ ص ۵۰۲ اعیان وطن ص ۲۹۲' تاریخ اطبائے بہار جلد' ص ۳۳ نزہتہ میں اشعار بھی ہیں۔

475 مولانا سید نذر الرحمٰن عظیم آبادی الدر المنثور ص ۳۶۸' حدیقتہ الازہار ص۱۳۱' مسلم شعرائے بہار جلد اول ص ۳۶۹

476 مولانا نورالحق نور پورنیوی انسان پورنیہ نمبر ص ۴۵

477 مولانا قاضی سید شاہ نورالحسن پھلواروی تذکرہ مولانا محمد عثمان ص ۴۳۳' اعیان وطن ص ۳۴۳

478 مولانا سید نثاراحمد انوری تذکرہ مولانا عثمان ص ۲۰۸ ان کے بھائی سے حاصل کردہ معلومات

479 مولانا نورالحسن سنگھاچوڑوی مرسلہ مولانا محمد زبیر قاسمی شیخ الحدیث مدرسہ اشرف العلوم کنھواں وارواح طیبہ ص ۶۱

480 مولانا نجیب اشرف ندوی رفتگانِ علماء بہار نمبر ۴۴

481 مولانا سید شاہ نظام الدین پھلواروی اعیان وطن ص ۱۴۴

482 مولانا سید نوراللہ رحمانی نقیب ۲۹ مئی ۸۹، تعزیتی تقریر مولانا سید منت اللہ رحمانی

483 شیخ نور محمد پٹنوی نزہۃ الخواطر جلد ۵ ص ۴۲۹

484 مولانا سید شاہ نورالحسن ایتھوی تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد ۵ ص ۲۵۹

485 مولانا نوراحمد ڈیانوی نزہۃ الخواطر جلد ۸ ص ۵۰۳

486 شیخ نظام الدین منیری نزہۃ الخواطر جلد ۴ ص ۳۸۲

باب واوٗ

487 مولانا وجیہ الحق پھلواروی نزہۃ الخواطر جلد ۶ ص ۴۹۷، اعیان وطن ص ۶۱

488 مولانا وحیدالحق محدث پھلواروی علامہ شوق نیموی ص ۳۶، نزہۃ الخواطر جلد ۷ ص ۵۲۳، اعیان وطن ص ۴۳، ہندوستانی مفسرین اور عربی تفسیریں ص ۳۳

489 مولانا ولایت علی صادق پوری نزہۃ الخواطر جلد ۷ ص ۵۲۴، الدر المنثور ص ۴۳۸

490 شیخ وصی احمد پھلواروی نزہۃ الخواطر جلد ۷ ص ۵۲۴

491 شیخ شاہ ولایت علی اسلام پوری نزہۃ الخواطر جلد ۷ ص ۵۲۶

492 مولانا حکیم شاہ واعظ دیوری گیاوی تاریخ اطبائے بہاد جلد ۲ ص ۲۶۸، الدر المنثور ص ۳۵۷

493 مولانا حکیم وصی الدین بھاگلپوری تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۲۲۸

494 مولانا حکیم واجد علی شائق سہرامی تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۲۶۸

باب ہ

495 شیخ ہدایت اللہ منیری نزہتہ الخواطر جلد ۶ ص ۴۱۷ اشراف عرب ص ۴۳۱

496 مولانا حکیم ہدایت اللہ خان عظیم آبادی تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۲۳۰

497 مولانا ہدایت اللہ صاد تپوری الدر المنثور ص ۲۰۷

باب ی

498 شیخ یحی منیری انسان پورنیہ نمبر ص ۱۱۰ جنوری ۱۹۵۵ء' آثار منیر' اشراف عرب ص ۴۲۴

499 مولانا یحی علی صاد تپوری الدر المنثور ص ۶۲' حدیقتہ الازہار ص ۱۱۴

500 مولانا حکیم یحی مونگیری تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۲۳۸

501 مولانا حکیم یوسف حسن خان سوری تاریخ اطبائے بہار جلد ۲ ص ۲۳۳

کتابیات

(۱) نزہتہ الخواطر — مولانا عبدالحئ لکھنوی

(۲) اعیان وطن — مولانا حکیم محمد شعیب پھلواروی

(۳) سیرت مولانا محمد علی مونگیری — مولانا محمد الحسنی

(۴) تاریخ اطبائے بہار — حکیم محمد اسرارالحق

(۵) تذکرہ حضرت مولانا محمد عثمان — مولانا اویس عالم قاسمی

(۶) محی الملتہ والدین — مولانا شاہ عون احمد قادری

(۷) سیرت حبیب خدا — مولانا عبدالرحمٰن ہرسنگھ پوری

(۸) بحتہ المرجان — آزاد بلگرامی

(۹) حدائق الحنفیہ — فقیر محمد

(۱۰) الدرالمنشور تذکرہ علمائے صادقپور — مولانا عبدالرحیم صادقپوری

(۱۱) جنتہ الانوار — مولانا محمد ادریس ڈکا گڑھولوی

(۱۲) امارت شرعیہ دینی جد و جہد — مولانا مفتی محمد ظفیرالدین مفتاحی

(۱۳) تذکرہ مشاہیر علماء دارالعلوم دیوبند — مولانا مفتی محمد ظفیرالدین مفتاحی

(۱۴) پرانے چراغ — مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

(۱۵) تذکرہ مولانا رانی ساگری — مولانا مفتی محمد ظفیرالدین مفتاحی

(۱۶) حیات سجاد — مولانا عبدالصمد رحمانی

(۱۷) محاسن سجاد — مولانا مسعود عالم ندوی

(۱۸) حیات سلیمان — مولانا شاہ معین الدین ندوی

(۱۹) مکاتیب گیلانی — مولانا سید منت اللہ رحمانی

(۲۰) تذکرہ مسلم شعرائے بہار — حکیم سید احمد اللہ ندوی

(۲۱) حیات گیلانی — مولانا مفتی محمد ظفیرالدین مفتاحی

(۲۲) علامہ شوق نیموی حیات و خدمات — ڈاکٹر محمد عتیق احمد آروی

(۲۳)	فقیہ اعظم	مولانا حسن رضا خاں
(۲۴)	مولانا شہباز محمد	پروفیسر عبد الغفار انصاری
(۲۵)	تراجم علماء حدیث ہند	مولانا امام خاں نوشیروی
(۲۶)	تذکرہ علماء ہند	فرمان فتح پوری
(۲۷)	انوار ولایت	سید شاہ عبد القادر اسلام پوری
(۲۸)	ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت	مولانا سید مناظر احسن گیلانی
(۲۹)	محبوب الالباب	
(۳۰)	آثار کاکو	شاہ غفور الرحمن کاکوی
(۳۱)	ہندوستان کی قدیم اسلامی درس گاہیں	مولانا ابو الحسنات ندوی
(۳۲)	وفیات ماجد	مولانا عبد الماجد دریا بادی
(۳۳)	تذکرہ بزم شمال	شاداں فاروقی
(۳۴)	مظفر پور علمی، تعلیمی و ثقافتی مرکز	حامد علی خاں
(۳۵)	ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسریں	ڈاکٹر سالم قدوائی
(۳۶)	پورنیہ کے دوولی	اکمل یزدانی
(۳۷)	آثار منیر	شاہ مراد اللہ منیری
(۳۸)	تذکرہ مولانا تجمل حسین دسنوی	
(۳۹)	تذکرہ الکرام (فارسی)	مولانا ابو الحسنات پھلواروی
(۴۰)	یادگار وطن	علامہ شوق نیموی
(۴۱)	آئینہ پورنیہ	
(۴۲)	عربی، فارسی، اور علوم اسلامیہ بہار میں	مرتب ڈاکٹر اطہر شہر
(۴۳)	تذکرہ الصالحین	مولوی حبیب اللہ عظیم آبادی

(۴۴) مولانا شاہ آیت اللہ جوہری حیات و شاعری پروفیسر صدر الدین فضا شمسی

(۴۵) کلید معارف — مولانا سید منت اللہ رحمانی

(۴۶) تاریخ شعرائے بہار — سید عزیز الدین بلخی عظیم آبادی

(۴۷) حدیقتہ الازہار قلمی — حکیم محمد شعیب پھلواروی

(۴۸) تقویم ہجری و عیسوی — ابوالنصر محمد خالدی

(۴۹) مفتاح التقویم — حبیب الرحمن خاں صابری

(۵۰) خم خانہ جاوید — لالہ سری رام

(۵۱) رخت سفر — عبدالوحید ثاقب

(۵۲) درس حیات — تاریخ فخرالدین گیاوی

(۵۳) نور ایمان — قسیم گیاوی

(۵۴) بزم رفتگان — سید صباح الدین عبدالرحمن

(۵۵) آئینہ ترہت — بہاری لال فطرت

(۵۶) مولانا شاہ امان اللہ قادری

(۵۷) سیرت حاجی امداداللہ — امداد صابری

(۵۸) دیار پورب میں علم اور علماء — قاضی اطہر مبارک پوری

(۵۹) وسیلہ شرف — صوفی منیری ترتیب طیب ابدالی

(۶۰) گنجینہ سیدی معروف آئینہ مبارک — سید حسن سرہدوی

(۶۱) تذکرہ مشائخ دیوبند — مولانا مفتی حبیب الرحمن

(۶۲) تذکرہ الحسنات

(۶۳) مولانا رسول نما بنارسی اور ان کے معاصر علماء حکیم محمد اسرار الحق

(۶۴) ارواح طیبہ — مولانا محفوظ الرحمن صابری مظاہری

(۶۵) حیات طیبہ — مولانا اظہار الحق مظاہری

(۶۶) مناقب الاصفیاء — مخدوم شاہ شعیب

(۶۷)	تذکرہ اسلاف	شاد عظیم آبادی
(۶۸)	مشاہیر شعرائے سہرام	مولانا ابو محمد صالح سہرامی
(۶۹)	تاریخ سہرام	ابو محمد وزیر علی
(۷۰)	سیر المتاخرین	سید غلام حسین
(۷۱)	تذکرہ کاملان رام پور	خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ
(۷۲)	ہندوستانی کی قدیم اسلامی درس گاہیں	مولانا ابوالحسنات ندوی
(۷۳)	تاریخ بارہ گاواں	ڈاکٹر محمد مجیب الرحمٰن
(۷۴)	بہار میں اردو نثر کا ارتقاء	ڈاکٹر مظفر اقبال
(۷۵)	تقویم تاریخی	عبدالقدوس ہاشمی

رسائل

(۱) نقیب امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

(۲) ماہنامہ رفیق علماء بہار ۱۹۸۴ء

(۳) روزنامہ سنگم پٹنہ

(۴) مجلہ مدرسہ کنویشن

(۵) محمد فضل کریم کانفرنس

(۶) ندیم گیا بہار نمبر

(۷) تھیسس حضرت مخدوم حیات و کارنامے (قلمی) مولانا عبدالقیوم

(۸) رر پھلواری کے علماء کا فارسی میں حصہ (قلمی)

(۹) رر مشتاق تمنا دلشادپوری (قلمی) مولانا خواجہ عبدالباری

(۱۰) رر محمد عیسی فرتاب پورنوی (قلمی) محمد شبلی نعمانی

(۱۱) الشمس مجلہ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ

(۱۲) ماہنامہ بحث و نظر پھلواری شریف پٹنہ

(۱۳) روزنامہ قومی تنظیم، پٹنہ

(۱۴) الہدیٰ خاص نمبر، دربھنگہ

(۱۵) الہدیٰ ہفت روزہ دربھنگہ

(۱۶) ماہنامہ انسان پورنیہ نمبر

(۱۷) ریکارڈ ابنائے قدیم مدرسہ احمدیہ سلفیہ دربھنگہ

(۱۸) ریکارڈ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ

(۱۹) معارف

(۲۰) زبان و ادب

(۲۱) دعوت

(۲۲) نگار

(۲۳) ہماری زبان

(۲۴) جامعہ

(۲۵) مشاعرہ رپورٹ بمبئی

اجمالی تعارف

جامعہ اسلامیہ قاسمیہ بالا ساتھ، سیتا مڑھی بہار

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

علم کی ضرورت اور اہمیت ہر زمانہ میں تسلیم کی گئی ہے۔ علم ہی کی بدولت انسان کو مقام اشرفیت حاصل ہوا، قرآن و حدیث کی بے شمار نصوص سے علم کی فضیلت، عظمت، اور ضرورت ثابت ہوتی ہے۔ علم دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہے جس میں اقوام کی زندگی اور بقاء کا راز پنہاں ہے، اسلام نے خصوصیت سے علم کی اہمیت اور عظمت کو آشکارا کرتے ہوئے اسے پیغمبری کا بنیادی نصب العین قرار دیا ہے۔

علم کی ضرورت و اہمیت کے پیش نظر روز اول ہی سے امت مسلمہ نے علم کے حصول اور اس کی ترویج واشاعت کے لئے وہ کارنامے انجام دیئے جو تاریخ اسلام کا زریں باب ہے۔ علم دین کی ترویج و اشاعت کا یہ سلسلہ برابر چلتا رہتا لیکن ۱۸۵۷ء میں ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد انگریزی حکومت کے تسلط و اقتدار قائم ہونے پر مسلمانوں کی دینی تعلیم و تعلم اور اجتماعی حیات ملی کا شیرازہ منتشر ہوگیا۔ بزرگان کاملین اور علمائے عارفین کی مسلسل محنتوں اور کوششوں کے بعد ہندوستان میں مختلف دینی و علمی مراکز قائم کئے گئے۔ جن کے پرتو سے علم و عرفان کی ہزاروں شمعیں روشن ہوگئیں۔ یہ مبارک سلسلہ برابر ترقی کرتا رہا۔ جس کے فیض و برکت سے جہالت کی تاریکیاں دور ہوئیں۔ اور وطن عزیز کو دشمن اسلام انگریزی سامراج کے پنجہ اقتدار سے نجات ملی۔ اسی مبارک سلسلہ کی ایک مضبوط اور مستحکم کڑی جامعہ اسلامیہ قاسمیہ بالا ساتھ سیتامڑھی بہار کی نوخیز بڑی دینی درسگاہ اور تربیت گاہ بھی ہے۔ جس کا واحد مقصد علوم اسلامیہ کی بقاء اور قرآن و حدیث کی تعلیم و تبلیغ ہے۔

۶ر جون ۱۹۸۰ء کو حضرت الحاج مولانا عبدالحنان زید لطفہ کی مساعی کے نتیجہ میں حضرت ممدوح کے مبارک ہاتھوں اس دینی ادارے کا افتتاح ہوا۔ اسی وقت سے انقلابات

وحوادث کی تیز و تند آندھیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے یہ ادارہ ترقی کی راہوں پر گامزن ہے اور دین حنیف کی ٹھوس خدمات انجام دے رہا ہے' اس نے پورے شمالی بہار میں اپنا اثر و رسوخ اور وقار پیدا کیا ہے۔ قومی تعاون و اشتراک سے قابل احترام شخصیتوں نے اس پودے کو لگایا۔ اس کی آبیاری کی۔ یہ پودا برابر نشو و نما پاتا رہا اور آج ایک گھنے درخت کی طرح سایہ فگن ہے' جس کی چھاؤں میں قوم کے مختلف طبقات کے لوگ روح پرور' ایمان افروز اور خوشگوار ہواؤں کے جھونکوں سے روحانی سکون اور فرحت حاصل کر رہے ہیں۔ یہ درخت مختلف شعبہ جات کی شکل میں پھلتا اور پھیلتا جارہا ہے۔

ان اوراق میں اس درسگاہ کے شعبہ جات اور اس کی مختلف النوع خدمات کا اجمالی خاکہ پیش کیا جارہا ہے۔

امید ہے کہ جامعہ کے معاونین و مخلصین کو خصوصاً اور ہمدردان اسلام کو اس کے مطالعہ کے بعد قلبی فرحت و انبساط حاصل ہوگا۔

شعبہ عربی : اس شعبہ میں فی الحال درجہ عربی اول سے درجہ عربی پنجم یعنی ہدایہ اولین۔ نوالانوار' مقامات حریری' ریاض الصالحین وغیرہ تک کی تعلیم کا باقاعدہ درس نظامی کے طرز پر معقول انتظام ہے۔ طلبہ درجہ عربی پنجم تک کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ملک کے مشہور و اہم ادارے میں جاکر اوپر کے درجات کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ان درجات میں قابل اعتماد' محنتی اور جید اساتذہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ذریعہ تعلیم اردو ہے۔

شعبہ حفظ : جامعہ کا یہ ایک اہم شعبہ ہے ۔ جس میں ہر سال طلبہ کی ایک معقول تعداد رہتی ہے۔ اب تک اس درجے سے فارغ ہونے والے حفاظ کی ایک اچھی خاصی تعداد ہو چکی ہے۔ نیز حسب موقع دستار فضیلت کے جلسے بھی کئے جاتے ہیں جس میں فارغ ہونے والے ہر حافظ کو سند' گھڑی' تسبیح' مصلی' رومال' پوشاک' قرآن شریف اور نقد پچاس روپے دیئے جاتے ہیں۔ اس درجہ میں بھی جید حافظ و

قاری خدمات انجام دیتے ہیں۔

مزید براں شعبہ قرات میں طلبہ کو لازمی مضمون کے طور پر قواعد تجوید کے تحت مشق بھی کرائے جاتے ہیں۔

شعبہ درجات ابتدائی : اس شعبے چار درجے ہیں' شعبہ اطفال۔ شعبہ اطفال اول' شعبہ اطفال دوم اور شعبہ اطفال سوم۔

درجات دینیات فارسی : اس شعبہ میں تین درجے ہیں۔ شعبہ فارسی چہارم' شعبہ فارسی پنجم اور شعبہ فارسی ششم

شعبہ صنعت و حرفت : موجودہ زمانہ کی ضرورت کے پیش نظر طلبہ کو خود کفیل اور معاشی اعتبار سے فارغ البال بنانے کی غرض سے طلبہ کو بقدر ضرورت انگریزی زبان' خیاطی' گھڑی سازی' کتابت' جلد سازی جیسی صنعتیں بھی سکھائی جاتی ہیں۔ مستقبل میں اس شعبہ کو دوسرے تیکنیکل شعبوں کے ساتھ وسیع کرنے کا پروگرام بھی ہے۔

شعبہ مکاتب : غریب' پسماندہ اور قلیل مسلم آبادی والے علاقوں میں جہاں دینی بنیادی تعلیم کا کوئی معقول انتظام نہیں ہے' اور بستی والے اپنی اقتصادی بدحالی کی وجہ سے دینی تعلیم کا انتظام کرنے پر بھی قادر نہیں ہے۔ ایسے علاقوں میں فی الحال ۲۲ مکاتب منظم طور پر چلائے جارہے ہیں۔ مکاتب کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ مکاتب کے تمام اساتذہ کی تنخواہ ادارہ کی طرف سے ادا کی جاتی ہے' تعلیمی تحقیق جانچ' پرکھ اور معائنہ کے لئے وزٹرس (VISITORS) مقرر ہیں' مہینہ میں ایک بار ہر مکتب کی وزٹ ہوتی ہے' وزٹ رپورٹ مرکز کو بھیجی جاتی ہے۔ رپورٹ کی روایات کے مطابق مناسب کارروائی کی جاتی ہے۔ ہر سال ششماہی اور سالانہ امتحانات بھی تجربہ کار علماء کی نگرانی میں ہوتے ہیں۔ مکاتب کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لئے دیگر تدابیر بھی اختیار کئے جاتے ہیں۔

الحمد للہ یہ شعبہ بہت مفید اور بار آور ثابت ہو رہا ہے۔ یہ مکاتب وہاں کے

مسلمانوں کی دینی رہنمائی کے لئے مشعل راہ ثابت ہو رہے ہیں اور اسلام کی تعلیمات عام ہوتی جارہی ہیں۔ جہالت اور لادینی کے گڑھے میں جاگرے مسلمانوں میں دینی بیداری کی روح پھونکنے میں یہ مکاتب بہت بڑا رول ادا کر رہے ہیں۔ ادارہ جن دیہات میں مکاتب چلاتا ہے اگر ضرورت پڑے تو وہاں کے مکاتب کے لوازمات کو بھی پورا کرتا ہے۔

شعبہ تصحیح قرآن : اس شعبے میں طلبہ کو مخارج حروف اور صحیح قرآن خوانی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مکمل نورانی قاعدہ" ہر درجہ میں داخل ہے۔ جامعہ یا شاخہائے جامعہ کے کسی بھی تعلیمی شعبے سے تعلق رکھنے والے عملہ اور طلبہ پر "مکمل نورانی قاعدہ" کی تعلیم و ٹریننگ ضروری ہے۔

انجمن اصلاح البیان : زبان و قلم کی اصلاح اور تقریر و تحریر میں شائستگی کی جو اہمیت ہے وہ محتاج اظہار نہیں طلبہ کو تقریر و تحریر کی مشق کرانے اور طلبہ میں عمومی مطالعہ کے ذوق کو عام کرنے کے لئے یہ انجمن مذکورہ بالا نام سے قائم ہے۔ طلبہ اساتذہ کی نگرانی و رہنمائی اور مدد سے مختلف موضوعات پر تقاریر تیار کرتے ہیں۔ اس انجمن کی برکت اور طفیل سے طلبہ میں تقریر و تحریر کا ذوق و شوق موجود ہے' اس انجمن کی مستقل لائبریری ہے' جس میں مختلف علوم کی کتب کا ذخیرہ ہے۔ طلبہ کے مافی الضمیر کو اجاگر کرنے کے لئے یہ انجمن بہت مفید و معاون ثابت ہو رہی ہے۔ ہر جمعرات کو طلبہ تقریری مشق کرتے ہیں۔ تحریری مشق کے لئے ہر ماہ اردو میں "القاسم" جداری پرچہ بھی شائع کرتے ہیں۔ مختلف موقعوں پر مسابقات بھی منعقد کئے جاتے ہیں۔

سہ ماہی شفاء اردو : یہ جامعہ کا دینی، علمی، تبلیغی، ادبی اور اصلاحی ترجمان ہے۔ سلیس اور دلنشیں اردو زبان میں شائع ہوتا ہے۔ اس کے ہر شمارے میں معلوماتی اور فکر انگیز مضامین ہوتے ہیں۔ دیدہ زیب' معیاری رسالہ ہونے کی بناء پر ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ نہایت قلیل عرصہ میں ملک و بیرون ملک کے مختلف حلقوں میں

ایک مقام حاصل کرچکا ہے۔

شعبہ نشر و اشاعت : دین متین کی اشاعت و تبلیغ اور مسلمانوں میں احکام اسلامی کی ترویج کے لئے ادارہ میں یہ شعبہ شروع ہی سے قائم ہے۔ اس شعبہ کے ماتحت مختلف موضوعات پر اردو اور گجراتی زبان میں دینی و اصلاحی لٹریچر وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اس شعبہ کے خدمات بھی لوگوں کی نظر میں وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ یہ شعبہ تاہنوز ۱۷ عدد کتابیں اور ۷ عدد دیگر چھوٹے بڑے ہینڈبل اور پمفلٹ شائع کرچکا ہے۔

دیگر مشاغل و مصروفیات : دیگر مشاغل و خدمات مندرجہ بالا کلیدی شعبوں کے علاوہ مزید مختلف شعبہ جات قائم ہیں۔ جن کی اجمالی تصریح اس طرح ہے۔

شعبہ تبلیغ، شعبہ صف عربی، شعبہ تربیت طلبہ، شعبہ افتاء، شعبہ تنظیم و ترقی شعبہ مطبخ، شعبہ کتب خانہ، شعبہ تعمیرات، شعبہ نقل و حمل، شعبہ برقیات، شعبہ اہتمام وغیرہ۔

ترقیاتی منصوبے : تعلیمی شعبہ جات، تکمیل حدیث، تکمیل تفسیر، تکمیل افتاء تکمیل ادب، مدینہ یونیورسٹی سے معادلہ، سہ ماہی رسالہ عربی، صوت الاسلام" کا اجراء۔

تعمیری شعبہ جات : دار المدرسین، دارالاقامہ، مہمان خانہ، مدرسۃ البنات، وغیرہ۔

شعبہ جات صنعت و حرفت : نجاری، صابون سازی، ٹائپنگ، بجلی فٹنگ، خیاطی، میں اضافہ۔

حرف آخر

جامعہ اسلامیہ قاسمیہ بالا ساتھ سیتا مڑھی بہار کو جن اغراض و مقاصد کے تحت حضرت الحاج مولانا عبدالحنان دامت برکاتہم نے قائم فرمایا مولانا موصوف کی ہی انتھک جانفشانی' بے لوث خدمات اور بے پناہ خلوص کی بدولت بہر نوع دین کے مختلف خدمات انجام دینے میں مصروف ہے اور ترقی قدم چوم رہی ہے۔ درحقیقت یہ کاروان علم و عرفان کسی مستقل ذریعہ آمدنی کے بغیر صرف مسلم قوم کے تعاون سے حسبۃً للہ اور توکل علی اللہ دینی و علمی خدمات میں منہمک ہے۔ اس ادارے کی تعمیر و ترقی میں جہاں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم' بزرگوں کی روحانی توجہات اور برکات کار فرما ہیں۔ وہیں مسلمانوں کے اخلاص' ایثار اور دینی دردمندی کے جذبات بھی کار فرما ہیں۔ جو اس کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر مقدم رکھتے ہیں۔

(شعبہ نشر و اشاعت)

TAZKERA ULAMA-E-BIHAR

Vol—I

By : Abul Kalam Qasmi Shamsi

دیگر تصانیف

(۱)	القراۃ الجدیدۃ المبادی	مطبوعہ
(۲)	القراۃ الجدیدۃ الجزء الاول	مطبوعہ
(۳)	القراۃ الجدیدۃ الجزء الثانی	مطبوعہ
(۴)	القراۃ الجدیدۃ الجزء الثالث	مطبوعہ
(۵)	الترجمتہ العربیتہ	مطبوعہ
(۶)	تسہیل النحو	مطبوعہ
(۷)	تفسیر سورہ فاتحہ	مطبوعہ
(۸)	مکالمہ سنت و بدعت	مطبوعہ
(۹)	حضرت اویس قرنی	مطبوعہ
(۱۰)	ہماری نمازیں	مطبوعہ
(۱۱)	جدید اردو قواعد حصہ دوم و سوم	مطبوعہ
(۱۲)	ہمارا دین حصہ دوم	مطبوعہ
(۱۳)	چہل حدیث	مطبوعہ
(۱۴)	تذکرہ علمائے بہار جلد دوم	زیر طبع

JAMIA ISLAMIA QASMIA

BALA SATH - SITAMARHI